سلطنت عثمانیہ

اور

اوسکی باجگزار ریاستوں کی موجودہ حالت

مع موازنہ حالت سن ۱۸۹۶ء

جسمیں سلطنت عثمانیہ اور مصر۔ قبرس۔ بلگیریا۔ تیونس۔ ساموس اور بوسینا وہرزی گووینا کے ہر ایک ملکی صیغہ تجارت رقبہ و آبادی فوجی و بحری طاقت طرز آئین و حکومت سررشتہ تعلیم ریلوی قرضجات قومی اور صنعت و حرفت کی موجودہ کیفیت شرح و بسط کے ساتھ قلمبند کیگئی ہے اور ساتھ ہی آج سے دس سال پیشتر یعنی ۱۸۹۶ء کی اعداد و شمار بھی دکھائے گئے ہیں

مرتبہ

مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ اڈیٹر وطن لاہور (سابق اڈیٹر وکیل)

جو بار دوم بیشمار اضافوں اور ترمیموں کے ساتھ

۱۹۰۶ء میں

حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوئی

التماس

دیباچہ طبع اول

اس رسالہ کو جس میں سلطنت عثمانیہ کے تمام ملکی صیغوں تجارت صنعت حرفت و قومی قرضوں کی موجودہ کیفیت جیسی کہ وہ سنہ ۱۸۹۶ء میں تھی درج کرنے کے علاوہ مصر و شہر سویز ٹیونس بلگیریا قبرص بوسنیا ہرزی گوینا و ساموس کی باجگذار ماتحت ریاستوں اور صوبوں کی موجودہ حالت بھی بیان کر دی گئی ہے ٹیونس اسوقت فرانس کی زیر حفاظت ہے۔ اور بظاہر اسکا کوئی تعلق سلطنت عثمانیہ سے نہیں رہ گیا۔ لیکن چونکہ اسکو باجگذار ریاستوں کی ذیل میں شمار کرنیکی وجوہات اصل کتاب کے حاشیہ متعلق ٹیونس میں بتا دی ہیں پہلے رسالہ کو جیسا کہ بابت سالہائے حکومت سلطان عبد الحمید خان کے اکثر حواشی سے معلوم ہوتا ہے کتاب مذکور کے ساتھ بطور ضمیمہ ملحق کرنیکا ارادہ تھا مگر دونوں کتابوں کا اپنی اپنی جگہ اس قدر حجم بڑھ گیا کہ اسکو علیحدہ کتاب کی شکل میں شایع کرنا ضروری ہو گیا میں امید کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو میری دوسری کتابوں کے ساتھ پڑھنے سے ناظرین کو سلطنت عثمانیہ کے متعلق کامل آگاہی اور واقفیت ہو جائے گی۔ والسلام۔ مرقومہ سنہ ۱۸۹۶ء

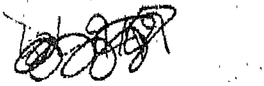
خاکسار۔ بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ تحصیلدار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ و اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر

دیباچہ طبع دوم

یہ ظاہر ہے کہ دس سال کے بعد وہ اعداد و شمار ہرگز قائم نہیں رہ سکتے تھے جو سنہ ۱۸۹۶ء کی بابت کیفیت ظاہر کرتے تھے مثلاً اڈیشن ختم ہو جانے پر اس کتاب کو بجنسہ چھاپ دینے سے "موجودہ حالت" کا لفظ اسپر کسیطرح صادق نہ آسکتا تھا۔ اور اگر صرف سنہ حال کے اعداد و شمار پر اکتفا کیا جاتا۔ پرانے اعداد و شمار حذف کر دیئے جاتے۔ تو معلومات بڑھانے کے شائقین ایک بیش بہا ذخیرہ سے محروم رہ جاتے۔ بنا بریں کتاب کی ضخامت بڑھ گئی ہے یعنی اصل کتاب کو بحالہا قائم رکھکر پرانی ہر جدول کے بالمقابل یا بعد۔ یا اوس کے اندر تازہ اعداد و شمار بڑھا دیئے ہیں اور جسطرح اور ہر قسم کی تبدیلی۔ یا ایزادی کو بھی درج کر دیا ہے جو اس دس سال کے عرصہ میں سلطنت کے مختلف صیغوں اور شعبوں میں واقع ہوئی ہے۔ باینہمہ قیمت وہی رکھی ہے جو پہلے تھی یعنی ایک روپیہ۔ تاکہ خاکسار کی جو اصل غرض ان کتابوں کی تالیف و اشاعت سے ہے وہ فوت نہ ہونے پائے۔ یہ کتابیں محض اسلئے تالیف کی گئی ہیں کہ مسلمانان ہند میں دیگر اقطاع عالم کی مسلمان اقوام اور سلطنتوں کے حالات سے بالعموم اور خاصکر مسلمان اقوام کی سرتاج قوم حکومت سلطنت عثمانیہ و آل کے کوائف سے باخبری و آگاہی کا شوق پیدا ہو۔ تاکہ یہ قوم بھی اسیطرح ترقی کرنیکے درپے ہوں اور قومی ضروریات و مشکلات کو محسوس کریں اور دوسری رشتہ اتحاد و اتفاق باہم مضبوط ہو۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔

یہ دوسرا اڈیشن حضرت خلافت پناہی کی ۶۶ ویں سالگرہ ولادت مسعود کو شایع کیا جاتا ہے۔ ۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ اڈیٹر وطن لاہور



سلطنت عثمانیہ

اور
اوسکی باجگزار ریاستوں کی موجودہ حالت اور دہ سالہ ترقی

(ماخوذ از سٹیٹسمینز ایئر بک بابت ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۶ء)

فرمانروا سلطان

اعلیٰحضرت فلک قدرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی - جو ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۱۶ شعبان ۱۲۵۸ ہجری بالمقدس استولہ ہوئے۔ سلطان عبد الحمید کے خلف ثانی ہیں اپنے بڑے بھائی سلطان مراد خامس کے معزول پر ۳۱۔ اگست ۱۸۷۶ء کو جلوہ افروز مسند خلافت ہوئے۔

اولاد و احفاد امیر المومنین { ۱۔ محمد سلیم آفندی - ۱۱ جنوری ۱۸۷۰ء کو متولد ہوئے۔
۲۔ زکیہ سلطانہ[1] - ۱۲ جنوری ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئیں - ۲۰ اپریل ۱۸۸۹ء کو نور الدین پاشا فرزند اکبر غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں۔

۳۔ نعیمہ سلطانہ۔ اگست ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئیں۔ ۱۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو محمد کمال الدین پاشا فرزند دوم غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں۔ مگر کمال الدین جب اپنے والد کی وفات سے چند سال بعد ینگ ٹرکش پارٹی میں شامل ہوکر مفرور ہوگیا تو بروئے شریعت شاہزادی صاحبہ کا نکاح جون ۱۹۰۴ء میں فسخ ہوگیا۔ اور کچھ عرصہ بعد کمال بک نائب وزیر مال سے ۱۹۰۶ء میں بیاہی گئیں۔

۴۔ عبد القادر آفندی - ۲۳ فروری ۱۸۷۸ء کو تولد ہوئے۔

۵۔ احمد آفندی - ۴ مارچ ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپکا چند سال ہوئے انتقال ہوگیا۔

۶۔ نعیلہ سلطانہ۔ ۹ جنوری ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئیں۔ انکا بھی انتقال ہوچکا ہے۔

۷۔ محمد برہان الدین آفندی - ۱۹ دسمبر ۱۸۸۵ء کو متولد ہوئے۔

۸۔ شادیہ سلطانہ۔ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں۔

۹۔ عایشہ سلطانہ۔ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئیں۔

[1] زکیہ سلطانہ کے مفصل حالات کتاب بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین میں درج ہیں۔ مولف

۱۰۔ رفیعہ سلطانہ۔

۱۱۔ عبدالرحیم آفندی سنہ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۹۵ء میں فوت ہوگئے۔ اور انکی یادگار میں اس سال عالیشان مجیدیہ شفاخانہ بنابر اطفال و عورات سلطانی خرچ پر قسطنطنیہ میں قائم کیا تھا۔

۱۲۔ محمد بدر آفندی سنہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔

۱۳۔ خدیجہ سلطانہ سنہ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئیں اور بعمر ۹ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۸ء میں فوت ہوگئیں۔

برادران و خواہران خلیفۃ المسلمین

۱۔ محمد مراد آفندی۔ ۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ مئی سنہ ۱۸۷۶ء کو اپنے چچا سلطان عبدالعزیز شہید کے عزل پر تخت نشین ہوئے۔ مگر بعد میں کونسل وزراء نے مرض دیوانگی کا مریض قرار دیکر ۳۱ اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو معزول کر دیا ۲۹ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو بمرض ذیابیطس فوت ہوگئے۔

۲۔ جمیلہ سلطانہ۔ ۱۸ اگست سنہ ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئیں۔ ۳ جون سنہ ۱۸۵۸ء کو محمود جلال الدین پاشا خلف رشید محمد علی پاشا سے بیاہی گئیں۔ اب بیوہ ہیں۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں انکا خاوند فوت ہوا تھا۔

۳۔ محمد رشاد آفندی ۳ نومبر سنہ ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ولیعہد یہی شہزادہ ہے۔

۴۔ کمال الدین آفندی ۳ دسمبر سنہ ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوئے۔

۵۔ سنیہ سلطانہ۔ ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۵۱ء کو پیدا ہوئیں۔ اور محمود پاشا مرحوم پسر خلیل پاشا سے بیاہی گئی تھیں جنہیں ایک البانوی نے قتل کر دیا۔

۶۔ مدیحہ سلطانہ سنہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئیں۔ پہلے سنہ ۱۸۷۹ء میں نجیب پاشا سے بیاہی گئیں سنہ ۱۸۸۵ء میں بیوہ ہوئیں۔ پھر دوبارہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۸۹ء کو فرید پاشا سے بیاہی گئیں۔

۷۔ سلیمان آفندی سنہ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔

۸۔ وحید الدین آفندی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے۔

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی خاندان عثمان کے ۳۵ ویں سلطان اور

لہ کتاب لبت سالنامہ حکومت کے صفحہ ۳ کی حاشیہ پر ۱۲ بھائی اور بہنوں کے نام درج ہیں اور انکی تاریخیں بھی لیکن جگہ مختلف ہیں۔ یہ نام اور تاریخیں سنہ ۱۸۸۶ء کی اشپیشتر پبیرک سے لیگئی تھیں۔ سالنامہ سنہ ۱۸۹۶ء کی بابت کتاب میں باقی ۵ بھائی بہنوں کے نام درج نہیں یہ قیاس ہوتا ہے کہ وہ جوار رحمت الٰہی میں جا بسے ہوں گے۔ اور کہ تمام اشخاص کی تاریخ مزید احتیاط سے پچھلی سالانہ کتابوں میں ملحوظ رکھی گئی واقعہ ہوا ہے۔ اس کتاب کے پہلے اڈیشن میں صرف بیٹے بیٹیوں اور بھائی بہنوں کے نام درج تھے۔ مگر اس اڈیشن میں اولاد کی تعداد ۱۳۔ اور بھائی بہنوں کی ۸ درج کی جاتی ہے۔ مؤلف۔

فتح اسلامبول کے بعد ۱۴۵۳ء و پیش شہنشاہ ہیں خاندان عثمانیہ میں قانون وراثت اولاد ذکور کی عمر کے کم بیش ہونے کے مطابق ہے تمام اولاد جو حرم سلطانی میں خواہ آزاد یا کنیز کے بطن سے پیدا ہو جائز اور مساوی حقوق رکھتی ہے۔ بیٹا اوس صورت میں باپ کا جانشین ہوتا ہے جبکہ کوئی چچا یا عمزاد بھائی اوس سے بڑا عمر میں موجود نہ ہو۔

سلاطین عثمانیہ کئی صدیوں سے باقاعدہ ازدواج نہیں کرتے حرم سرا کی خاتونیں جو خواہ زر خرید ہوں یا برضی خود آتیں۔ زیادہ تر اون اضلاع کی ہوتی ہیں جو قلمرو عثمانیہ سے باہر ہیں۔ اور خاصکر سرکیشیا سے زیادہ آتی ہیں۔ انھی میں سے سلاطین عروسات کو منتخب کرتے ہیں جو قادین یعنی بیگمات حرم کہلاتی ہیں۔ اور باقی اوالیک پکاری جاتی ہیں۔ اور قادینیوں کی خادمہ متعدد ہوتی ہیں۔ حرم سرا کی منتظمہ ایک معمر قادین ہوتی ہے اوسکا خطاب خزینہ دار قادین ہوتا ہے۔ اور وہ خواجہ سراؤں کو سردار کی وساطت سے بیرونی دنیا سے تعلق رکھتی ہے یعنی محلسرا کی لئے تمام خرید و فروخت اوسکے ذریعہ سے کرتی ہے۔ یہ سردار قزلر آغا کہلاتا ہے اور وزیر اعظم کے ہمپایہ رتبہ رکھتا ہے بلکہ شاہانہ جلوس میں تو وزیر اعظم سے بھی فایق رتبہ پر ہوتا ہے۔

ترکوں کا نام پہلے پہل ۵۴۵ء میں یورپ میں سنا گیا۔ جبکہ وہ تاتار سے نقل وطن کرکے ایشیا میں پہونچے مگر اونکی شہرت ۱۳۰۰ء کے قریب سے شروع ہوئی۔ بانی خاندان عثمانیہ یعنی عثمان غازی کے زیر حکومت اونہوں نے ایشیا کے کئی مقامات کو فتح کیا۔ شہر نیسیا پر قبضہ کیا اور ۱۳۲۶ء میں بروصہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔

یورپ میں ترک اوّل ۱۳۵۰ء (۱۳۴۸ء) میں داخل ہوئے جبکہ اونکی ایک فوج نے جسمیں دو ہزار سپاہی تھے قیصر بوزنطینیہ کو اوس کے رقیب کے برخلاف مدد دینے کے لئے باسفرس سے عبور کیا۔ چودھویں صدی کے اختتام پذیر ہونے تک اونہوں نے تھسلی مقدونیہ اور بلغاریہ کو فتح کر لیا۔ اور تقریباً تمام مغربی ایشیا کے حکمران تسلیم کیے گئے۔ قسطنطنیہ کا پہلے ترکوں نے ۱۳۹۶ء میں محاصرہ کیا مگر وہ فتح ۱۴۵۳ء میں ہوا۔ اور اوس وقت سے لیکر اب تک سلطنت عثمانیہ کا دار الخلافہ ہے۔

محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے اوسکی فتح کے بعد طرابزون۔ والیشیا۔ بوسنیا۔ سرویا۔ اور موریا کو فتح کیا۔ بایزید دوم اور سلیم اوّل کے وقت مصر قطعی طور پر فتح کیا گیا۔ اور شام۔ سرکیشیا۔ اور مالڈیویا قلمرو عثمانیہ میں شامل کیے گئے ۱۵۲۲ء میں سلیمان اوّل نے رہوڈس کو فتح کیا۔ ۱۵۲۵ء میں ہنگری پر حملہ کیا۔ اور وائنا کا محاصرہ کیا مگر یہ محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ اور اوس کے بعد زمانہ کی ناہنجاریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اوس وقت صرف یورپ میں دو لاکھ تیس ہزار مربع میل ملک ترکوں کے ماتحت تھا۔ مگر اوسی وقت سے سلطنت کی شوکت میں تنزل آنے لگ گیا۔ ۱۵۹۵ء میں ترک بالائی ہنگری اور صوبہ ٹرین سلونیا سے نکال دئیے گئے۔ اور کچھ عرصہ کیلئے والیشیا اور مالڈیویا (فلاق و بغدان) بھی اونکو خالی کرنا پڑا۔ ۱۷۶۹ء میں روس سے جنگ شروع ہوئی جسکا خاتمہ اسپر ہوا کہ ترکوں کو کریمیا چھوڑنا پڑا۔ روسی سرحد دریائے نیپر تک بڑھ آئی۔ صوبجات دریائے ڈنیوب یعنی والیشیا و مالڈیویا کو جزوی آزادی ملگئی۔ اور روسیوں کو آبنائے ڈارڈینلز سے اپنے بیڑہ کو بلا روک ٹوک گذارنے کا استحقاق حاصل ہو گیا۔

سنہ ۱۸۰۹ء میں روس سے پھر جنگ ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ سنہ ۱۸۱۲ء میں روسی سرحد اور دریائے پروتھ تک آگئی۔ یونانیوں کی بغاوت جو سنہ ۱۸۲۲ء سے سنہ ۱۸۲۹ء تک رہی اجنبی دول کی مداخلت سے یونان کی آزادی پر ختم ہوئی

سنہ ۱۸۳۳ء میں روس نے ٹرکی کا معاون ہوکر محمد علی پاشا گورنر مصر کی پیشقدمی کو جو قسطنطنیہ پر بڑھ چلا آتا تھا کامیابی کے ساتھ روکا۔ مگر ٹرکی کا اقتدار اوس وقت سے مصر پر برائے نام رہگیا۔

سنہ ۱۸۴۱ء کے معاہدے کے روسے ٹرکی حقیقتاً دول عظام کے زیر حفاظت ہوگئی۔ اور اوسکی آزادی و سلامتی کی ذمہ داری کیگئی۔ سنہ ۱۸۵۴ء میں روس نے اعلان جنگ کیا۔ اور گو انگلستان و فرانس (ٹرکی) کی مدد کی۔ اور وہ خود بھی جنگی معرکوں میں کامیاب ہی۔ مگر اوسکو اس جنگ سے کوئی فایدہ نہ حاصل ہوا۔

سنہ ۱۸۵۹ء میں بالیشیا اور مالڈیویا نے متفق ہوکر ایک صلح سے اپنی کامل آزادی کا اعلان کردیا۔ سنہ ۱۸۷۶ء کی جنگ روس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغاریا مشرقی رومیلیا مستقل۔ اور مشرقی آرمینیا کا کچھ حصہ قبضہ سے نکل گئے۔ رومینیا۔ سرویا اور مانٹی نیگرو قطعی آزاد ہوگئے۔ اور صوبجات بوسنیا اور ہرزیگوینا سلطنت آسٹریا ہنگری کو۔ اور قبرص انگلستان کو انتظام کے لئے مل گئے۔

(اسمائے سلاطین آل عثمان معہ سنہ جلوس)

نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس
۱۔عثمان	سنہ ۱۲۹۹ء	۲۔ارخان	سنہ ۱۳۲۶ء	۳۔مراد اوّل (خداوندگار)	سنہ ۱۳۶۰ء
۴۔یلدرم بایزید	سنہ ۱۳۸۹ء	۵۔سلیمان اوّل	سنہ ۱۴۰۲ء	۶۔چلبی محمد اوّل جامع	سنہ ۱۴۱۳ء
۷۔مراد ثانی	سنہ ۱۴۲۱ء	۸۔محمد ثانی فاتح	سنہ ۱۴۵۱ء	۹۔بایزید ثانی	سنہ ۱۴۸۱ء
۱۰۔یاوز سلیم	سنہ ۱۵۱۲ء	۱۱۔سلیمان ثانی صاحبقران	سنہ ۱۵۲۰ء	۱۲۔سلیم ثانی	سنہ ۱۵۶۶ء
۱۳۔مراد ثالث	سنہ ۱۵۷۴ء	۱۴۔محمد ثالث	سنہ ۱۵۹۵ء	۱۵۔احمد اوّل	سنہ ۱۶۰۳ء
۱۶۔مصطفیٰ اوّل	سنہ ۱۶۱۷ء	۱۷۔عثمان ثانی	سنہ ۱۶۱۸ء	۱۸۔مراد چہارم فاتح بغداد	سنہ ۱۶۲۳ء
۱۹۔ابراہیم	سنہ ۱۶۴۰ء	۲۰۔محمد چہارم شکاری	سنہ ۱۶۴۹ء	۲۱۔سلیمان ثالث	سنہ ۱۶۸۷ء
۲۲۔احمد ثانی	سنہ ۱۶۹۱ء	۲۳۔مصطفیٰ ثانی	سنہ ۱۶۹۵ء	۲۴۔احمد ثالث	سنہ ۱۷۰۳ء
۲۵۔محمود اوّل	سنہ ۱۷۳۰ء	۲۶۔عثمان ثالث	سنہ ۱۷۵۴ء	۲۷۔مصطفیٰ ثالث	سنہ ۱۷۵۷ء
۲۸۔عبدالحمید اوّل	سنہ ۱۷۷۴ء	۲۹۔سلیم ثالث	سنہ ۱۷۸۹ء	۳۰۔مصطفیٰ چہارم	سنہ ۱۸۰۷ء
۳۱۔محمود ثانی	سنہ ۱۸۰۸ء	۳۲۔عبدالمجید	سنہ ۱۸۳۹ء	۳۳۔عبدالعزیز	سنہ ۱۸۶۱ء
۳۴۔مراد پنجم	۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۶ء	۳۵۔امیرالمؤمنین عبدالحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ			۳۱ اگست سنہ ۱۸۷۶ء

ہر ایک سلطان کی اوسط ایام حکومت سترہ سال ہیں۔

سلطان سلیم اول عظیم الشان نے سنہ ۱۵۱۷ء میں مصر فتح کیا۔ اور اسی سال میں محمد دوازدہم خلیفہ بنو عباسیہ نے خلافت سلطان سلیم کے سپرد کی۔ اور تلوار علم اور جبۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ و بارک وسلم اسکو عطا کی +

سلطان المعظم کی سول لسٹ (صرف خاص کی رقم) مختلف بیان کیجاتی ہے۔ کوئی دس لاکھ پونڈ کہتا ہے اور کوئی بیس لاکھ۔ اور کوئی ان دونوں کے بین بین۔ سرکاری املاک کا حصہ کثیر شاہی خاندان کے سپرد ہے۔ اور اونکی آمدنی اوس کے مصرف میں آتی ہے۔ چند برسوں سے سول لسٹ کی بابت آمدنی کا انتظام درست کیا گیا ہے۔ مگر اب بھی وہ حرم اور دربار کے اخراجات کو مکتفی نہیں بتائی جاتی۔ حرم اور دربار کے متوسلین کا شمار پانچہزار سے متجاوز ہے سنہ ۱۸۸۰ء کے بجٹ (موازنہ) میں محلسرائے سلطانی کے اخراجات کی بابت ۱۱۹۷۴۷۲۶ پیاسترز (سو پیاستر برابر ہیں ایک پونڈ ترکی کے) اور شہزادگان کی وظائف کی بابت ۲۳۷۵۰۲۱۲ پیاستر یعنی فی الجملہ سات لاکھ ۸۵ ہزار پونڈ ترکی درج کئے گئے تھے۔ اور سنہ ۱۸۹۸ء کے بجٹ میں آٹھ لاکھ ۸۲ ہزار پانسو پچاس ترکی پونڈ +

آئین و حکومت

سلطنت کے تمام بنیادی قوانین احکام قرآنی پر مبنی ہیں۔ سلطان کا اختیار غیر محدود ہے بشرطیکہ اوسکا حکم اصول اسلام اور احکام قرآن کے نقیض نہ ہو۔ قرآن کریم کے بعد قوانین ملتقی واجب التعمیل سمجھے جاتے ہیں۔ یہ احادیث و اقوال پیغمبر سرور کائنات اور اون کے خلفائے راشدین کے فیصلہ جات اور اجتہادات کے مجموعہ کا نام ہے۔ انکی پابندی بادشاہ اور رعایا دونو پر مساوی ہے۔ انکے علاوہ ایک اور بھی مجموعہ قانون ہے جسے قانون نامہ کہتے ہیں۔ اور جسکو سلیمان عظیم الشان نے اپنے اور اپنے سے پہلے سلاطین کے قوانین سے مرتب کیا۔ اس قانون نامہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر ویسی ہی عزت کی نگاہ سے جس سے کہ قوانین ربانی کے مقابلہ میں انسانی حکومت کی احکام کو دیکھا جا سکتا ہے۔

سلطان کی شاہانہ نگرانی میں عاملانہ اختیار اور اختیار وضع قوانین کو دو اعلی عہدہ دار یعنی صدر اعظم جو دنیاوی حکومت کا صدر ہے۔ اور شیخ الاسلام جو مذہب کا افسر اعلی ہے برتتے ہیں۔ دونوں کو سلطان مقرر کرتا ہے مگر آخر الذکر کی تقرری میں علما یعنی عدالتی عہدہ داروں اور مذہبی اماموں کی نام نہاد منظوری حاصل کیجاتی ہے شیخ الاسلام جماعت علماء کا صدر نشین ہوتا ہے لیکن وہ بذات خود امامت وغیرہ کا کام نہیں کرتا۔ علماء کے ساتھ ہی مفتیوں یعنے شارحین قرآن کی جماعت تعلق رکھتی ہے۔ تمام بڑے بڑے جج مفسر و شارحان قانون اور علم و ادب کے بڑے بڑے اساتذہ علماء ہی ہوتے ہیں۔ اور مفتی اونکو اپنے حضور طلب کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے ملکی عہدہ داروں کے خطاب آفندی۔ بے۔ اور پاشا ہیں۔

مغربی یوروپ کی ریاستوں کے نمونہ پر چند عثمانی گورنمنٹوں نے مختلف ازمنہ میں طرز حکومت و آئین کی

تجاویز تیار کیں۔ سب سے اول سلطان عبدالمجید نے اونکو اپنے خط ہمایوں میں درج کرکے ۱۸ فروری ۱۸۵۶ء کو مشتہر کیا۔ اور سب سے آخر سلطان عبدالحمید نے نومبر ۱۸۷۶ء میں اس کے متعلق فرمان نافذ فرمایا۔ مگر تجاویز اصلاح کا عملدرآمد سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت میں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

وزیر اعظم گورنمنٹ کا صدر اور بادشاہ کا قائممقام ہوتا ہے۔ اور کاروبار سلطنت کے انصرام میں مجلس خاص یا پریوی کونسل جو انگریزی کیبنٹ (مجلس وزراء) کے مشابہ ہے اوسکی معین و مددگار ہوتی ہے۔ مجلس خاص میں مندرجہ ذیل اراکین ہوتے ہیں۔

(۱) وزیر اعظم (۲) شیخ الاسلام (۳) وزیر صیغہ اندرونی (۴) وزیر صیغہ جنگ (۵) وزیر اوقاف (۶) وزیر سررشتہ تعلیم (۷) وزیر تعمیرات عامہ (۸) کونسل آف سٹیٹ (مجلس شوریٰ) کا میر مجلس (۹) وزیر صیغہ خارجیہ (۱۰) وزیر محکمہ مال (۱۱) وزیر صیغہ میر بحری (۱۲) وزیر عدلت عامہ (۱۳) وزیر سول لسٹ[1] (صرف خاص)

تمام سلطنت ۳۱ ولایتوں یا گورنمنٹوں میں منقسم ہے اور پھر یہ سنجقوں (صوبوں) قضاؤں (ضلاع) ناحیہ (تحصیل یا حصہ ضلع) اور قریوں (دیہات) میں منقسم ہیں۔ ہر ولایت پر ایک ولی یا گورنر جنرل متعین ہے جو سلطان کا نائب ہوتا ہے اور اوسکی مدد کے لئے پراونشل کونسل (مجلس صوبہ) موجود ہوتی ہے۔ صوبوں۔ ضلاع۔ تحصیلوں اور دیہات پر گورنر کے زیر فرمان متصرف۔ قائممقام۔ مدیر اور مختار مقرر ہیں۔

ولایتوں کی حدود پولٹیکل وجوہات کی بناء پر اکثر ترمیم ہوتی رہتی ہیں۔ اسی وجہ سے سلطنت کی چند سنجقیں گورنر کے ماتحت نہیں رکھی گئیں۔ اونپر سلطان المعظم براہ راست تصرف یا امور فرماتے ہیں اور وہ سنجقیں متصرفات کہلاتی ہیں۔ تمام رعایا خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ حیثیت کی ہوں سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدے بھی اون کیلئے مسدود نہیں اور وہ اونپر مامور ہوسکتی ہیں۔ تمام مسلمان قانون کی نگاہ میں مساوی ہیں۔

معاہدات کے رو سے وہ اجنبی جو ترکی میں رہائش پذیر ہوں۔ اپنے اپنے ممالک کے قوانین کے تابع ہوتے ہیں اور اونکے ایسے مقدمات جنمیں ترکی رعایا کا تعلق نہو۔ اوس عدالت میں پیش ہوتے ہیں جنکا حاکم خود اونکا اپنا قونصل ہو۔ جو اجنبی ترکی میں جائیداد غیر منقولہ کے مالک ہوں اونکے ایسے مقدمات جو ملکیت اراضی سے متعلق ہوں عثمانیہ دیوانی عدالتوں میں منفصل ہوتے ہیں۔ اور جو مقدمات ترکی رعایا اور اجانب کے درمیان ہوں وہ بھی عثمانیہ عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں مگر ایسی صورت میں اجنبی قونصل کا ترجمان یہ دیکھنے کے لئے کہ تجویز مقدمہ حسب قانون ہوتی ہے کہ نہیں۔ عدالت میں موجود رہتا ہے۔ اور اگر فیصلہ (خواہ دیوانی ہو یا فوجداری) اجنبی کے برخلاف ہو۔ تو اوسکی تعمیل اجنبی کی قونصل کی معرفت ہوتی ہے۔ جو مقدمات مختلف قومیت رکھنے والے

---

[1] اب یہ وزیر مجلس خاص کا ممبر نہیں رہا۔ مؤلف

دو اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ مدنی عدالت میں رجوع ہوتے ہیں۔ اگست ۱۹۰۶ء کی ایک قرارداد کے رو سے وہ مدارس جو سلطنت عثمانیہ میں امریکن پادریوں کے زیر اہتمام ہیں اور جنہوں نے طلبا امریکا کی زیر حمایت تسلیم کئے گئے ہیں۔ یہ قرارداد دراصل ارمینیا کے امریکن مدارس سے تعلق رکھتی ہے۔ امریکن پادریوں کی کرتوتوں اور انکے مدارس کی اصل غرض و غایت کتاب واقعات روم میں مشرح درج ہے۔

	۱۸۹۶ء میں		۱۹۰۶ء میں
(۱) وزیر اعظم	خلیل رفعت پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	فرید پاشا ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کو مقرر ہوئے
(۲) شیخ الاسلام	جمال الدین آفندی	ستمبر ۱۸۹۱ء میں مقرر ہوئے	جمال الدین آفندی
(۳) وزیر عدلیہ	محمد جلال الدین پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	ممدوح پاشا
(۴) وزیر خارجیہ	توفیق پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	توفیق پاشا
(۵) وزیر مال	ناظف پاشا	۲۹ جنوری ۱۸۹۶ء کو دوبارہ مقرر ہوئے	ناظف پاشا[1]
(۶) وزیر سلطنت عامہ	عبدالرحمن پاشا	۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو مقرر ہوئے	عبدالرحمن پاشا
(۷) مجلس شوریٰ کے میر مجلس	سعید پاشا	ایضاً	سعید پاشا
(۸) وزیر جنگ	رضا پاشا	"	رضا پاشا
(۹) وزیر بحریہ	"	"	جلال پاشا
(۱۰) وزیر اوقاف	"	"	طرخان پاشا
(۱۱) وزیر تعلیم	"	"	ہاشم پاشا
(۱۲) وزیر تجارت و تعمیرات عامہ	"	"	ذہنی پاشا
(۱۳) وزیر معادن جنگلات	سلیم پاشا	"	سلیم پاشا

رقبہ و آبادی بروئے سالانہ کتاب ۱۸۹۶ء

سلطنت عثمانیہ کا کل رقبہ معہ باجگذار ریاستوں کے تقریباً سولہ لاکھ ایک ہزار دو سو چالیس مربع میل

[1] ناظف پاشا کے تقرری ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۶ء تک رشید پاشا وزیر مال رہے ۔ مؤلف

[2] مسٹر کیٹلٹی مرتب کنندہ کتاب سٹیٹسمین ایئر بک کے جدول میں ۱۹۰۳ء کا ابادی و رقبہ درج ہے جس کا نام اور اسکا رقبہ و آبادی درج نہیں کئے شاید اس وجہ سے کہ مجھے یہ بیچ میں کہ ان کی آبادی انگلستان کو ۱۸۷۸ء معاہدہ برلن سے اخراج دیا گیا ہے اور شاید اسکا رقبہ بالکل ہی دیا نہیں جا سکا رقبہ ۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۲۴،۹۲۳،۰۰۰ ہے ۔۔۔ ۱۰۰،۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے ممالک کا تحت ہے

اور کل آبادی تخمیناً تین کروڑ بانوے لاکھ بارہ ہزار ہے - بایں تفصیل -

آبادی	رقبہ مربع میل میں	ممالک
		(۱) براہ راست مقبوضات
۳۷۸۰۰۰۰	۹۱۳۰۰	یوروپ میں
۲۱۶۰۸۰۰۰	۹۸۷۶۳۰	ایشیا میں
۱۳۰۰۰۰۰	۳۹۸۷۳۸	افریقہ میں
۲۶۶۸۸۰۰۰	۱۱۴۷۵۷۸	میزان
		(۲) باجگذار صوبے
۳۱۵۴۳۷۵	۳۷۸۹۰	بلگیریا مع مشرقی روملیا
۱۵۰۴۰۹۱	۲۳۵۷۰	بوسنیا ہرزیگوینا اور نوی بازار (جو آسٹریا کے زیر انتظام ہیں)
۲۰۸۵۰۰	۲۱۳۳	جزیرہ قبرس
۶۸۱۷۲۶۵	۴۰۰۰۰۰	مصر
۱۱۵۳۴۱۳۱	۴۶۱۹۹۳	میزان
۳۹۲۱۱۱۳۱	۱۶۰۹۲۳۰	میزان کل

سنہ ۱۹۰۶ء کی ایئر بک میں حسب ذیل اعداد دیئے ہیں

آبادی	رقبہ مربع میل میں	ممالک
		(۱) براہ راست مقبوضات
۹۱۳۰۲۰۰	۶۵۳۵۰	یوروپ میں
۱۲۸۹۸۷۰۰	۶۹۳۹۱۰	ایشیا میں
۱۰,۰۰,۰۰۰	۳۹۸۹۰۰	افریقہ میں
۲۳۰۲۸۹۰۰	۱۱۵۷۸۶۰	میزان

سال ۱۸۸۱ء کی سالانہ کتاب میں تخمیناً ایک کروڑ درج ہے لیکن تفصیل میں تبدیل بیشی نہیں بالکل کرکے اس خاص مقبوضہ کی آبادی الٹی اور کم کردی ہے جو اس کی درستی پر شبہ ہے کہ ممالک عالم کی آبادی میں [illegible] اور ترکی [illegible] بھی جو تقریباً تیس سال سے سلطنت ترکی جنگ عظیم میں مبتلا رہی [illegible] اور آبادی کی زیادتی کو روکتی رہی [illegible] اور [illegible] زیادہ [illegible] اس کے علاوہ [illegible] سلطنت [illegible] ان سب [illegible] سلطنت [illegible] کی [illegible] کم نہیں - مؤلف

(۲) باجگزار صوبے۔

بلگیریا مع مشرقی رومیلیا (نیم خود مختار)	۳۷۲۰۰	۳۷۴۴۳۰۰
(بوسنیا و ہرزی گوینا جو آسٹریا کے زیر انتظام ہیں)	۱۹۸۰۰	۱۵,۹۱,۱۰۰
کریٹ	۳,۳۶۵	۳,۱۰,۳۰۰
قبرص	۳,۶۷۰	۲,۳۷,۰۰۰
ساموس (جزیرہ)	۱۸۰	۵۴,۸۳۰
مصر	۴,۰۰,۰۰۰	۹۸,۲۱,۰۰۰
میزان	۴,۶۴,۲۱۵	۱,۵۷,۸۵,۷۳۰
میزان کل	۱۹,۳۳,۸۰۰	۳,۹۷,۵۸,۳۳۰

اس جدول اور ۱۸۹۶ء کی جدول کے اعداد کا فرق ناظرین خود ہی معلوم کر سکتے ہیں اسمیں کا شک نہیں کہ اسمیں صرف یوروپین ٹرکی کی آبادی اسقدر نہیں قدر ہوا ضافہ دکھایا ہے۔ اور اس قابل اضافہ کو مقابل وہ ایشیائی ٹرکی اور افریقن ٹرکی کی آبادی میں تقریباً ۳ چہار لاکھ کی کمی بتائی ہے۔ غیب اندیش ہے کہ دنیا کے ہر ملک کی آبادی تو بیس سال میں دو چار فیصدی بڑھتی ہے۔ ٹرکی مقبوضات کی آبادی بیس فیصدی کم ہو گئی ہو یہ صحیح غلط بیانی ہے جسکی ہیچ اعتبار نہیں ہو سکتا۔ ٹرکی آبادی گزشتہ دس سال میں بالا مبالغہ چھ سات فیصدی بڑھ گئی ہے۔

رقبہ کے تازہ اعداد میں البتہ کمی اور صرف تخمینی ہیں۔ تقریباً ہر مقبوضہ کا رقبہ اپنے زیادہ دکھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان عبدالحمید مقبوضات یورپ کی کچھ تلافی کر رہے ہیں۔ باجگذار صوبوں میں سے بلگیریا کا رقبہ چھ سو میل اور بوسنیا وغیرہ کا ۳ ہزار میل کم دکھایا گیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ اسقدر رقبہ دریائے ڈینیوب کے کچھ براہ راست قبضہ میں آگیا ہے۔ آسٹریا کو اب سنجق نووی بازار کے انتظام سے کچھ دخل نہیں رہا۔ اس نقشہ میں کلٹی قبرص کو بھی سلطنت عثمانیہ کے ضمن میں دکھاتے ہیں جس کے لئے مسلمان ان کے مشکور ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ دیتے ہی جزیرہ کریٹ براہ راست مقبوضات کی بجائے نیم مختار مقبوضات کی ذیل میں درج ہوتا ہے۔

نقشہ ذیل میں براہ راست مقبوضات کی ہر ایک ولایت کا نام معہ آبادی درج کیا جاتا ہے سلطنت عثمانیہ میں مردم شماری ۱۸۸۵ء میں شروع ہوئی تھی۔ اوس کے مطابق اعداد دئے گئے ہیں اور جو صحیح ....

ابھی وہ تکمیل کو نہیں پہونچی اوس کے نام کے ساتھ ستارہ کا نشان دیا گیا ہے۔

کیفیت	اوسط آبادی فی مربع میل	آبادی مجموعہ مردم شماری	رقبہ مربع میل میں	نام ولایت
				یورپ:-
(۱) اس رقبہ میں ۲۴۰۹ مربع میل یا سمندر کے ایشیائی ساحل پر واقع ہیں۔	۱۵۳	۸۹۵۳۷۰	۵۸۶۷ (۱)	قسطنطنیہ و مضافات بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۷۹۹	۱۲۰۳۰۰۰	۱۵۰۵	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۸۳	۶۰۰۰۰۰	۷۲۳۳	متصرفیت جانیہ بروئے سنہ ۱۹۰۶ء
	۵۶	۸۳۶۰۴۳	۱۵۰۱۵	ایڈریانوپل بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۶۹	۱۰۲۸۷۰۰	۱۶۵۲۳	" سنہ ۱۹۰۶ء
	۷۳	۹۹۰۴۰۰	۱۳۶۸۴	سالونیکا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۸۴	۱۱۳۰۸۰۰	۱۳۵۱۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۸۷	۶۶۳۳۷۹	۷۶۳۳	مناسطر بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۷۷	۸۴۸۹۰۰	۱۱۰۰۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۳۴	۱۰۰۰۰۰	۲۸۹۵	متصرفات سرویا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۶۳	۵۰۸۲۸۳	۹۶۶۳	کسووا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۸۴	۱۰۳۸۱۰۰	۱۲۴۰۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۴۵	۲۰۳۸۱۹	۴۵۱۶	سقوطرا (البانیا) بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۵۰			" " " سنہ ۱۹۰۶ء
	۷۲	۵۰۹۱۵۱	۷۰۳۵	جنینیا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۷۹	۵۴۷۱۰۰	۶۹۱۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۷۳	۴۷۸۹۵۴۵	۶۵۹۰۹	میزان یورپی ٹرکی بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۷۶	۴۹۱۳۰۴۰	۶۵۳۵۰	" " " سنہ ۱۹۰۶ء
				ایشیا:-
				ایشیا کوچک:-
	۵۵	۲۳۶۸۲۳	۴۲۹۶	متصرفیت اسمد بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۷۱	۲۲۲۷۰۰	۳۱۳۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	(۴۹)	۱۳۰۰۰۰۰	۲۶۲۴۸	بروصا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء *
	۶۲	۱۶۲۶۸۰۰	۲۶۵۴۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۳۶	۱۳۹۰۴۷	۳۸۹۵	متصرفیت بیغہ بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۵۱	۱۲۹۵۰۰	۲۵۵۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۶۶	۳۲۵۸۶۶	۴۹۱۳	مجمع الجزائر بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۱۲۱	۳۲۲۳۹۰	۲۶۹۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۹۹	۲۹۴۱۹۲	۲۹۳۷	کریٹ سنہ ۱۸۹۶ء *
	۸۰	۲۳۹۰۷۸۳	۱۶۳۷۰	سمرنا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء
	۶۴	۱۳۹۶۵۰۰	۲۱۵۸۰	" " سنہ ۱۹۰۶ء
	۵۲	۱۰۰۹۳۶۰	۱۹۳۰۰	قسطاموتی بروئے سنہ ۱۸۹۶ء *
	۴۹	۹۶۱۲۰۰	۱۹۵۷۰	" " سنہ ۱۹۰۵ء

ٹھ سنہ ۱۸۹۶ء میں اسکا نام درج نہیں ٹھ سنہ ۱۹۰۵ء میں یہ درج نہیں ٹھ سنہ ۱۹۰۶ء کو ولایت بن گیا سو اس جدول میں درج نہیں کیا گیا

نام ولایت	رقبہ میل مربع	آبادی بروئے مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل
انگورہ بروئے سنہ ۱۸۹۷ء	۳۲۳۲۹	۸۹۲۹۰۱	۲۷
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۲۷۳۶۰	۹۳۲۸۰۰	۳۴
قونیہ بروئے سنہ ۱۸۹۷ء	۳۵۴۰۲	۱۰۸۸۱۰۲	۳۱
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۳۹۳۱۰	۱۰۶۹۰۰۰	۲۷
اطنہ بروئے سنہ ۱۸۹۷ء	۱۳۳۹۴	۴۰۲۳۳۹	۳۸
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۱۵۴۰۰	۴۲۲۴۰۰	۲۷
سیواس بروئے سنہ ۱۸۹۷ء	۲۳۲۰۸	۹۹۶۱۲۰	۳۱
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۲۳۹۷۰	۱۰۵۷۵۰۰	۳۴
طرابزون بروئے سنہ ۱۸۹۷ء	۱۲۰۵۲	۱۰۴۷۵۰۰	۸۷
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۱۲۵۰۰	۹۴۸۸۰۰	۷۶
میزان اناطولیہ سنہ ۱۸۹۷ء	۲۰۴۶۱۸	۴۴۲۴۲۱۴	۳۴
" سنہ ۱۹۰۷ء	۱۹۳۵۴۰	۹۰۸۹۲۰۰	۴۷
آرمینیا و کردستان:-			
ارض روم بروئے سنہ ۱۸۹۷ء	۲۹۶۱۴	۶۴۵۷۰۲	۲۲
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۲۹۱۸۰	۶۴۵۰۰۰	۲۲
معمورۃ العزیز سنہ ۱۸۹۷ء	۱۳۶۱۴	۵۷۵۳۱۴	۴۲
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۱۳۷۰۰	۵۷۵۳۰۰	۴۵
دیاربکر سنہ ۱۸۹۷ء	۱۸۰۷۴	۴۷۱۴۶۲	۲۶
" سنہ ۱۹۰۷ء	۱۴۴۸۰	۴۷۱۵۰۰	۳۳
* بتلیس سنہ ۱۸۹۷ء	۱۱۵۴۳	۳۸۸۶۵۲	۳۳
" سنہ ۱۹۰۷ء	۱۰۴۹۰	۳۹۸۷۰۰	۳۸
* وان سنہ ۱۸۹۷ء	۱۵۴۴۰	۴۲۶۴۹۷	۲۳
" سنہ ۱۹۰۷ء			۲۵
میزان آرمینیا سنہ ۱۸۹۷ء	۷۹۲۹۳	۲۴۵۷۴۰۰	۳۱
" سنہ ۱۹۰۷ء	۷۱۹۹۰	۲۴۷۰۹۰۰	۳۳
میسوپوٹیمیا والجزیرہ:-			
موصل سنہ ۱۸۹۷ء	۲۹۲۲۰	۳۰۰۲۸۰	۱۰
" سنہ ۱۹۰۷ء	۳۵۱۳۰	۳۵۱۲۰۰	۱۰
بغداد سنہ ۱۸۹۷ء	۵۴۵۰۳	۸۵۰۰۰۰	۱۵
" سنہ ۱۹۰۷ء	۵۴۷۹۰	۶۱۴۰۰۰	۱۱
* بصرہ سنہ ۱۸۹۷ء	۱۶۴۸۲	۲۰۰۰۰۰	۱۲
" سنہ ۱۹۰۷ء	۵۴۵۸۰	۴۴۴۰۰۰	۸
میزان میسوپوٹیمیا سنہ ۱۸۹۷ء	۱۰۰۳۰۵	۱۳۵۰۲۸۰	۱۳
" " سنہ ۱۹۰۷ء	۱۴۳۴۵۰	۱۳۹۸۲۰۰	۹

[illegible]

نام ولایت		رقبہ مربع میلوں میں	آبادی بحساب مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل
سیریا یا شام: حلب	۱۸۹۹ء	۳۰۳۰۳	۹۹۳۰۶۳	۳۳
،،	۱۹۰۶ء	۳۳۳۳۰	۹۹۵۸۰۰	۳۰
متصرفیت	۱۸۹۹ء	۳۰۸۹۰۰	۱۰۰۰۰۰	۳
،،	۱۹۰۶ء	۳۰۱۱۰۰	۱۰۰۰۰۰	۳
* شام یعنی دمشق	۱۸۹۹ء	۲۳۰۰۹	۶۰۳۱۷۰	۲۵
،،	۱۹۰۶ء	۳۷۰۶۸	۵۱۶۵۰۰	۱۶
* بیروت	۱۸۹۹ء	۱۱۷۷۳	۴۰۰۰۰۰	۳۴
،،	۱۹۰۶ء	۶۱۸۰	۵۳۳۵۰۰	۸۶
متصرفیت یروشلم	۱۸۹۹ء	۸۳۲۳	۳۳۹۱۶۹	۴۱
،،	۱۹۰۶ء	۶۶۰۰	۳۴۱۶۰۰	۵۲
لبنان (اصل میں یہ کوہ لبنان کی شاخ ہے)	۱۸۹۹ء		۳۲۵۰۰۰	۱۱۱
،،	۱۹۰۶ء	۱۱۹۰	۲۰۰۰۰۰	۱۶۸
میزان (شام)	۱۸۹۹ء	۱۱۵۱۰۸	۲۶۷۹۹۳۳	۲۳
،،	۱۹۰۶ء	۱۱۳۵۳۰	۲۸۹۰۲۰۰	۲۵
عربستان: حجاز (تقریباً)	۱۸۹۹ء	۹۶۵۰۰	۳۵۰۰۰۰۰	۳۶
،،	۱۹۰۶ء	۹۶۵۰۰	۳۰۰۰۰۰	۳
یمن	۱۸۹۹ء	۷۷۲۰۰	۲۵۰۰۰۰۰	۳۲
،،	۱۹۰۶ء	۷۳۸۰۰	۷۵۰۰۰۰	۱۰
میزان (عرب)	۱۸۹۹ء	۱۷۳۷۰۰	۶۰۰۰۰۰۰	۳۳
،،	۱۹۰۶ء	۱۷۰۳۰۰	۱۰۵۰۰۰۰	،،
میزان (ایشیا)	۱۸۹۹ء	۶۹۲۶۳۱	۲۱۶۰۹۰۵۵	۳۱
،،	۱۹۰۶ء	،،	،،	،،
افریقہ: طرابلس (تقریباً) و بنغازی	۱۸۹۹ء	۳۹۸۷۳۸	۸۰۰۰۰۰	۳
،،	۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰	۵۰۰۰۰۰	۳
میزان (افریقہ)	۱۸۹۹ء	۳۹۸۰۳۸	۱۳۰۰۰۰۰	۳
،،	۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰		۳
میزان (سلطنت عثمانیہ)	۱۸۹۹ء	۱۱۳۰۵۷۸	۳۷۶۹۳۶۰۰	۳۳
،،	۱۹۰۶ء	۱۱۵۷۸۹۰	۳۴۰۳۸۹۰۰	۳۱

له معلوم ہوتا ہے کہ بعد مساحت کے رقبہ آبادی کے بلا لحاظ ولایت بصرہ میں جو بیشی ہو گئی تھی وہ جبل ہی کا شاخی صاحب کو دوبھر گذرنے لگی۔ اور اس کی تلافی اس کوشش سے کی کہ حجاز و یمن کی آبادی میں یکبارگی پچاس لاکھ کی کمی کرنے سے کر دی گئی۔ اب کل صوبہ حجاز کی آبادی ۳ لاکھ بتاتے ہیں۔ حالانکہ صرف مکہ و مدینہ دو شہروں کی آبادی اس سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ آپ نے یمن کے [illegible] بھی تھوڑی سی دست اندازی کی ہے لیکن پھر بھی اس پر رحم ہی کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۸۹۹ء و سنہ ۱۹۰۶ء کے اعداد میں بدیں صورت ۳ ہزار ہی کا فرق ہے۔ مؤلف

سلطنت عثمانیہ کی آبادی کی تعداد تفصیل تحقیق معلوم نہیں ہے۔ یورپ اور ایشیا کے ان صوبوں میں جو ترکوں کے
براہ راست ماتحت ہیں۔ ترک اور قسطنطنیہ کے آرمینین، یونانی اور البانی (ارنوط) مساوی تعداد میں بکثرت
آباد ہیں۔ اور کل آبادی کا [illegible] ہے۔ دوسری قومیں جو انہیں آباد ہیں [illegible] سروین، بلغاری
رومانوی، [illegible] جرکس [illegible] یہودی اور سرکاشین ہیں۔

ایشیائی ترکی میں غالب عنصر ترکی ہے اور ساتھ ہی [illegible] یہودی، یونانی، شامی، کرد اور چرکس
اور [illegible] ہیں۔ [illegible] ۱۸۸۵ء کی
مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہے۔

مسلمان [illegible]۔ یونانی [illegible]۔ آرمنی [illegible]۔ بلغاری [illegible]۔ رومن کیتھولک
(رومی) [illegible]۔ یونانی لاطینی [illegible]۔ پراٹسٹنٹ (رومی) [illegible]۔ یہودی [illegible]۔ اجنبی ۱۲۹۲۳۲
میزان [illegible]۔ (سنہ ۱۹۰۶ء کے اندازہ میں [illegible] آبادی [illegible] تفصیل [illegible])

دوسرے شہروں کی آبادی حسب ذیل ہے۔

سالونیکا [illegible] لاکھ۔ ازمیر [illegible] [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار
دمشق [illegible] لاکھ۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار
موصل [illegible] ہزار۔ بروصہ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار
[illegible] ہزار۔ دیار بکر [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ قونیہ [illegible] ہزار
[illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ طرابلس [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار

سنہ ۱۹۰۶ء [illegible] کی فہرست حسب ذیل ہے۔

قسطنطنیہ [illegible]۔ سالونیکا [illegible]۔ [illegible]۔ [illegible]۔ [illegible]
دمشق [illegible]۔ حلب [illegible]۔ بیروت [illegible]۔ [illegible]۔ [illegible]
[illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار۔ [illegible]
[illegible]۔ [illegible]۔ بیت المقدس [illegible] ہزار۔ [illegible]
[illegible]۔ طرابلس [illegible]۔ [illegible] ہزار۔ [illegible] ہزار

صوبہ لبنان پر جہاں [illegible] عیسائی [illegible] آباد ہیں ایک عیسائی متصرف متعین
ہے۔ اس صوبہ کو بہت رعایتیں ملی ہوئی ہیں۔ اور [illegible] گورنمنٹ خاص [illegible] ہے۔ اس کی آبادی [illegible] لاکھ
چالیس ہزار ہے جو تقریباً [illegible] شمار کی گئی ہے۔

اور تعلیم [illegible] ۲۳ اجلاس [illegible] عیسائی [illegible] سلطنت

غیر مسلم [illegible] مسلمان [illegible] ساتھ

لاکھ روپیہ عیسائی [illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] مسلمانوں کا شمار [illegible]

[illegible] (۱) [illegible]

[illegible] آباد ہو گئی

تھے [illegible] (۲) یونانی [illegible]

یونانی [illegible] (۳) [illegible]

اور [illegible] عیسائی [illegible]

بارگاہ سلطانی [illegible] عیسائی [illegible]

واپس [illegible]

(۵) [illegible] (۶) [illegible]

یا [illegible] عیسائی [illegible]

مذہبی [illegible] سلطنت [illegible]

یونانیوں اور [illegible]

مسلمانوں [illegible] اسلام [illegible] قربان [illegible] وقت

[illegible]

عبادت کرنے کی آزادی [illegible] مسلمانوں [illegible] انہیں نہ صرف

[illegible] سلطنت [illegible] مسلمان [illegible] اور قرآن

شریف کی آیات پڑھ سکتا ہے [illegible] قرآن کریم [illegible]

حقوق العباد کی [illegible]

قرآن شریف [illegible] تعلیم [illegible]

میں [illegible]

[illegible]

[illegible] یونانی

الانجیلی، یہودی، شیعی، دروزی، نصیریہ اور یونانی کاتھولک المذہب۔ ان مستقل باشندوں کے علاوہ مختلف
پیشہ در ممالک غیر کے بھی بہ تعداد کثیر آباد ہیں مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کے باشندے گویا عیسائی ہیں
یعنی ۲۹۹۸۰۰ عیسائی ہیں اور صرف ۳۰۰۰۰ مسلمان۔ ایشیائی ترکی کے مختلف حصص کی مردم شماری
بروئے مذہب حسب ذیل ہے:۔ ایشیائے کوچک مسلمان ۷۱۷۹۹۰۰۔ ارمنی ۵۷۶۲۰۰۔ دیگر عیسائی
۹۷۲۳۰۰۔ یہودی وغیرہ ۱۸۴۳۰۰۔ آرمینیا مسلمان ۱۷۹۵۸۰۰۔ ارمنی ۴۸۰۷۰۰۔ دیگر عیسائی
۱۶۵۳۰۰۔ یہودی وغیرہ ۴۰۲۰۰۔ ارمنی ۳۹ ہزار۔ صوبہ حلب مسلمان ۷۹۲۵۰۰۔ ارمنی ۴۹ ہزار
دیگر عیسائی ۳۳۳۳۰۰۔ یہودی ۳۰ ہزار۔ صوبہ بیروت مسلمان ۳۲۳۲۰۰۔ ارمنی ۱۱۰۰۰۔ دیگر
عیسائی ۴۲۰۰۰۰۔ یہودی وغیرہ ۱۳۶۹۰۰۔ صوبہ لبنان مسلمان ۴۰۳۰۰۔ عیسائی ۳۱۹۳۰۰۔
یہودی وغیرہ ۲۴۹۸۰۰۔

سلطنت عثمانیہ میں مساجد کی تعداد ۱۲۲۰۰ اور صرف قسطنطنیہ میں ۳۷۹ ہے۔ اماموں کی تعداد ۱۱۰۰۰ ہے
مساجد کے ساتھ ۱۷۰۰۰ ابتدائی مکاتب ہیں جن میں تعلیم مفت ملتی ہے۔ اوقاف (مساجد خانقاہیں وغیرہ)
کی غیر سرکاری آمدنی ۱۸۷۶ء کی جنگ سے پہلے تین کروڑ دو لاکھ پیاسٹر یعنی دو لاکھ اکہتر ہزار پونڈ انگریزی سالانہ
تھی۔ مگر اب وہ دو کروڑ پیاسٹر یا ایک لاکھ ۶۶ ہزار پونڈ رہ گئی ہے۔ انکا خرچ ایک کروڑ پچاس لاکھ پیاسٹر (سوا
لاکھ پونڈ) شمار کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام کا وظیفہ جو ستر لاکھ ۱۳ ہزار ۵ سو ۴۰ پیاسٹر (۵۹ ہزار پونڈ) ہے اور
مفتیوں اور نائبین کے وظائف جو ۷۰ لاکھ ۸۶ ہزار ۳ سو ۴۶ پیاسٹر (۶۲ ہزار پونڈ) ہیں سرکاری خزانہ
ادا ہوتے ہیں۔ اوقاف کو زیادہ تر آمدنی اون غیر منقولہ جایدادوں کی فروخت سے حاصل ہوتی ہے جو بلا نکاح
بیچ دیجاتی ہیں۔ اور وقف کہلاتی ہیں سلطنت کے تمام شہروں کی تمام جایداد کا تقریباً ثلث حصہ اوقاف کی
ملکیت ہے۔ اس قسم کی جایداد کے خریدار اوقاف کو ایک نام نہاد سالانہ لگان ادا کرتے ہیں لیکن اگر وہ لاولد
مر جائیں تو جایداد پھر اوقاف کا ملک ہو جاتی ہے۔

سنہ ۱۸۸۰ء میں سرکاری خزانہ سے اوقاف کو ۱۰۲۴۳۰۹۱ پیاسٹر (۷۵ ہزار پونڈ) دئے گئے۔ اور اسی سال
سرکاری خزانہ سے مذہبی مقاصد پر حسب ذیل رقوم خرچ ہوئیں۔

(۱) حاجیان کے مستقلم اور سالانہ تحائف پر جو بیت اللہ شریف کو بھیجے جاتے ہیں ۱۳۱۳۹۵۲۹ پیاسٹر

سلہ ان مساجد سے مولف کی مراد جامع مساجد ہونگی۔ کیونکہ اماموں ہی کی تعداد بتا رہی ہے کہ کل مساجد کا شمار ۱۲۲۰۰ سے
بدرجہا زیادہ ہے۔ اشاعت کی اعداد میں کمی کی یہ وجہ بتلائی گئی ہے کہ اس صوبہ کوئی باقاعدہ اعداد تیار نہیں ہوا مگر یہ
بالکل لغویات ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ اوس کل کے بعد اعداد نے عام طور پر شائع نہ کیے گئے ہوں۔ مترجم ۱۲

(۹۰۰۰۱۰ پونڈ) (۲) دیون عمومیہ کا سود القسط ۹۳۹۸۷۲ پاسترز (۱۰۰۶۰ پونڈ) (۳) تحصیل محاصل و افسران کی امداد ۵۰۷۶۲۵ پاسترز (۵۰۷۶ پونڈ)۔

وزارتِ تعلیم ۱۹۰۶ء سلطنت عثمانیہ میں ابتدائی تعلیم قانوناً ہر کسی پر لازمی ہے۔ لڑکوں کے لئے سات اور دس سال کی عمر کے درمیان اور لڑکیوں کے لئے چھ اور دس سال کی عمر تک لازمی تعلیم کا نصاب یہ ہے۔ ترکی زبان۔ قرآن۔ حساب۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور مختلف دستکاریاں۔ مگر چونکہ مذہبی اور دنیاوی دونوں قسم کی تعلیم مسلمان مولویوں اور ملاؤں کی تحویل میں ہے۔ وہ کوئی عملی وقعت نہیں رکھتی۔ ۱۰ اور ۱۵ سال تک کی تعلیم میں اس کے علاوہ فرنچ زبان۔ اقلیدس اور علم کیمیا و طبیعیات کی تعلیمات بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ تعلیم کے تقریباً ۳۰۰۰۰۰ مدارس سلطنت میں ہیں جن کے طلبا کا شمار ۱۳۳۱۰۰۰ ہے یعنی ہر دو قسم کی تعلیم کے لئے ہر چہ میں باشندوں پیچھے ایک طالب علم ہے۔ ۱۹۰۰ء میں ایک فرمان شاہی صادر ہوا کہ قسطنطنیہ میں ایک عالیشان یونیورسٹی قائم کی جائے اور اس میں فقہ، علوم، ادب، ریاضی، فلسفہ، قانون، طب وغیرہ شعبوں میں لیکچر دئیے جائیں لیکن ۱۹۰۸ء تک اس تجویز کا عملی نتیجہ کچھ نہیں نکلا تھا۔ تو بھی جو عملی ترقی ہوئی سلطانی مدرسہ طبیہ باسفورس کے ایشیائی ساحل پر حیدر پاشا میں ایک عالیشان عمارت میں واقع ہے۔ ایک سلطانی مدرسہ صنعت و حرفت بھی قسطنطنیہ میں موجود ہے جس میں ہر سال طلبا کا ایک گروہ تعلیم پاتا ہے۔ ایک مدرسہ طب جس میں چار سو طلبا ہیں اور ایک ایڈوانس انجینئرنگ کالج ہے جس میں ... ہیں۔ علاوہ ازیں ... غیر مسلم درسگاہوں کے علاوہ کل سلطنت میں ... ۱۹۰۸ء کو ۳۳۰۰۰ ابتدائی مکتب اور ۳۰۸ ثانوی سکول سرکاری خرچ سے موجود تھے جن میں ۳۳ ہزار معلم اور تقریباً ۱۰ لاکھ متعلم تھے۔ اور ان کا سالانہ خرچ ۳ کروڑ قرش تھا۔

صیغہ مال — سلطنت عثمانیہ کی کچھ بالائی سالانہ آمدنی کا تخمینہ سال ۱۹۰۹ء ... آمدنی ایک کروڑ پچاس لاکھ پونڈ کی ... اور خرچ ... لاکھ پونڈ کی ... کیا۔

---

[1] ... سالانہ آمدنی ... اور ... صرف ... پونڈ ... سالانہ خرچ ... پونڈ ... پانچ لاکھ پونڈ ... اور ... غیر سرکاری ... ہزار پونڈ ... ایک لاکھ ... ہزار پونڈ ... سلطنت کی ... تعلیم ... قوم ...

یعنی ۹۲ لاکھ پونڈ خسارہ ہوا۔ سنہ ۱۸۸۹ء کے خسارہ کا اندازہ ستر لاکھ پونڈ ظاہر کیا گیا جسکو سرا ونشن نے اسطرح سے دور کیا گیا کہ صیغہ جنگ کا خرچ ساڑھے پانچ لاکھ پونڈ گھٹا دیا گیا اور خرچ ۸ لاکھ پونڈ اور دوسرے محکموں کے اخراجات کے بجٹ (ہوانشہ) ۵ فیصدی کم کردیئے گئے۔ اور مقدم قرضوں اور دوسرے قرضوں کے بیاج کی شرح سود کے تمسکوں سے بدل دیا گیا۔

رازاولیش سنہ ۱۹۰۹ء ترکی حکومت آمدنی و خرچ کا نہ بجٹ شائع کرتی ہے نہ دراصل ہی حساب کتاب۔ وہ تم محض غلط ہے۔ اسی کتاب کے آخر میں ایک سال کا باقاعدہ بجٹ درج ہے۔ مؤلف) آمدنی کا اصل ذریعہ محاصل ارضی وجائیداد محصول چنگی اور ذاتی فیسوں۔ اور بعض دیگر ذرائع سے حاصل ہوتی ہے۔ اسکے خرچ کی بڑی مدیں فوجی مصارف اور قومی قرضہ کے واجبات ہیں۔ سنہ ۱۹-۱۹۱۰ء میں ایک کروڑ ۵۸ لاکھ ۹ ہزار ترکی پونڈ آمدنی ہوئی اور ایک کروڑ ۳۸ لاکھ ۳۳ ہزار ۴ سو خرچ ہوئی

سلطنت عثمانیہ کی تاریخ مقروضی مندرجہ ذیل جدول سے ظاہر ہو جائیگی۔

سنہ اجرائے قرض	اصل مقدار قرض	شرح سود جس پر قرض لیا گیا	وصول فیصدی	اب قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس نے اور کس غرض کیلئے قرضہ لیا گیا
سنہ ۱۸۵۴ء	پانچ لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۸۵	سنہ ۱۸۹۴ء میں ۴ فیصدی کے قرضہ سے تبدیل کیا گیا۔	لندن کے ساہوکاروں ڈنٹ پالمر کمپنی سے جنگ کریمیا کے اخراجات کے لئے خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا اور سالانہ اقساط سے ۱۸۵۵ء میں بیباق کرنے کا اقرار تھا۔
سنہ ۱۸۵۵ء	پچاس لاکھ پونڈ	۴ فیصدی	[illegible]	اس قرضہ کی بیباقی کیلئے سالانہ خراج مصر کفیل کیا گیا اور اسکی ... لاکھ پونڈ ... ترکی کی ساکھ ... ادا ہو گئے [illegible]	... انگلستان و فرانس کی ضمانت پر لیا گیا اور پہلے قرضہ کے سالانہ خراج مصر کی اور شام کا محصول درآمد کفیل کیا گیا۔ اور سالانہ اقساط سے اگست سنہ ۱۹۰۸ء میں بیباق ہو جائے گا۔

سنہ جس وقت کوئی سلطنت قرضہ لینا چاہتی ہے تو وہ اپنی ایک سو یا پانسو یا ہزار ہزار کے تمسکات یا پرامیسری نوٹ جاری کرتی ہے جنکو متمول لوگ یا ساہوکار خرید لیتے ہیں اور جیسی اس سلطنت کی ساکھ ہو ویسا ہی ان نوٹوں کا نرخ کم و بیش ہوتا ہے۔ اچھی ساکھ ہو تو سو کا نوٹ ایک سو دس یا ایک سو پندرہ تک بکتا ہے۔ ساکھ بری ہو تو پچاس کو بھی کوئی نہیں پوچھتا۔ مترجم

سنہ	اصل مقدار قرضہ کی	شرح سود	وصول فیصدی	اس قرضہ کی کیا کیفیت ہے	کس غرض سے اور کس مقصد کے لئے قرض لیا گیا
سنہ ۱۸۵۸ء	پچاس لاکھ پونڈ یہ قرضہ سنہ ۱۸۹۸ء میں بیباق ہو گیا۔	۶ فیصدی	۸۵	سنہ ۱۸۸۱ء میں جب بیرونی قرضہ کا انتظام ہو کر دو سابقی قرضہ گھٹا دیا گیا اور اسکو چار شقوں میں تقسیم کیا گیا تو یہ قرضہ شق الف میں داخل کر دیا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس وقت سے سالانہ اقساط سنہ ۱۹۰۳ء تک ادا ہوتا رہا اور یہ تمام اگر انتظام میں بیباق ہو گیا ہے ۔	یہ پہلا قرضہ تھا جو گورنمنٹ انگریزی اور عثمانیہ بنک سے قسطنطنیہ کے محصول چونگی اور آمدنی چنگی کی کفالت پر دو دفعہ کر کے سنہ ۱۸۵۸ء میں تیس لاکھ پونڈ فی ۷۵ فیصدی اور سنہ ۱۸۵۹ء میں بیس لاکھ پونڈ فی ۷۵ فیصدی دیا گیا تھا۔
سنہ ۱۸۶۰ء	۲۰۳۴۲۰	۶ فیصدی	۶۲½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا۔	یہ دوسرا قرضہ پیرس کے ساہوکار مائرس کی معرفت سلطنت کی آمدنی محصول تمباکو اور دیگر مدات کی کفالت پر لیا گیا۔ ارادہ تو ایک کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ قرض لینے کا تھا مگر بشرح ۶۲ فیصدی پر بھی صرف ۲۰۳۴۲۰ پونڈ کی رقم فراہم ہو سکی ۔
سنہ ۱۸۶۲ء	۸۰ لاکھ پونڈ یہ قرضہ سنہ ۱۸۸۱ء میں بیباق ہو گیا	۶ فیصدی	۶۸	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق الف میں داخل کیا گیا۔	یہ پانچواں قرضہ عثمانیہ بنک اور پیرس کے ساہوکاران ... کی معرفت محصول اسٹامپ وغیرہ اور تمام آمدنی کی کفالت پر لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۳-۶۴ء	۸۰ لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۷۲	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ عثمانیہ بنک کی معرفت سرکاری آمدنیوں اور عشرات کی کفالت پر لیا گیا۔
سنہ ۱۸۶۵ء	ساٹھ لاکھ پونڈ	فیصدی	۶۵½	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا۔	عثمانیہ بنک کی معرفت رومیلیا اور مجمع الجزائر کے محصول نمک سنڈان اور کوکٹ کی پیداوار معادن کی کفالت پر لیا گیا۔

لہ مجموع قرضہ کی شق الف سنہ ۱۹۰۳ء میں بیباق ہو گئی۔ اور چند سال تک باقی تینوں شقوں کا حساب جدا رکھا گیا۔ لیکن سنہ ۱۹۰۳ء میں جب قدیمی قرضوں کی از سر نو تجدید ہوئی تو تینوں شقوں کو باہم ملا دیا گیا اور ان سب کی بجائے ایک قسم اور ایک ہی رقم قرضہ قرار دی گئی

سنہ اجرائے قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح سود	سود او فیصدی	آیندہ قرضہ کی کیا حیثیت	کس سے اور کس مقصد کیلئے قرض لیا گیا
۱۸۶۵ء	۳۶۳۶۳۶۳۶ پونڈ	۵ فیصدی	۴۷ ½	۱۸۸۱ء میں شق د میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ بغرض ادائی قرضوں کے اجتماع و تبادلہ کے لئے پیرس اور لنڈن کے چند نامی بنکوں سے لیا گیا۔
۱۸۶۶ء	[illegible] لاکھ پونڈ	۶	۶۵ ½	ایضاً	پیرس کی سوسائٹی ڈی جنرل اور مسیرد ویس کو مپنی و مسیر اف لنڈن کی ساہوکاران ڈنٹ پالمر کمپنی سے مخاصمت موجودہ و
۱۸۶۹ء	۲۲۴۰۰۰۰ پونڈ	-	-	آخر اپریل ۱۸۷۶ء میں بیباق کیا گیا۔	استقبلیہ محاصل و عشرات کی کفالت پر قرض لیا گیا۔
۱۸۶۹ء	۲۲۱۷۷۲۲۰ پونڈ	۶ فیصدی	۶۰ ½	۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	ایضاً
۱۸۷۰-۷۲ء	۳۱۶۸۰۰۰۰ پونڈ	۳ فیصدی	۴۵	۱۸۸۱ء میں شق د میں داخل کیا گیا	مطابق قرضہ ثانی ۱۸۶۵ء
۱۸۷۱ء	۵۷۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۳	۱۸۹۴ء میں ۳ ½ فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کیا گیا۔	خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا
۱۸۷۲ء	۱۱۳۴۶۳۰۰ پونڈ	۹	۹۸ ½	۱۸۸۱ء میں قرضہ شق ب میں داخل کیا گیا	کچھ قرضہ اگست ۱۸۷۲ء میں لنڈن کے مسیرز رافیل و پسران کی معرفت سالبقہ قرضہ میں مکفول شدہ محاصل کی ضمانت پر جاری کیا گیا۔ اور اوسکی دستکاران کے لئے یہ خاص رعایت رکھی گئی کہ وہ پانسو پچاس پونڈ کی تمسکوں کو پانچ فیصدی سود والے عام قرضہ مجریہ ۱۸۶۵ء و ۱۸۷۳ء کی ایکہزار پونڈ والی تمسکات سے بدل سکیں گے۔
۱۸۷۳ء	۳۲۷۷۷۷۸۰ پونڈ	۹	۵۸ ½	۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ ستمبر ۱۸۷۳ء میں جاری کیا گیا مگر اوسوقت اوسکا چوتھا حصہ بھی نہ بکا۔

سنہ اجرائے قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح سود فیصدی	عوض فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس سے اور کیوں لیا گیا
سنہ ۱۸۷۴ء	چار کروڑ پونڈ	۵	½ ۴۳	۱۸۸۱ء میں قرضۂ متحد میں داخل کیا گیا	سنہ ۱۸۶۵ء کے قرضہ ثانی کی طرح اجتماع و تبادلۂ قرضہ اندرونی کے لئے لیا گیا۔ اور اسکا بعد قرضہ سنہ ۱۸۶۹ء و سنہ ۱۸۷۳ء تمام قرضہ سلطنت عثمانیہ کے نام رکھا گیا۔
سنہ ۱۸۷۷ء	۵۰ لاکھ پونڈ	۵	۵۳	سنہ ۱۸۹۴ء میں قرضۂ جدید سے تبدیل کیا گیا	یہ قرضہ غلاطہ کے سوداگروں سے خراج مصر کی کفالت پر حفاظت ملک کے لئے لیا گیا۔
سنہ ۱۸۷۹ء	۲۹۰۳۴۷۲ پونڈ	ایضاً	ایضاً	سنہ ۱۸۹۴ء میں ۴ فیصدی سود کے قرضوں میں تبدیل کیا گیا۔	یہ قرضہ پہلے محاصل درآمد کی کفالت پر غلاطہ کے سوداگروں کی قرضوں کی اجتماع کے لئے لیا گیا مگر جب سنہ ۱۸۸۱ء میں سب حقیقی قرضوں کا انتظام کیا گیا سوا اس قرضہ کو دین مقدم قرار دیکر بعد تکفیلہ پر عاید کردیا چنانچہ کمیٹی انتظام قرضہ غلاطہ کے سوداگروں کو سالانہ تکفیلہ کی رقم سے کل ۱۲۶۳۳۵ پونڈ بابت سود و اصل کی خوردی ادا کئے گئے سالانہ ادا کی سنہ ۱۹۰۵ء میں انکا قرضہ بیباق ہو جائیگا

جدول قرضہائے جدید بعد انتظام سنہ ۱۸۸۱ء

سنہ اجرا	مقدار قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۸۵ء	۹۳۰۰۰۰ پونڈ	۷	بدستور قائم ہے[1]	تعمیر ریلوے کے لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۸۶ء	۵۹۰۰۸۰ پونڈ	۵	ایضاً[2]	عثمانیہ بینک کا تقریباً ۵۴ لاکھ پونڈ کا مطالبہ ان قرضوں ادا کرنے اور خزانہ عامرہ کے لئے روپیہ حاصل کرنیکے لئے قرض لیا گیا
سنہ ۱۸۸۸ء	۱۵ لاکھ پونڈ	۵	ایضاً[3]	یہ اور سنہ ۱۸۹۰ء کا قرضہ غلاطہ کے قرض کی طرح تمباکو کی آمدنی پر ... رقم ... الداد کیونکی ... کی حفاظت کیلئے لیا گیا

۱؎ سنہ ۱۸۹۶ء کے قرضہ میں بیباق کیا گیا ۲؎ سنہ ۱۹۰۳ء میں جدید قرضہ کی صورت میں کم شرح سود پر بدلا گیا۔
۳؎ سنہ ۱۹۰۳ء میں جدید قرضہ کی صورت میں کم سود پر تبادلہ کیا گیا۔

کس لئے لیا گیا	اب کیا حیثیت ہے	شرح سود فیصدی	تعداد قرضہ	سنہ اجرا
برائے اجتماع قرضہ سابقہ سود ۵ و ۴ فیصدی سہم	ایضاً	۴	۴۹۹۸۵۰۰ پونڈ	سنہ ۱۸۹۰ء
برائے تبادلہ قرضہ ۱۸۶۹ء	ایضاً	۴	۳۴۳۴۷۸۶ پونڈ	سنہ ۱۸۹۰ء
برائے تبادلہ قرضہ ۱۸۶۹ء	ایضاً	۴	۶۳۱۶۶۲۰ پونڈ	سنہ ۱۸۹۱ء
تمباکو کمپنی کو دینے کے لئے	ایضاً	۴	۱۰۰۰۰۰ پونڈ	سنہ ۱۸۹۳ء
برائے تبادلہ قرضہ ۱۸۵۵ء و ۱۸۷۱ء	ایضاً	۳ ½	۸۳۱۲۴۴ پونڈ	سنہ ۱۸۹۴ء
تعمیر ریلوے	ایضاً	۴	۱۶۰۰۰۰ پونڈ	سنہ ۱۸۹۴ء

دائرہ ڈیٹ سنہ ۱۸۹۰ء سے ۱۸۹۴ء کے آخری قرضہ سولہ لاکھ پونڈ کے بعد حسب ذیل قرضے لئے گئے۔

کس لئے لیا گیا	اب کیا حیثیت ہے	شرح سود فیصدی	قسم قرضہ	سنہ اجرا
مالی اخراجات کے لئے	قائم ہے	[illegible]	[illegible] پونڈ	سنہ ۱۸۹۶ء
ایضاً	سنہ ۱۹۰۳ء میں [illegible] ادا کیا	"	۱۱۴۴۰۰۰ پونڈ	سنہ ۱۹۰۱ء
چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و ادائیگی کے لئے	قائم ہے	۴ فیصدی	۸۶۸۱۸۲۰ پونڈ	سنہ ۱۹۰۲ء
" "	"	۴ "	۴۰۰۰۰ پونڈ	سنہ ۱۹۰۳ء
متفرق قرضوں [illegible] کو یکجا جمع کر کے نیا قرضہ قرار دیا گیا	"	۴ "	۲۰۹۴۶۹۲۵۲۰ پونڈ	سنہ ۱۹۰۳ء
چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و تجدید کے لئے۔	"	۴ "	۲۳۴۴۳۴۴ پونڈ	سنہ ۱۹۰۳ء

سنہ ۱۸۵۵ء و سنہ ۱۸۷۱ء و سنہ ۱۸۷۷ء کے قرضوں میں مصری خراج مکفول تھا۔ اور سنہ ۱۸۹۴ء کے قرضہ میں جو غلطا کے ساہو کاروں کے قرضوں کی اقساط دیکھا کر لئے گئے جاری کیا گیا تھا پہلے محاصل پر آمدنی کفول تھی مگر بعد میں اسکو اون یا لوہے کا محاصل پر چونکہ ان قرضہ میں ری کو تقویض کئے گئے عاید کیا گیا۔ سنہ ۱۸۵۵ء کا قرضہ فرانس و انگلستان کی ضمانت پر ہے اور سنہ ۱۸۹۶ء کا قرضہ تعدادی ۳۴۸۰۰۰ پونڈ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ء میں بیباق کیا گیا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے قرضوں کے سود و اصل کی ادائیگی کے قابل ہونے کی وجہ سے اپنے قرض خواہوں سے حسب ذیل انتظام کیا جو یہ ہے

سلطنت عثمانیہ گورنمنٹ نے ۶ اکتوبر سنہ ۱۸۷۵ء کو حکم نافذ کیا تھا کہ کچھ عرصہ کے لئے مقررہ سود کا نصف ادا کیا جاویگا مگر نصف سود بھی ناتجربہ کار ادا نہ کیا گیا۔ سنہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۷۸ء کو دوسرا فرمان جاری کیا گیا کہ جب تک سلطنت کی اندرونی حالت درست نہ ہوگی تب تک سود مطلقاً ادا نہیں کیا جاویگا۔ اس فرمان سے نہ صرف یورپ میں ہیجان برپا ہو گیا کسی تدبیر کا نتیجہ ظاہر نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ سنہ ۱۸۸۱ء کو فرمان محرم جاری ہوا جس سے سلطنت بالکل دیوالیہ ہونے سے بچ گئی۔

فرمان شاہی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء منظور ہو گیا۔ اوس وقت جسقدر قرضہ غیر مودی تھے ریاست شدہ اون کے
جنکا جدول میں ذکر کر دیا گیا ہے) اونکو بعوض سود کے بقایوں کے بہت کچھ گھٹا کر چار سلسلوں یا شقوں موسومہ
الف۔ ب۔ ج و د میں تقسیم کر دیا گیا۔ قسطنطنیہ میں انتظام قرضہ و سود کے لئے ایک کونسل قایم کی گئی۔ اوسکو اون کے
سود و اصل کی جزو ادا کرنے کے لئے محاصل آبکاری۔ بلغاریا۔ شرقی رومیلیا اور قبرص کا خراج اور ایرانی تمباکو کے
محصول کی آمدنی اوسکو تفویض کر دی گئی۔ ان آمدنیوں میں سے ۱۸۸۲ء کے قرضہ کے ۵ فیصدی سود اور اصل کی جزوی
ادائیگی کے لئے بائیس برس تک ۵۳۲۶۳۱۳ پونڈ کی رقم پہلے وضع کر لئے جانے کا اقرار ہوا۔ اور باقیماندہ آمدنی
کے لئے یہ قرار پایا کہ وہ قرضوں کے چاروں سلسلوں کے کام آئے۔ اس کا ۴/۳ حصہ سود کی ادائیگی میں خرچ ہو
اور ۱/۴ حصہ اصل کے ادا کرنے میں۔ سود چار فیصدی سے کبھی زیادہ ادا نہ کیا جاوے۔ اور اگر محاصل کی آمدنی
اسقدر بڑھ جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ شرح سود یعنے چار فیصدی اور زیادہ سے زیادہ سالانہ شرح بیباقی قرضہ یعنی
ایک فیصدی جملہ ۵ فیصدی سے بڑھ جاوے تو فاضل رقم عثمانیہ گورنمنٹ کو ادا کر دیا دی۔ اس مجلس نے
تخفیف شدہ مقدار قرضہ کو شق ہائے الف۔ ب۔ ج و د کے تمسکوں میں ۲۰ نومبر ۱۸۸۴ء کو جاری کیا۔ اور تبادلہ
کی یہ کارروائی ۱۳ مئی ۱۸۸۸ء کو بند کی گئی جس تاریخ تک ۸۵۹۹۰۴ پونڈ کے تمسکات جو پیش نہ کئے جانے کی وجہ
سے منسوخ کئے گئے۔ اور فقط ۹۲۲۲۱۱ پونڈ کے تمسکات تبدیل نہ ہو سکے۔ اس کونسل میں اسوقت سات ممبر ہیں جو
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی کے تمسکداروں اور عثمانیہ تمسکداروں و غلاطہ کے ساہوکاروں کی طرف سے
جو دین مقدم کے قرضخواہ ہیں نامزد ہوتے ہیں۔ انگلستان کے تمسکداروں کا نائب ہالینڈ اور بلجیم کے تمسکداروں
کی بھی نیابت کرتا ہے۔ انکے علاوہ عثمانیہ گورنمنٹ کیطرف سے ایک امپیریل کمشنر کونسل کے اجلاسوں میں شریک ہوتا
ہے مگر وہ مباحثوں میں فقط مشورہ دے سکتا ہے رائے دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ فرانس اور انگلستان کے ممبر
باری باری پریسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ سود اور اصل کی جزوی ادائیگی سال میں دو دفعہ ۱۳ مارچ اور ۱۳ ستمبر کو عمل میں آتی
ہے۔ اب تک سود فقط ایک فیصدی کے حساب سے تقسیم ہوتا ہے مگر ریزرو فنڈ میں ۳۰۸۲۹۰ پونڈ جمع ہو
چکے ہیں۔ کونسل انتظام قرضہ سلطنت اون قرضوں کے جنمیں مصری خراج مکفول ہوا اور ۱۸۸۵ء کی قرضہ ضمانتی اور ۱۸۸۶ء
کے قرضے کے جسمیں محاصل ہمہ آبکاری مکفول ہیں۔ اور ۱۸۹۴ء کے (نو لاکھ پونڈ کے) قرضہ تمباکو کی اور سب ترکی قرضوں
کا اب انتظام و اہتمام کرتی ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے شق الف کی وثائق ۹۸-۱۸۹۹ء میں بیباق ہو گئیں
اور شق ہائے ب و ج و د کی ۱۹۰۳ء میں یکجا ایک نئے قرضہ کی صورت میں بدل دی گئیں۔ اس تبادلہ سے سلطنت
سرکی کو لاکھ پونڈ کی بچت ہو گئی ہے؎

سال ۱۸۸۷ء سے بشرح ۱۹ فیصدی ادا ہو رہا ہے کہ اب اس فنڈ میں ۵۵۶۷۰۴۳۲۱ پونڈ جمع ہیں؎

کونسل انتظام قرضہ کو مدات مکفولہ سے بعد وضع خرچ جو خالص آمدنی ہوتی وہ حسب ذیل ہے:-

سنہ ۱۸۸۵-۸۶ء .... ۱۷۰۴۹۳۸ پونڈ ؛ سنہ ۱۸۸۶-۸۷ء .... ۱۶۰۴۲۷۷ پونڈ

سنہ ۱۸۸۷-۸۸ء .... ۱۶۵۹۸۸۹ ؛ سنہ ۱۸۸۸-۸۹ء ۱۷۳۲۵۱۰

سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء .... ۱۸۶۰۰۳۳ ؛ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء ۱۸۰۸۲۹۴

سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء .... ۱۸۷۸۹۴۵ ؛ سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء ۱۹۸۹۸۳۸

سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء .... ۱۹۷۰۴۵۶ ؛ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء ۱۹۷۶۶۸۷

سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء و سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں جو رقوم وصول ہوگئیں وہ حسب ذیل ہیں:-

نام مد	سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء	نام مد	سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء
نمک			خراج مشرقی رومیلیا	۱۳۶۸۹۳ پونڈ	۱۳۶۸۹۳ پونڈ
اسٹامپ	پونڈ	پونڈ	خراج قبرس	۹۲۳۳۶	۹۲۳۳۶
شکار ماہی	۹۹۴۲۲۵	۴۸۴۹۹۳	محصول تمباکو	۴۵۰۰۰	۴۵۰۰۰
بقایا تمباکو			میزان	۲۰۹۳۵۰۳	۲۰۶۸۴۷۸
عشر تمباکو	۸۵۸۲۳	۹۲۸۰۴	اخراجات	۹۲۰۳۸	۹۱۷۹۰
اجارہ تمباکو	۷۰۸۳۷۵	۷۱۶۵۲۲	خالص آمدنی	۱۹۷۰۴۶۵	۱۹۷۶۶۸۶

(دسواں اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۲-۳ء و سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں کونسل انتظام قرضہ کو مدات مفوضہ سے حسب ذیل آمدنی ہوئی:-

نام مد	سنہ ۱۹۰۲-۳ء	سنہ ۱۹۰۳-۴ء
پانچ مدات آمدنی محولہ بالا	۱۱۸۵۱۳۲ پونڈ	۱۲۹۵۹۳۵ پونڈ
عشر تمباکو۔	۱۶۵۶۶۶ پونڈ	۲۴۶۶۰۰ پونڈ
حصہ اجارہ تمباکو۔	۷۶۰۹۵۷ پونڈ	۸۰۸۵۸۵ پونڈ
جزیرہ قبرس کے پرمٹ کا حصہ معہ خراج	۱۰۲۵۹۶ پونڈ	۱۰۲۵۹۶ پونڈ
تمباکو کے پرمٹ کا حصہ۔	۵۰۰۰ پونڈ	۵۰۰۰ پونڈ
متفرقات	۲۱۳۹ پونڈ	۱۱۷۳ پونڈ
میزان	۲۶۰۸۵۴۹ پونڈ	۲۶۱۹۵۰۹ پونڈ

اس کونسل کی آمدنی کے سالانہ اعداد اور انکی تدریجی ترقی سے ناظرین کو معلوم ہوسکتا ہے کہ

سلطنت عثمانیہ کی تجارت صنعت و حرفت۔ زراعت اور رعایا کی خوشحالی میں کسقدر ترقی ہو رہی ہے۔ ۱۸۸۵ء میں کل ہم ستر ہ لاکھ پونڈ آمدنی ہوتی۔ اور ۱۹۰۳ء کچھ اوپر ۲۶ لاکھ یعنی ڈیوڑھے سے کچھ زیادہ ہوتی ہے یعنی ۱۸ سال میں سلطنت عثمانیہ کی ثروت اور طاقت میں ڈیوڑھے سے زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ للہ الحمد علیٰ ذالک۔ اسیقدر اضافہ یقیناً سلطنت کی آبادی میں ہوا ہوگا جسکو سکات کلی پہلے سے بھی کم دکھاتا ہے۔ اور اسیقدر سلطنت کے ان محاصل کی آمدنی میں جو قرضوں میں مکفول نہیں ضرور ہوئی چاہئیں۔ گو یہ حساب از اسے بھی تقریباً اوسیقدر بتاتا ہے جسقدر کہ آج سے بیس سال پیشتر تھے۔

۱۸۹۵ء کے وسط میں عثمانیہ قرضہ کی حالت حسب ذیل تھی:۔

جن کا معاملہ لندن میں ہوا

سلسلہ الف۔ (جسکی مقدار ابتداً یعنی ۱۸۸۱ء میں ۲۳۸۷۱۸۱۷ پونڈ تھی) باقی غیر موجودی تھا ۱۴۳۱۷۶۲ پونڈ

سلسلہ ب۔ (جسکی مقدار ابتداً یعنی ۱۸۸۱ء میں ۸۴۰۱۰۲۴۴ پونڈ تھی) باقی غیر موجودی تھا				۸۴۶۰۳۰۵ ”
سلسلہ ج۔ (ایضاً ” ” ”	۳۰۸۴۳۲۵۱۱ ”)	ایضاً		۲۹۴۷۷۱۷۱ ”
سلسلہ د۔ (ایضاً ” ” ”	۴۳۹۶۸۳۹۶ ”)	ایضاً		۴۲۷۴۴۳۶۵ ”
۱۸۸۸ء کا قرضہ ۵ فیصدی سود والا				۱۳۰۱۳۱۸ ”
۱۸۹۰ء کا قرضہ تبادلہ				۷۴۱۷۳۱۸ ”
۱۸۹۰ء کا قرضہ چار فیصدی سود والا				۴۳۸۰۷۹۰ ”
۱۸۹۱ء کا قرضہ چار فیصدی سود والا				۹۳۱۹۹۳۰ ”
۱۸۹۴ء کا ساڑھے تین فیصدی سود والا قرضہ				۸۳۱۲۳۴۰ ”
۱۸۹۴ء کا پیسین الا قرضہ (چار کریڈٹ فرنیک کا)				۱۵۸۴۰۰۰ ”
میزان				۱۱۰۴۱۹۳۵۹

جن کا معاملہ لندن میں نہ ہوا

تمسکات لاٹری	۱۳۳۴۵۰۱۳
۱۸۸۵ء کا سات فیصدی سود والا قرضہ	۷۷۰۹۰۶
۱۸۹۶ء کا پانچ فیصدی سود والا قرضہ	۵۲۷۵۹۸۸
۱۸۶۴ء کے چار فیصدی سود کے تمسکات تنباکو	۸۸۶۶۳۵
میزان	۲۰۲۵۸۵۴۲

(نمبر اڈیشن سنہ ۱۹۱۱ء) جو قرضہ سنہ ۱۹۰۴ء کی وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ واجب تھا۔ اوس کی مجموعی میزان حسب ذیل ہے :-

بکفالت مصری خراج۔	۱۹۲۵۹۷۶۸ ترکی پونڈ
بکفالت مختلف محاصل سلطنت۔	۶۶۲۹۱۳۰۷ "
متفرق قرضے۔	۱۱۱۰۲۹۵۷ "
میزان	نو کروڑ ۶۶ لاکھ ۵۴ ہزار اکتیس پونڈ ترکی

سنہ ۱۸۹۵ء کے وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ جیسا کہ اوپر درج ہے تقریباً ۱۳ کروڑ ۷ لاکھ ترکی پونڈ قرضہ واجب تھا۔ یعنی نو سال کے عرصہ میں تقریباً ساڑھے تین کروڑ پونڈ ترکی (پینتالیس کروڑ روپیہ) کا بار سلطنت کے سر سے ہلکا ہوگیا ہے۔ اور محض حضرت خلافت پناہی کی تدابیر صائبہ اور لیاقت خداداد سے۔ یہ ظاہر ہے کہ فی الحقیقت اسقدر روپیہ نقد ادا نہیں ہوا۔ جو روپیہ عملاً ادا ہوا ہے۔ وہ نسبتاً بہت تھوڑا ہے۔ زیادہ تر حصہ تخفیف شدہ قرضہ کا اسطرح ادا ہوا کہ پرانے قرضوں کو جو بہت خسارہ پر لیئے گئے تھے نئے قرضوں کی صورت میں بدل دیا جاتا رہا۔ اور اس تبادلہ میں معقول بچت ہوتی رہی۔

نہ صرف یہی نہیں کہ قرضہ کی تعداد ایک تہائی کم ہوگئی ہے۔ بلکہ شرح سود بھی اب بہت ہلکی ہوگئی ہے۔ اور محض سود کی مد میں سلطنت کو کئی کروڑ روپیہ سالانہ کی گنجایش نکل آئی ہے۔

ان رقوم کے علاوہ تین کروڑ بیس لاکھ پونڈ کا روسی تاوان جنگ ہے جو بلا سود تین لاکھ بیس ہزار پونڈ کی سالانہ اقساط میں ادا کیا جاتا ہے۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء میں اس تاوان سے ابھی ۲۴۵۱۲۰۰۰ پونڈ ترکی واجب الادا تھے۔ ہر سال ۱۴ جنوری کو ۳۲ لاکھ بیس ہزار پونڈ ترکی واجب الادا ہوتے ہیں)

اندرونی قرضہ کی تفصیل اب حسب ذیل ہے :-

گیارہ لاکھ چالیس ہزار پونڈ ترکی جو سیونگز بنکوں کے باقی ہیں۔ پانچ لاکھ پونڈ ترکی جو محکمہ پنشن فنڈ نے قرض دیئے ہیں۔ ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ ترکی جو زراعتی بنکوں سے قرض لیئے گئے ہیں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار پونڈ ترکی کے تمسکات ہیں۔ اور پانچ لاکھ پونڈ ترکی قدیم جبریہ قرضوں کی بابت واجب ہیں ان قرضوں کا سود باقاعدگی سے ادا نہیں ہوتا اب یہ تمام قرضے بیباق ہوچکے ہیں۔ اور سند رجہ بالا نو کروڑ ۶۶ لاکھ پونڈ ترکی کی رقم کے علاوہ سلطنت کے ذمہ اور کوئی قرضہ نہیں ہے۔ مؤلف)

حفاظت ملک

اوّل حدود۔ ترکی یورپ کے جنوب مشرقی کونہ اور ایشیا کے مغربی حصہ میں واقع ہے۔ اوسکی حدود

کچھ برسوں سے بہت کچھ ترمیم ہوگئی ہے[1]۔ یوروپی ٹرکی کے شمال میں ریاست ہائے مانٹی نیگرو (جبل اسود) بوسنیا، سرویا، بلگیریا اور مشرقی رومیلیا واقع ہیں مشرقی سرحدیں پہاڑی ہیں۔ مگر کئی مقامات سے اُنپر عبور کرنا آسان ہے مغربی سرحد پر بحیرۂ اڈریاٹک اور بحیرہ جزائر ایونین ہیں جنوبی حد پر تسلی بحیرہ مجمع الجزائر، ڈارڈنیلز، بحیرہ مارمورا اور باسفورس ہیں جنکی سواحل پر بڑے مضبوط قلعے بنے ہوئے ہیں۔

ایشیائی ٹرکی کے شمال میں بحیرہ اسود، باسفورس، بحیرہ مارمورا اور ڈارڈنیلز ہیں مغرب میں بحیرہ مجمع الجزائر، بحیرہ روم، سنگلاخ عرب اور بحیرہ قلزم جنوب میں وسطی عربیا اور خلیج فارس مشرق میں ایران اور روس کا صوبہ ٹرانس کاکیشیا ہے۔

روسی حد کے نزدیک سب سے مضبوط قلعہ ارض روم ہے۔ ترکی صوبہ یمن اور انگریزی علاقہ عدن کی حدبندی سنہ ۱۹۰۵ء میں پختہ کردی گئی۔

دوم۔ فوج بری

ٹرکی میں تمام مسلمان جو بیس برس سے اوپر ہوں فوجی خدمت کے مستوجب ہیں اور یہ ذمہ داری ۲۰ برس تک قائم رہتی ہے۔ غیر مسلم مستوجب نہیں مگر وہ بدل عسکریہ یا محصول بدنیت ادا کرتے ہیں جو ہر عمر کے مردوں سے فی کس چھ شلنگ ([illegible]) کے حساب سالانہ سے لیا جاتا ہے۔ خانہ بدوش عرب کو مستوجب ہیں۔ مگر اون سے کوئی رنگروٹ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اکثر خانہ بدوش کرد بھی اس خدمت سے پہلو تہی کرجاتے ہیں۔

فوج کی اقسام یہ ہیں۔ اوّل نظام یا فوج آئین اور اوسکا ریزرو۔ دوم فوج ردیف اور سوم فوج مستحفظ۔ نو بھرتی شدہ دو جماعتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب اوّل[2] والے تین برس فوج نظام میں رہکر چار برس مستعد خدمت اور دو برس ریزرو میں) آٹھ برس (یعنی چار برس صنف اول و چار صنف ثانی میں) اور چھ برس فوج مستحفظ میں۔ یعنی جملہ بیس برس فوجی خدمت ادا کرتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب ثانی[3] والے

---

[1] اس کتاب کی اشاعت کے بعد دو مرتبہ اور ترمیم ہوئی ہے۔ ایک جنگ ٹرکی و یونان کے بعد سنہ ۱۸۹۷ء میں جسکا اختتام پر ٹرکی کو تھسلی کا کچھ سرحدی علاقہ ملا۔ دوسری یہ کہ سنہ ۱۸۹۸ء میں کریٹ کا جزیرہ نیم خودمختار حالت میں کردیا گیا۔

[2] اس ترتیب میں اب ترمیم ہوگئی ہے۔ ترتیب ثانی اور تیسری مزید مختلف جماعتیں قرار دیگئی ہیں۔ ہر سال جن پر فوجی خدمت لازم ہوتی ہے۔ وہ سب کے سب فوج نظام میں نہیں لئے جاتے۔ انہیں صرف حسب ضرورت شامل کئے جاتے ہیں جو عموماً سالانہ تعداد کا تیسرا حصہ ہوتے ہیں۔ باقی دو ثلث نوجوان اپنے اپنے علاقہ کی چھاؤنیوں میں جمع کئے جاتے ہیں اور پہلے سال انکو ۶ ماہ تک چھاؤنی میں ٹھہرا کر تعلیم دی جاتی ہے۔ اور اسکے بعد انکو ہر سال اپنے مساکن ہی میں ایک ماہ مشق کرائی جاتی ہے۔ یہ نوجوان اب ردیف فوج ہی میں تمام ترتیب ثانی شمار ہوتے ہیں

فوج میں شامل نہیں کئے جاتے۔ وہ معین ہنر کہلاتے ہیں۔ اور ریزرو فوج میں داخل کئے جاکر پہلی سال ۸ یا ۹ مہینے متواتر قواعد سیکھتے ہیں۔ اور پھر سالہا سال تک ہر سال تین ماہ اپنے اپنے گھروں میں مشق کرتے ہیں کل سلطنت سات جنگی اضلاع میں منقسم ہے۔ جنہیں سات کور ڈی آرمی یعنی اردو کہتے ہیں اور ان اضلاع اور حصص فوج کے صدر مقام یہ ہیں۔ ۱ قسطنطنیہ ۲ ایڈریانوپل ۳ مناسطر ۴ ارزنجان ۵ دمشق ۶ بغداد (بغداد واقع یمن) ساتویں ضلع کی فوج چھٹے اور پانچویں ضلع سے اور کریٹ اور طرابلس الغرب کی فوجیں پہلے دوسرے اور پانچویں ضلع سے بھرتی ہوتی ہیں۔ کریٹ کو اب خودمختار سمجھنا چاہئے کیونکہ وہاں سنہ ۱۹۰۹ع کے بعد کوئی ترکی فوج نہیں رکھی جاتی۔ مؤلف)۔

نظام کی فوج پیدل کمپنیوں پلٹنوں، رجمنٹوں، برگیڈوں، اور ڈویژنوں پر منقسم ہے اور اس میں ۹۶ رجمنٹیں صف کی ہیں۔ اور سوائے تین رجمنٹوں کے جن میں تین تین پلٹنیں ہیں۔ اور سب میں چار چار پلٹنیں ہیں۔ دو رجمنٹیں ذوالعودونکی ہیں جن میں دو دو پلٹنیں ہیں۔ ایک رجمنٹ چار پلٹنوں کی آگ بجھانے والے سپاہیوں کی ہے۔ اور نیز ۹ پلٹنیں رائفل برداروں کی ہیں انکے علاوہ مقامی خدمت کے لئے طرابلس الغرب کی بارہ پلٹنیں اور ردیفی پلٹنیں ہیں ہر صف آرا اور باقاعدہ پلٹن اور رائفل برداروں دو اضافی پلٹنوں میں چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ دو دو رجمنٹوں کا ایک برگیڈ اور دو برگیڈ اور ایک پلٹن رائفل برداروں کا ایک ڈویژن اور دو ڈویژنوں کا ایک اردو ہوتا ہے۔ ہر صف آرا یا رائفل برداروں کی ایک پلٹن میں بصورت کامل بوقت جنگ ۲۴ افسر ۴۲ نان کمیشنڈ افسر اور ۹۳۶ سپاہی جملہ ۱۰۰۲ آدمی ہر قسم کے اور ۱۵ گھوڑے ہوتے ہیں۔ بحالت امن مقام تعیناتی کی حیثیت کے مطابق ہر پلٹن میں ۲۵۰ سے ۵۰۰ تک آدمی ہوتے ہیں۔ بحالت جنگ یعنی بصورت کامل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) اور ان نوجوانوں کی طرح جو فوج نظام میں لئے گئے ہوں پوری میعاد تک سالانہ مشق کرنے اور فوجی خدمات ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

جو نوجوان مستثنیات میں آ جانے یا دیگر وجوہ سے فوجی خدمت سے مستثنی کئے گئے ہوں وہ معین ہنر کہلاتے ہیں مگر فوجی قواعد انکو بھی پہلے سے ہی لازمی تھی۔ اب یہ اضافہ ہوا ہے کہ وہ ردیف صنف ثانی میں داخل کردئے جاتے ہیں اور باقاعدہ پلٹنوں، رجمنٹوں، برگیڈوں اور ڈویژنوں میں منقسم کئے جاتے ہیں۔ انکو ہر سال ایک ماہ فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے۔ اور اگر بوقت ضرورت میدان جنگ کے لئے طلب کئے جاتے ہیں۔ انکی پلٹنیں پہلے علاوہ انکے نام سے موسوم تھیں مگر اب باقاعدہ ردیف قسم دوم کہلاتی ہیں یعنی اسوقت سلطنت عثمانیہ کے ان مقبوضات کے مسلمانوں میں سے جنکا انتظام باقاعدہ ہے ایک مسلمان بھی ایسا نہیں۔ جو فن جنگ سے بے بہرہ ہو اور ضرورت پر دین وملت کی قابل قدر خدمت نہ کرسکے۔

چار پلٹنوں کی ہر رجمنٹ میں ۲۶۷۴ آدمی کل مراتب کے اور ۲۰۰ گھوڑے ہوتے ہیں - فوج پیدل ہنری پی باڈی رائفل سے مسلح ہے - دو لاکھ بیس ہزار ماسر قسم کی میگزین رائفلیں[۱] ۳ انچ قطر کی نالی والیاں ذخیرہ میں موجود ہیں - مگر ان میں سے ابھی کوئی تقسیم نہیں کی گئی - البتہ ۲۵/۱۰۰ انچ قطر کی نالی والی ماسر میگزین رائفلیں تقسیم ہو رہی ہیں -

فوج ردیف دو اصناف پر منقسم ہے - ان دونوں کو ملا دینے کی تجویز پر ابھی جزوی عملدرآمد ہوا ہے - ردیف اول میں چار چار پلٹنوں کی ۸۴ رجمنٹیں ہیں جو پہلے چھ اردوں سے آٹھ آٹھ رجمنٹوں کے حساب سے لیگئی ہیں صنف ثانی میں ۸۴ رجمنٹیں چار چار پلٹنوں کی ہیں - یہ پہلے پانچ جنگی اضلاع سے بحساب آٹھ رجمنٹ فی ضلع تیار کیگئی ہیں - جنگ کے وقت ردیف کی رجمنٹ میں بھی نظامیہ رجمنٹ کے برابر سپاہیوں کی تعداد رکھنے کی تجویز ہے - مگر ردیف کی پلٹنوں میں صرف بالعموم بارہ بارہ سو آدمی ہوتے ہیں -

(انتظام ڈویژن سنہ ۱۹۱۰ء) پہلے پانچ اُردو یا جیوش میں سے ہر ایک میں ردیف فوج کے چار چار ڈویژن ہیں اور ہر ڈویژن سولہ سولہ پلٹنوں کا ہے - چار پلٹنوں کی ایک رجمنٹ اور دو رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈ کا ایک ڈویژن ہے - ردیف قسم دوم کی ترتیب بھی یورپین ٹرکی میں اسیطرح ہے - اس قسم کے اڑھائی ڈویژن دوسرے اردو میں ہیں اور ساڑھے سات ڈویژن تیسرے اردو میں - ایشیائی ٹرکی میں ردیف فوج کی ترتیب عملاً ابھی پلٹنوں تک ہی محدود ہے - گو کاغذات میں اعلیٰ جماعت بندی (رجمنٹ بریگیڈ اور ڈویژن) کا بھی انتظام اور عملدرآمد دکھایا جاتا ہے - ردیف قسم اول میں ۳۳۶ - اور قسم دوم میں ۲۶۴ پلٹنیں ہیں -

نظام کی فوج سواران کی طاقت حسب ذیل ہے - ۳۸ رجمنٹیں صنف آرا - دو رجمنٹیں گارڈ یا محافظین کی اور دو دستے گھوڑ چڑھے فوج پیدل کے جو یمن میں تعینات ہیں - ردیف میں کوئی فوج سواران تیار نہیں کی گئی - باقاعدہ صنف آرا اور محافظ رجمنٹ میں پانچ سکواڈرن (دستے) ہوتے ہیں - ہر پانچواں دستہ ڈیپو کا کام دیتا ہے - محافظ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں مامور ہیں - اور پہلے اردو سے متعلق ہیں صنف آرا رجمنٹوں

---

[۱] میگزین رائفل اسے کہتے ہیں جس میں اکبار ہی دفعہ پانچ سات یا دس کارتوس بھر دیے جاتے ہیں - اور وہ ایک ایک ہو کر چلتے ہیں [۲] پہلے - دوسرے اور تیسرے اردو کی فوجوں میں یہ رائفلیں پانچ ۱۹۰۸ء میں بانٹ دیگئیں جو چھوٹی نالی کی تھیں - اس کے بعد جلد ہی چوتھے اور چھٹے اردو کی افواج کو بھی یہ رائفلیں دیدی گئیں مگر بڑی نالی کی بشتر ۱۹۰۹ء تک تقریباً ساڑھے چار لاکھ میگزین رائفلیں سپاہ کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھیں اور اڑھائی لاکھ قسطنطنیہ کے فوجی ڈپو میں تھیں جنکے علاوہ اڑھائی لاکھ اور حال میں خریدی گئی ہیں -

میں سے ۳۶ چھ کیولری ڈویژنوں (منقسم فوج سواران) میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک ان میں ایک ایک ڈویژن متعین ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں بھیجی ہیں پس کل رجمنٹوں کا شمار ۲۰۲ ہے جن میں سے چالیس ڈیپو سکوئیڈرن ہیں۔

بحالت جنگ ہر رجمنٹ سواران میں ۲۹ افسر اور ۱۳۳ سوار علاوہ ۶۸۰ آدمی اور اگر ڈیپو دستہ بھی شامل کیا جاوے تو علاوہ ۵۳۰ آدمی کل مرتب کئے ہوتے ہیں۔ ہر رجمنٹ میں کل ۸۰ گھوڑے ہوتے ہیں چوتھی پانچویں اور چھٹی اردو میں ۳۰ رجمنٹیں ایشیائی خفیف حمیدیہ کیولری تیار کرنیکی تجویز ہے جنکے افسران بھی کرد یا دیگر قبائل ہوں اور انکو باقاعدہ فوج میں شامل کیا جاوے قبیلے سوار گھوڑے اور سازوسامان مہیا کرینگے اور سرکار اسلحہ عطا کریگی۔ ہر رجمنٹ میں ۵۱۲ سے ۱۱۵۲ تک آدمی ہونگے اور دستے چار سے چھ تک۔ (یہ رجمنٹیں تقریباً سب تیار ہو چکی ہیں چند گروہ پہلے فوجی خدمت کے لئے ستمبر ۱۸۹۱ء میں قسطنطنیہ بھی گئے تھے جہاں سے جنوری ۱۸۹۲ء کو واپس کردستان کو گئے۔ مترجم)

(از اڈیشن سنہ ۱۸۹۱ء) نظامیہ کیولری میں ۳۸ رجمنٹیں فوج صف آرائی۔ دو رجمنٹیں گارڈ سپاہ کی دو رجمنٹیں خاص حمیدیہ ہزار سوارونکی جو ایڈریانوپل میں مامور ہیں۔ اور کچھ گھوڑ چڑھی پیدل فوج کے رسالے ہیں جو حلب۔ بغداد۔ نجد۔ اور یمن میں متعین ہے پہلے تین اردو یا جیوش ہیں ہر ایک میں کیولری کی چار چار رجمنٹیں بھی مرتب ہو چکی ہیں جنمیں سے ہر رجمنٹ چار چار رسالونکی ہے صف آرا اور گارڈ رجمنٹوں میں سے ہر ایک میں پانچ پانچ رسالے ہیں۔ گارڈ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں رکھی جاتی ہیں اور پہلے اردو سے متعلق ہیں۔ صف آرا یا تین رجمنٹوں میں سے ۳۶ چھ کیولری ڈویژنوں میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک ڈویژن ہر اردو سے مختص ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں رکھی جاتی ہیں کلہم باضابطہ فوج کیولری میں ۲۰۳ رسالے ہیں۔ اور ہر رجمنٹ میں بوقت جنگ ۲۲ افسر اور ۵۸۴ سوار علاوہ کس ہوتے ہیں۔ اور ۴۹۰ گھوڑے چوتھے اور پانچویں اردو میں ایشیائی کیولری کی ۶۳ رجمنٹیں بنام حمیدیہ مرتب ہو چکی ہیں۔ انکے افسر قبیلوں کے سردار ہیں مگر ان رجمنٹوں کو ہر جگہ باقاعدہ فوج کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ عرب و کرد قبائل ان رجمنٹوں کے لئے بلا معاوضہ سوار۔ گھوڑے۔ اور سازوسامان بہم پہونچاتے ہیں۔ سرکار صرف اسلحہ دیتی ہے۔ ہر حمیدیہ کیولری رجمنٹ میں ۴ سے لیکر چھ تک رسالے اور چار سو سے لیکر آٹھ سو تک آدمی ہوتے ہیں

میدانی توپ خانہ کا اس تجویز کے مطابق جو ۱۸۹۱ء میں منظور ہوئی از سر نو انتظام ہو رہا ہے۔ اس سے توپ خانہ مذکور کی طاقت بہت ہی مضبوط اور زبردست ہو جائے گی۔ (یہ انتظام مکمل ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آگے ظاہر ہو جاوے گا)۔

تجویز یہ ہے کہ پہلے پانچ اردوؤں میں سے ہر ایک میں ایک ایک پلٹن تین تین اچھی باتریوں کی اور چھ چھ رجمنٹیں کوہی اور میدانی توپ خانہ کی ہوں جنہیں تین تین باتریاں میدان اور چھ کوہی توپخانہ کی ہوں - اور ہر باتری میں بصورت کامل چھ چھ توپیں ہوں - ان چھ چھ رجمنٹوں کے ہر ایک مجموعہ کی تین بریگیڈ ہوں گے جنمیں سے ایک فوج نظام کے متعلق - دوسرا ردیف صنف اول اور تیسرا ردیف صنف ثانی کے متعلق ہوگا چھٹے اردو میں دو رجمنٹیں توپخانہ یعنی بارہ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہونگی ساتویں اردو میں ۳ میدانی اور ۳ کوہی باتریاں - کریٹ میں چار کوہی باتریاں اور طرابلس الغرب (ٹریپولی) میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہوں گی - اس طرح ٹرکی کے پاس پندرہ اچھی توپ خانہ کی باتریاں ۱۶۹ میدانی اور ۴۳ کوہی باتریاں یعنی کل ۱۲۵۶ توپوں کے موجود ہو جائیں گی پہلے اردو میں رسد و سامان حرب اٹھانے کے لئے گاڑیوں کے دو سلسلے باتریوں میں اور دوسرے پانچ اردوؤں میں ایک ایک - بار برداری کا کام عموماً بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے - بحالت جنگ یعنی بصورت کامل ایک میدانی باتری میں ۱۳۷ افسر اور آدمی اور سو گھوڑے ہوتے ہیں قلعجاتی توپخانہ کی فوج ۳۸ پلٹنیں ہیں جنمیں سے ۱۸ قسطنطنیہ اور ارض روم کے اردوؤں سے تعلق رکھتی ہیں - اور بیس محکمہ توپخانہ سے - انمیں سے بارہ کمپنیاں باسفرس کی باتریوں پر ۸ موضع بولیر (جو گیلی پولی کے قریب جنگی حیثیت سے ایک نہایت کارآمد مقام ہے) کے مورچوں پر اور باقی بحیرہ روم کے قلعوں پر مامور ہیں -

(انزا ڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) میدانی توپخانہ کی تجدید ابتدائی سنہ ۱۸۹۱ء میں عمل میں آئی - اور سنہ ۱۹۰۳ء جدید ترین قسم اور کروپ ساخت کی جلد چلنے والی توپوں کی باتریاں بھی اسمیں بڑھائی گئیں - پہلے پانچ اردوؤں میں ہر ایک میں اچھی توپخانہ کی ایک ایک پلٹن جنمیں تین تین باتریاں ہیں - اور چھ چھ رجمنٹیں میدانی و کوہی توپخانہ کی ہیں - ہر رجمنٹ میں پانچ باتریاں میدانی توپخانہ کی اور ایک باتری کوہی توپخانہ کی ہے - بوقت جنگ ہر باتری چھ توپ کی ہوتی ہے - ہر اردو کی چھ رجمنٹیں بوقت جنگ تین بریگیڈ میں منقسم ہو جاتی ہیں - ایک بریگیڈ فوج نظام کے ساتھ مختص کر دیا جاتا ہے - اور باقی دونوں ردیف فوج کے دونوں ڈویژنوں کے ساتھ چھٹے اردو میں توپخانہ کی دو رجمنٹیں ہیں جنمیں ۱۲ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں ساتویں اردو میں تین میدانی اور چار کوہی باتریاں ہیں دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے وقت زیدی امام یحیی کی بغاوت کی وجہ سے یمن یعنی ساتویں جیش میں تقریباً پچاس ہزار فوج اور ایکسو توپیں موجود ہیں جنمیں چند قلعہ شکن ہیں (مؤلف) طرابلس الغرب میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں - الغرض ٹرکی کے پاس کل ۱۸۱ باتریاں اچھی توپخانہ کی ۱۹۴ باتریاں میدانی - ۱۵ باتریاں کوہی - اور ۱۲ باتریاں ہواشکن (غبارہ توپوں) کی ہیں - جن کل میں.

۱۶۵۰ توپیں ہیں۔ پہلی اردو کی فوج توپخانہ کے ہمراہ گولہ بارود کی باربرداری کے لئے گاڑیوں وغیرہ کی دو قطاریں ہیں اور باقی پانچ اردو کی افواج توپخانہ کے ہمراہ ایک ایک قطار۔ گولہ بارود کی باربرداری کا کام بجائے گاڑیوں کے زیادہ تر بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے۔ بوقت جنگ ہر میدانی باتری میں ۱۳۰ افسر و توپچی اور ۹۰ گھوڑے ہوتے ہیں۔ قلعوں کے مقیمی توپخانہ کی ۸۰ بٹالینیں ہیں جنمیں سے ۱۸ مندرجہ بالا جیوش سے متعلق ہیں۔ اور زیادہ تر قسطنطنیہ اور ارض روم میں مامور ہیں۔ اور باقی ۳۰ صدر فیلق کے ماتحت ہیں۔ انمیں سے ۱۲ کمپنیاں باسفرس کی باتریوں پر مامور ہیں۔ آٹھ ڈارڈنالز کی یورپین ساحل کے عقب میں خط بولیر کے قلعوں میں اور باقی ساحل بحر روم کے قلعوں میں ہیں۔

۹ کمپنیاں انجینیروں کی اور چار[1] کمپنیاں سلسلہ تار برقی بچھانے والوں کی بھی سات اردوؤں میں بٹی ہوئی ہیں اور دوسرے اردو میں کشتیوں کا پل تیار کرنے والی ایک بٹالین بھی ہے جسکے پاس کل سامان مکمل ہے۔ علاوہ کمپنیاں انجینیروں کی اور چار کمپنیاں تار پیڈو اڑانے والوں کی بھی محکمہ توپخانہ کی ماتحت ہیں۔ صیغہ رسد رسانی تقریباً بالکل یہی شان کے لئے ہے۔ اور کمسریٹ کے گوداموں کے لئے زاید باربرداری کی ضرورت ہوگی۔ صیغہ طبی میں صرف طبی افسر اور جراحین ہیں۔ نہ تو کوئی حمال موجود ہیں اور نہ میدانی شفاخانوں کے لئے کوئی انتظام ہے۔ مسلح جنگی پولیس کی ۱۷ بٹالینیں ہیں جو صلح و امن کے وقت ملکی حکام کی ماتحت رہتی ہیں۔ ترکی فوج کی قابل جنگ فوجی صنافت کی تعداد و طاقت حسب ذیل ہے:-

		بمدی سنہ ۱۸۹۶ء	بمدی سنہ ۱۹۰۶ء
فوج پیدل	۶۲۸ بٹالینیں	۵۸۳۲۰۰ آدمی	۸۵۶۵۰۰ آدمی
فوج سواران	۲۰۲ دستے	۵۵۳۰۰ "	۶۱۰۰۰ "
توپ خانہ	۱۳۵۶ توپیں	۵۴۷۲۰ "	۶۳۰۰۰ "
انجینیر	۳۹ کمپنیاں	۷۴۰۰ "	۷۴۰۰ "
میزان		۷۰۰۶۲۰ "	۹۸۷۹۰۰ " [2]

مستحفظ فوج علاوہ بریں ہے۔ جو چنداں قواعد دان نہیں۔

---

[1] اب آٹھ کمپنیاں ہیں [2] سلطنت عثمانیہ میدان جنگ میں ۱۸ لاکھ فوج بلا تکلف لا سکتی ہے۔ سکاٹ کلٹی نے مستحفظ فوج کو جبکا شمار نہیں کیا صرف فوج نظام و ردیف لی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ سلطنت کی جان پر آبنے تو اسکا ہر مسلمان باشندہ جان دینے کو تیار ہوگا۔ اور اس طرح پچاس ساٹھ لاکھ جانبازوں کا سرفروشی کے لئے جمع ہو جانا بعید از قیاس نہ ہوگا۔ مؤلف

سوم بحری فوج[1] ترکی بحری طاقت تقریباً بالکل بیکار ہے اور ہمیں جنگی قابلیت اگر تھی تو معدوم ہو گئی ہے۔ اور اسکی موجودہ حالت پر غور و مطالعہ کرنے سے ترکی بحری طاقت سابقہ کی بہت کم شہادت ملتی ہے۔

چند برس ہوئے عثمانیہ بحری طاقت کے چند عمدہ ترین جہاز دیگر سلطنتوں کے پاس فروخت کر دیئے گئے جس سے اوسکی طاقت بہت کمزور ہو گئی۔ اور جو بیڑا رہ گیا ہے اوسکی حالت سے تو قطعی نا امیدی ہے تاہم اسکے بعد تھوڑے عرصے سے اوسکی درستی کی طرف توجہ کی گئی ہے۔ موجودہ جہازوں میں سے زیادہ تر ... کے اور سب ممالک غیر میں اور زیادہ تر انگلستان میں تیار ہوئے۔ اسوقت صرف تین جہاز جنگی ... کردہ ہیں جو دور دراز سفر کرنیوالے اور جنگی قابلیت رکھنیوالے زرہ پوش جہاز ہیں۔ باقیماندہ اس قدر کم وزن ہیں اور اسقدر پرانے ہیں ... کہ سوائے مقامی حفاظت یا تجارتی بیڑہ کی حفاظت کرنیوالے جہازوں کے زمرہ میں شمار کئے جانے کے قابل نہیں۔

ترکی بحری طاقت کی حالت ... جہاز ... کہاں تک ... ہے ... معلوم نہیں ہے تاہم ... اوسکی ... ہیں۔ ... چھوٹے جہاز غالباً ناکارہ ہیں۔

(۱) جنگی جہاز درجہ اول (یعنی جنکا وزن ... ہزار ٹن سے زیادہ ہے ... اور رفتار ... میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو) ... ۲

(۲) جنگی جہاز درجہ سوم (یعنی جنکا وزن پانچ ہزار ٹن سے کم اور ... میل ... ہو۔ اور رفتار ۱۲ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو) تیار ہے ۱

(۳) جہازات محافظ بنادر۔ تیار ہے ۷

(۴) زرہ پوش کسی قسم کا جہاز درجہ اول شق الف {یعنی جنکا وزن پانچ ہزار ٹن اور رفتار ۱۷ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو} ... ۱

(۵) ایضاً شق ب {موصوفہ بصفت بالا کے ساتھ پرانی جنگی جہاز بھی شامل کر دیئے گئے ہیں} تیار ہے ۹

۱۰

[1] مسٹر سکاٹ کیلٹی ہی مسٹر سٹیڈ ایڈیٹر ریویو آف ریویوز ... اور انکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانیہ بحری طاقت کو کمزور، ناکارہ بتاتے ہیں۔ اس لئے ... کی کتاب ... میں ... مفصل تردید کردی ہے یہاں انکا اعادہ فضول ہے۔ مترجم

(۶) کروزر جہاز درجہ سوم { جو زرہ پوش نہیں اور جنکا وزن دو ہزار ٹن سے کم ہے اور رفتار ۱۸ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے۔ ۲

(۷) کروزر جہاز درجہ سوم شق الف { جنکی رفتار ۲۲ میل فی گھنٹہ ہو جو زرہ پوش نہیں ہیں اور انکی حفاظت کا صرف ... } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے ۸ ؛ تیار ۲۲ } ۳۰

(۸) کروزر جہاز درجہ سوم شق ب { جو صرف ... ۱۸ گرہ رفتار ... میل سے کم ہو } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار تھے۔ ۳۹

(۹) تارپیڈو کشتیاں یا تارپیڈو غرق کرنے والے جہازات درجہ اول کے { یعنی جنکا طول ۱۸۵ فیٹ سے کم نہ ہوں } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار تھیں ۱۹ ؛ زیر تعمیر ۱۱ } ۳۰

(۱۰) تارپیڈو کشتیاں درجہ دوم { یعنی جنکی لمبائی ۱۰۱ فیٹ سے ۱۸۵ فیٹ کے درمیان ہو } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار۔ ۷

(۱۱) ایضاً درجہ سوم (۱۰۰ و ۱۲۰ فیٹ کے درمیان ہو)

میزان ...... دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر ۲۲ دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار ۹۵ - کل ۱۱۷

(دسمبر ۱۸۹۵ء میں یہ تعداد تھی لیکن ۱۸۹۶ء میں آٹھ تارپیڈو کشتیاں اور چار کروزر جہاز زیادہ ہو گئے) عثمانیہ آہن پوش جہازات کی تفصیل حسب ذیل ہے جس میں پہلے بنادر کی حفاظتی جہاز پھر جنگی جہاز۔ اور بعد میں زرہ پوش کروزر جہاز تاریخ تعمیر کی ترتیب سے درج کئے گئے ہیں۔ توپوں کے خانہ میں ہلکی اور مشین (کلاں) توپیں نہیں درج کی گئیں۔

جدول آہن پوش جہازات

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
نمبر شمار	طرز ساخت - اور باتریاں کس قسم کی ہیں	نام جہاز	سنہ بنائے جانے اور ترمیم کا	وزن ٹن	دبازت زرہ کی	تعداد توپ و قسم: تعداد	قسم توپ	[illegible]	رفتار [illegible]	[illegible]
۱	زرہ پوش گھونشٹ	فتح الاسلام بندرگاہ کی حفاظتی جہاز	سنہ ۱۸۶۴ء	۲۳۰۰ ٹن	انچ ۳	۲ سو ۱۸ انگریزی	۷ - انچ فلک	۰۰	۲۹۰	۸ میل

جو جہاز آہن پوش جہاز مسٹر کارٹ کی ... درج نہیں کئے گئے وہ کتاب ... جبری طاقت کو باب ... درج کئے گئے ہیں۔ مترجم کے جہاز کے وزن سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ ... کا ... اور ... کی قابلیت رکھتا ہے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
۲	زرہ پوش اگنبوٹ	ممدوحیہ	۱۸۶۴ء	۲۳۰۰ ٹن	۳ انچ	۲-۳ آرمسٹرانگ	۷-انچ قطر کی	۰	۲۹	میل
۳	بار بٹ طرز کا ہے (یعنے جنگی توپیں جہاز کے درمیانی حصہ میں چوکی بیچ تختہ جہاز کا اوپر آہنی فصیلوں پر چڑھی ہوتی ہیں	عزیزیہ	۱۸۷۴ء	۹۴۰۰	۵ ۱/۲	۳ (کروپ) ۸ (کروپ) ۶ (کروپ)	۱۱-انچ قطر کی ۵ ۳/۴ " ۳ ۳/۴ "	۳	۱۲۳۴۰	۱۲
۴	ایضاً	محمودیہ	ایضاً	۹۴۰۰	۵ ۱/۲	ایضاً	ایضاً	۳	۳۴۴۰	۱۲
۵	ایضاً	عثمانیہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۶	ایضاً	ارخانیہ	۱۸۶۵ء	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۷	زرہ پوش اگنبوٹ	شیر بہ	۱۸۶۵ء	۴۰۰	۳	۲ کروپ	۵ ۳/۴ انچ قطر کی	۰	۴۰۰	۷
	سنٹرل باٹری (یعنے جنگی توپیں جہاز کے درمیانی حصہ میں قطار وار رکھی ہوں)	جنگی جہاز مسعودیہ (مسعودیہ سوم)	۱۸۷۴ء	۸۹۹۰	۱۲	۱۲-۱۰ آرمسٹرانگ ۴ (کروپ)	۱۸ ٹن والی ۱۰ انچ قطر کی ۵ ۳/۴ انچ قطر کی	۰	۸۸۰۰	۱۳
۹	ایضاً	حمیدیہ (حمیدیہ اوّل)	۱۸۸۵ء	۶۷۰۰	۹	۱۰ (کروپ) ۲ (کروپ)	۱۰-۱/۵ انچ کی ۶-۲/۵ انچ کی	۳	۶۸۰۰	۱۳
۱۰	باربٹ طرز کا	عبدالقادریہ [illegible]	زیر تعمیر	۸۰۰۰	۱۴	۴ (کروپ) ۶ (کروپ)	۱۱-انچ قطر کی ۵ ۳/۴ انچ کی جلد چلنے والی	۱۰	۱۱۵۰۰	۰
۱۱	سنٹرل باٹری طرز کا	زرہ پوش جہاز درجہ اوّل شیو ۹ آثار شوکت	۱۸۶۹ء	۳۰۵۰	۶	۱-آرمسٹرانگ ۴ (")	۹-انچ قطر کی ۷-انچ کی	۰	۱۶۵۰	۱۱ ۳/۱۰
۱۲	ایضاً	نجم شوکت	۱۸۶۸ء	۲۲۵۰	۶	ایضاً	ایضاً	۰	۱۹۰۰	ایضاً
۱۳	سنٹرل باٹری طرز کا	آثار توفیق	"	۴۶۰۰	۸	۸ کروپ	۹ ۲/۵ انچ کی	۰	۳۵۹۰	۱۳ ۳/۱۰

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۷	۸	۹	۱۰
۱۴	ٹریٹ قسم کا (یعنے جن کی توپیں بیچ کا فصیلونپر چڑھی ہوں)	حفظ الرحمن	۱۸۶۸ء	۲۰۰۰	۵ ۱/۴	۲-آرمسٹرانگ / ،، / ۱-کروپ	۹-انچ کی / ۷-انچ کی / ۵-انچ کی	۰۰	۲۲۰۰	۱۲
۱۵	سنٹرل باٹری	عون اللہ	۱۸۶۹ء	۴۳۱۰	۶	۴-آرمسٹرانگ	۹-انچ قطر	۱۰	۴۲۰۰	۱۲ ۱/۲
۱۶	ایضاً	اوجلالیہ	۱۸۶۹ء	۲۲۴۰	۶	۴-آرمسٹرانگ / ۲ (،،) / ۱ کروپ	۹-انچ کی / ۷-انچ کی / ۳ انچ کی	۰۰	۱۸۰۰	۱۱
۱۷	ایضاً	فتح بلند	۱۸۷۰ء	۲۷۶۰	۶	۴-آرمسٹرانگ	۹-انچ قطر	۱	۴۲۰۰	۱۳
۱۸	ایضاً	معین ظفر	۱۸۷۱ء	۲۳۳۰	۶	۴ ،، / ۱ کروپ	،، / ۳ انچ کی	۰۰	۲۲۰۰	۱۲ ۱/۲
۱۹	ایضاً	مقدم خیر	۱۸۷۲ء	۱۴۸۰	۶	ایضاً	ایضاً	۰۰	۳۰۰۰	۱۲ ۱/۲

جہازات عزیزیہ محمودیہ ارطغرلیہ اور عثمانیہ (ہر ایک ۶۴۰۰ ٹن) جو جدول بالا میں پہلے ہونے کے باعث بلحاظ قدامت جہازات درج کئے گئے ہیں ایک ہی قسم کے پرانے جنگی جہاز ہیں - اب ریاست امید کہ اونکو مقامی حفاظت سے زیادہ کام دینے کے قابل بنایا جاوے) اونکی باٹریوں کے دونوں طرف گراں وزن کروپ توپوں کیلئے باربیٹ ٹریٹ (فصیلدار برج) بنانیکا ارادہ ہے یا بنائے جاچکے ہیں - آہن پوش حمیدیہ وزنی ۶۷۰۰ ٹن خاص عثمانیہ سرکاری کارخانہ واقع قسطنطنیہ میں تیار ہوکر ۱۸۸۵ء میں سمندر میں اوتارا گیا مگر عام خیال ہے کہ اوسکی تمام توپیں ابھی تک اوسپر نہیں چڑھیں - یہ جہاز مسعودیہ اور نیا مکمل زرہ پوش کروز موسومہ عبدالقادر عثمانیہ جنگی بیڑہ کے سب سے بڑے جہاز ہیں - مسعودیہ ۳۳۰ فیٹ طویل اور اوسکا درمیانی عرض ۵۹ فیٹ ہے - وہ سنٹرل باٹری کے اصول پر انگریزی جہاز ہرقلیس کے نمونہ پر بنا ہوا ہے - اوسکی درمیانی منزل میں منکسط فیتے ہونیوالی آرمسٹرانگ قسم کی اٹھارہ اٹھارہ ٹن وزنی بارہ توپونکی باٹری موجود ہے - اور اوس کی اطراف پر سطح آب پر بارہ انچ دبیز فولادی چادریں منڈھی ہوئی ہیں - عبدالقادر ۸۰۰۰ ٹن وزنی اور ۳۴۰ فیٹ لمبا ہے - اور اوس کے انجن ساڑھے گیارہ ہزار گھوڑونکی طاقت کے ہونگے جس سے اوسکی رفتار بہت تیز ہوگی - اوسکی بڑی بڑی توپیں چار گیارہ انچ قطر والی ہونگی -

جہاز خداوندگار اور ایک اور اوسکی طرز وجسامت کا جہاز زیر تعمیر ہے - اونمیں ہر ایک کا وزن ۵۰۰۰ ٹن

ٹن ہوگا۔ اور رفتار فی گھنٹہ ۱۸ میل ہوگی۔ یہ کروزر قسم کے جہاز ہیں۔ اور ان کی مزید ۴ انچ کی تختیں زرہ پوش ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ انہی جیسے دو اور جہاز عنقریب بننے والے ہیں۔ تین تارپیڈو چلانے والے جہاز بھی اچھی قسم کے وزنی تین سو ٹن زیر تعمیر ہیں۔ ایک تیسرے درجہ کا کروزر [illegible] آگے جہاز فی وزنی تیرہ سو ٹن اور ایک تارپیڈو پکڑنے والا جہاز [illegible] فی گھنٹہ ۲۰ میل کی سنہ ۱۸۹۴ء میں [illegible] تیار ہو گئے تھے۔ [illegible] تارپیڈو کشتیاں اور تارپیڈو پکڑنے والی [illegible] جہاز البتہ [illegible] جرمنی میں تیار ہو رہے ہیں۔ [illegible] کے بیڑہ کی قدر و منزلت [illegible] قسطنطنیہ کی لنگرگاہ میں [illegible] کیا ہے۔ وہ ابھی [illegible] معلوم ہوا [illegible] سے باخبر ہیں۔

سنہ ۱۹۰۶ء کے ایڈیشن میں سر [illegible] سلطنت کی بحری فوج کے متعلق چند سطریں لکھی ہیں جو تفصیل اور صحیح ہے اور بالکل جدا ہے۔ یہ چند سطریں حسب ذیل ہیں :-

پچھلے تین سالوں میں ترکی بیڑہ جہازات کی اصلاح [illegible] اور انگریزی کارخانہ اسوک میں دو نئے جہاز تعمیر کرائے گئے ہیں یہ دونوں زرہ پوش کروزر ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۳۲۵۰ ٹن ہے۔ جہازوں کے [illegible] چار انچ موٹی زرہ ہے۔ اور ہر ایک پر دو تین [illegible] انچ قطر کی اور سات توپیں [illegible] انچ قطر کی ہیں۔ رفتار ۲۲ میل فی گھنٹہ ہے۔ پرانے آہن پوش مسعودیہ کی بھی [illegible] کامل مرمت و تجدید کرائی گئی ہے۔ اور اس پر اب دو توپیں ۱۰ انچ قطر کی، بارہ توپیں چھ انچ قطر کی۔ اور دس توپیں ۱۲ پونڈ وزنی گولہ چلانے والی نصب ہیں۔ بوقت امتحان اس کی رفتار ۱۷ میل فی گھنٹہ پائی گئی۔ تین اور پرانے آہن پوشوں کی بھی ایک اطالین کارخانہ نے خاص قسطنطنیہ کے سرکاری کارخانہ میں مرمت کی۔ ان آہن پوشوں پر بھی [illegible] توپیں نصب ہیں۔ اور اسی طرح اب [illegible] بیڑہ میں [illegible] ہیں جن میں ہر ایک کا وزن ۲۳۰ ٹن ہے ترکی بیڑہ میں علاوہ ان کے اور بھی چند پرانے آہن پوش ہیں مگر وہ لڑائی میں کچھ کام دینے کے قابل نہیں۔

۱؎ پہلے چند آہن پوش اٹلی [illegible] ترکی کا انجینئر [illegible] اس کام میں عملی مشق کرانے کی غرض سے [illegible] کیا گیا کہ باقی جس قدر زرہ پوش ہیں۔ ان کی درستی و اصلاح اطالین انجینئر اور کاریگر ترکی انجینئروں [illegible] خاص قسطنطنیہ ہی میں کریں تاکہ آئندہ کے لئے [illegible] محتاجی نہ رہے۔

۲؎ وزن میں [illegible] سہو ہوا یا [illegible] ہو گیا ہے۔ ہر دو جہاز [illegible] وزن ہے مگر مسعودیہ۔ ارفاقیہ۔ عثمانیہ۔ محمودیہ وغیرہ جن پرانے آہن پوشوں کی تجدید ہوئی ہے۔ ان کا وزن ساڑھے ۶ ہزار ٹن سے لیکر نو ہزار ٹن تک ہے۔

کروزروں کے علاوہ دو تارپیڈو گن بوٹ ہیں جو ۱۸۹۸ء میں جرمنی سے لائے گئے اور چار کلاں تارپیڈو کشتیاں جنہیں دو ابھی حال ہی میں بنائی ہوئی ہیں جنکے سوا اکیس تارپیڈو کشتیاں پرانی بھی ہیں مگر زمانہ حال کی ضروریات جنگ کو وہ پورا نہیں کر سکیں گی۔

بحری فوج میں بری فوج کی طرح یعنے کچھ جبریہ قاعدہ ملازمت سے اور کچھ بھرتی خود ملکی رضا سے بھرتی ہوتے ہیں۔ بحری فوج میں میعاد ملازمت بارہ سال ہے پانچ برس متعدد ملازمت میں بیتتے ہیں اور اونکے بعد وہ ریزرو میں رہتے ہیں۔ بحری فوج کا نام نہاد طاقت حسب ذیل ہے۔

وائس ایڈمرل (نائب امیر البحر) ۷ ریر ایڈمرل (دوسرے درجہ کا نائب امیر البحر) [illegible] ہیں [illegible] کپتان ۸۰ کمانڈر [illegible] ۲۸۹ لفٹننٹ ۲۲۸ افسران [illegible] ۱۸۱۱ [illegible] ۳۰ ہزار بحری سپاہی تقریباً ۹ ہزار

پیداوار و صنعت و حرفت ترکی میں اراضی حسب ذیل پانچ مختلف اقسام پر منقسم ہیں۔ (۱) میری یعنے اراضیات سرکاری (۲) وقف یعنے اراضیات برائے مقاصد مذہبی و خیراتی (۳) ملکانہ یعنے عطیات شاہی (۴) ملک یعنی اراضیات الخراج۔ ترکی کی اراضیات کا بہت سا حصہ میری ہے۔ اور وہ براہ راست سرکار سے بابتہ کاشت لیجاتی ہیں۔ گورنمنٹ [illegible] یعنی خالی قطعات پر کاشتکار کو استحقاق [illegible] مقررہ رسوم لے کر عطا کر دیتی ہے۔ مگر اراضی [illegible] کا استحقاق ملکیت برابر قائم رہتا ہے کیونکہ عطا اراضی کی [illegible] یہ بھی شرط ہوتی ہے کہ اگر [illegible] تین برس تک [illegible] کاشت نہ کی گئی تو ضبط ہو جائیگی۔ وقف کا طریقہ قائم تو ہوا تھا اس لئے کہ مساجد و مدارس کی ترویج [illegible] شاہی [illegible] کیا جاوے۔ مگر کئی پشتوں سے یہ [illegible] پشت ڈالدیا گیا یا اوسے [illegible] کر دیا گیا ہے۔ اور اکثر اراضیات وقف کو سرکاری حکام نے ضبط کر لیا ہے۔

ناظرین [illegible] جیسا کہ جدول مندرجہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے ترکی سلطنت بحری طاقت کے لحاظ سے ابھی بہت کمزور ہے۔ اوس کے پاس اپنی ضروریات یا سلطنت کی شان کے مطابق بھی کافی جہازات نہیں۔ بلکہ دنیا کی عظیم بحری طاقتوں کے مقابلہ میں ابھی ترکی کا بیڑہ بالکل صفر کا حکم رکھتا ہے۔ [illegible] کی کمی بھی انشاءاللہ عنقریب جلد پوری ہو جائیگی [illegible] کے [illegible] جانے کی دیر ہے۔ پھر سلطنت کے تمام وسائل [illegible] اس [illegible] کو پورا کرینگے [illegible]۔ تاہم گذشتہ دس سال میں [illegible] کچھ کم ترقی نہیں کی۔ ۱۸۹۷ء کی جنگ [illegible] یونان میں ترکی [illegible] کچھ [illegible] بھیج سکی تھی۔ اب اوس کے دو بیڑے [illegible] میں [illegible] ہیں۔ اور [illegible] ترکی جنگی جہاز ہر وقت گشت کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ مؤلف ۱۲

تیسری قسم یعنی مالکانہ قسم کی اراضیات وہ ہیں جو پچھلے زمانہ میں جاگیروں کو فوجی خدمت کے عوض عطا ہوئی تھیں۔ وہ موروثی ہیں اور انکی عشر سے مستثنیٰ ہیں۔ چوتھی قسم (مالک) یا اراضی لاخراج کچھ بہت زیادہ موجود نہیں۔ قصبات کی کچھ زیر عمارت اراضی اور آبادیہائے دیہات کی متصلہ ملحقہ اراضیات جنکو دہقان وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے خرید لیتے ہیں۔ مالک قسم کی ہیں۔

قابل زراعت اراضی کا بہت تھوڑا حصہ زیر کاشت ہے جسکی بڑی وجہ سڑکوں[1] اور وسایل باربرداری کی کمی ہے کیونکہ ایسی صورت میں غلہ کے باہر لیجانے میں اتنا خرچ پڑتا ہے کہ کوئی فایدہ نہیں پہنچتا علاوہ بریں چونکہ ہر پیداوار کا عشر[2] لیا جاتا ہے اسلئے دہقان اپنی ذاتی یا بدرجہ غایت مقامی ضرورت سے زیادہ کاشت کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ان اسباب کے ماسوا زراعتی پیداوار کے گھٹنے میں یہ امر بھی مانع ہے کہ اگر غلہ ایک حصہ سے دوسرے صوبہ میں جائے تو بھی محصول درآمد لیا جاتا ہے (اعلیحضرت نے یہ محصول معاف کردیا ہوا ہے۔ دیکھو واقعات روم۔ مترجم)

طریقہ کاشت نہایت ہی سادہ[3] اور وہی ہے جو صدیوں سے چلا آتا ہے۔ زمین عموماً نہایت ہی زرخیز ہے۔ بڑی بڑی پیداواریں یہ ہیں۔ تمباکو۔ ہر قسم کی اجناس خوردنی۔ کپاس۔ انجیر۔ اخروٹ۔ بادام۔ انگور۔ زیتون۔ اور جملہ اقسام کے میوہ جات و پھل۔ قہوہ۔ مجیٹھ۔ افیون اور مختلف گوندیں بکثرت پیدا ہوکر ممالک غیر کو جاتی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ یورپ و ایشیا دونوں حصوں میں سلطنت عثمانیہ کے چار کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ جب سے مرض فلاکسورا (کرم انگور) نے فرانس میں انگوروں کی بیلوں کا ستیاناس کردیا ہے تب سے ٹرکی سے فرانس کو انگوری شراب بکثرت جانی شروع ہو گئی ہے۔ سال ۱۸۸۹ء میں ۲۰۳۸۵۲۱ لیٹر[4] شراب گئی اور فی ہیکٹو لیٹر ۱۳ فرینک (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ) قیمت وصول ہوئی۔ عثمانیہ قوانین جنگلات فرانس کے قوانین کے مطابق ہیں مگر انکی تعمیل کما حقہ نہ ہونے سے ملک کے قیمتی درخت اور

[1] اس نقص کو بسرگرمی تمام رفع کیا جارہا ہے۔ تفصیلی حالات اخبار وطن لاہور میں شایع ہوتے رہتے ہیں۔ مولف۔

[2] اب یہ حالت نہیں رہی ہے کہ کپاس ایسی قیمتی جنس کو عشر سے کچھ برسوں کے لئے مستثنیٰ کردیا گیا ہے۔ مزید براں اکثر علاقوں میں عشر کی بجائے مستقل مالگذاری نقدی میں مشخص کردیگئی ہے۔ زمیندار خواہ کسی زمین کو سال بھر میں کتنی ہی فصلیں برداشت کرے۔ اوسے وہی مقررہ معاملہ دینا پڑتا ہے۔

[3] یہ شکایت بھی اب صحیح نہیں رہی۔ جابجا جدید آلات اور زرعی کلیں رایج ہو گئی ہیں۔ زرعی مدارس ہزاروں کی تعداد میں کھل گئے ہیں۔ اور حکومت اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ترقی زراعت و خوشحالی مزارعین کیلئے فروگذاشت نہیں کرتی۔ مولف

[4] لیٹر ایک فرانسیسی پیمانہ ہے۔ سو لیٹر کا ایک ہیکٹو لیٹر ہوتا ہے جو ۲۲ گیلن کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم۔

لکڑی دن بدن کم ہو رہی ہے۔ محفوظ جنگلات کا رقبہ تقریباً دو کروڑ دس لاکھ ایکڑ ہے۔ جنمیں سے ۳۵ لاکھ یورپین ٹرکی میں ہیں۔ ریشمی کیڑوں کی پرورش اور ریشمی پیداوار کیڑوں میں وبا پھیلجانے سے بہت کم ہوگئی تھی لیکن مگر اب پھر روبہ ترقی ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں چار کروڑ پیاستر (چار لاکھ پونڈ) کے ریشمی کوئے۔ اور دس کروڑ بیس لاکھ پیاستر (دس لاکھ بیس ہزار پونڈ) کا ابریشم خام ملک سے باہر گیا۔ ریشم کی پیداوار کا بہت سا حصہ باہر جاتا ہے مگر کسیقدر دیسی ریشمی پارچات بنانے کے لئے ملک میں بھی خرچ ہوتا ہے۔

(دائرہ اڈیشن سنہ ۱۹۱۱ء) سنہ ۱۹۰۱ء میں افیون کی پیداوار ۵۷۰۰۰ صندوق یعنی ۱۰۵۸۰۰ پونڈ (۸۲ پونڈ کا ایک من انگریزی) ہوئی۔ سلطنت کے سرکاری جنگلات میں عموماً قیمتی لکڑی کے درخت پائے جاتے ہیں (چنانچہ ریلوے کے لئے اب تک جسقدر سلیپر (شہتیریاں) لائن بچھانے کے لئے درکار ہوئے۔ وہ صوبہ سمرنا کے جنگلات سے ہی بآسانی بہم پہنچ گئے۔ اگر سلطنت عثمانیہ کو سلیپر خرید کرنے پڑتے۔ تو لاین کا خرچ بہت بڑھ جاتا۔ مؤلف) سنہ ۱۹۰۳ء میں کل سلطنت میں انگور کی کاشت کرنے والوں کی تعداد ۳۰۴۲۳۲ تھی۔ اور ۲۶۷۵۵۹۱۵ کیلوگرام شراب انگوری تیار ہوئی۔ اس سال شراب کشید کرنے والوں کی تعداد ۵۶۵۸۵ تھی۔ جنہوں نے ۱۲۵۵۱۶۳۱ کیلوگرام مختلف قسم کی دیگر شرابیں کشید کیں۔ صرف دو صوبجات بروصہ و ادنہ میں سنہ ۱۹۰۳ء میں ریشم کے ۹۰۴۴۳۴ کوئے قیمتی دس کروڑ ۵۴ لاکھ ۸ ہزار ۴۳ قرش تیار ہوئی۔ اور سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں ریشم کے کیڑوں کے انڈے ۹۸۹۴۲۹۰۳۰ اونس کی مقدار میں ممالک غیر کو بغرض فروخت بھیجے گئے۔ (ایک زمانہ وہ تھا کہ یہ انڈے باہر سے خریدے جاتے تھے۔ مؤلف) سال ۱۹۰۱ء میں ساڑھے پانچ لاکھ مثقال (۲۶۴۲ کیلوگرام) عطر گلاب تیار ہوا۔

مزارعین کی امداد اور زراعت کی ترقی کے لئے ٹرکی میں ایک زرعی بنک بھی موجود ہے جس کی سلطنت کے مختلف مقامات میں ۸۸ شاخیں ہیں۔ یہ بنک مزارعین کو عموماً جایداد ارضی کی کفالت پر روپیہ قرض دیتا ہے۔ شرایط بہت نرم رکھی گئی ہیں۔ بنک کا سرمایہ ۲۶۲۹۹۰۰ پونڈ (تقریباً چار کروڑ روپیہ) ہے۔ جو زرعی اراضیات پر ایک نہایت ہی خفیف سا ٹیکس لگانے سے بہم پہونچایا گیا ہے۔ یہ ٹیکس اب بھی موجود ہے۔ اور اس طرح اوسکی آمدنی سے بنک کا سرمایہ ہر سال بڑھتا رہتا ہے (اڈیٹر وطن نے عرصہ ہوا گورنمنٹ ہند کو توجہ دلائی تھی کہ اگر وہ سرکاری روپیہ سے زرعی بنک جاری نہیں کرسکتی یا نہیں کرنا چاہتی تو اس اصول پر اوسے قایم کردے۔ اوسے کسی نئے ٹیکس کے لگانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ خالصہ مالگذاری کی علاوہ اوس کے ۲۵-۳۰ فیصدی کے برابر جو ابواب بنام جنوبٹ یہی وسوائے زمیندار ادا کرتے ہیں اونمیں ایک سے بلا یا لکاوں خرچ کی بھی ہے۔ جو عموماً مالگذاری کے ۴۔۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہے۔ مگر عموماً مالگذاری کے ۴۔۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہے جو عموماً نمبرداروں کی جیب میں رہتا ہے۔ یا اونی

ملازمان کی نذر ہو جاتی ہے۔ کل ہندوستان کے مالیہ کی مقدار کے لحاظ سے ملبہ کی بالاتر مقدار تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ اگر صرف دس سال کے لئے یہ ملبہ کی قسم سرکار اوس ہی خود وصول کرکے اپنے پاس جمع کرتی جائے تو زرعی بنک کے لئے پندرہ کروڑ روپیہ کا سرمایہ بلا تردد جمع ہو جاتا ہے۔ بیشک یہ رقم زمینداروں کو واپس نہیں ملیگی سرکار کو مفت حاصل ہوگی۔ مگر اس بنک سے زمینداروں کو جو بے انتہا فوائد حاصل ہونگے انکے مقابلہ میں اس رقم کا مفت سرکار کی ملکیت ہو جانا کسی کو دوبھر نہیں گذر سکتا۔ زمینداروں کے نزدیک تو اب بھی یہ رقم یوں ہی ضائع جا رہی ہے۔ مزید برآں سرکار کی ملکیت سرمایہ بھی برائے نام ہوگی۔ یہ روپیہ در اصل تو زمینداروں کے ہی کام آتا رہیگا۔ (مؤلف) عثمانیہ زرعی بنک نے ۱۸۹۸-۹۹ء میں ۹۰۵۳۶ دہقانوں کو بحساب اوسط فی کس چھ پونڈ روپیہ قرض دیا۔ ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء سے ۲۲ لاکھ ۸ ہزار ۲ سو پونڈ بنک کی مزارعین پر واجب ہے۔

گو عام ملک خاص کر ایشیائی مقبوضات معدنیات سے مالا مال ہیں۔ مگر قوانین کان کنی بہت سخت ہیں۔ کوئلہ تانبہ سیسہ۔ چاندی۔ لوہا مگنیشیا۔ رانگ۔ طوطیا۔ گندھک۔ نمک۔ پھٹکری اور خاص کر کوئلہ بافراط موجود ہے مگر ان کے نکالنے کے لئے چنداں کام نہیں ہوتا۔ جو دھات باہر جائے۔ اوسپر ۲ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ ملکی ضروریات خانہ داری کے لئے پیتل اور تانبہ کے برتن دیسی محنت سے بکثرت تیار ہوتے ہیں کارخانجات شیشہ آلات۔ کاغذ کی کلیں اور پارچہ بافی کے کارخانے بھی جاری ہو گئے ہیں۔ قالین جو سال میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ پونڈ کے باہر جاتے ہیں۔ دستی کرگہوں پر تیار ہوتے ہیں اسیطرح ملکی قسم کے پارچات پوشیدنی کا حصہ کثیر ہاتھ سے بنا جاتا ہے۔ ٹرکی میں مچھلی کی بڑی بڑی شکارگاہیں موجود ہیں۔ کہیں آبنائے باسفرس کی شکارگاہوں سے اڑہائی لاکھ پونڈ سے زیادہ مالیت کی مچھلی پکڑی جاتی ہے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر نہایت عمدہ اسفنج پیدا ہوتا ہے۔ بحیرہ قلزم سے سیپ اور خلیج فارس سے موتی برآمد ہوتے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۸۹۵ء میں تمام سلطنت میں ۴۸ کانوں پر کام جاری تھا۔ اب یہ تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ کوتاہیہ کی کانوں سے دھات کروم ہر سال پندرہ ہزار ٹن برآمد ہوتی ہے۔ یہ تمام چینی بنانے کے کام آتی ہے اور رنگ سے ملتی جلتی ہے۔ نقرہ آمیز سیسہ ۲۰ ہزار ٹن سالانہ کی مقدار میں اسمہ سیواس۔ طرابزون۔ بروصہ وخداوندگار کی کانوں سے نکلتا ہے۔ آیدین اور سمرنا کے بندرگاہ قرہ صو کی کانوں سے ۳ ہزار ٹن جست نکلتا ہے۔ سالونیکا۔ قونیہ اور آیدین میں ۴ ہزار ٹن دھات مگنیشیا برآمد ہوتی ہے۔ بروصہ کی کانوں طوطیا سے دو سو ٹن سالانہ سرمہ برآمد ہوتا ہے۔ صوبہ آیدین کے کروم فارس۔ ترابلی (قریب طرابزون) ارغانہ معدن (قریب دیار بکر) اور دادمی پانچ سالونیکا ریلوے کے اسٹیشن زمانتی کی کانوں سے ہر سال ۱۵ سو ٹن تانبا

حاصل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ارغانہ کی کان مس۔ دنیا کی چند وسیع ترین اور زرخیز ترین معادن مس میں سے ایک ہے۔ باندامہ کی کان سے سالانہ ۱۸ ہزار ٹن سوہاگہ ملتا ہے۔ وہاں میرشام جس سے تمباکو پینے کے پائپ بنائے جاتے ہیں اسکی شہر کی کان سے سالانہ ۱۵۰ ٹن برآمد ہوتی ہے۔ سالونیکا کے قریب چقماق کی کانیں ہیں۔ اور سمرنا۔ آیدین۔ قونیہ۔ اطنہ۔ اور مجمع الجزائر میں کرنڈ پتھر کی۔ اور اناطولیا شام اور کنار فرات پر معدنی رال کی۔ ہرقلیہ (واقع بحیرہ اسود) کی کانوں سے سالانہ چار لاکھ ٹن کوئلہ نکل رہا ہے مٹی کے تیل کے چشمے وادی وسط دجلہ۔ ایشیائے کوچک کے مختلف مقامات اور بحیرہ مارمورا کے شمالی ساحل پر برآمد ہو چکے ہیں ضلع سمرنا میں سونے اور چاندی کی کانیں ملی ہیں۔ پارہ کی کانیں صوبہ سمرنا میں۔ وہاں کاولن جس سے ظروف چینی بنتے ہیں۔ جزیرہ رہودس۔ سنکھیا کی کان ضلع آیدین میں ہے۔ اوپر کی کانیں صوبجات آیدین۔ قونیہ اور اداڈنہ میں برآمد ہوتی ہیں۔ مگر انہیں سے اکثر پر ابھی جزوی کام شروع ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۶ افراد اور کمپنیوں کو مختلف کانوں پر کام کرنے کے اجارہ عطا کئے گئے تھے جنمیں سے صرف ساٹھ پر عملی کام جاری ہوا۔ بروصہ کے متصل جہاں تک پتھر کی وسیع کانیں ملی ہیں جنمیں سے اب یہ پتھر بکثرت نکالا جاتا ہے۔ تمام دھاتیں جو ممالک غیر کو بھیجی جائیں حق شاہی ۵ و ایکسپورٹ ۱ فیصدی لیا جاتا ہے۔ خانگی ضروریات کے لئے پیتل اور تانبے کے ظروف کثرت بنتے ہیں شیشہ۔ بلور۔ کاغذ سازی اور کتان ٹاٹ بنانے کے کارخانوں کو قیام و اجراء کیلئے بھی کئی اجارے عطا ہو چکے ہیں۔ صرف دمشق میں پانچ ہزار کرگہوں پر دس ہزار آدمی ریشمی سوتی اور سادی کپڑے بننے کا کام کرتے ہیں۔ قالین جو بافراط ممالک غیر کو جاتے ہیں دستی کرگہوں پر تیار ہوتے ہیں۔ ٹرکی کے سواحل پر مچھلی بھی بکثرت پکڑی جاتی ہے۔ بحیرہ روم کے ترکی سواحل کے قریب نہایت اعلیٰ اسفنج حاصل ہوتا ہے۔ بحیرہ قلزم سے صدف اور خلیج فارس سے موتی۔

تجارت ملکی

تمام اشیائے درآمد پر بحساب مالیت ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ سوائے تمباکو اور نمک کے جنکا حق فروخت فقط گورنمنٹ کو حاصل ہے۔ اور اوس نے ایک کمپنی کو دیرکھا ہے جو ملکی پیداوار ممالک غیر کو جاتی ہے اوس پر ایک فیصدی محصول برآمد لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں لیجایا جائے تو ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ اس اندرونی محصول کو کلیتاً موقوف کردینے کا ارادہ ہے اور سنہ ۱۸۹۱ء سے گندم اور دیگر اجناس خوردنی سے ہٹایا جاچکا ہے۔ جو اشیا مدارس۔ گرجوں۔ سفارت خانوں قونصل خانوں کے لئے آئیں اور نیز زراعتی کلیں اور سامان ریل محصول سے بری ہیں۔ مندرجہ ذیل جدول سے جو ٹرکی پوسٹ خانوں کے نقشوں سے تیار کیگئی ہے۔ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء و ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء میں مختلف ممالک کے ساتھ ٹرکی کی جسقدر تجارت ہوئی اوسکی مالیت انکو معلوم

ہوجائے گی۔ مالیت سکہ پیاسترمیں درج کیگئی ہے۔

ملک	درآمد		برآمد	
	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء
	پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر
برطانیہ کلان	۱۰۳۰۱۱۲۸۹۶	۹۷۸۱۵۰۸۰۴	۸۸۶۳۰۲۳۲۱	۷۰۱۹۳۹۲۲۲
آسٹریا	۴۵۹۷۱۸۱۳۰	۵۰۹۹۱۹۶۶۴	۱۲۳۲۲۶۹۹۷	۱۵۱۱۷۹۸۸۳
فرانس	۳۰۲۱۳۷۳۷۵	۲۹۶۲۹۰۶۷۴	۴۵۰۷۰۰۲۱۶	۳۸۰۰۳۵۷۷۸
روس	۱۸۶۸۹۸۹۲۵	۱۲۸۹۳۴۷۹۱	۲۵۳۳۱۳۳۱	۳۲۱۷۶۳۲۷
اٹلی	۵۷۶۹۸۷۲۰	۵۸۰۰۵۰۱۶	۵۴۳۶۵۴۴۱	۷۸۴۴۹۵۵۹
بلگیریا	۹۴۰۱۰۴۱۸	۱۲۲۴۸۴۳۹۸	۴۰۲۶۵۶۷۰	۴۲۹۷۴۵۹۴
ایران	۶۵۳۲۱۱۵۹	۵۵۸۶۳۶۹۹	۱۵۲۵۶۴۸	۲۰۲۵۳۸۸
یونان	۴۲۲۸۵۴۴۱	۳۷۲۸۰۲۷۷	۵۴۷۷۹۴۳۸	۴۱۳۷۱۳۳۵
بلجیم	۶۴۶۷۶۴۲۳	۶۶۷۹۰۲۸۲	۳۱۱۰۶۶۶	۳۸۸۲۳۳۴
رومینیا	۴۵۹۷۸۴۳۱	۵۷۷۰۳۲۲	۲۹۱۱۷۸۸۶	۲۳۶۲۴۸۸۶
صوبجات متحدہ امریکا	۳۲۴۵۳۹۲	۸۷۶۵۲۷۰	۲۳۲۸۱۳۳۳	۱۶۳۶۷۸۸۷
ٹیونس	۶۱۳۹۱۹۳	۹۱۷۲۷۷۶	۲۱۶۹۹۷۳	۷۱۷۰۷
سرویا	۷۲۵۱۸۴۳	۷۰۵۰۵۳۸	۵۱۵۱۱۰۴	۷۴۶۲۸۸۸
ہالنڈ	۱۲۱۷۲۳۱۳	۱۲۴۸۳۳۱۳	۲۲۵۹۲۲۱	۲۴۹۴۲۶۶۶
جرمنی	۱۸۴۳۳۹۲۷	۲۷۹۷۸۳۹۱	۱۳۹۹۶۴۱۸	۳۶۷۷۳۲۰
مصر	۹۱۷۱۴۱۶۸	۶۶۴۲۶۴۶۸	۰	۰
سویڈن	۶۶۶۱۴۰۳	۸۰۶۴۲۶۵	۵۵۵	۰
مانٹی نیگرو (جبل اسود)	۸۳۲۱۶۵	۷۹۵۵۵۴	۴۶۷۲۹۶	۲۶۸۴۸۷
جزیرہ سموس	۱۰۱۷۳۶	۷۳۱۲۳	۲۸۶۵۰۱	۲۸۱۸۷۵
ڈنمارک	۱۳۳۴۷	۳۱۶۱۰	۳۱۸۲۱	۹۸۲۳۳۲

درآمد ۱۸۹۸-۹۹ء	درآمد ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	برآمد ۱۸۹۸-۹۹ء	برآمد ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء
پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر	پیاسٹر
۱۰۲۸۴۹۷۳۳۳	۸۳۲۰۰۰۱۴۰	۴۶۳۹۵۸۷۷۷	۵۵۱۴۶۸۳۳۲
۵۲۳۱۳۱۰۱۲	۴۸۰۱۹۷۷۳۵	۱۲۰۳۳۵۲۲۲	۱۴۸۱۷۷۳۳۲
۲۴۷۴۰۲۹۸۴	۲۹۶۹۵۱۷۳۷	۴۲۹۸۹۷۴۴۴	۴۷۶۲۳۲۶۶۶
۱۷۵۱۶۱۵۱۴	۱۹۹۱۷۷۹۸۶	۴۶۸۳۰۳۲۴	۵۴۵۴۲۰۰۱
۱۳۸۶۹۴۵۴۲	۱۳۲۸۱۱۷۲۳	۵۴۰۷۳۶۶۶	۷۰۹۱۵۶۶۶
۹۱۰۹۶۷۲۱	۱۱۴۴۱۲۷۷	۳۱۲۹۶۷۷۷	۲۵۸۸۹۰۲
۶۳۱۴۲۶۷۸	۶۲۵۵۴۸۵۹	۱۹۳۶۶۸۳	۱۰۳۳۴۵۱
۴۴۰۲۴۹۵۹	۳۴۲۶۱۷۶۴	۴۶۸۰۷۴۴۴	۴۰۵۵۶۳۳۵
۷۳۸۵۹۶۴۰	۶۶۰۳۶۴۴۵	۵۶۲۹۸۸۸	۹۲۱۴۷۷۸
۹۶۲۸۹۶۲۴	۷۶۱۳۲۰۴۳	۲۹۱۱۲۵۵۵	۲۵۶۲۳۲۲۲
۴۳۸۳۷۹۲	۳۱۰۱۷۲۱	۵۰۵۰۴۳۲	۵۷۲۱۳۶۶۶
۱۸۷۴۸۰۵	۱۰۷۱۱۲۵	۸۶۵۲	-
۸۷۷۴۸۰۵	۵۴۳۹۵۸۴	۵۵۶۴۳۳۴	۵۸۳۱۹۹۹
۳۱۹۵۹۲۶۳	۲۹۳۵۰۷۳۸	۲۸۲۷۳۸۹۰	۴۵۹۶۳۱۱۰
۴۳۶۴۶۹۴	۴۸۶۹۳۶۴۰	۲۷۵۰۷۷۷	۴۵۱۷۵۸۹۰
۷۵۰۲۴۹۰۳	۶۲۰۶۲۸۰۵	-	-
۱۲۷۶۴۶۹۴	۷۴۲۳۳۳۳	-	۵۸۳۱۹۹۹
۶۹۴۳۳۳	۶۹۱۰۰۱	۸۰۵۷۳۷	۵۰۴۸۴۷
۱۷۴۸۲۰	۱۳۹۵۹	۶۳۴۴	۵۴۲
۴۵۰۰	۳۵۹۷	۲۱۹۸۸۹	۷۷۷۷

نام ملک	درآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	درآمد سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	برآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	برآمد سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	درآمد سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء	درآمد سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	برآمد سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء	برآمد سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء
ہسپانیہ	پیاستر ۵۸۳	پیاستر ۷۱۱۱	پیاستر ۴۰۶۳۳۳	پیاستر ۲۸۲۰۱۱	پیاستر -	پیاستر ۳۴۳۱	پیاستر ۸۶۵۰۰۰	پیاستر -
جاپان	-	۳۳۱۶۱۶۷	-	-	۲۰۱۱۶۳۹	۳۲۳۴۱۸۰	۶۱۱۰	-
میزان	۲۲۵۵۳۹۳۹۸۸	۲۴۴۶۶۹۸۵۴۲	۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴	۱۵۵۷۲۰۴۰۰	۲۶۶۲۱۲۵۲۲۵	۲۴۴۹۹۶۵۳۷۹۳	۱۳۴۴۲۵۴۳۹۵۶	۱۵۵۹۱۴۰۶۱۶

سنہ ۱۸۹۲-۱۸۹۱ء میں کل اسباب تجارتی ۲۲۵۵۳۹۳۹۸۸ پیاستر کا داخل ہوا۔ اور ۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴ پیاستر کا ممالک غیر کو گیا۔ جو مراعات بعض دیگر ممالک کو عطا کیگئی تھیں وہ سنہ ۱۸۷۵ء میں سلطنت عثمانیہ نے انگلستان کو بھی عطا کیں اور سنہ ۱۸۹۰ء میں اس عطیہ کی باضابطہ عہدنامہ سے تصدیق کیگئی۔

سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء میں کل سلطنت کے چنگی خانوں میں محصول درآمد کی بابت ۹ کروڑ پچاس لاکھ ۹۶ ہزار ۷ سو ۸ پیاستر داخل ہوئے جنمیں سے ۸ کروڑ ۸ لاکھ ۲۷ ہزار ۵ سو ۷ پیاستر محصول درآمد کی بابت تھے اور ایک کروڑ بیالیس لاکھ ۶۹ ہزار ۸ سو ۳ پیاستر محصول برآمد کی بابت تھے۔ سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں محصول درآمد سے ۱۷۸۸۰۲۶ پونڈ اور محصول برآمد سے ۱۴۲۶۶۵ پونڈ جملہ تحصیل ہوئے۔

ششش سالہ میزان درآمد و برآمد حسب ذیل ہے۔

سال	درآمد	برآمد	سال	درآمد	برآمد
	ترکی پونڈ	ترکی پونڈ		ترکی پونڈ	ترکی پونڈ
سنہ ۱۸۹۵ء	۲۴۰۷۵۴۹۰	۱۳۷۵۳۸۰۵	سنہ ۱۸۹۸ء	۲۳۳۴۳۰۳۵	۱۴۷۴۴۴۹۸
سنہ ۱۸۹۶ء	۲۰۵۷۵۶۷۰	۱۵۵۳۵۶۲۵	سنہ ۱۸۹۹ء	۲۶۶۲۱۲۵۲	۱۳۳۲۵۴۴۰
سنہ ۱۸۹۷ء	۲۱۳۵۹۴۰۶	۱۵۴۲۸۴۵۸	سنہ ۱۹۰۰ء	۲۴۴۹۶۵۳۸	۱۵۵۹۱۴۰۶

۳۰ ہزار ۶ سو ۹۲ پونڈ ترکی آمدنی ہوئی۔ ۱۱ ترکی پونڈ دس انگریزی پونڈ کے برابر ہوتے ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کی تجارت درآمد میں سے ۳۹ فیصدی اور تجارت برآمد میں ۴۵ فیصدی برطانیہ کلان کے ساتھ ہے ہر دو مندرجہ بالا عددوں میں جنس تمباکو کی درآمد برآمد شامل نہیں۔ سال سنہ ۱۸۸۶-۸۷ء میں ایک کروڑ ۱۶ لاکھ ۸۸ ہزار باون کیلو گرام (کیلو گرام = ۲ ۱۰۲۳۱/۵۰۰۰۰ پونڈ = تخمیناً ایک سیر ۶ ۳/۴ چھٹانک) تمباکو باہر گیا۔ سنہ ۱۸۸۷-۸۸ء میں ایک کروڑ تین لاکھ ۷۳ ہزار ۲ سو ۱۷ کیلو گرام۔ سال سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء میں ایک کروڑ چار لاکھ ۵۴ ہزار ۴ سو ۲۷ کیلو گرام۔ سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء میں ایک کروڑ دو لاکھ ۳۷ ہزار ۴ سو ۹۰ کیلو گرام اور سال سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء میں ایک کروڑ ۳۸ لاکھ ۲۶ ہزار ۲۱ کیلو گرام باہر گیا۔ سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں ۲۴۵۷۳۹۴ سگار یا میں ۳۳۱۸۹۳ پیاستر ۳۶۷۳ کیلو گرام سگاری تمباکو مالیتی ۸۰۳۰۷۱ پیاستر ۹۹۳۵ کیلو گرام مین مالیتی ۲۰۵۰ پیاستر اور ۴۸۰۱۳۰۱ کیلو گرام خام تمباکو مالیتی ۴۳۰۰۳۲۱ پیاستر ممالک غیر سے ٹرکی میں آیا۔ اور ۴۹۸۶۹۷۴ کیلو گرام سلطنت کے اپنے ہی مقبوضات یا باجگذار ممالک کو اور ۷۴۴۶۷۶۴ کیلو گرام ممالک غیر کو گیا۔

سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء میں تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اجناس یہ تھیں:۔

درآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء		برآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	
نام جنس	مالیت پیاستروں میں	نام جنس	مالیت پیاستروں میں
سفید پارچات چھینٹ وغیرہ	۲۲۷۳۵۲۱۳۵	گندم	۱۷۶۲۱۴۲۳۰
توشک چادریں لحاف وغیرہ	۱۳۵۲۶۵۸۲۴	جو	۷۱۶۶۴۷۸۷
قند	۱۲۹۹۵۰۵۲۳	پیغمبری گندم	۲۱۵۳۴۷۷۹
سوت	۱۲۷۹۹۷۷۸۱	تل	۱۶۹۸۹۱۲۵
قہوہ	۹۷۷۲۹۷۷۸	جوار	۱۳۸۹۴۶۲۵
چاول	۸۷۷۶۴۴۸۸	مکئی	۱۲۲۹۵۶۸۰
مداقولم	۶۸۳۲۳۶۹۴	اوٹ (پیغمبری جو)	۱۳۴۵۰۷۹۱
مٹی کا تیل	۶۵۷۹۹۲۹۲۰	دیگر غلے	۱۹۹۷۸۵۵۴
سوجی	۶۴۸۰۴۶۷۵	خشک انگور کشمش و منقے	۱۶۶۴۹۰۹۴۱
اونی پارچات	۶۴۳۳۲۴۱۱	ریشم	۱۰۹۱۲۰۰۰۱
کپڑا	۴۴۱۷۴۸۲۰	ریشم کے کوسے	۴۴۴۲۹۸۸۸
لوہا	۴۳۹۰۶۵۴۳	زیتون کا پھل	۸۴۰۵۹۱۱۱

درآمد ۱۸۹۱-۹۲ء		برآمد ۱۸۹۱-۹۲ء	
نام جنس	مالیت پیاسترمیں	نام جنس	مالیت پیاسترمیں
چمڑا (دباغت شدہ)	۳۹۰۷۹۷۵	روغن زیتون	۲۳۵۴۸۰۸۴
قالین اور دریاں	۳۹۰۶۳۲۴۰	انجیریں	۴۳۳۸۴۱۳۴
کشمیرا	۳۸۳۷۲۵۸۴	خرما و کھجوریں	۲۳۷۳۲۲۴۵
گیہوں	۳۸۳۶۵۴۲۲	سنگترے و چکوترے	۱۰۹۶۵۰۴۹
مکی - جو - پیغمبری جو	۲۱۸۸۳۴۵۱	دیگر پھل	۵۰۶۶۶۸۴
سوتی و اونی پارچات	۳۶۳۲۶۰۱۳	اخروٹ بادام وغیرہ	۲۵۷۱۶۶۸۶
لکڑی	۳۱۹۶۶۵۶۴	موہیر بکریونکی پشم	۵۳۷۴۲۷۱۹
بھیڑیں اور بکریاں	۲۸۶۳۵۱۴۲	ولونیا (رنگنے کا مصالحہ)	۵۲۷۹۳۶۱۲
سلے سلائے کپڑے	۲۸۳۳۲۱۲۴	قہوہ	۵۲۲۵۱۰۱۳
آہنی اسباب	۲۷۸۱۹۹۸۹	اون	۴۶۹۳۸۷۳۷
ریشمی پارچات	۲۶۹۵۸۲۹۵	کپاس	۴۱۱۲۷۴۵۸
ریشم	۲۵۵۲۲۵۲۹	کھالیں بھیڑوں اور بکریونکی	۳۷۱۸۵۴۱۵
اسپرٹ (روح شراب)	۲۵۶۲۳۷۰۸	غیر مصفی معدنیات	۳۳۰۷۳۸۸۸
ادویہ (نباتاتی)	۲۴۷۸۹۱۰۵	دالیں	۲۸۷۵۰۶۵۱
بوریاں اور تھیلے (ٹاٹ کے)	۲۵۰۳۶۲۱۶	قالین	۲۵۲۹۹۰۸۲
چمڑا (کچا)	۲۳۸۵۴۱۴۶	سکھلائی ہوئی مچھلی	۱۸۲۸۶۱۳۸
ٹوپیاں اور کلاہ	۲۳۰۵۵۴۴۱	گھوڑے و خچریں	۱۳۹۳۴۳۳۷
کاغذ مختلف اقسام کا	۲۲۶۹۳۷۰۹	شراب انگوری	۱۳۰۷۶۳۶۱
کاغذ سگریٹ بنانے کا	۱۰۷۵۰۵۰۰	حلفی شراب	۱۲۲۶۸۶۵۳
کوئلہ پتھر کا	۲۲۲۵۵۶۵۳	مویشی	۹۴۱۱۴۹۳
مکھن	۲۲۱۰۲۶۳۵	الپست ۰	۹۲۲۸۳۳۳
ململیں	۱۸۶۲۳۷۳۲	بھیڑیاں و بکریان	۷۸۸۶۵۱۳
دھاگہ	۱۸۰۹۴۶۶۹	انڈے	۷۷۶۵۷۲۲

درآمد ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں	نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں
نیم سوتی	۱۸۳۳۵۲۰۸	مرغ وغیرہ	۷۶۲۵۵۵۳
آہنی اوزار	۱۷۶۲۹۹۶۶	مکھن	۷۱۴۷۲۱۰
تانبے کی چادریں اور نلیاں	۱۷۲۳۴۷۶۴	سنگھاڑے	۷۰۴۹۸۹۵
پولنٹے یا نہ پہننے کا کپڑا	۱۵۴۴۸۰۵۰	اسفنج	۶۸۷۴۴۴
روغن زیتون	۱۵۱۳۷۷۲۳	گوند	۵۳۱۷۷۸۹
تمباکو (ٹمبٹی)	۱۵۱۴۸۳۰۹	چاول	۵۴۳۷۲۷۰
پنیر	۱۴۸۰۲۱۷۴	وہ تانبا کلوں اور پیپوں کے ٹکڑے	۵۷۹۹۴۴۵
مویشی	۱۴۵۱۷۴۲۰	عطر	۶۴۲۰۵۵۵
نیل	۱۴۴۴۷۴۷۹	۔	۔

گزشتہ پانچ برسوں میں برطانیہ کلاں اور کل سلطنت عثمانیہ واقعہ یورپ و ایشیا کے درمیان انگریزی تجارت کے نقشہ جات کی رو سے حسب ذیل مالیت کی تجارت ہوئی۔

	۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۸۹۹ء	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
ترکی سے برطانیہ کلاں میں داخل ہوا	پونڈ [illegible]	پونڈ [illegible]	پونڈ [illegible]	پونڈ [illegible]	پونڈ ۲۸۹۸۹۴۸	پونڈ ۲۹۵۵۵۵	پونڈ ۵۲۵۶۲۴۲	پونڈ ۵۲۷۷۴۸۴	پونڈ ۶۱۱۵۱۴۴	پونڈ ۵۸۹۰۴۴
ترکی میں برطانیہ کلاں سے گیا۔	[illegible]	۴۵۹۴۸۴۸	۴۱۹۰۱۱۲	۵۶۴۴۴۶۴	۴۵۲۰۱۵۴	۵۲۴۹۷۱۲	۵۰۴۸۵۵۳	۴۶۹۴۵۵۴	۴۵۰۸۹۵۵	۵۵۸۲۹۱۵

ترکی سے سلطنت متحدہ (انگلستان سکاٹ لینڈ۔ ویلز اور آئرلینڈ) میں بڑی بڑی اجناس حسب ذیل آئیں۔ غلہ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۷۵۰۰۸۵ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۵۳۹۱۰۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۳۸۱۲۴۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۲۸۵۳۶ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۱۹۷۸۰۳ پونڈ۔

اونی سامان۔ اون اور ریشم سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۰۲۰۸۳۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۳۶۰۹۹ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۱۳۹۲۸ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۹۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۸۲ ہزار پونڈ کی۔

قولنیا در رنگنے کا سامان سنہ ۱۸۹۲ء میں ۳۴۰۹۳۴۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۰۳۶۰۹۴ پونڈ کی سنہ ۱۸۹۴ء

۱؎ دیا ہوا جو ترکی سے انگلستان کو جاتے ہیں۔ مترجم

میں ۸۱۳۹۴۴ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۹۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۸۲ ہزار پونڈ کی۔

ولونیا (رنگنے کا مصالحہ) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۴۰۴۹۳۳۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۳۰۹۴۸۷۹ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۲۹۱۰۸۰ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۷۷۲۶۵ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۲۳۲۷۵۰ پونڈ کا۔

افیون۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۰۰۵۵۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۹۲۰۲۲۲ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۲۲۳۹۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۷۹۷۶۳ پونڈ کی۔

پھل (جسمیں زیادہ تر انجیریں اور کشمش و منقے ہوتے ہیں) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۷۳۹۰۸۶ پونڈ کے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۶۳۰۸۴۱ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۰۲۲۳۴۸ پونڈ کے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۲۶۹۵۲ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۸۲۸۲۳۲ پونڈ کے۔

برطانیہ کلاں سے زیادہ ترکل کا بنا ہوا کپڑا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں سوتی پارچات ۴۰۹۱۳۳۲ پونڈ کے جرابیں۔ موزے وغیرہ ۸۰۹۳۱۲۵ پونڈ کے۔ اونی کپڑے ۴۲۸۵۳۷ پونڈ کے۔ لوہا (گھڑا اور ان گھڑا) ۹۱۷۴۳۵ پونڈ کا۔ تانبا (گھڑا اور ان گھڑا) ۴۸۱۹۵۵ پونڈ کی۔ پتھر کا کوئلہ ۲۲۰۵۶۵ پونڈ کا۔ اور مشینری (کلین) ۶۶۲۴۵ پونڈ کی گئیں۔

(انڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) برطانیہ کلاں سے سنہ ۱۹۰۲-۳ء میں حسب ذیل بڑی اجناس ایشیائی ٹرکی کو گئیں۔

	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
کوئلہ۔	۳۰۹۵۸ پونڈ	۲۹۶۵۵۹ پونڈ
سوتی پارچات و سوت۔	۳۴۴۴۹۵۲ "	۳۱۵۹۴۱۸ "
اونی سامان۔	۳۳۲۴۵۹ "	۳۸۸۴۴۹ "
آہنی سامان۔	۱۱۵۴۰۶ "	۱۱۶۱۳۲ "
کلیں۔	۱۱۴۹۳۵ "	۱۳۵۲۷۹ "
تانبہ۔	۱۰۹۵۱۸ "	۱۰۸۴۰۲ "

ایشیائی ٹرکی کے بندرگاہ طرابزون میں جو بحیرہ اسود پر واقع ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۵۲۴۸۹۰ پونڈ کا مال وارد ہوا جسمیں سے ۶۳۵۴۹۰ پونڈ کا ایران کو گیا۔ ۶۶۰۲۸۰ پونڈ کا مال اس بندرگاہ سے باہر گیا۔ جسمیں سے ۳۱۳۶۴۰ پونڈ کا ایران سے آیا۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں مقامات مندرجہ ذیل میں درآمد و برآمد حسب تفصیل ذیل ہوئی۔

حلب میں ۱۸۲۸۶۶۷ پونڈ کا مال آیا۔ اور ۹۵۱۵۳۹ پونڈ کا وہاں سے گیا۔ جافہ ۳۰۳۲۳۷۳ پونڈ کا آیا۔ اور ۴۰۶۰۵۸۲ کا گیا۔ تبریز ۶۶۹۵۵۱۱ پونڈ کا آیا۔ اور ۱۷۲۶۱۵۹ پونڈ کا گیا۔ دمشق ۹۰۳۴۳۱ پونڈ

کا آیا۔ اور ۳۷۱۵۰۰ پونڈ کا گیا۔ جدہ ۷۱۹۰۰ پونڈ کا آیا۔ اور ۷۰۵۴۷۰ پونڈ کا گیا۔ طرابلس الغرب ۳۷۱۵۰۰ پونڈ کا آیا اور ۳۹۲۹۹۰ پونڈ کا گیا۔

(از اسٹیٹسمین سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۴ء میں ایشیائی ٹرکی کے مختلف بنادر و حصار کی تجارت در آمد و بر آمد حسب ذیل تھی

نام بندرگاہ	در آمد	بر آمد	نام بندرگاہ	در آمد	بر آمد
طرابزون جہاں ترکی علاقہ کے لئے آیا	پونڈ ۱۰۲۶۵۸۰	پونڈ ۵۳۰۹۴۰	یافہ	پونڈ ۴۳۹۷۷۵	پونڈ ۳۲۲۳۳۵
جہاں سوداگری ایران کو اس بندر کے راستے گیا یا آیا	پونڈ ۶۸۲۱۴۰	پونڈ ۱۶۰۷۰۰	بغداد	پونڈ ۱۹۲۴۰۴۵	پونڈ ۶۲۳۲۳۵
سمسون	۵۹۴۵۰۰	۱۲۳۵۶۵۰	بصرہ	۱۲۵۵۴۲۳	۱۲۹۶۷۶۲
قراسون	۱۹۵۹۳۰	۲۲۱۱۳۰	ارض روم	۲۹۲۷۰۰	۱۹۵۳۱۰
ادانہ	۶۲۹۴۵۰	۱۸۰۲۳۹۴	وان	۱۷۵۲۹۰	۱۳۸۰۷۰
حلب یا اسکندرونہ	۲۴۰۲۴۷۰	۱۳۲۱۷۲۵	بطلیس	۴۱۴۵۰	۳۲۰۰۰
بیروت	۱۲۵۸۹۵۰	۹۹۲۲۷۵	دیاربکر	۲۷۴۵۶۵	۱۳۴۷۱۴

بندر بصرہ میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲۷۷۴۲۸۰ پونڈ کا مال باہر سے آیا اور ۲۳۳۵۲۷۴۲ پونڈ کا وہاں سے ممالک غیر کو گیا

تجارتی جہازات اور جہاز رانی

لائڈ ایجنسی کے رجسٹر کے مطابق سنہ ۱۸۹۴ء میں سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں ۹۰ دخانی جہاز (جنمیں سے ہر ایک کا وزن سو ٹن یا سو ٹن سے متجاوز ہے) وزنی ۱۳۷۵۰۸ ٹن اور ۸۰۹ بادبانی جہاز وزنی ۱۹۴۹۹۴ ٹن تھے۔

مارچ سنہ ۱۸۹۴ء سے فروری سنہ ۱۸۹۵ء تک ٹرکی کی کل بندرگاہوں میں ۱۹۲۲۶۹ جہاز وزنی ۳۶۱۸۵۴۹ ٹن کے آئے اور گئے۔ خاص قسطنطنیہ میں سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۸۵۷۲ جہاز ۱۳۵۵۹۲۸۸ ٹن وزن کے داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ انمیں سے ۹۶۷۴ جہاز وزنی ۹۳۲۳۸۳۳ ٹن۔ بیرونی تجارت اور باقیماندہ ساحلی تجارت میں مصروف تھے۔ بیرونی تجارت کرنیوالوں میں سے ۹۸۴۲ جہاز وزنی ۷۶۸۱۰۴۷۰ ٹن بادبانی تھے۔ ۵۶۶۲ وزنی ۱۰۷۸۸۳۷۹ ٹن دخانی تھے۔ اور ۵۷۲۴ جہاز وزنی ۱۸۹۳۰۷۴ ٹن ایسی کمپنیوں کے تھے جنہوں نے باقاعدہ طور پر قسطنطنیہ سے سلسلہ آمد و رفت قایم کیا ہوا ہے۔ انگریزی جہاز تعداد میں ۶۲۵۱ وزنی ۸۳۶۴۰۵۱ ٹن تھے۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں ۲۳۹۲۲ جہاز وزنی ۱۷۹۸۶۵۰ ٹن (جنمیں سے ۷۰۸۲ جہاز وزنی ۳۲۴۴۱۴ ٹن انگریزی تھے)

لہ سنہ ۱۸۹۵ء میں اس بیڑہ میں ہر دو قسم کے جہازات کی جو تعداد تھی وہ معہ وزن و تعداد رقم میں درج کر دی گئی ہے۔ منقول

سمرنا کے بندرگاہ میں داخل ہوئے اور ۱۳۰۲ جہاز وزنی ۹۷۵۳۵۷ ٹن (جنمیں سے ۱۵۰ جہاز وزنی ۱۰۹۲۷ ٹن انگریزی تھے) بیروت کے بندرگاہ میں داخل ہوئے جو جہاز اس بندرگاہ میں داخل ہوئے انمیں سے ۳۲۴۲ جہاز وزنی ۳۵۳۰۴۱ ٹن عثمانیہ تھے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۱۰۷ دخانی جہاز وزنی ۵۸۸۶۱ ٹن اور ۹۱۶ بادبانی جہاز وزنی ۹۸۸۲۷ ٹن تھے۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے فروری سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک سال کے عرصہ میں سلطنت کی تمام بنادر میں جو جہاز تجارتی اسباب اور سواریاں لیکر داخل ہوئے اور وہاں سے گئے انکی تعداد ۱۸۰۳۴ تھی۔ اور وزن ۲۸۷۷۳۴۴۳ ٹن تھا قسطنطنیہ کے بندر میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۰۷۹۶ جہاز وزنی ۱۶۲۴۶۵۱۷ ٹن داخل ہوئے اور روانہ ہوئے انمیں سے ۲۱۴۲ جہاز وزنی ۴۶۳۲۱۷۷ ٹن انگریزی تھے اور ۳۰۷۳ جہاز وزنی ۱۸۳۴۲۲۸ ٹن یونانی تھے۔ سٹیمر ونکی کمپنیوں کے جہازات باقاعدہ قسطنطنیہ پہونچتے ہیں وہ بھی تعداد مندرجہ بالا میں شامل ہیں۔

سلسلہ خط و کتابت و وسائل آمد و رفت اندرون ملک

سنہ ۱۸۸۸ء کے موسم بہار میں ٹرکی اور باقیماندہ یورپ کے درمیان

براہ راست ریلوی لائن کے ذریعہ آمد و رفت کا سلسلہ قایم ہوگیا ہے۔ یورپ کی طرف جانیوالی ٹہری ٹہری لائنیں قسطنطنیہ اور سالونیکا سے شروع ہوتی ہیں۔ آخرالذکر بندرگاہ کا رستہ انگلستان و مصر جانیکے لئے اب سب سے قرین تر ہے۔ (مگر وہاں سے سٹیمر ونکی باقاعدہ روانگی کا کوئی انتظام نہیں)

سلطنت عثمانیہ واقع یورپ و ایشیا میں ۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۹۵ء تک جو لائنیں جاری ہوچکی تھیں اون کے نام حسب ذیل ہیں:-

نام لائن	کتنی میل جاری ہے	نام لائن	کتنی میل جاری ہے
۱۔ قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل مصطفیٰ پاشا	۲۲۲	۲۔ سالونیکا۔ اسکپ۔ متروویزا۔	۲۲۷
۳۔ وادی آغاچ۔ ایڈریانوپل۔	۹۳	۴۔ اسکپ۔ زلیفچہ	۵۳
۵۔ سالونیکا۔ وادی آغاچ (معہ شاخ ونکی)	۲۰۸	۶۔ سالونیکا۔ مناسطر۔	۱۳۶
۷۔ سمرنا۔ دینار (معہ شاخوں کی)	۳۲۴	۸۔ سمرنا۔ الاشہر (معہ شاخوں کے)	۱۶۵
۹۔ موادنہ۔ بروصہ	۲۶	۱۰۔ مرسینا۔ ادانا۔	۴۰
۱۱۔ جافہ۔ یروشلیم۔	۵۴	۱۲۔ حیدرپاشا۔ انگورا۔	۳۶۰
۱۳۔ بیروت۔ دمشق۔ حوران	۱۳۲	۱۴۔ عکی۔ شہر قونیہ۔	۱۰۸
میزان کل			۲۱۴۸ میل

سالونیکا سے وادی آغاچ تک ۱۰۶ میل لمبی ریلوے لائین تیار ہوگی۔ جو قسطنطنیہ اور ادرنہ کی درمیانی بڑی لائین کو بمقام کلیلی برغاس جا ملے گی۔

دائرۃ المعارف اڈیشن ۱۹۰۶ء کے مطابق سنہ ۱۹۰۵ء میں سلطنت کے یورپین و ایشیائی مقبوضات میں جاری ریلوے لائینوں کی لمبائی حسب ذیل تھی:-

(۱) یورپین ٹرکی:-

اورینٹل ریلوے یعنی قسطنطنیہ ایڈریانوپل سے مصطفیٰ پاشا مع شاخوں کے	۸۱۵ میل
سالونیکا مناستر (الف)۔	۱۳۷ میل
سالونیکا وادی آغاچ (الف)۔	۳۱۷ میل
میزان	۱۲۶۹ میل

(۲) ایشیائی ٹرکی:-

بغداد ریلوے کا حصہ از قونیہ تا ارگلی	۱۲۵ میل
اناطولین ریلوے (الف)	۶۴۰ میل
موڈانیہ بروسہ	۲۵ میل
سمرنا۔ آیدین	۳۳۰ میل
سمرنا قصبہ (الف)	۳۳۱ میل
مرسینا۔ ادانہ۔	۴۲ میل
یافہ یروشلیم	۵۴ میل
دمشق مکہ ریلوے کا تیار حصہ (جو ستمبر ۱۹۰۴ء میں معان تک مکمل ہو گئی)	۱۰۵ میل
بیروت دمشق	۹۶ میل
دمشق مزیریب (مکہ ریلوے کی جزو)	۶۴ میل
حیفہ درعہ (مکہ ریلوے کی شاخ)	۲۸ میل
میزان ایشیائی ٹرکی۔	۱۸۴۰ میل
میزان کل سلطنت۔	۳۱۰۹ میل

جرمن کمپنی کو بغداد ریلوے کا جو اجارہ ملا ہے اوسکا مقصود یہ ہے کہ اناطولین لائن کو قونیہ سے براہ ادانہ موصل بغداد و بصرہ خلیج فارس کے ساحل تک بڑھا یا جائے۔ کمپنی کو بڑی لائن سے بہت سی شاخیں نکالنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔ اور اناطولین ریلوے کا پرانا اجارہ بھی اس نئی کمپنی کو منتقل کر دیا گیا ہے یعنی پرانی کمپنی بھی اوسمیں شامل ہوگئی ہے۔ بغداد لائن کا پہلا حصہ از قونیہ تا ارگلی (۱۲۵ میل لمبا) اکتوبر ۱۹۰۴ء میں عام آمد و رفت کے لئے کھول دیا گیا تھا۔ بیروت دمشق ریلوے حمص و حما تک بڑھائی جا چکی ہے۔ اور حلب تک لیجانیکی اوسکی تجویز ہو رہی ہے۔ (یہ تجویز عمل میں آچکی ہے۔ اور ستمبر ۱۹۰۶ء تک حلب تک لائین مکمل ہوگئی ہوگی۔ مؤلف) حیفا لائن کا اجارہ ترکی حکومت نے انگریزی کمپنی سے واپس خرید کر خود اسپر کام جاری کرا دیا ہے چنانچہ ستمبر ۱۹۰۴ء تک حیفا کی طرف سے اس لائن کے ۲۸ میل عام آمد و رفت کے لئے کھل چکے تھے۔ یہ لائن آخر کار مکہ دمشق لائن کے سٹیشن درعہ سے ملا دی جائیگی۔ اور حیفا مکہ لائن کا گویا شمالی بندرگاہ ہوگا۔ یہ لائن دسمبر ۱۹۰۵ء کو بالکل مکمل ہو کر درعہ پہنچ گئی (مؤلف) حمیدیہ حجاز یعنی مکہ دمشق ریلوے آغاز پر فرانسیسی کمپنی کی دمشق مزیریب لائن کے متوازی

جائے گی جس سے فرنچ کمپنی کی لائین ایک طرح سے بیکار و معطل ہو جائیگی مگر خیال ہے کہ سلطنت عثمانیہ اس لائین کو خرید کر بکہ ریل میں ملا لے گی۔ اور دمشق سے مزیریب تک خود جدا لائین نہ بنائے گی۔ ابتک سلطنت کا پہلے یہی خیال تھا اور اس لئے اوسنے بکہ ریل پر دمشق کی بجائے مزیریب سے کام شروع کیا تھا۔ مگر جب فرنچ کمپنی نے مناسب شرائط پر بیچنا منظور نہ کیا تو سلطان المعظم کے حکم سے دمشق سے مزیریب تک بھی جدا خالص ترکی لائین حجاز ریلوے فنڈ سے بنادی گئی۔ (مولف) بکہ ریل یکم ستمبر ۱۹۰۴ء کو معان تک کھلگئی۔ اس تاریخ بڑی لائین کے تیار شدہ حصہ کی لنبائی ۲۵۰ میل تھی۔ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سلطان المعظم نے بطور شاخ حمیدیہ حجاز ریلوے بکہ وجدہ کے درمیان لائین بنانے کی بھی منظوری صادر کردی۔

فہرست میں جن لائینوں پر الف کا نشان ہے۔ اونکے اجارہ داروں سے حکومت نے معاہدہ کر رکھا ہے کہ فی میل اگر اسقدر سالانہ آمدنی نہ ہو۔ تو کمی خزانہ سرکاری سے پوری کردیجائے گی۔ چنانچہ ترکی حکومت نے ۱۹۰۲ء میں یورپین ٹرکی کی ریلوے کمپنیوں کو ۳۳۳۹۵۱ ترکی پونڈ اور ایشیائی ٹرکی کی کمپنیوں کو ۳۴۴۸۱۸ ترکی پونڈ جملہ ۶۷۸۷۶۹ پونڈ ترکی کمی منافع کے عوضانہ میں ادا کئے۔ ۱۹۰۲ء میں کل ریلوے لائینوں کو ۲۱۷۱۵۰ پونڈ کرایہ وغیرہ سے آمدنی ہوئی۔

(راقم مولف) لنڈن کے اخبار مارننگ پوسٹ نے ماہ مئی ۱۹۰۶ء میں سلطنت عثمانیہ کے ایشیائی حصہ کی جاری وزیر تعمیر وزیر تجویز لائینوں کی حسب ذیل فہرست شایع کی۔

(۱) جاری لائینیں:۔

اجارہ داران لائین کی قومیت۔	نام لائین مع رستہ	لنبائی
جرمن	اناطولین ریلوے۔ از حیدر پاشا تا قونیہ وانگورا۔	۴۷۵ میل
ایضاً	اناطولین ریلوے۔ انگورا۔	۲۶۶ میل
فرنچ	مدانیہ۔ بروسہ۔	۲۶ میل
ایضاً	سمرنا۔ قصبہ۔ عشاق	۱۵۳ میل
انگریزی	سمرنا۔ آیدین۔ چشمہ۔	۲۲۶ میل
ایضاً	مرسینا۔ ادانہ۔ طرسوس	۴۰ میل
فرنچ	بیروت دمشق حما۔ ریاق و حمص	۳۲۵ میل
〃	یافہ۔ اللہ۔ یروشلیم	۵۱ میل
ترکی	حیفہ۔ درعہ۔ مزیریب	۱۴۴ میل

اجارہ داران لائین کی قومیت۔	نام لائین مع راستہ	لنبائی
ترکی	دمشق معان۔ مدورہ۔ تبوک	۵۰۲ میل
	میزان	۲۴۰۵ میل

(۲) زیر تعمیر و زیر تجویز۔

جرمن	انگورا۔ قیصریہ۔ ٹوکاٹ سمسون۔	۲۴۶ میل
ایضاً	سمسون۔ یواس۔ اماسیا۔ ٹوکٹ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	طرابزون۔ ارض روم وقرہ دلغ۔	۳۵۷ میل
ایضاً	ارض روم۔ وان۔ خان جافلہ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	سیواس۔ دیاربکر۔ خرپوت۔ ارغانہ۔	۳۰۹ میل
ایضاً	ارگلی۔ اذنہ۔ بغداد۔ نجف۔ بصرہ۔	۱۱۴۳ میل
فرنچ	حماتا حلب	۱۸۰ میل
ترکی	از تبوک تا مدینہ و مکہ۔	۶۳۰ میل
	میزان	۳۳۰۵ میل

لے حجاز ریلوے کی مفصل رپورٹ جو ۱۹۰۸ء کے شروع میں سرکاری طور پر شایع ہوئی تھی اما او ناظم سامکے لئی اخبار وطن لاہور سے ذیل میں درج کیجاتی ہے:-

خداجانے مسلمانوں کی قسمت میں آیندہ کیا کیا انقلاب ہونے لکھے ہیں۔ اونہوں نے قعر ذلت میں گرنا ہے یا بام اوج پر پہونچنا ہے۔ مگر اسمیں شک نہیں اونکی موجودہ حالت سخت ردی اور قابل افسوس ہے۔ مگر اس گردش کے زمانہ میں بھی اس قوم میں ایسے آثار باقی رہجاتے ہیں۔ جو ہونہار ہیں۔ اونکی ہوتی امید و نمیں جان ڈالدیتے ہیں۔ اور سب سے مبارک بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبضہ قدرت میں ابھی تک ایسے قدرتی وسایل موجود ہیں۔ کہ اگر وہ اونکو ٹھیک طور پر استعمال میں لائیں تو پھر زمانہ سلف کی مسلمانونکی طرح ترقی کے فلک الافلاک کے چمکتے ہوئے ستارے بنجائیں۔ اگر آجکل رونا ہے تو یہی کہ مسلمان اون وسایل کو کام میں لانا نہیں جانتے۔ اور اونکو نہ جاننے کیوجہ ہے زمانہ کی رفتار سے بیخبر ہونا۔ اور اس بیخبری کا باعث لاعلمی ہے۔ جو اپنی حالت سے بے پروا ہونیکا نتیجہ ہے۔ قوم میں اپنی حالت کا احساس پیدا کرنا۔ اور پھر اوسمیں علمی روح کا پہونکنا۔ اور بعد اوسکا زمانہ کی رفتار سے باخبر ہو کر اپنی حالت کے سنوارنیکی کوشش کرنا کرانا۔ اور اون وسایل سے کام لینا دنوں۔ مہینوں سالونکا کام نہیں۔ بلکہ اس غرض کے لئے کئی صدیاں درکار ہیں۔ ایک بچہ ۲۵۔۳۰ سال سے پہلے جسطرح مرد نہیں بن سکتا اسیطرح قومیں صدیوں سے اِدہر نہیں بن سکتیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور بڑی مشکل یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ ہماری قوم قوم بنے

کل سلطنت میں ۱۴۳۲ ترکی ڈاکخانجات ہیں سنہ ۹-۱۸۹۸ء میں ڈاکخانوں نے اندرون ملک میں ۹۴۷۵۱۰۰ لفافے اور پوسٹکارڈ اور ۵۴۰۰۰ نمونے اور مطبوعہ کاغذ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے اور ۵۰۰۰ ۱۲۷ لفافے و پوسٹکارڈ اور ۳۲۰۰۰ ۷ نمونے و مطبوعہ کاغذ ممالک غیر کو بھیجے یا وہاں سے آئے ہوؤں کو تقسیم کیا۔

ٹرکی میں سلسلہ تار برقی کا طول تقریباً ۲۰۳۴۰ میل اور اوسکی تاروں کی لمبائی ۴۹۰۱۰ میل ہے ایشیائی اور یورپین ٹرکی میں ۷۰۶ تارگھر ہیں سالانہ آمدنی پانچ کروڑ ۱۶ لاکھ پندرہ ہزار ۵ سو ۹۲ پیاسٹر اور تنخواہوں پر ایک کروڑ ۶ ۷ لاکھ ۹۶ ہزار ۴ سو پیاسٹر خرچ ہوتا ہے۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سنہ ۱۹۰۲ء) سلطنت میں اسوقت ۲۹۷ ڈاکخانے ہیں سال ۱۹۰۱-۱۹۰۰ء میں ملک کے اندر محکمہ ڈاک نے ۹۴۱۶۰۰۰ خطوط اور پوسٹکارڈ اور ۵۷۰۰۰ ۲۹ نمونے اور پیکٹ تقسیم کئے۔ اور ممالک غیر کے ۳۴۰۲۸۰۰۰ خطوط و کارڈ اور ۲۵ لاکھ ۴۰ ہزار نمونوں اور پیکٹوں کی آمد و برآمد ہوئی۔ ترکی محکمہ ڈاک نے پارسلوں کی تقسیم و روانگی کا بھی کام شروع کردیا ہے جو بخوبی چل رہا ہے۔ اکثر بڑے بڑے ساحلی قصبات میں ممالک غیر کی تجارتی اقوام نے اپنے ڈاکخانے کھولے ہوئے ہیں جو انگریزی حکومت کچھ عرصہ سے ان کے اٹھوا دینے کے درپئے ہے۔ مؤلف)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) ایسا نہ ہو یا لوگ ہمکو اون وسایل سے بھی محروم کردیں جنکو ذریعہ ہمیں زندہ قوم بننا حاصل کرنا ہے۔ زمانہ بری طرح مسلمانوں کی بیخکنی کے درپئے ہے۔ اور عرصہ حیات روز بروز تنگ ہوتا جاتا ہے۔ پس یہ نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ کہ ہم سب سے پہلے کم از کم اون وسایل کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا انتظام کریں پھر جون جون ہوش آتی جائیگی توں توں اون سے کام لیتے جائیں گے۔ ایک چیز پر قبضہ رکھنا اور بات ہے اور اوس سے کام لینا اور بات مگر قبضہ رکھنے کے بھی ڈھنگ ہوتے ہیں۔ اور مسلمان ہیں کہ یہ بھی نہیں جانتے اور جو جانتے ہیں اونکا کہنا سنتے نہیں۔ بہرحال ہم میں ایسے بھی ہیں جو اون وسایل پر نہ صرف قبضہ رکھنا بلکہ اون سے کام لینا بھی جانتے ہیں۔ اور موجودہ صورت میں مسلمان اگر اپنی بھلائی چاہتے ہیں تو اونکا فرض ہے کہ اونکے پیچھے ہو کر چلیں۔ اور جو کچھ وہ کہیں کریں۔ اور آج کل اسلامی دنیا میں اگر کوئی ذات اس قابل ہے کہ عالم اسلام اوسکے اشارہ پر چلیں۔ تو وہ ذات سلطان عبد الحمید خان کی ہے اور کون ہے جو ہمیں الصفات سلطان کی فہم و فراست۔ انکے قومی احساس اور زمانہ سے انکی باخبری کا قایل نہ ہو۔ اور یہ بات انہوں نے مسلمانوں کو اس قابل کرنے کے لئے کہ وہ موجودہ وسایل پر ایک حد تک قبضہ رکھ سکیں۔ بہت سے دیگر کاموں کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ حجاز ریلوے کی تعمیر کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس لائن کے فوائد اب تو ہر ایک شخص پر روشن ہیں لیکن جس شخص کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے۔ وہ اس لائن کی اہمیت اور ضرورت پر کبھی بھی اعتراض نہیں کریگا بلکہ سلسلہ نسب متحیر ہوگا کہ جہاں تک ممکن ہو وہ ریلوے کو درجہ تکمیل پر پہونچانے کے لئے حضور خلیفۃ المسلمین کا ہاتھ بٹائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷)

سلطنت میں اسوقت سلسلہ تار کی لنبائی ۲۵ ہزار ایکسو میل ہے۔ اس سلسلہ پر جو تار ہیں اونکا طول ۳۹ ہزار ۸ سو میل ہے۔ یہ تفاوت اسلئے ہے کہ بعض لائنوں پر ایک سے زیادہ تار ہوتے ہیں۔ اور بعض پر صرف ایک مؤلف تا گھر تعداد میں ۷۰۹ ہیں۔ سال سنہ ۱۹۰۱ء میں ۷۰۷۰ ۹۴ پیغام تار بھیجے گئے۔

ترکی سکے۔ اوزان و پیمانجات

۳۱ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء کو امپیریل عثمانیہ بنک کی مالی حالت حسب ذیل تھی:۔

رقوم یا جائیداد گرفتنی و جمع	ترکی پونڈ	بنک کی ذمہ داریاں یعنے رقوم دادنی	ترکی پونڈ
سرمایہ غیر وصول شدہ	۵۵۰۰۰۰۰	سرمایہ وصول شدہ	۱۱۰۰۰۰۰۰
نقدی اور بل (ہنڈیات)	۳۴۹۵۲۲۸	بنک کے جاری کردہ نوٹ	۱۰۸۵۳۲۷
سرکاری فنڈ۔	۹۷۹۰۴۴	بل قابل ادائیگی	۳۲۶۶۲۳۰
ضمانتیں اور کفالتیں۔	۳۷۴۵۱۸	مختلف چلتے حساب۔	۱۰۶۱۲۴۱۰
سرکاری خزانہ کا چلتا حساب	۱۵۹۳۳۵۲	مقررہ میعاد و نیز جمع شدہ رقوم	۱۴۸۰۷۵۷
دیگر مختلف چلتے حساب	۶۶۷۴۱۲۱	محفوظ سرمایہ بروئے قانون	۵۷۸۶۴۲
قرضے۔	۶۴۲۱۷۷۸	منافع حصہ داران قابل الادا	۷۲۵۷۰
املاک	۱۳۱۳۱۳	مختلف۔	۵۰۲۳۴۶
مختلف	۸۹۸۷۰		
میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴	میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) جس سے دنیا کی بھی عزت اور آبرو رہے۔ اور عاقبت کا بھی بھلا ہو۔

یہ لائن چار پانچ سال سے زیر تعمیر ہے۔ اوسکا بہت سا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ مگر زیادہ حصہ ابھی باقی ہے۔ اور اوسکا جلد یا دیر سے تیار ہونا مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر مسلمانوں نے کھلے دل سے حجاز ریلوے فنڈ میں چندہ دیا۔ تو ریلوے بفضلہ جلد تکمیل کو پہونچ جائے گی۔ اور اگر آئندہ آنیوالی مسلمانوں کی نسلیں موجودہ نسل کے کسی کارنامے کو فخر سے یاد کرینگی۔ تو وہ حجاز ریلوے ہی ہوگی۔ اگر مسلمانوں نے مالی امداد میں سستی کی جیسا کہ اب کر رہے ہیں۔ تو یاد رہے خدا کو جو کام منظور ہے وہ انجام کو تو بہر حال پہونچکر رہے گا۔ مگر مسلمانوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ جائیگا۔ جو فدایان ملت اس کار خیر میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ وہ گویا مفت میں ثواب اور سعادت کے مستحق بنتے ہیں۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں وہ رپورٹ درج کرتے ہیں۔ جو دنیا کے مشہور عالم جرمن انجینیر میسنر پاشا کو وان کیپ کو ملٹن نے حجاز ریلوے کے تیار شدہ حصہ کا ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء میں ملاحظہ کرنے کے بعد حجاز ریلوے کمیشن کو ارسال کی ہے:۔

(بقیہ دیکھو صفحہ ۵۸)

لہ ڈائریکٹر انجینیر سلطنت عثمانیہ

(اعداد ڈیبٹ سنہ ۱۹۰۶ء) عثمانیہ بنک کا سرمایہ ۱۱ لاکھ ترکی پونڈ ہے۔ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کو بنک کے جاری کردہ نوٹ بالیتی ۲۲۳۳۹۰ پونڈ ترکی ملک میں مروج تھے۔ اور ۲۴ لاکھ ۴۲ ہزار ۵۷ پونڈ ترکی بنک کی تحویل میں نقد تھے۔

سنہ ۱۹۰۸ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک سلطانی ضرب خانہ نے دھات یا پرانے سکے گلا کر بتفصیل ذیل سکے مضروب کئے۔ طلائی سکے بالیتی ۲۴۱۴۲۶۹۰ ترکی پونڈ۔ نقرئی سکے ۵۹۳۱۴۲ بالیتی ترکی پونڈ سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک بالیتی ۲۴۵۸۹۰ ترکی پونڈ۔ جدید طلائی سکوں کی تیاری میں ترکی طلائی سکے بالیتی ۱۲۴۳۵۰ ترکی پونڈ اور انگریزی پونڈ بالیتی ۱۴ لاکھ ۶۹ ہزار ۹ پونڈ بھی گلائے گئے ہیں۔ تمام جدید نقرئی سکے پرانے مجیدی بالیتی ۲۰ قرش گلانے سے بنائے گئے سلطنت میں جدید طلائی و نقرئی سکے موجود ہیں۔ انکی مالیت حسب ذیل اندازہ کیجاتی ہے۔ طلائی سکے مالیتی ۳۰ ارب ۱۴ کروڑ ۶۶ لاکھ ۹ ہزار ۶ سو قرش۔ نقرئی سکے مالیتی ۶ کروڑ ۷۴ لاکھ ۱۴ ہزار پانسو پچاس قرش۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷) تین نے ہز ایکسیلینسی کاظم پاشا ڈائرکٹر جنرل حجاز ریلوے اور میسنر چیف انجینیر کی درخواست اور حجاز ریلوے کی کمیشن کے حکم اور والیٔ بیروت کی اجازت سے جدید ریلوے اور حجاز ریلوے کے کل حصے (دمشق تا معان) کا ملاحظہ کیا۔ معان سے جنوب کی طرف ۵۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر جو کام ہو رہا ہے اوسکو بھی دیکھا۔ علاوہ ازیں ۴۳۵ کیلو میٹر لائن کا معائنہ کیا۔ پچھلے دنوں یہ لائن مدورہ تک تیار ہو گئی ہے۔ اور اس وقت بشمول حیفا لائن ۴۲۰ کیلو میٹر پٹریاں بچھ جاتی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک شاہی فرمان حجاز ریلوے کے پہلے حصہ کی پیمایش کرنے۔ تخمینے لگانے اور نقشہ جات تیار کرنے اور ہائی کمیشن کے سامنے ایک مفصل رپورٹ پیش کرنے کے لئے صادر ہوا۔ دولت عثمانیہ میں تعمیر ریلوے کے ڈائرکٹر ہونے کی حیثیت سے میں نے ۱۸۸۹ء سے اب تک ۸۰۰ کیلو میٹر ریلوے تیار کی ہے۔ اور اپنے سابقہ تجربہ کی بنا پر میں کہتا ہوں کہ ریلوے کا کام نہایت تسلی بخش ہو رہا ہے۔ میں نے یہ خیال کر کے کہ حجاز ریلوے کے متعلق میری رائے اور مشاہدہ شاید کارآمد و مفید ثابت ہو مندرجہ ذیل رپورٹ تیار کر کے ہائی کمیشن کے پیش کرنیکا ارادہ کیا۔ اصلی رپورٹ شروع کرنے سے پیشتر حجاز ریلوے کے انتظام کی بابت چند الفاظ حوالۂ قلم کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ قسطنطنیہ کی ہائی کمیشن کے انتظام مستعدانہ۔ دمشق کمیشن کی مستعدی۔ اور ہز ایکسیلینسی کاظم پاشا ڈائرکٹر جنرل حجاز ریلوے کی تندہی اور محنت اور میسنر کی لیاقت و قابلیت سے ریلوے کا کام شاہی منشاء کے مطابق باقاعدہ ہو رہا ہے۔

لوکل کمیشن کی کوشش و کوشش اور اوس کے پریزیڈنٹ کاظم پاشا کا جد و جہد ہر طرح قابل تعریف ہے بلکہ مزید برآں جس خوش سلیقگی سے سول انجینیر اور اپنے افسروں کے ماتحت فوجی سپاہی کام کر رہے ہیں۔ اوس سے کاظم پاشا کی انتظامی قابلیت و لیاقت کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ حجاز ریلوے کا چیف انجینیر میسنر میری تعریف کا محتاج نہیں۔ وہ میری ہدایات کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

عثمانی سکے

ترکی لیرہ یعنے طلائی مجیدی = ۱۸ شلنگ - $\frac{8}{125}$ ۵ پنس کے۔

مجیدی پیاسٹر (۲۰ پیاسٹر کا ایک لیرہ) = - - $\frac{4}{25}$ ۳ پنس کے۔

بیش لق الٹی لق (یعنی کا نڈ کا) اور نیز تانبے کا پیاسٹر (۱۸۵ = - - $\frac{3}{5}$ ۲ پنس کے۔

پیاسٹر = ایک لیرہ کے)

بڑے بڑے حساب اور سرکاری محاذ نہ ۵-۵ سو مجیدی پیاسٹروں کی تھیلیوں یعنے ۵-۵ ترکی لیروں میں تبادلہ کئے جاتے ہیں - ایک ترکی تھیلی انگریزی سکہ کے ساڑھے چار پونڈوں کے برابر ہوتی ہے طلائی لیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸) مطابق کام کرتا ہے - اور میں اوسکے کام سے از بس خوش ہوں - حجاز ریلوے پر وہ نہایت جانفشانی اور قابلیت سے کام کر رہا ہے - ۵ سال متواتر اور بیچ در بیچ کام کرنے کے سبب اوسکی صحت میں فرق آگیا ہے - اور اب اوسکو کچھہ عرصہ آرام کرنیکی ضرورت ہے - میں ریلوے کمیشن سے سفارش کرتا ہوں کہ اوسکو اگلے موسم بہار میں ضرور چند ماہ کی رخصت دیجائے تاکہ وہ تازہ دم ہو کر پھر اوسی مستعدی سے کام کرنے کے قابل ہو جائے جسکا اظہار وہ بارہ سال تک میرے ماتحت کام کرتا رہا ہے - اوسکی رخصت [illegible] کو نہایت قابل قدر مدد دی ہے - اور میرے خیال میں وہ مسٹر ... کی غیر حاضری میں چیف انجنیری کا کام بخوبی سرانجام دے سکیگا -

دمشق - قدیم شہر ہے - درعا اور عمان کے ماسوا تو دیگر اسٹیشنوں پر ابھی تک گودام گھر وغیرہ تیار نہیں ہوئے - مزدوروں کے لئے پتھر کی عمارتیں تیار کیگئی ہیں - اور وہ جرمنی کی طرز پر ریلوں کی عمارتوں کی طرح ہیں - ان عمارتوں میں سے ایک اسٹیشن ماسٹر کے لئے مخصوص ہوتی ہے - عمان سے پرے اس قسم کی مختصر عمارت ضروریات کے لئے کافی ہو جاتی ہے -

۸۵ کیلومیٹر کی مسافت پر ۲ اسٹیشن ہیں - دمشق اور درعا کے درمیان جو اسٹیشن ہیں - اونمیں سے ہر ایک کا ۱۰ کیلومیٹر تک کا فاصلہ ہے - اور یہ درعا اور عمان کے درمیان ہیں - انمیں ۱۱ سے ۲۴ کیلومیٹر کا - مندرجہ ذیل اسٹیشنوں پر قدرتی پانی موجود ہیں - دمشق - مزیریب - عمان - المعان اور تبوک وغیرہ

آجکل پانی گاڑیوں کے ذریعہ بہم پہنچایا جاتا ہے - جیسا کہ میں سنہ ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں ذکر کیا تھا - قلت آب کا انتظام اس طرح ہوسکتا ہے کہ ہر پچاس یا ساٹھہ کیلومیٹر کے فاصلہ پر چاہات تیار کئے جائیں - یا مسقف حوض بنائے جاویں ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کیگئی - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کی کوشش یہی ہے کہ جہاں تک ہوسکے لائن عمارتیں اور دیگر ضروری کام جلد انجام کو پہنچیں - تاہم ہزامپیریل مجسٹی سلطان المعظم کی توجہ گرامی اس طرف مبذول ہے - اور امید ہے کہ یہ ضرورت جلد پوری کردیجائے گی - وہ کچے تالاب جنمیں برسات کے پانی سے اب بھی بدوش لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں اگر اونہیں صاف نہ کیا گیا تو وہ ریلوے کے کام نہیں آسکتے - مگر ان تالابوں میں پانی بہت کم ہے - اور وہ خود اپنے اونٹوں اور

لہ ہیر جن سے مسٹر ... مراد ہے

وزن میں $\frac{27}{125}$ ۷ گرام اور $\frac{916}{1000}$ حصہ یعنی $\frac{6147}{10000}$ ۶ گرام اوسمیں خالص سونا ہوتا ہے۔ چاندی کے ۲۰ پیاسٹر والے سکے کا وزن $\frac{1}{2}$ ۲۴ گرام ہوتا ہے۔ اور اوسمیں $\frac{965}{1000}$ ۹ اگرام خالص چاندی اور باقی آمیزش ہوتی ہے کم قیمتی چاندی کے سکے بھی بمقدار کثیر رائج ہیں۔ مگر یہ بتدریج خزانہ میں لئے جاکر گلائے جا رہے ہیں۔ سنہ ۱۸۷۶ء۔ اور سنہ ۱۸۸۱ء کے درمیان ساٹھ کروڑ پیاسٹر کی مالیت کے کرنسی نوٹ جاری کئے گئے جنکا نام قایمہ تھا۔ مگر کسادِ نرخ کے باعث گورنمنٹ نے اونکو خزانہ میں لینے سے انکار کر دیا۔ اور آخر میں اونکی قیمت صرف برائے نام رہ گئی۔ اور باہمی لین دین میں انکا چلن موقوف ہوگیا۔ تانبے کے سکے بھی کسادِ نرخ کے باعث ایک طرح سے چلنے بند ہوگئے اور گورنمنٹ نے کاغذی (کرنسی نوٹ) اور تانبے کے سکوں کی قیمت مضروبی مالیت سے نصف کر دی۔ اول الذکر نوٹ سنہ ۱۸۸۹ء میں کلیۃً خزانہ میں واپس لئے جاکر تلف کر دیئے گئے۔ چاندی ضروریات تجارت سے وافر موجود ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹) فراخ ہیں کہ انپر سایہ کرنے میں بہت سا روپیہ صرف ہوجائیگا۔ لیکن اگر ہر چہار کلومیٹر کے فاصلہ پر حوض بنا لئے جائیں تو فایدہ رہیگا۔ قطران کے تالاب ... ۲۰ مکعب میٹر۔ اور جیزہ کے ... ۲ مکعب میٹر پانی رکھ سکتے ہیں مگر چونکہ وہ کھلے ہیں۔ تمازت شمس سے اونکا پانی جلد بخارات بنکر اڑجاتا ہے۔ اور وہ کئی مہینوں تک خشک پڑے رہتے ہیں۔

۹ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء کو لائن ۷۰۲ کیلومیٹر تک مکمل اور ۷۵۰ کیلومیٹر تک نقشہ تیار ہوگیا تھا۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو ۹۰۵ کیلومیٹر تک پٹری بچھ چکی تھی۔ اور امید ہے ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء تک ۱۰۹۰ کیلومیٹر یعنی تبوک تک کام مکمل ہوجائیگا۔ رہبر کیپٹ چوک تک کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خیال ہے۔ اسوقت تک لائن مداین صالح تک تیار ہوجائے گی۔ (اڈیٹر لیوانٹ ہیرلڈ)

حیفہ شاخ۔ حجاز ریلوے کی ایک شاخ سمندر تک فوراً بنانے کی تجویز کا یہ اثر ہوا کہ جو اجارہ[1] پہلے دیا جاچکا تھا۔ اوسکو فسخ کرکے واپس خرید لیا گیا۔ یہ خیال کرکے کہ یہ ریلوے مزیریب سے مفارق تک دوست بحر ہیہ اور بحر طبریہ کے سمت بنائی جائیگی پیٹرو اپنی سنہ ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں بتایا تھا کہ اسکو براہ آرمتہ بحر ہیہ اور وادی عرب حیفہ کو ملانا چاہئے۔ اسطرح ۱۶۵ کیلومیٹر کی بچت ہوجائیگی۔ یعنی مزیریب سے مفارق تک ۱۴۰+۸ = ۱۲۳۔ اور آرمتہ سے بیسن تک ۲۰ کیلومیٹر علاوہ برآن وادی عرب بھی ۲۸۵ میلی میٹر (میلی میٹر میٹر کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے) سو زیادہ سطح میں ڈھال و چڑھائی کیلو نہیں ہے۔ مگر شفہ لائن پیچ و کی میں ہو کر گذری کیونکہ کام اسی نہج پر شروع ہوچکا تھا۔ ادہر دو دریا عبور کرنے پڑے۔ ۲ میلی میٹر نشیب فراز ہیں اور بعض جگہ ۱۲۵ و ۱۰۰ میٹر تک کے خم دینے پڑے۔ وادی یرموک کو عبور کرنے کیلئے دو آہنی پل بنائے گئے۔ جو پچاس پچاس میٹر لمبے ہیں۔ چند پتھر کے پل بھی تیار کئے گئے جنکے چار چار شہتیر ہیں۔ اور اونکا طول ۳۰+۵۰+۳۰ میٹر اور چوڑائی ۱۲ میٹر ہے۔ اون پلوں کی تھمبے بنیادوں بنانے پر بہت روپیہ خرچ کیا گیا۔ اور پانی نکالنے کیلئے دو مخراج الماکلون کی ضرورت پڑی۔ آٹھ تونل ۱۰۰ میٹر طویل بنائے گئے۔ ایک آخری آہنی پل کے سوا سب عمارتیں اور پل ۱۸ ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوئیں۔ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء اور یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء کے درمیان حیفہ شاخ

[1] تعمیر ریلوے کا اجارہ ایک کمپنی کے پاس تھا جس سے ترکی حکومت نے اوسے معاوضہ دیکر واپس لے لیا۔

اور بالعموم ۸ فیصدی گھٹوتی پر بکتی ہے۔ اس کمی کی ایک یہ بھی بڑی وجہ ہے کہ تجارت کا موازنہ ٹرکی کے برخلاف ہے۔ تجارت درآمد زیادہ اور برآمد اوس سے کم ہے۔ اور تجارت درآمد کے فاضل حصہ کی قیمت سونے کے سکہ میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ علاوہ بریں بیرونی قرضہ کے سود اور جزوی ادائگی اور نیز جنگی سامان کی قیمت کی بابت ہر سال سونے کی کثیر مقداریں ملک سے باہر جاتی ہیں ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰) پر ۶۵۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کی عمارت کا کام کیا گیا اور معان لائن پر ۳۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کا اور ۴۰۰۰ مکعب میٹر پشتے کا کام تیار کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کام نہایت پھرتی سے کیا جارہا ہے حیفہ لائن کی اہمیت کا خیال کرکے اسکا کام ٹھیکہ داروں کے سپرد کیا گیا۔ اور جب اونہوں نے اپنا کام پورا کرلیا۔ اونکا کوڑی کوڑی حساب چکا دیا گیا۔ ریلوے کا پہلا حصہ اسدریلوں سے گذرتا ہے اور ۶۰ کیلو میٹر لمبا ہے۔ دوسرا حصہ وادی اشبریا میں سے گذرتا ہے۔ اور ۳۰ کیلو میٹر لمبا ہے۔ تیسرا حصہ وادی یرموک میں سے ہوکر جاتا ہے۔ اور طول ۷۰ کیلو میٹر ہے۔ اس حصہ میں نشیب فراز ہے۔ چوتھا حوران کی سخت میں سے گذرتا ہے۔ اگرچہ حیفہ بندر میں چھوٹے چھوٹے جہاز وں کی گنجائش ہے۔ مگر اس کے گھاٹ کو وسیع کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جو ۱۹ میٹر لمبی ہوگی۔ اور اسکا سنگین محافظ پشتہ ۵۰۰ میٹر لمبا ہوگا۔ اور اسپر ۸ لاکھ فرینک خرچ ہوں گے۔

جدّا مکہ ریلوے۔ دزعہ اور حیفہ یا معان اور عقبہ کے درمیان اس غرض سے جنکشن بنانا کہ بڑی لائن بندر سے ملحق ہوجائے۔ بڑے روپیہ کا کام تھا اور ہے۔ مگر مکہ کو بحیرۂ قلزم کے بندرگاہ سے ملانا چنداں مشکل نہیں۔ احمد مختار بے انجنیر کے قول کے مطابق اس لائن کے رستہ میں ۲ میلی میٹر نشیب فراز رہیں گے۔ اور ۳۰۰ میٹر سے کم ہوں گے۔ اور اسکا طول ۷۵ کیلو میٹر ہوگا۔ اس لائن کے ہر کیلو میٹر پیچھے ۵۰۰۰ مکعب میٹر پشتہ ہوگا۔ ۱۰۰۰ مکعب میٹر پر عمارتیں بنانی پڑینگی۔ ۱۰۰۰ مکعب میٹر پر ڈالکنکری کے لئے درکار ہوں گے۔ پشتوں اور کنکری کا کام پانسو جوانوں کی دو پلٹنیں ۸ ماہ میں کرلیں گی۔ مع عمارتوں کے اس لائن پر ۱۵۰۰۰ فرینک فی کیلو میٹر خرچ ہونگے

گویا کہ ساری لائن پر ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک صرف ہوں گے۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل مدونپر مزید خرچ یہ ہوگا:۔

لائن کا خرچ ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک۔ ایک سال کے عام اخراجات ۲۰۰۰۰۰ فرینک۔ دو پتھر کے پل اور تین تالاب ۱۲۰۰۰۰ فرینک جدہ کی گھاٹ کی وسعت کا خرچ ۱۲۵۰۰۰ فرینک ۔

مرطوب میٹریل (سامان) لوہا۔ لکڑی وغیرہ کا خرچ ۲۰۰۰۰ فرینک فی کیلو میٹر کے حساب سے ۱۵۰۰۰۰۰ فرینک ۔ ۴۰ ٹن کے چار انجن ۱۶۰۰۰۰ فرینک ۔ ۱۵ ٹن کے پچاس چھکڑے ۲۰۰۰۰۰ فرینک ۔ پچاس گاڑیاں۔ فی ہزار فرینک ۲۴۰۰۰۰ فرینک ۔ میزان ۳۷۵۰۰۰۰ فرینک ۔ (فرنک = ۱۰؍)

ان تخمینہ جات کے مطابق فی کیلو میٹر ۵۰۰۰۰ فرینک خرچ ہونگے۔ اور میں نے بہت سی سوچ بچار کے بعد اندازہ لگایا ہے کہ کرایہ وغیرہ سے ۸ فیصدی کے قریب سالانہ منافع ہو جائے گا ۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۶۲)

ملہ یعنی فی کیلو میٹر ۲ ملی میٹر کی ڈھال ہوگی میٹر = ۳۹ انچ۔ کیلو میٹر = ہزار میٹر یا تخمیناً ⅔ میل ۔

پُرانے اَوزان اور پیمانے

اوقیہ (وزن کرنے کا باٹ) = چارسو ڈرام (درہم)	=	۸۳۲۶/۱۰۰۰۰ پونڈ
المد (سیال اشیا ناپنے کا پیمانہ)	=	۱۵۱/۱۰۰۰ اگیلن امپیریل
کیلہ (غلہ ناپنے کا پیمانہ)	=	۹۱۲/۱۰۰۰ بوشل (بوشل = ۱۸ پونڈ گیہوں)
قنطر یا قنطال = ۴۴ - اوقیہ	=	۱۲۵ پونڈ
۳۹ ۱۱/۲۵ - اوقیہ -	=	ایک ہنڈرڈ ویٹ (ہنڈرڈ ویٹ ۲/۵ ۱ من)
چقی = ۸۰ - اوقیہ	=	۱۱۵ ۱۹/۵۰ پونڈ
کیلہ = ۲۰ - اوقیہ	=	۱۹/۲۵ امپیریل اسٹرا (۸ بشل = ایک کوارٹر)
۱۱۶ کیلہ -	=	۱۰۰ - امپیریل کوارٹر (۴ کوارٹر = ایک ٹن)
اندازہ - (کپڑے ناپنے کا پیمانہ) -	=	۲۷ - انچ
عرشین - (زمین ناپنے کا پیمانہ)	=	۳۰ انچ
دونم (ایضاً)	=	۴۰ مربع قدم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱) جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے - یکم جنوری ۱۹۰۶ء تک ٹوٹل لائن ۹۰۵ کیلومیٹر تیار ہو جائیگی - چونکہ دمشق سے ابن صالح سے ۵۹۰ - مدینہ سے ۱۴۰۰ - اور مکہ سے ۱۸۰۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے - اِس فاصلہ کا خیال کرکے مندرجہ ذیل ریمارکس کئے جاسکتے ہیں - ریلوے کا کام جنوری ۱۹۰۱ء میں جب ہم پسر دمشق میں پہونچا شروع ہوا اور یکم جنوری ۱۹۰۶ء تک - ۵۹ کیلومیٹر ٹھیک باقاعدہ ۱۹۰ کیلومیٹر چھوٹی لائن - گویا کل ۷۵۰ کیلومیٹر لائن تیار ہوئی - گویا کہ ایک سال میں ۱۵۰ کیلومیٹر لائن بالاوسط مکمل ہوئی - اور بمقابلہ دوسری ریلوں کے یہ سالانہ اوسط نہایت ہی تسلی بخش ہے - اس لائن پر جس سرگرمی اور مستعدی سے کام ہو رہا ہے - اسکو دکھانے کے لئے میں ان ریلوں کی فہرست درج کرتا ہوں - جو میری زیرنگرانی دولت عثمانیہ میں جاری ہوئیں -

نام	طول	مدت تکمیل	سالانہ اوسط
اسمد انگورا ریلوے	۴۸۶ کیلومیٹر	۴ سال	۱۲۱ کیلومیٹر
سالونیکا مناستر	۲۲۰ ″	۳ ″	۷۳ ″
سالونیکا ذاونغارچ	۵۱۰ ″	۳ ″	۱۷۰ ″
الدشہر افیون قرہ حصار	۲۵۲ ″	۲ ۱/۲ ″	۱۰۰ ″
ریاق حلب ″	۳۳۲ ″	۲ ۱/۲ ″	۱۳۳ ″
	۱۸۰۰	۱۵	۱۲۰

کیلو قد ناپنے کا عام مروج پیمانہ ہے۔ اس سے چھوٹے پیمانے بجائے پیمانہ ہونے کے زیادہ تر بند ہو گئے اور ان میں
ایک سو چالیس کیلو ۱۲ ۱۲۸/۱۰۰۰ انگریزی امپیریل کوارٹر یا ۳۵ ۲۶۶/۱۰۰۰ ہیکٹولیٹر کے برابر ہوتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) پہلی چار لائنیں جنوری سنہ ۱۸۸۹ء میں شروع ہوکر بارہ سال میں ختم ہوئیں۔ اور کام کی سالانہ اوسط ۴۴ کیلومیٹر رہی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حجاز ریلوے کی ۱۵۰ کیلومیٹر سالانہ اوسط کافی اور تسلی بخش ہے۔ اور یہ خیال کہ سالانہ ۲۰۰ کیلومیٹر لائن تیار کیجائے۔ اب تک جو نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ انکے برخلاف ہے۔ مختار بے کی رپورٹ کے مطابق حیفا لائن کے رستہ میں بڑی روکاوٹیں حائل نہیں۔ مگر جوں جوں لائن دمشق اور حیفہ سے دور ہوتی جائیگی تعمیر کے کام میں زیادہ مشکلات پیش آئیں گی۔ اور قلت آب سے سخت تکلیف ہوگی قدرتی چشمے ملجائیں تو خیر ورنہ چاہات تیار کرنے پڑیں گے۔ جیسا کہ معان کے شمال میں پل گئی۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل کام کرنا ابھی باقی تھا۔

حجاز لائن کے حصوں کے نام	طول	مدت تکمیل	تاریخ تکمیل
مداین صالح	۴۶۰ کیلومیٹر	۳ سال	یکم جنوری سنہ ۱۹۰۸ء
مدینہ	۸۰۰ ″	۵ سال	″ سنہ ۱۹۱۱ء
مکہ	۱۲۰۰ ″	۸ سال	″ سنہ ۱۹۱۴ء

دمشق تا معان و حیفہ تا درعا لائنوں کی فی کیلومیٹر خرچ کا اندازہ لگانا سخت مشکل ہے۔ کیونکہ حیفہ شاخ کا رستہ ناہموار تھا۔ اور اوسط سے زیادہ خرچ کرنا پڑا تھا۔ اور کل لائن کے خرچ پر اوسط نکالنے سے ٹھیک نتیجہ نہیں نکلتا۔

حجاز ریلوے سے متعلق اسوقت حسب ذیل انجن اور گاڑیاں ہیں تین دہروں والے کراس قسم کے انجن۔ ۱۱ فی وزنی ۳۰ ٹن کا۔ چار دہروں والے ۹ انجن۔ ہر ایک چالیس ٹن کا۔ ۴ بی قسم کے انجن ۳ ۱/۲ ٹن وزنی۔ دو دہروں کے کئی چھکڑے ہیں جو ۱۵ ٹن بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔ ۱۵ تیسرے درجہ کی۔ ایک پہلے درجہ کی اور ایک نماز پڑھنے کی گاڑی ہے۔ جو بحری کارخانہ میں تیار ہوئی ہے کمیشن نے ۶ انجنوں کے لئے جنکی رفتار ۴۵ کیلومیٹر ہے اور تیرہ مال گاڑیوں کے انجنوں کے لئے فرمایش کی ہے۔ اگر انکو ملا لیا جاوے تو حجاز ریلوے سے متعلق ۴۳ انجن ہیں جنمیں ۹۳ نئی قسم کے ہیں اور ۴۲۰ چھکڑے ہیں۔

آجتک اس لاین پر فی کیلومیٹر ۵۰۰۰ فرینک کے حساب سے خرچ ہوا ہے مگر اسمیں سپاہیونکا سرکاری مشاہرہ شامل نہیں ہے۔ ریلوے کمیشن سپاہیوں کو نصف راشن اور کبھی کبھی کپڑوں کے لئے کچھ روپیہ دیدیتی ہے۔ اس کے علاوہ سپاہیوں اور افسروں کو فی مکعب میٹر کے پیچھے ۴۵ پارے دئیے گئے۔ نیز انکو فی کیلومیٹر کے حساب سے بھی کچھ انعام دیا گیا۔ (یہ رقوم ریلوے کے اخراجات میں شامل کرلیگئی ہیں) اس مندرجہ بالا خرچ سے آئندہ خرچ کا بآسانی تمام اندازہ لگ سکتا ہے سنہ ۱۹۰۶ء کے آغاز پر ۱۱۰۰ کیلومیٹر لاین مکہ تک باقی رہجائے گی۔ اور آیندہ ۵۰۰۰ فی کیلومیٹر کے حساب سے ۵۰ ملین فرینک خرچ ہوں گے۔ فی سال ۱۵۰ کیلومیٹر لاین تیار کیجائے تو ۷ سالوں تک فی سال ۷ ۱/۲ ملین فرینک خرچ ہونگے پہلی پانچ سالوں

(۱) پارہ = دو پیسہ و قرش = ۴۰

مارچ ۱۸۸۲ء سے ترکی پیمانے اور بٹے میٹرک سسٹم (یعنی فرانسیسی پیمانوں وغیرہ) کے مساوی کر دیئے گئے ہیں مگر ان کے نام وہی پرانے رہنے سے بڑی دھاندلی مچتی ہے۔ اور ابھی تک نئے قاعدہ کا بالعموم رواج بھی نہیں ہوا۔ اوقیہ کو کلوگرام کے برابر بنا گیا ہے تیمن کو دس کیلوگرام کے برابر۔ قنطر = کیلوگرام چیقی = ۱۰۰۰ کیلوگرام۔ شق = ڈیکا۔ (۱۰) لیٹر کیلہ = ہیکٹا (۱۰۰) لیٹر (یعنی ۲ ۳/۴ بشل انگریزی کے)۔ ادلق = ایر کے۔ جریل = ہیکٹر (یعنی سو ٹیر کے جو انگریزی ۲ ۴/۷ ایکڑ کے برابر ہے)۔ عرشین = میٹر کے۔ نل = کیلومیٹر (۱۰۰۰ اسٹیر) کے۔ فرسنگ = ۱۰ کیلومیٹر کے۔ ۱۸۸۹ء میں اجناس خوردنی کے لئے میٹرک سسٹم کے اوزان و بٹے لازمی کر دیئے گئے اور ۱۸۹۲ء میں ہر ایک چیز کے وزن کے لئے ان کو لازمی کر دیا گیا لیکن اس حکم کی ابھی تعمیل نہیں کرائی گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳) میں حجاز ریلوے فنڈ میں ۱/۲ ۷ ملین یا ۳۵۰۰۰۰ سالانہ رقم چندوں سے وصول ہوئی۔ مزید برآں عید الضحیٰ کی قربانی کی کھالوں اور حجاز ریلوے کے خاص شاہی ٹکٹوں سے چار سالوں میں ۱۶۰۰۰۰ فرینک سالانہ ۴۰۰۰۰ فرینک وصول ہوئے یعنے ریلوے فنڈ کی سالانہ آمدنی ۱/۲ ۷ ملین فرینک ہوئی۔ گویا کہ سالانہ خرچ کے برابر آمدنی ہو رہی ہے۔ جن چھکڑوں کی اوپر تعداد بتائی گئی ہے۔ ان میں سے بعض کھلے اور بعض بند ہیں۔ چونکہ ۸ سالوں تک ریلوے سامان کی ہی بھرمار رہے گی۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ ٹن کے چھکڑے خریدے جائیں۔ ان چھکڑوں پر دوسرے چھکڑوں کی نسبت مقابلتاً زیادہ خرچ نہیں آئیگا۔ اور مرمت پر اتنا ہی صرف ہوگا۔ جو پندرہ ٹن وزنی چھکڑوں پر صرف ہوتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ جو چھکڑے پہلے آئے۔ وہ بیروت۔ دمشق۔ حوران لاین کی چھکڑوں جیسے تھے۔ مگر یہ نقص جلد معدوم ہو گیا اور نئے چھکڑوں کے لئے فرمایش کی گئی۔ اور نئے چھکڑے تیار ہو کر آ رہے ہیں اور پرانوں کی جگہ لے رہے ہیں۔

دمشق:۔ اس کے متعلق اختلاف آراء کی خبر سنکر کہ آیا ہیڈ آفس بڑا کارخانہ اور شیڈ دمشق میں ہونے چاہئیں یا کہ درعہ اور حیفہ میں پہلے اپنی رائے کو ظاہر کرنا مناسب سمجھا ہے۔ اس بات کو زیر نظر رکھکر کہ اس لاین کے منیجر کو صوبہ کے افسروں اور بیروت دمشق ریلوے کے حکام اور سوداگروں سے ہمیشہ سابقہ پڑتا ہے میں رائے دیتا ہوں کہ دفاتر اور شیڈ دمشق میں قایم ہونے چاہئیں (حجاز ریلوے بورڈ کی بھی یہی رائے ہے۔ حیفہ میں عارضی طور پر دفاتر قایم کئے گئے ہیں)۔ کارخانہ اور شیڈ کے لئے ۸۰۰۰ مکعب میٹر کی ضرورت ہوگی۔ اور اوزار ومشینوں کے ایک ملین (۱۰ لاکھ) فرینک کے قریب صرف ہوں گے حیفہ کی آب و ہوا اچھی نہیں۔ اور درعہ میں کاریگروں کو اشیائے خوردنی اور پارچات کے حسب منشاء نہ ملنے سے سخت تکلیف ہوگی۔ ہاں چھوٹے چھوٹے شیڈ جیسے کہ اب بھی معان حیفہ اور درعہ میں ہیں۔ مدائن صالح۔ مدینہ اور مکہ میں بھی بنانے چاہئیں۔

المختصر یہ کہ حجاز ریلوے نہایت عمدہ بنی ہے۔ اور سالانہ ۲۵۰ کیلومیٹر لاین کا تیار ہونا تسلی بخش اوسط ہے۔ ملٹری کمیشن نے ۲۵۰ کیلومیٹر لاین سال میں تیار کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اور حجاز ریلوے ۸ سالوں میں ہمہ وجوہ مکمل ہو کر اپنا استقلال

سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر [illegible] طرابلس الغرب کا جدا عنوان قایم کرکے اس ترکی صوبہ کے متعلق حسب ذیل معلومات ایزاد کرتا ہے:-

طرابلس معہ صوبہ بنغازی سولھویں صدی میں ترکی سلطنت میں شامل ہوا۔ اور گو سنہ ۱۷۱۴ء میں وہاں کے عرب باشندوں نے کسیقدر آزادی حاصل کر لی۔ مگر سنہ ۱۸۳۵ء میں ترکی حکومت نے پھر اپنا دخل مضبوط کرکے اسے باضابطہ طور پر سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ قرار دیدیا۔ اس کے اندازاً چالیس سال بعد بنغازی (یا علاقہ بارقہ) کو طرابلس کی گورنری سے نکالکر ایک جدا گورنر کے ماتحت کر دیا گیا۔ طرابلس میں سول اور فوجی دونوں صیغے والی یا گورنر جنرل کے سپرد ہیں۔ جو متصرفوں (کمشنروں) قایمقاموں (ڈپٹی کمشنروں) اور مدیروں (تحصیلداروں) کے ذریعہ دیگر صوبجات کی مانند ملک کا انتظام کرتا ہے۔ مگر عرب شیوخ تا حال اپنے اپنے قبایل پر خاصہ اقتدار رکھتے ہیں۔ اور یہ قبایل سے انہی کے مشایخ کے ذریعہ محاصل جمع کئے جاتے ہیں۔ بنغازی ایک متصرف (کمشنر) کے ماتحت ہے۔ جو براہ راست بابعالی کے تابع ہے۔ تاہم ذمہ داری کی عہدے ترکوں کے ہاتھ میں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) سلطان المعظم کے اون کارناموں میں شمار ہوگی۔ جو کبھی نہیں مٹنے والے ہونگے۔ یہ ریلوے جلالتمآب کے نام کو تا قیامت نیکی اور عزت سے یاد کرائیگی۔ اور اونکی ایک بڑی یادگار رہجائے گی۔

شاہی فوجوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ انتہا تسلی بخش ہے۔ اور اسپر کسی پہلو سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ اگر سپاہی ہمت نہ کرتے تو ایسے بڑے کام کا درجہ تکمیل کو پہنچنا ناممکن تھا۔ اس مہتم بالشان ریلوے لاین کی تکمیل ہمارے شہنشاہ نامدار ہز امپیریل مجسٹی کے سر پر شہرت دوامی کا تاج رکھدیگی۔

مختار بے جو چھ سال تک میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ اور جسنے نکتہ پیمایش کا کام ابھی ابھی مکمل کیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف فن انجنیرنگ میں مہارت تامہ رکھنے کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ اپنے آپکو ایک قابل اور کارگذار منیجر ثابت کر دکھایا ہے۔ چند اور ترک انجنیر بھی میرے ہمراہ تھے۔ اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ترکی سول سکول آف انجنیرز کے گریجوایٹوں میں ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جو اسسٹنٹ انجنیر کے فرائض بخوش اسلوبی ادا کرسکتے ہیں۔ اور ڈویژنوں کے چیف انجنیر کا کام بھی کرسکتے ہیں۔ کچھ تجربہ حاصل کر لینے کے بعد وہ بہترین انجنیر بنجائیں گے۔ اس لاین پر سپاہیوں کی نہایت ہی قابل قدر مدد ملی ہے۔ گو کہ ہم [illegible] عمان اور معان تک تو مزدوروں سے کام لے سکتے تھے۔ مگر ان مقاموں کے بعد انکو مزدوروں کا ملنا ناممکن تھا۔ لاین پر اتنی سرعت سے کام ہونیکا سارا کریڈٹ سپاہیوں کو حاصل ہے۔ انکے آزوقہ، وردی اور تنخواہ [illegible] دیکھا جاوے۔ یہ ریلوے قابل تعریف ہے۔ عمارتوں کا کام تسلی بخش طور پر ہوا ہے۔ [illegible] لگایا گیا ہے۔ چونکہ لاین [illegible] میں ہو کر [illegible]

طرابلس کی مغربی سرحد ملحقہ تونس کی تعیین ہی شمال میں ساحل بحر روم سے لیکر جنوب میں مقام غدمس تک سنہ ۱۹۱۰ء میں فرانس اور ٹرکی کے مابین کمیشن کے ذریعہ ہو گئی۔ مگر جنوبی سرحد ابھی غیر معین ہے۔ فرانس کا دعویٰ ہے کہ تمام صحرائے اعظم اس کے دایرہ اقتدار میں ہے۔ مگر ٹرکی نے اسکو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ حال میں طرابلس سے چار مختلف ترکی مہمیں بھیجی گئیں۔ جنہوں نے صحرائے اعظم کو عبور کر کے ایکطرف بجانب مشرق شرقی سوڈان مقام کفرا پر اور دوسری طرف بجانب غربی سوڈان و مغربی افریقہ جھیل چاڈ کے ریاست پر ترکی علم جا نصب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فرانس نے اعتراض کیا ہے لیکن پھر اسکے متعلق کچھ سننے میں نہیں آیا۔ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء (تلخیص)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) نسبتاً ٹھہر گئی ہے۔ تاہم عمان کے پرے بطن الزرقا کی ڈھلوان پر ۲ میل میٹر کی ڈھال رکھنی پڑی ایسے ۰۰ میٹر کے خم دینے پڑے۔ ۳ کیلومیٹر فلاشی ڈالکر پہاڑ کاٹے گئے۔ ۰۰ میٹر بلند دس دس محرابوں والے تین پل بنائے گئے ہیں۔ کہ لائین کا لیول ٹھیک ہو۔ لائین کے اس حصہ پر تین گنا زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور دوسرے حصوں کی نسبت وقت بھی زیادہ لگا ہے۔ عمان کی دوسری طرف ۰۰ میٹر ڈھال سے کہنے والا علاقہ ہے جسکو بطن الغول کہتے ہیں یہاں ۱۹ میل میٹر کی ڈھال قایم کرلی اور ۰۰ میٹر کا چکر دینا پڑا۔ اور ۸ کیلومیٹر تک سطح ہموار کیگئی مٹی کا کام سپاہیوں سے لیا گیا۔ انہوں نے دو ماہ میں ۰۰۰ مکعب میٹر زمین بھی کھود دی۔ یہ اتنا کام ہے کہ عام انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کام کی رفتار کا انحصار سپاہیوں۔ انجنیروں۔ کاریگروں اور مزدوروں کو خوراک اور پانی پہونچانے پر ہے۔ چونکہ یہ چیزیں اونٹوں کے ذریعہ پہونچانی مشکل ہیں۔ یہ کام ریل سے لیا جاتا ہے۔

ریلوے لائین چند وادیوں میں ہو کر گذرتی ہے۔ اور لیول کو ٹھیک رکھنے کے لئے ۳ سے ۹ میٹر تک لمبے پل بنائے گئے ہیں مگر چونکہ پلوں کی بنیاد چٹانی زمین پر ہے۔ سیلابات کا خطرہ نہیں کہ طغیانی میں انکی بنیادوں کو پانی کوئی نقصان پہونچا سکیگا چنانچہ پل بغیر وقت کے تیار ہو گئے۔ اور ان کیلئے زیادہ جد و جہد نہیں کرنی پڑی۔

اسی رپورٹ کے متعلق یہ تازہ خبر مسرت تمام سے پڑھی جائیگی کہ جلالتمآب خلیفۃ المسلمین حامی حرمین الشریفین سلطان الغازی عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کا فرمان قضا توامان ۲۷ محرم سنہ ۱۳۲۵ھ کے دن انجمن علیای تعمیر حجاز ریلوے کے نام یہ مضمون صادر ہوا ہے کہ اس دن سے پورے ایک سال کے اندر جسطرح ممکن ہو ریلوے کی تکمیل مدینہ منورہ[۱] تک کر دی جائے یعنی سنہ ۱۳۲۶ھ میں جسقدر حصہ مدینہ منورہ تک پہونچنے میں باقی رہ گیا ہے۔ اور جسکی مسافت ۳۰۰ میل سے کچھ ہی کم ہے وہ ہر طرح مکمل ہو جائے۔ گویا جتنا کام تین سال سے زاید مدت میں ہوا تھا اب اتنا ہی ایک سال میں کیا جائیگا۔ انجمن کے کارکنوں نے اس فرمان کو منظور کر لیا ہے۔ اور نہایت سرگرمی سے تمام کام جاری کر دیئے۔ مدد بڑھا دی گئی۔

[۱] وطن کا قیاس ہے کہ مصری اخبارات نے جو اس خبر کے ماخذ ہیں مداین صالح کو غلطی سے مدینہ سمجھ لیا ہے کیونکہ ایک سال میں ۳ کیلومیٹر جو دو سال کا کام ہے تیار ہونا محال ہے۔ تاہم دو سال کا کام ایک سال میں بجد و جہد مکمل ہو سکتا ہے۔

طرابلس ـ بنغازی ـ اور صوبہ فزان تینوں کا رقبہ چار لاکھ میل مربع ہے ـ فزان طرابلس کا جنوبی صوبہ ہے اور اسکی جنوبی سرحد آجکل خط سرطان پر قرار دیگئی ہے ـ آبادی ان تینوں کی ۸ لاکھ سے لیکر ۱۳ لاکھ تک قیاس کیگئی ہے ـ اس مردم شماری کا ۵/۱ حصہ بنغازی میں آباد ہے ـ باشندے عموماً بربر قوم کے ہیں مگر یہودی بھی بکثرت آباد ہیں ـ یورپین آبادکار زیادہ تر اطالین اور یونانی ہیں ـ سپاہیوں اور ترک عہدہ داروں کے سوائے اور کوئی ترک وہاں مقیم نہیں ـ عام زبان عربی ہے ـ لیکن سرکاری زبان ترکی ہے ـ اب کچھ عرصہ پہلے تک فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام اس صوبہ کے قصبہ جغبوب میں تھا ـ چند سال ہوئے سنوسی شیخ وسط افریقہ کے علاقہ کفرا کو چلا گیا تھا جہاں سے وہ آجکل مغربی افریقہ کیطرف جانیکا قصد کر رہا ہے ـ بدیں غرض کہ سلطنت عثمانیہ کے اثر کو وہاں بھی پھیلائے ـ جولائی ۱۹۰۶ء مؤلف) ساحل پر حسب ذیل بڑے قصبے ہیں ـ طرابلس ۳۰ ہزار باشندے بنغازی ۱۵ ہزار ـ درنہ اور خمیس ـ اندرون ملک میں غدامس ـ مرزوق اور غات بڑے قصبے ہیں ـ اور عموماً کاروان یہاں ٹھیرتے ہیں ـ

طرابلس الغرب اب قسطنطنیہ سے ڈاک کی تار برقی سے ملادیا گیا ہے ـ طرابلس الغرب میں اوسکا اسٹیشن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٦) تبعہ ریلوے کی شاخ تیار ہو جانے سے سامان تعمیر جلد سے جلد موقع پر پہونچ جانا آسان ہو گیا ہے ـ اور خدا کو منظور ہے تو یکم محرم ۱۳۲۷ھ کی تاریخ یہ روح پرور مژدہ سنادیگی کہ زائرین دیار رسول کے واسطے بندرگاہ بیروت سے مدینہ منورہ تک ۵ دن میں ریلوے کے ذریعہ سفر کرنا معمولی بات ہوگئی ہے ـ اہل دل مسلمان اور فدایان اسلام اس وقت کو غنیمت تصور کریں ـ اور جسطرح حامی دین حضرت سلطان المعظم بعجلت تمام اوسکی تکمیل و نہایت کی مہمات کو آسان بنا رہے ہیں ـ وہ بھی جلد سے جلد اس کار خیر میں مالی امداد پہونچانے سے دریغ نہ کریں ـ جلالت مآب نے یہ بھی حکم صادر کیا ہے کہ جدید محصولات کے جو ٹھیکے دیئے گئے ہیں اور اونکی آمدنی مصارف حجاز ریلوے کے لئے خاص کی گئی ہے ـ انپر جلد تر کام شروع ہونا چاہیئے گذشتہ ماہ جنوری میں حجاز ریلوے فنڈ کو ۱۲۰۷۹ قرش کی امدادی رقمیں موصول ہوئیں (یعنی ۲۲۳۶۰ روپیہ تخمیناً) سلطان المعظم نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ حجاز ریلوے کے سامان جو بیروت آرڈر یورپ میں بن رہے ہیں جلد تر تیار کرا لئے جائیں ـ اور جلد تر ان مقامات پر پہونچائے جائیں ـ یہ خبر بھی چھپ کر شایع ہو چکی ہے کہ جدہ و مکہ کے درمیان بھی کام شروع ہونے والا ہے ـ اور ایک جرمن انجینیر جدہ پہونچ گیا ہے ـ اس لائن کا سہولت حجاج اور مالی منفعت کے لحاظ سے یہ ٹکڑا بہت جلدی ہی تیار ہو مناسب ہے مگر پولیٹکل مشکلات و خطرات شاید اس لائن کو جلد اور اصل لائن سے پہلے تیار کرنے کی اجازت نہ دیں ـ

بندرگاہ پر بنایا گیا ہے۔ درمیانی سٹیشن بحیرہ روم میں جزیرہ رہوڈس میں ہے۔ اور تیسرا اسٹیشن ایشیاء
کوچک کے ساحل پر ہے۔ جہاں سے قسطنطنیہ تک سمندری تار موجود ہے۔ اور دارالخلافہ سے خاص طرابلس الغرب تک
اور طرابلس سے فزان و بنغازی تک سمندری تار کے سلسلے موجود ہیں۔ چار سال سے طرابلس الغرب کے باشندوں
پر بھی فوجی خدمت اسطرح سے لازمی کردی گئی ہے۔ کہ وہ باضابطہ فوج میں لئے جاتے۔ اور قواعد سکھا کر گھروں
کو واپس کردیئے جاتے ہیں۔ اور والنٹیر سمجھے جاتے ہیں۔ اور اب ان کو کوئی بالغ مسلمان نہیں جو فوجی
قواعد سے بخوبی آگاہ نہ ہو۔ مرد تو مرد۔ ہزارہا عورتوں تک نے کمال ذوق و شوق سے مرہم پٹی اور تیمارداری
کے فن میں کافی دستگاہ حاصل کرلی ہے۔ کہ بوقت ضرورت اپنے ملک کی حفاظت کرنے والے شوہروں
بھائیوں اور بڑے بزرگوں کی میدان جنگ میں خدمت ادا کرسکیں۔ اب خاص سلطانی فوج کے علاوہ
حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے تقریباً ایک لاکھ جانباز خود ملک سے بہم پہونچ سکتے ہیں۔ اٹلی کا دست سو
طرابلس پر دانت ہے۔ اوسکی روک تھام کے لئے یہ انتظام ہورہا ہے۔ تمام ساحل پر فصیلیں قلعے اور توپخانے
قایم ہوچکے ہیں۔ اسلحہ کا کافی ذخیرہ ہر وقت جمع رہتا ہے اور اونکی تیاری و درستی کے کارخانے بھی
جاری کردیئے گئے ہیں۔ (مولف) کونسل انتظام قرضہ کو چار پانچ مدیں تفویض ہوچکی ہیں۔ ان وجے
طرابلس الغرب میں بھی جو آمدنی ہوتی ہے۔ وہ کونسل ہی کو ملتی ہے۔ اسکے علاوہ آمدنی کی بڑی مدیں یہ
ہیں: پرمٹ۔ عشر۔ اور شخصی خراج جو بصورت داخلی یا ویرکو جو عموماً فی مرد ۱ پیسہ سالانہ لیا جاتا ہے مگر
متمولین کو اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے۔ ویرکو کم و بیش انکم ٹیکس یا جزیہ کے مشابہ سمجھنا چاہیئے۔ جزیہ بھی دراصل
انکم ٹیکس ہی تھا۔ ... چونکہ مسلمان زکوٰۃ دیتے تھے اسلئے جزیہ سے وہ مستثنی کردیئے گئے تھے ورنہ
جزیہ درحقیقت ویسا ہی ہے جیسا لفظ انکم ٹیکس نہیں ہے۔ جیسا کہ ... قرار دے رکھا ہے مولف
حکام سرکاری صرف ریاست کے لئے ... لیتے ہیں محاصل
پرمٹ سے سالانہ تقریباً ۷ ہزار پونڈ آمدنی ہوتی ہے۔ ... سالانہ آمدنی اور عام خرچ
حسب ذیل مدوں سے معلوم ہوجائے گا۔

سال	آمدنی				خرچ		
	داخلی یا ویرکو	عشر	مشتقات	میزان	سول	فوجی	میزان
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
سنہ ۱۹۰۰ء	۷۶۸۸۱	۲۰۴۵۹	۱۳۷۶۷	۱۱۰۶۳۲	۹۱۱۶۴	۱۰۸۲۲۰	۱۷۴۸۴۸۴
سنہ ۱۹۰۱ء	۸۱۲۱۴	۱۱۸۴۴	۱۸۷۹۵	۱۱۱۸۱۴	۵۰۳۲۶	۱۲۱۳۲۱	۱۷۱۷۸۳
سنہ ۱۹۰۲ء	۸۵۴۲۰	۳۰۳۵۰	۱۹۳۸۹	۱۳۳۰۵۹	۶۴۳۷۰۱	۱۰۵۹۷۴	۱۷۰۴۳۴

محاصل کے طریق فراہمی میں کئی نقص موجود ہیں۔ مگر کہا جاتا ہے کہ صوبہ کے مالی انتظام کی عنقریب کامل اصلاح ہونیوالی ہے عشر برابر قایم رکھے جائیں گے۔ مگر داغی کی بجائے ٹیکس یعنی ٹیکس گھرداری اور انکم ٹیکس مقرر کئے جائیں گے۔ اور جو اشخاص داغی سے اب مستثنی رکھے گئے ہیں وہ جدید ٹیکسوں سے مستثنی نہ رہینگے

طرابلس میں تقریباً دس ہزار سلطانی فوج مامور رہتی ہے۔ کچھ مدت ہوئی صوبہ کے مقام طرابلس کے قرب وجوار میں قل اوغلو کے نام سے ایک جماعت آباد تھی۔ جو کئی ہزار مردوں پر مشتمل تھی۔ ان لوگوں کو فوجی خدمت کے عوض جو رفتہ رفتہ محض برائے نام رہگئی۔ جاگیرداروں کی طرح چند خاص رعاعات حاصل تھیں۔ مگر اب یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا ہے۔ اور یہ لوگ فوج سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ یہ صوبہ ابھی تک لازمی فوجی سے آزاد ہے لیکن ملکی حفاظت کی لئے کچھ عرصہ سے یہ ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کہ بالغ مردونکو قواعد سکھا کر گھرونکو واپس بھیجدیا جاتا ہے۔ وہ جبراً نہیں طلب کئے جاتے۔ بلکہ ملکی و دینی حمیت کی تحریک کافی سمجھا گیا ہے جسکی زیادہ موثر بنانے کے لئے والنٹیروں کے لئے چند خاص رعائتیں بھی مقرر کردیگئی ہیں۔

طرابلس کی پیداوار صرف زراعت پر منحصر ہے۔ اور وہ بھی بہت ہی مختصر ہے۔ باشندونکی عام خوراک جو کے لہذا جو کی بکثرت اور قدرے گندم کی کاشت ہوتی ہے۔ پھلوں میں یہاں خرما۔ زیتون۔ نارنگی اور لیموں ہوتے ہیں۔ اسپر تو گھاس بر آمد کے لئے جمع کیجاتی ہے۔ مویشی اور بھیڑیں بھی پالی جاتی ہیں۔ مگر یہانکی تجارت برآمد میں ہاتھی دانت شتر مرغ کے پر۔ بکری کی کھال اور دیگر اجناس بھی شامل ہیں۔ جو سوڈان سے کاروان لاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں بنغازی اور درنہ کے بنادر میں ۲۱۳۳۲۸۶ پونڈ کا تجارتی مال آیا جسمیں سے ایک تہائی برطانیہ سے آیا۔ اور ۱۵۴۹۱۹۳ پونڈ کا باہر گیا جسمیں سے نصف مال برطانیہ کو گیا۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں جو تجارتی جہازات بنغازی میں آئے انکا وزن ۳۹۳۷۸ ٹن تھا۔ ۱۵۷۶۷ ٹن وزنی جہازات اطالین تھے۔ اور ۱۱۶۰۵ ٹن وزنی انگریزی۔ اندرون ملک میں باہمی رسل و رسائل اور خط و کتابت کاروانوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ کاروانی رستے صدیوں سے قائم ہیں۔ شہر طرابلس سے مالٹا تک بحری تار ہے۔ اور مرزوق واقع فزان اور غدامس واقع تونس تک بری تار۔ طرابلس میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر جسٹس الوارد رہتے ہیں۔ بنغازی میں قونصل رہتا ہے۔ جو اس وقت مسٹر ای ہیمپ ہے اور درنہ میں وائس قونصل جو اسوقت مسٹر فی ٹیٹ ہے۔

ریاستہائے باجگذار

اول بلگیریا حکمران شہزادہ۔ فرڈیننڈ ڈیوک آف سکسنی۔ پرنس آگسٹس مرحوم ڈیوک آف سکسنی اور شہزادی کلیمنٹائین آف بوربون آرلینیز دختر لوئیس فلپ مرحوم شاہ فرانس کا سب

چھوٹا بیٹا ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کو پیدا ہوا۔ بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) نے ۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو اوسی باتفاق رائے بلگیریا کا شہزادہ منتخب کیا۔ اور اوسی شہزادہ الیگزینڈر کے بعد جس نے ۷ ستمبر ۱۸۸۶ء کو تخت چھوڑ دیا تھا۔ ۱۴ اگست ۱۸۸۷ء کو عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ پرنس فرڈیننڈ (پاشا) کا انتخاب[1] دول یورپ و باب عالی نے اب تک منظور نہیں کیا۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۶ء کو پرنس الیگزینڈر صوبہ مشرقی رومیلیا کا بھی گورنر مقرر کیا گیا جو صوبہ اسطرح بلگیریا کے ساتھ ملحق ہو گیا۔ تاہم دول نے اس الحاق کو ہنوز تسلیم نہیں کیا۔

بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء فرڈیننڈ (پاشا) نے پارما کے ڈیوک رابرٹ کی بڑی لڑکی میری لوئیسا سے جو ۱۷ جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی شادی کی۔ وہ ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو مر گئی۔ فرڈیننڈ ابھی تک زندہ ہے۔ اولاد حسب ذیل ہے:۔ شہزادہ بورس ۳۰ جنوری ۱۸۹۴ء کو متولد ہوا (۲) شہزادہ سیرل ۱۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوا (۳) یوڈوکسی ۱۷ جنوری ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوا (۴) ندیدہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن (آئین) کے رو سے یہ قرار دیا گیا کہ "پرنس کو لازمی طور پر بالاستقلال ریاست میں رہائش پذیر رہنا پڑے گا" عدم موجودگی کی صورت میں وہ اپنا ایک قائم مقام (ریجنٹ) مقرر کریگا جسکے اختیارات اور فرائض کی تشریح ایک خاص قانون کے ذریعہ کیجاویگی۔ خطاب شہزادگی موروثی ہے۔ کانسٹی ٹیوشن کی ۱۸۸۳ء والی ترمیمات سے بشرط ضرورت ریجنسی (قائم مقامی نیابت) کے قیام۔ انتظام اور اوسکے اختیارات وغیرہ کی توضیح کیگئی۔ اور ۱۸۹۳ء میں گرینڈ سوبرانجی (مجلس قومی) نے مزید ترمیم کر کے حکمران شہزادہ اور اوس کے ولیعہد کے لئے رائل ہائی نس کا خطاب مقرر کیا گیا۔ شہزادہ بورس رومن کیتھولک کا پابند مگر اوسکا وارث ۱۴ فروری ۱۸۹۶ء کو آرتھوڈاکس گریک چرچ (کلیسائی یونانی) میں داخل کیا گیا۔

آئین حکومت عہدنامہ برلن نے جو ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء کو دستخط ہوا تھا ریاست بلگیریا کو قائم کیا ہے جس کے دفعہ اول کے رو سے بلگیریا کو شہزادہ کے زیر نگرانی سلطان اعظم کی ماتحت خود حکومت کرنیوالی باجگذار ریاست بنایا جاوے۔ اوسکی حکومت مسیحی ہوگی اور اپنا قومی ملیشیا (فوج) رکھی گی۔ دفعہ سوم کا حکم ہے کہ بلگیریا کے شہزادہ کو ریاست کی آبادی آزادی کے ساتھ منتخب کریگی۔ اور باجازت دول باب عالی اوسکو منظور کریگا۔ یورپ کی دول عظام کے حکمران خاندانوں کا کوئی فرد بلگیریا کا شہزادہ منتخب نہیں ہوسکیگا۔ عہدہ شہزادگی کے خالی ہونے پر نیا شہزادہ انہی شرائط اور انہی قواعد کی پابندی کے ساتھ منتخب کیا جاویگا۔ ۳۱ جنوری ۱۸۸۶ء کو بلگیریا اور مشرقی رومیلیا ایک ہی گورنمنٹ کی ماتحت کر دئے گئے

---

[1] فروری ۱۸۹۶ء میں باب عالی اور دول عظام نے اس انتخاب کو منظور کر لیا۔ زیادہ تشریح کیلئے دیکھو واقعات روم کا حاشیہ متعلق مضمون کے مؤلف مذکور سے باب عالی اور روس نے بھی اپریل ۱۸۹۶ء میں منظور کیا۔

صوبہ مشرقی رومیلیا جو بلگیریا کے ساتھ ملحق ہونے کی تاریخ سے جنوبی بلگیریا بھی کہلاتا ہے۔ بروئے عہدنامہ برلین قایم کیا گیا تھا۔ اور اوس کو انتظامی خودمختاری عطا کر کے سلطان المعظم کے براہ راست پولٹیکل (ملکی) اور جنگی اقتدار میں رہنے دیا گیا تھا۔

دفعہ اسکے الفاظ یہ ہیں "مشرقی رومیلیا کے گورنر جنرل کو منظوری دول ۵ برسونکی میعاد کے لئے باب عالی نامزد کیا کرے گا" ۱۸ ستمبر ۱۸۸۵ء کو بغاوت ہوکر موجودہ حکومت موقوف کر دیگئی۔ گورنر کو معزول کر کے صوبہ سے نکالدیا گیا۔ اور صوبہ مشرقی رومیلیا کے بلگیریا کے ساتھ ملحق ہو جانیکا اعلان دیدیا گیا۔ اسیر ۱۸۸۵ء کے آخری مہینوں میں عہدنامہ برلین پر دستخط کرنے والی سلطنتوں کے قایمقامونکی ایک کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی۔ اور سلطان المعظم نے بروئے فرمان شاہی مورخہ ۶۔ اپریل ۱۸۸۶ء صوبہ کی حالت میں مندرجہ ذیل تغیرات کو منظور فرمایا۔

(۱) مشرقی رومیلیا کی حکومت شہزادہ بلگیریا کی تحویل میں کر دی جاوے (۲) قرجالی اور ریچیس (رہڈوپ) کے ضلع جنمیں مسلمانونکی آبادی زیادہ ہے باب عالی کو واپس دیدیئے جاویں (۳) ہر دو صوبونکی بنیادی قانون کو مقامی ضرورتوں اور تقاضائے وقت کے مطابق ترمیم کرنے کی غرض سے پالنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جاوے (۴) وہ کمیشن ساتھ ہی خزانہ عثمانیہ کے اغراض و مفاد پر بھی غور کرے یعنی کہ باب عالی کو ہر دو صوبوں کی کسقدر رقم بطور خراج اور کسقدر رقم قومی قرضہ کے حصہ رسدی کی بابت وصول ہو (۵) عہدنامہ برلن کی باقی شرایط قایم رہیں۔

شرایط و احکام مندرجہ بالا کے مطابق ایک ترکی و بلغاری کمیشن نے صوفیا میں جلاس منعقد کر کے بنیادی قانون کی ترمیم اور خاصکر محاصل و آمدو برآمد اور خراج کے مسایل کا تصفیہ کرنا شروع کیا۔ مگر اس کمیشن کی کارروائی کا اون واقعات نے جن میں ۲۰۔ اگست ۱۸۸۶ء کی رات کو پرنس الیگزینڈر کو تخت سے معزول کر دیا۔ اچانک خاتمہ کر دیا۔

یہ صوبہ اوس وقت سے حسب مرضی بلگیریا کا جزو اور صوفیا کی حکومت کا ماتحت ہے۔ فلیپ پولی (سابق دارالخلافہ مشرقی رومیلیا) اب فقط ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ اور دونوں صوبونکا دارالریاست صوفیا ہی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن یا دستور میں جو ۱۸۹۳ء میں ہوا اسکی ترمیم ہوئی اوس کے رو سے وضع قوانین کا اختیار ایک ہی چیمبر (ہیئت) کو جو بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) کہلاتا ہے تفویض کیگئی۔ تمام بالغ مردونکو اوس کے ممبروں کے انتخاب میں رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ اور آبادی کو ہر بیس ہزار آدمیونکے پیچھے ایک ممبر منتخب ہوتا ہے۔ جو ممبر اوس شہر میں رہایش رکھتے ہوں جہاں اسمبلی اجلاس کرتی ہے اونکو بدوران اجلاس پندرہ فرینک (بارہ شلنگ) یومیہ کے حساب سے اور دوسرے ممبرونکو ۲۰ فرینک (۱۶ شلنگ) یومیہ

اور سفر خرچ ملتا ہے۔ اسمبلی کی میعاد پانچ برس ہے مگر شہزادہ جس وقت چاہے اسکو توڑ سکتا ہے اور اس صورت میں نیا انتخاب چار مہینوں کے اندر ہو جانا لازمی ہے۔ اسمبلی نے ایک دوسرا چیمبر (سینیٹ) قائم کرنے کی تجویز کو سنہ ۱۸۸۳ء میں منظور کیا۔

عاملانہ اختیار زیر فرمان شہزادہ مندرجہ ذیل آٹھ وزراء کی کونسل کو حاصل ہے۔

(۱) وزیر صیغہ خارجیہ و عبادت عامہ۔
(۲) وزیر صیغہ اندرونی۔
(۳) وزیر تعلیم عام۔
(۴) وزیر مال۔
(۵) وزیر عدالت عامہ۔
(۶) وزیر جنگ۔
(۷) وزیر تجارت و زراعت۔
(۸) وزیر تعمیرات عامہ۔

اسلامی اوقاف کی نگرانی و حفاظت اور حساب کتاب کی پڑتال عثمانیہ کمشنر کے متعلق ہے جو باب عالی کیطرف سے صوفیا میں رہتا ہے۔ اوسکی اصل پوزیشن ان ریذیڈنٹوں کے مشابہ ہے جو ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں سرکار برطانیہ کی طرف سے مامور رہتے ہیں۔ (از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء)

رقبہ و آبادی بلگیریا خاص کی ریاست کا رقبہ اندازاً ۲۴۳۰۶ انگریزی مربع میل اور جنوبی بلگیریا (یعنی مشرقی رومیلیا) کا [۱]۱۳۵۰۰ مربع میل ہے۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۹۳ء کو مردم شماری کیگئی اوسمیں کل ریاست کی آبادی [۲]۳۳۰۹۸۱۶ متحقق ہوئی جنمیں سے ۹۹۲۳۸۶ مشرقی رومیلیا کی آبادی تھی۔ بلگیریا کی از سر نو ترتیب ہوکر اوسکو [۳]۲۳ ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنمیں سے چھ مشرقی رومیلیا کے ہیں۔ سنہ ۱۸۹۳ء کی کل آبادی میں سے ۲۵۰۴۳۳۶ کس بلغر۔ ۵۶۵۷۳۸ ترک ۶۰۰۱۸ یونانی۔ ۵۲۱۷۵ جپسی۔ ۲۷۵۳۱ یہودی۔ ۳۶۲۰ جرمنی اور ۱۳۴۹۹ اور تھے۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء کی مردم شماری کی قوموار تفصیل یہ ہے: بلغر ۴۲۸۸۶۹۸۔ ترک ۵۳۰۲۷۵۔ رومانوی ۵۷۰۱۴۔ یونانی ۴۶۷۵۸۔ جپسی ۹۸۰۸۳۔ یہودی ۴۳۲۰۹۔ جرمن ۳۳۶۶۵۔ ۹۴۳۳۔ روسی ۱۰۲۰۰۔ دیگر اقوام ۵۸۹۱۴۔ مذہب وار تفصیل یہ تھی:-

۲۶۰۵۹۰۵ کس آرتھوڈاکس گریک چرچ جو سرکاری مذہب ہے ۶۹۰۲۳۴ مسلمان ۲۲۶۱۷ رومن کیتھولک

[۱] اڈیشن سنہ ۱۹۱۵ء میں ۱۳۷۰۰ مربع میل درج ہیں۔

[۲] بعد کو مردم شماری دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے ۳۷۴۴۲۸۳ کی آبادی پائی گئی جسمیں ۱۰۹۹۹۸۴ مشرقی رومیلیا کی ہے۔

[۳] جدید ترتیب میں صرف ۱۲ ضلعے رکھے گئے ہیں جنمیں تین مشرقی رومیلیا کے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کی مذہب وار تفصیل یہ ہے۔ گریک چرچ ۳۰۲۰۸۰۴ - مسلمان ۶۴۳۲۵۳ یہودی ۳۳۶۶۳ - کیتھولک ۲۸۰۰۴ - آرمن کلیسا ۱۳۷۹۶ - پراٹسٹنٹ ۴۵۲۴ - مسلمان زیادہ تر شمالی اور مشرقی اضلاع میں آباد ہیں۔ انکی مردم شماری بڑھتی نہیں ہے کہ ہر سال ہزارہا ریاست سے ترکی علاقوں کو ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ ریاست کا موجودہ صدر مقام صوفیا ہے۔ اسکی آبادی ۴۷ ہزار ہے۔ موجودہ آبادی ۶۸ ہزار ہے۔ دوسرے بڑے بڑے شہر یہ ہیں۔ فلپ پولی (روملیا کا صدر مقام) آبادی ۴۳۰۳۳ - وارنا آبادی ۲۸۱۷۴ شوملا ۲۳۱۶۱ - رسچک ۲۸۱۲۱ - سلیونو ۲۰۳۲۲ - ستارا زاگورا ۲۰۳۹۱ - تاتار بازار جیک ۱۵۶۵۹ - سسٹووا ۱۲۴۸۲ - پلیونا ۱۴۳۰۷ - سلستریا ۱۱۴۱۴ - ترنووا (بلگیریا کا قدیم صدر مقام) ۱۲۱۱۳ - وڈین ۱۴۷۷۲ - بعد کی مردم شماری سنہ ۱۹۰۵ء بڑے شہروں کی آبادی یہ ہے:- فلپ پولی ۴۵۲۸۹ - رسچک ۳۳۶۶۱ - وارنا ۳۷۴۴۳ - شوملا ۲۲۲۹۸ - سلیونو ۲۴۵۴۸ - پلیونا ۱۸۷۰۹ - نکاح و اموات و پیدائش کا پنج سالہ نقشہ حسب ذیل ہے:-

سال	شادیاں	پیدائش	مردہ پیدا ہونیوالے بچے	اموات	اضافہ پیدائش
سنہ ۱۸۹۸ء	۲۸۳۳۲	۱۴۱۰۶۴	۸۹۰	۸۲۷۲۵	۵۸۳۳۱
سنہ ۱۸۹۹ء	۳۲۰۴۷	۱۴۹۰۰۶	۸۳۴	۹۰۳۲۴	۵۸۶۸۲
سنہ ۱۹۰۰ء	۳۰۶۶۱	۱۵۷۷۹۴	۰	۸۳۶۶۷	۷۴۱۲۷
سنہ ۱۹۰۱ء	۳۲۸۱۳	۱۴۳۳۵۹	۰	۸۷۲۳۳	۵۲۰۲۷
سنہ ۱۹۰۲ء	۳۶۰۴۱	۱۴۹۵۴۲	۰	۹۱۰۹۳	۵۸۴۴۹

بلغاری ارتھوڈکس گریک چرچ کے تابع ہیں مگر سنہ ۱۸۷۰ء میں انکی درخواست پر باب عالی نے انکو یونانی بطریق کی ماتحتی سے نکالکر اپنا ایک جداگانہ چرچ یا کلیسا قایم کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کلیسا کا انتظام بشپوں کی ایک جماعت کے سپرد ہے۔ اور انکا اعلیٰ مقتدا "اکسارک" قسطنطنیہ میں رہتا ہے۔ "اکسارک" کو جماعت بشپان منتخب کرتی ہے مگر جبتک سلطان المعظم اس انتخاب کو پسند و منظور نہ فرمالیں وہ صحیح نہیں ہوتا۔ بلگیریا میں جسقدر پادری مقرر ہوتے ہیں انکو بمشورہ مجلس اکسارک ہی نامزد کرتا ہے۔ مگر ہر نامزدگی کے لئے بلغاری حکومت کی پسندیدگی لازمی ہے۔ بلغاری کلیسا اور دیگر عیسائی فرقوں کے پادریوں کو سرکاری خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے جسکے علاوہ انکو شادی بیاہ اور موت پیدائش پر بھی نذرانے ملتے رہتے ہیں۔ (مسلمان علماء کے لئے حالانکہ مسلمان ثلث کے قریب آباد ہیں اور ریاست ایک اسلامی سلطنت کے تابع ہے خزانہ سے کوئی گذارہ نہیں ملتا۔ مؤلف)۔

آبادی کا حصہ کثیر زراعت اور انجیر روغن اور گلاب کی پیداوار پر گذر کرتا ہے ۱۸۹۳ء میں ۴۲۶ ۴۲ شادیاں ہوئیں

۴۳۲۰ ۱۳۱ پیداوار اور ۹۲۱۰۰ فوت ہوئیں یعنی پیدایش بہ نسبت اموات ۴۹۲۲۰ زیادہ رہی +

تعلیم ۱۸۹۰ء میں بلگیریا میں ۴۸۱۳ ۴ ابتدائی مکاتب تھے جنمیں ۷۷ ۱۲۹ ۱۱ لڑکے اور ۴۲۳۰۶ لڑکیاں زیر تعلیم تھیں سکول جانے کی عمر کے لڑکوں کی تعداد ۲۷۵۷۵۶ اور لڑکیوں کی ۲۶۱۹۶۸ ہے تعلیم کے سررشتہ کو سرکاری خزانہ سے ۳ لاکھ لیو (لیو = فرانک = ۹ شلنگ کے) کی امداد سالانہ ملتی ہے تعلیم مفت ملتی ہے اور نظاہر خارج بچوں کی معیاد کیلئے کل پر لازمی ہے۔ آبادی کا تقریباً ۹۰ فیصدی حصہ لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتا۔

صوفیا میں یونیورسٹی ہے۔ اور بڑے بڑے شہروں میں اعلیٰ مدارس کے ساتھ ورزش گاہیں بھی ہیں جنمیں سے چار طلباء کیلئے ہیں کئی ادنیٰ درجہ کے درمیانی مدارس بھی ہیں۔ صوفیا میں ایک پبلک لائبریری (کتب خانہ عام) بھی ہے جہاں کوئی فیس نہیں لیجاتی +

دار الاشاعت ۱۹۰۶ء (۱۳۲۴ھ) صوفیا میں ایک یونیورسٹی یا اعلیٰ دار العلوم ہے جسمیں تاریخ و فلاسفی (علم السنہ) طبعیات و ریاضی۔ اور قانون تین مضامین کی تعلیم ہوتی ہے۔ سال ۱۹۰۱ء میں وہاں ۵۹۳ طلبا زیر تعلیم تھے اور ۴۳ پروفیسر اور لکچرار تھے۔ سال ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں حسب ذیل مدارس تھے۔ دیگر مدارس کی مد میں ترکی۔ یونانی۔ یہودی۔ امریکن اور فرنچ مدارس شامل ہیں۔

قسم مدرسہ	تعداد مدارس	مدرس: مرد	مدرس: معلمیں	شاگرد: لڑکے	شاگرد: لڑکیاں
اعلیٰ مدارس	۱۶	۸۴۴	۱۲۱	۷۴۴۰	۵۱۱۹
ادنیٰ مڈل اسکول	۱۶۳	۳۹۳	۱۶۳	۱۳۰۴۶	۵۶۸۴
صنعتی و حرفتی	۳۸	۲۱۷	۳۶	۳۵۱۹	۱۰۷۲
دیگر مدارس	۹۶	۱۷۳	۴۱	۳۱۳۹	۸۱۱

۱۸۹۹ء میں ۲۹۸۵ ابتدائی مکاتب تھے جنمیں ۵۰۰۸ استاد اور ۷۸۸۵۴ متعلم تھے ۲۳۳۰۳۳ لڑکے اور ۱۱۴۲۸۶ لڑکیاں۔

سرکاری خزانہ سے تعلیم کا نصف خرچ دیا جاتا ہے یعنی ابتدائی مدارس کے کل خرچ کا ۳/۱ حصہ اور اعلیٰ مدارس کے کل خرچ کا کچھ حصہ باقی خرچ مقامات میں میونسپلٹیاں دیتی ہیں اور دیہات میں دیہی مجالس تعلیم کیلئے کوئی فیس نہیں لیجاتی۔ اور والدین پر جبر کیا جاتا ہے کہ وہ ۶ سال کی عمر کے درمیان چار سال کیلئے تعلیم دلانا لازمی ہے۔ مگر یہ قانون کی پابندی اچھی طرح نہیں ہوتی۔ اور اعلیٰ مدارس میں متمول والدین سے فی کس ۴۰ سے ۱۰۰ تک (شلنگ) سالانہ فیس لیجاتی ہے۔ صوفیا۔ فلپ۔

یوبلی۔ ریچک اور دارنا میں عوام الناس کے فایدے کے لئے کتب خانے بھی کھل چکے ہیں ۔

مالی حالت

۱۸۹۵ء کے بجٹ کے تخمینی یعنی ۱۰۰ آمدنی ۸۹۰۸۴۹۴۲۵ لیو خرچ ۹۸۳۰۹۶۹۸ لیو۔ آمدنی کی بڑی مدات یہ تھیں۔ محاصل بالواسطہ (یعنی محصول آبکاری چنگی اسٹامپ وغیرہ یعنی ایسے محصول جنکا بوجھ رعایا پر بالواسطہ پڑتا ہو) ۴۰۰۰۳۰۰۲۰۰ لیو۔ محاصل بلاواسطہ (مالگذاری اور اسی قسم کے دیگر ٹیکس محصول جنکا بوجھ رعایا پر براہ راست پڑتا ہو) ۳۳۵۴۷۱۰۰۰ لیو خرچ کی بڑی مدیں یہ تھیں محکمہ قرضہ قومی ۳۲۷۲۳۲۰۹۱ لیو محکمہ مال و خزانہ ۵۵۳۹۰۲۵۵ لیو محکمہ وزیر اندرونی ۷۹۶۰۲۰۸ لیو تعلیم عامہ ۴۴۹۱۸۴۳۹۳ جنگی محکمہ ۲۲۴۷۴۷۰۸ لیو۔ قرضہ قومی ایک کروڑ لیو ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر قرضے یہ ہیں:۔

چار کروڑ ساٹھ لاکھ لیو جو وارنا۔ ریچک ریلوے کے خریدنے کے لئے ۱۸۸۸ء میں لیا گیا۔ تین کروڑ لیو کا قرضہ جو ۱۸۸۹ء میں لیا گیا۔ اور پھر دو کروڑ ۷۰ لاکھ لیو کا قرضہ جو ۱۸۹۲ء میں جاری کیا گیا۔ مگر اس میں سے ابھی تک صرف سات کروڑ بیس لاکھ لیو حاصل ہوئے ہیں۔

سالانہ خراج اور ترکی قومی قرضہ کے اوس حصہ رسدی کے متعلق جو بلگیریا کو ادا کرنا چاہئے۔ عہدنامہ برلن میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ دستخط کنندہ سلطنتیں دونوں فریقوں کی رضامندی باہمی قرارداد سے معین کرینگی مگر اب تک کوئی رقم معین نہیں کیگئی۔

بلگیریا کی پچھلے پانچ سال کی آمدنی خرچ کا نقشہ ذیل میں جو لیوا میں دکھایا گیا ہے۔ ۲۵ لیوا یا فرانک مساوی ہیں ایک پونڈ یا پندرہ روپیہ کے۔

	۱۹۰۱	۱۹۰۲	۱۹۰۳	۱۹۰۴	۱۹۰۵
آمدنی	لیوا ۹۵۲۸۶۹۰۰	۹۵۹۵۵۴۰۰	۹۸۰۱۷۹۰۰	۱۰۹۱۴۳۷۰۰	۱۱۱۵۷۰۰۰۰
خرچ	۹۵۳۲۲۵۴۵	۹۸۸۹۰۳۳۴	۹۷۷۵۳۹۱۰	۱۰۹۱۴۹۶۰۰	۱۱۵۵۴۴۵۶

۱۹۰۵ء کی آمدنی کی بڑی مدیں یہ ہیں۔ محاصل بلاواسطہ چار کروڑ لیوا۔ محاصل بالواسطہ ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ لیوا اور خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں:۔ قومی قرضہ کا سود وغیرہ ۳ کروڑ ۱۱ لاکھ۔ جنگی صیغہ ۲ کروڑ ۶۵ لاکھ۔ صیغہ داخلیہ ۷۳ لاکھ تعلیم ۱ کروڑ ۳ ۹ ہزار صیغہ تعمیرات ۱ کروڑ ۴۰ لاکھ۔

۱۹۰۴ء میں بلگیریا کے ذمہ ۲۹ کروڑ ۳۰ لاکھ لیوا قرضہ تھا جس کے علاوہ اوسے سالانہ مشرقی رومیلیا کی بابت ترکی کو ۲۹ لاکھ ۱۵ ہزار لیوا خراج ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس سالانہ خراج کا اگر حساب ۴ فیصدی سالانہ سود سرمایہ تصور کیا جائے تو سوا سات کروڑ لیوا کی رقم قرض کی میزان میں بڑھ جاتی ہے۔ مندرجہ بالا قرضہ کی تفصیل یہ ہے:۔

مشرقی رومیلیا کے تتمہ کی بابت (علاوہ سالانہ خراج مقررہ) بلگیریا کے ذمہ ترکی قومی قرضہ کا جو حصہ ڈالا گیا تھا۔ اوسکا ابتدایا ۲۹ لاکھ ۱ ہزار ۲۰۹ لیوا۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں ۶ فیصدی سود پر قرض لیا ۳ کروڑ ۲۲ لاکھ ۴۰ ہزار لیوا۔ سنہ ۱۸۸۹ء کا قرضہ اوسی سود پر ۳ کروڑ ۳۵ لاکھ ۱۰ ہزار۔ سنہ ۱۸۹۲ء کا قرضہ اسی شرح پر دس کروڑ ۴۲ لاکھ ۹۰ ہزار۔ سنہ ۱۹۰۲ء کا قرضہ ۵ فیصدی سود پر دس کروڑ ۱۵ لاکھ ۵ ہزار۔ سرکاری کرنسی نوٹ ۸۹۳۴۶۲۲۰۸۰۴۔ خزانہ کی عارضی دستاویزات ۳۱۱۳۱۹۰۴۰۔

حفاظت بلگیریا کی شمالی سرحد پر دریا ڈینوب ہے۔ جو سوائے مشرق یعنی صوبہ ڈوبرڈشا کی سرحد کے بلگیریا کو رومانیا سے جدا کرتا ہے۔ اس سرحد پر وڈین، رسچک، اور سلسٹریا تین مشہور جنگی قلعے ہیں دارنا کا قلعہ بحیرہ اسود پر ہے۔ اور قلعہ شوملا بجانب مغرب اندرون ملک میں۔ بلگیریا کی مغرب جنوب سرحد پر ناکی خاص واقعہ ہے۔ فوجی خدمت لازمی ہے۔ سنہ ۱۸۸۵ء کی بغاوت فلپ پولی کے وقت سے مشرقی رومیلیا کی فوجیں بھی بلگیریا کی فوج میں شامل ہوگئی ہیں۔ اسوقت کل فوجی طاقت حسب ذیل ہے:-

۲۴ رجمنٹیں فوج پیدل کی۔ ہر رجمنٹ تین بٹلینونکی۔ دو بٹلین جنگ آزما اور ایک بٹلین ڈپو (ذخیرہ) کا کام دینے والی۔ ۴ رجمنٹیں فوج سواران کی شہزادہ کا ذاتی باڈی گارڈ سوار دستہ۔ ۶ رجمنٹیں توپخانہ کی۔ ہر رجمنٹ میں چار میدانی باتریاں اور ہر باتری میں بوقت صلح چار توپیں۔ اور ایک سو بیس آدمی اور بوقت جنگ آٹھ توپیں۔ دو ڈپو (گودام۔ ذخیرے) توپخانے کے اور ایک باتری قلعہ شکن توپونکی۔ ایک رجمنٹ انجینیروں کی جسمیں تین بٹلینیں ہیں۔ اور ایک کمپنی قواعد سکھلانے والونکی۔ بوقت صلح چھ رجمنٹیں توپخانہ میدانی کی ہر رجمنٹ میں ۶ باتریاں اور فی باتری چار توپیں اور ایک ڈویژن (دستہ) پہاڑی توپ خانہ کا۔ چھ ریزرو رجمنٹیں یعنی بوقت صلح ۱۴۴ میدانی توپونکی ۳۶ باتریاں اور بارہ کوہی توپوں کے چھ ڈویژن۔ اور بوقت جنگ چھ رجمنٹیں چھ چھ باتریونکی۔ فی باتری ۸ میدانی توپیں۔ جملہ ۲۸۸ میدانی توپیں اور چھ کوہی باتریاں چھ چھ توپونکی یعنی جملہ ۳۶ کوہی توپیں۔ فوج تین ڈویژنوں پر منقسم ہے۔ ہر ایک ڈویژن میں دو برگیڈ ہیں۔ پیدل فوج منلیچر کی ریپیٹنگ رائفل سے مسلح ہے۔ بلگیریا کے پاس جہاز مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) شہزادہ کی تفریحی کشتی موسومہ الیگزینڈر اول وزنی ۸۰۰ ٹن (۲) دخانی جہاز موسومہ آکین وزنی چار ٹن (۳) دخانی جہاز موسومہ کرم وزنی ۵۰،۶۵ ٹن (۴) دخانی جہاز موسومہ میدن ولیکی وزنی چھ سو ٹن۔ انکے علاوہ سات بہت ہی چھوٹی چھوٹی دخانی کشتیاں ہیں اور دریائے ڈینوب کی حفاظت کیلئے دو زرہ پوش گنبوٹ ہیں۔

(انڈیفنس سنہ ۱۹۰۶ء) بلگیریا کی افواج بحکم جدید سنہ ۱۹۰۳ء کے قانون کے رو سے از سر نو مرتب کیگئی ہیں اس کے رو سے تمام صحیح الجسم مرد جنکی عمر ۲۰ اور ۴۶ برس کے درمیان ہو بشمول ہر دو سنین فوج میں

شامل کر لیے گئے ہیں۔ اور دو اقسام پر منقسم کئے گئے ہیں۔ اوّل فوج نظام، دوم ریزرو۔ دوم قومی ملیشیا جس کی صنف اول میں فوج پیدل کے جو دستے ہیں ۲۰ تا ۳۲ سال کی عمر والے اور دیگر اقسام فوج کی صورت میں ۲۰ تا ۳۲ سال والے داخل ہیں۔ اور صنف دوم میں باقی دو سال گذارنے پڑتے ہیں یعنی ۴۳ و ۴۴ سال کی عمر والے داخل ہیں جنگ کے وقت صنف دوم کے سوا باقی تمام سپاہ کو ریاست کی حدود سے باہر بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ فوج نظام کی پیدل میں دو سال اور باقی اقسام میں تین سال خدمت کرنی پڑتی ہے۔ ریزرو فوج کے سپاہی ہر سال تین ہفتوں کے لئے قواعد سیکھنے کیلئے آتے اور علاوہ ازیں بشرط ضرورت مشقی جنگ کے قواعد کیواسطے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ اور دونوں صنف کے نان کمیشنڈ افسر ہر سال خاص تعلیم و تربیت کی غرض سے ایک ماہ کے لئے بلائے جا سکتے ہیں۔ چند مستثنیات و شرائط کے ساتھ فوجی خدمت ہر ایک پر لازمی ہے۔ جو اشخاص کچھ بھی جسمی نقص رکھتے ہوں وہ دس سال کے لئے حسب حیثیت دس سے ہزار لیرا تک سالانہ ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہو سکتے ہیں۔ معلموں کو صرف ایک سال فوجی خدمت ادا کرنی لازمی ہے۔ اور جو اشخاص بعض مدارس میں سند اور ڈپلومے حاصل کر لیں انکو بھی فقط ایک سال خدمت دینی پڑتی ہے۔ بشرطیکہ وہ فوجی امتحان پاس کر لیں یعنی پر افسروں کے ریزرو حصہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق تعلیم یافتہ طلبا جب تک ڈگری کا امتحان پاس کرنے کی عمر تک پہونچیں، فوجی خدمت سے بری رہتے ہیں۔ جن خاندانوں کے اکثر افراد پیرانہ سال، کمزور یا نابالغ ہوں۔ اور معاش کے لئے دوسروں کی امداد پر انکا دارومدار ہو۔ انکے فوجی الحقیقت رشتہ داروں کو فوج نظام میں صرف ۶ ماہ خدمت دینی پڑتی ہے۔ اور وہ بھی صرف بحالت امن۔ مسلمان باشندے سالانہ ٹیکس ادا کر کے بھی خدمت سے بری ہو سکتے ہیں۔ فوج نظام اور ریڈیف و ملیشیا فوج کے مستقل پیشہ نہیں بحالت امن کل مرد باشندوں کا ایک فیصدی رکھا جاتا ہے۔ رنگروٹ بھرتی کرنے کے قرعہ میں جو سب سے زیادہ نمبر ہوں وہ سالانہ ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہو سکتے ہیں۔ جن باشندوں کے ملکی و شہری حقوق سلب کئے گئے ہوں یا جو اشتہاری مجرم و مفرور ہوں۔ وہ فوجی خدمت سے بھی خارج سمجھے جاتے ہیں۔ جو لوگ بلوغ و [illegible] ہوں اون سے باجہ نوازی ملاحی یا کوچی اور [illegible] فوجی کام چار سال کے لئے لیا جاتا ہے۔

وزارت جنگ میں وزیر جنگ کے تابع یہ محکمے ہیں۔ جنرل اسٹاف۔ انتظامی صیغہ۔ فوجی عدالت محکمہ مقدمات۔ کیولری انسپکشن۔ آرٹلری انسپکشن اور ملٹری کونسل انمیں ہر صیغہ وزیر کے ماتحت اپنے جداگانہ فرائض و سررشتہ رکھتا ہے۔ وزیر قانوناً فوجی افسر ہوتا ہے۔ اور شاہی کی عدم موجودگی میں تمام افواج کا اعلیٰ کمانڈر افسر وہی ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۱۲ء میں فوج پر ۳۳۱۲۰۰۰ پونڈ خرچ ہوئے۔ ہر سال قریباً ۴۰ ہزار افراد پر فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے جنمیں سے اندازاً ۳۰ ہزار شخص بطور رنگروٹ لئے جاتے ہیں۔

بحالت امن بلغاریہ کی فوج شمار میں ۵۰ ہزار کے قریب ہوتی ہے بہ تفصیل ذیل:-

اول۔ کیولری (رسالہ) (۱) باڈی گارڈ رجمنٹیں چار ہیں مسمی صوفیا۔ دوم۔ فلپ پولی و یمبولی۔ (۲) چھ ڈویژنل رسالے جنمیں سے ایک ایک پیدل چھ انفنٹری ڈویژنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

دوم۔ آرٹلری۔ (توپخانہ) (۱) میدانی۔ نو رجمنٹیں۔ تین تین کے مجمع ہیں۔ فی رجمنٹ تین باتریاں ایک ایک رجمنٹ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ رہتی ہے۔ (۲) قلاعی۔ تین بٹالینیں (صوفیا۔ شوملا۔ اور ویدن میں) فی بٹالین تین کمپنیاں۔

سوم۔ انجینیر۔ (۱) نو بٹالین عام انجینیروں کی۔ ہر بٹالین میں دو کمپنیاں پاؤنیروں کی اور نصف کمپنی ٹکنیکل کاریگروں کی ہے۔ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ ایک ایک بٹالین رہتی ہے (۲) ایک ریلوے بٹالین دو کمپنیوں کی۔ (۳) ایک کمپنی پل بنانے والوں کی۔

چہارم۔ انفنٹری (پیدل) کل نو ڈویژن۔ فی ڈویژن دو بریگیڈ۔ فی بریگیڈ دو رجمنٹیں۔ فی رجمنٹ دو بٹالینیں۔ ان ڈویژنوں کے صدر مقام حسب ذیل ہیں: صوفیہ۔ فلپ پولی۔ یامبولی۔ شوملہ۔ رستچک۔ [illegible]۔ ودین۔ ستارا زاگورا۔ پلیونا۔

پنجم۔ ٹرین (بار برداری کا انتظام) ہر ڈویژن کے ساتھ ایک ایک ٹرین کمپنی ہے۔ ہر کمپنی پیدل کے ساتھ کم از کم ایک گاڑی بہم پہنچانا ان ٹرین کمپنیوں کا فرض ہے۔

ششم۔ فوجی مدارس وغیرہ۔ ایک ملٹری کالج اعلیٰ فوجی تعلیم کے لئے۔ ایک کیڈٹ سکول ادنیٰ افسروں کے لئے۔ ایک سکول نان کمیشنڈ افسروں کے لئے جو ریزرو فوج کی افسری کے لئے خواہاں ہوں۔ تین تعلیمی بٹالینیں نان کمیشنڈ افسروں کی اعلیٰ عملی تعلیم و تربیت کے لئے۔ میگزین اسلحہ۔ ایک کارتوس بنانیکا محکمہ۔ ایک فوجی کارخانہ۔ جو افسر جنرل اسٹاف کی اسامیوں کے متمنی ہوں۔ وہ تعلیم کی تکمیل عموماً سینٹ پیٹرزبرگ۔ پیرس اور ٹیورن کی فوجی یونیورسٹیوں میں جا کر کرتے ہیں۔ تقریباً ہر قسم کا جنگی سامان ممالک غیر سے خریدا جاتا ہے۔ صوفیا کے متذکرہ بالا کارخانہ میں صرف چند ایک اشیاء تیار ہوتی ہیں۔

اقسام اسلحہ۔ پیدل فوج مین لیشر میگزین رائفل سے جو ۱۸۸۸ء و ۱۸۹۵ء کے نمونہ کی ہیں مسلح ہے۔ توپخانہ میدانی میں انہی سالوں کے نمونہ کی کروپ توپیں فولاد ۸.۷ سنٹی میٹر قطر کی ہیں۔ کوہی توپخانہ میں ۷.۵ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں ہیں۔ قلعی توپخانہ میں کئی قسم ساخت کے ۱۲ سنٹی میٹر قطر کے غبارہ [illegible] بلندوں پر ۱۵ سنٹی میٹر کی کینٹ اور کروپ [illegible] توپیں ہیں۔ سوار اور [illegible] مین لیشر کاربین [illegible] سے مسلح ہیں۔ میدانی توپخانہ میں سنہ ۱۹۰۵ء میں زیادہ [illegible] جلد چلنے والی باتریاں

ایزاد کیں۔ ٹرکی نے زیادہ تر اسی کے جواب میں تقریباً ۳۲ باٹریاں اپنی توپوں کی اُن زمانہ میں کروپ سے تیار کرائی تھیں۔ مؤلف)

بوقت جنگ بلگیریا کی فوجی جمعیت تین لاکھ ۲۰ ہزار کی ہوسکتی ہے جسمیں سے دو لاکھ ۸۸ ہزار آدمی انفنٹری کی ۳۶ رجمنٹوں میں ہونگی جو بڑھا کر ۷۲ رجمنٹیں (فی رجمنٹ چار بٹالین) ہو جائیں گی۔ مگر ان سب بٹالینوں کے لئے ابھی مطلوبہ تعداد افسروں کے بہم پہنچانے کا انتظام نہیں ہوسکا۔ باربرداری کے بیلوں کے چھکڑے رعایا سے لئے جائیں گے۔ اور ملک کا ہر ڈاکٹر سرجن سلوتری اور دواساز جنگ کے موقعہ پر فوجی خدمت پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ فوجی گھوڑے اچھے نہیں وہ کیولری کے لئے عموماً ہنگری سے اور توپخانہ کے لئے روس سے خریدے جاتے ہیں۔

فوجی ترتیب روسی طرز پر ہے۔ رائفلی نشانہ بازی کی باقاعدہ مشق کرائی جاتی ہے۔ فرنچ طرز کا بھی کہیں کہیں کچھ اثر دکھائی دیتا ہے۔ مختلف سرحدی اہم ناکوں پر عارضی اور بعض جگہ مستقل مورچے اور قلعے بنائے جا رہے ہیں۔ وارنا اور برغاس کو سمندر کی طرف سے محفوظ کرنے کے لئے بحری توپیں بٹھانے کا قصد ہو رہا ہے۔

بلگیریا کی بحری طاقت حسب ذیل ہے۔ (۱) پرنس کی تفریحی کشتی کرم وزنی ۸ سو ٹن سٹیمر ان (۲) اسکے اول وزنی ۸ سو ٹن (۳) ویلیکی (۶ سو ٹن) (۴) آسن (چار سو ٹن) علاوہ بریں سات اور بہت سے چھوٹے سٹیمر ہیں اور کچھ بن رہے ہیں (۵) ایک تارپیڈو گن بوٹ موسومہ نڈیجڈا (۷۱۵ ٹن) جو فرانس میں ۱۸۹۸ء میں تیار ہوا تھا۔ وارنا میں دو تارپیڈو کشتیاں اسوقت فرانس میں بن رہی ہیں سنہ ۱۹۰۵ء میں بحری محکمہ پہلی مرتبہ قائم ہوا اور ایک امیر البحر مقرر کیا گیا۔

پیداوار و صنعت و حرفت

بڑی زراعتی پیداوار گندم ہے جو بمقدار کثیر باہر بھیجی جاتی ہے شراب تمباکو اور ریشم بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور عطر گلاب بکثرت تیار کیا جاتا ہے سنہ ۱۸۹۲ء میں ۵۲۳۵۹۹۰ ایکڑ اراضی تردد ی ۶۰۰ ۷۷ ایکڑ چراگاہ ۲۲۲۷۱۲۰ ایکڑ انگورستان ۱۱۱۲۰ ایکڑ باغ وغیرہ اور ۳۲۹۱۱۰۰ ایکڑ جنگلات اور لکڑی کے ذخیرے تھی۔ کل مزروعہ رقبہ ۹۷۷۰۰۰۰ ایکڑ غیر مزروعہ مگر قابل زراعت (ممکن) رقبہ ۱۳۲۶۵۱۳۰۰ ایکڑ اور ناقابل زراعت زمین ۱۰۹۹۱۵۰ ایکڑ ہے۔ مالکان اراضی کی تعداد تقریباً چار لاکھ ہے۔ اور غیر مالک دیہاتی آبادی شمار میں تقریباً ۲۳۲۹۹۰۰ ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں بلگیریا میں ستر لاکھ ساٹھ ہزار تین سو بھیڑیں ۱۴ لاکھ ۵۳ ہزار ۵ سو بکریاں اور چار لاکھ ۴۱ ہزار سور تھے۔

(انڈیمنیشن سنہ ۱۹۰۶ء) زمین کی مالک ہر جگہ سرکار ہے مگر قابض اوس کے ورثا دوامی قبیل سمجھے جاتے ہیں۔ اور سرکار اون کو صرف عشر یا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اب تک معاملہ اراضی یعنی عشر زیادہ تر جنس میں ہی ادا کیا جاتا ہے۔ چراگاہ اور جنگل پر بھی سرکاری حاکم ہیں۔ وہ بطور شاملات دیہات کے مدامی قبضہ میں ہیں اور باشندوں کو چرائی اور لکڑی کاٹنے کا حق حاصل ہے۔ آبادی کا ⅘ حصہ زراعت پیشہ ہے بلگیریا کا کل رقبہ ۹۵۵۴۴۰۵ ہکٹر ہے۔ انہیں سے ۲۵۰۰۴۰۱ زیر کاشت ہے اور ۳۰۴۱۱۲۶ چراگاہ اور جنگل ہیں۔ اراضی بہت چھوٹے چھوٹے کھیتوں میں منقسم ہے جو ایک سو حصہ کے بالعموم ہیں۔ گندم تمباکو اور انگور کی عام کاشت ہے۔ اور گلاب عطر گلاب کی تو بلگیریا سب سے بڑی منڈی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۶۹۰۳ کیلوگرام اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۳۱۰۶ کیلوگرام عطر گلاب تیار ہو گیا۔ مگر وہ قابض نہ تھا بلکہ ہر عموماً آمیزش کر کے بیچا جاتا ہے۔ کپاس کی کاشت کو رواج دینے کی کوشش ہو رہی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ۱۵۳۸۵۰۰ بھیڑیں۔ ۱۹۰۵۰۴۰ بکریاں۔ ۱۳۷۶۰۳ شاخدار مویشی۔ ۵۰۲۷۶۳ خنزیر۔ ۵۵۷۹۴۴ گھوڑے ۹۸۰۷۰ اونٹ ہیں۔ اور ۸۸۹ خچر ملک میں تھے۔

معادن قانوناً سرکاری ملک سمجھی جاتی ہیں۔ پرنک کی معدن کوئلہ سے سالانہ سوا لاکھ ٹن کوئلہ نکلتا ہے۔ بلقانی ضلع ٹرونا میں بھی عمدہ کوئلہ پایا گیا ہے۔ دس لاکھ مکعب میٹر عمارتی پتھر ہر سال کانوں سے نکلتا ہے۔ لوہا۔ سونا۔ چاندی۔ سیسہ وغیرہ دہاتوں کی بھی کانیں موجود ہیں۔ برغاس کی معدن نمک سے سنہ ۱۸۹۹ء میں بارہ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ سوتی و اونی پارچہ بافی۔ رسی بافی۔ سگریٹوں کے بہت کارخانے ہیں۔ روشنی انجن اور کھپریل بنانے و قند سازی کے کارخانوں کے علاوہ دباغت اور کشیدہ شراب کے بھی کارخانے بکثرت ہیں۔

ریاست کی بڑی معدنی پیداوار میں لوہا اور کوئلہ ہیں۔ برغاس کی متصل نمکین جھیلوں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۵ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ تقریباً بیس اونی کارخانے جاری ہیں۔

تجارت تجارت کی بڑی جنس گندم ہے۔ دوسری اجناس جو باہر جاتی ہیں یہ ہیں۔ اون پنیر۔ مکھن۔ پنیر۔ کھالیں۔ سن اور لکڑی۔

درآمد زیادہ تر پارچات۔ لوہا اور کوئلہ کی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں کل ریاست میں ۹ کروڑ ۸ لاکھ ۶۷ ہزار ۹ سو لیو کا مال باہر سے آیا۔ اور ۸ کروڑ ۴ لاکھ ۳۹ ہزار ۵۳ لیو کا باہر گیا۔

مندرجہ ذیل جدول سے سنہ ۱۸۹۴ء میں مختلف ممالک سے جو تجارت ہوئی اوس کی مقدار معلوم ہو جاوے گی:-

نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا	نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا
سلطنت متحدہ	لیرہ ۲۰۱۷۳۲۳۲	لیرہ ۱۲۳۰۲۷۹۵	بلجیم	لیرہ ۱۰۱۱۰۸۰	لیرہ ۳۲۵۲۲۰۶
آسٹریا	۳۵۱۰۵۷۸۵	۲۸۸۱۹۰۲	سوٹزرلینڈ	۱۰۰۰۸۷۸	۳۹۲۹۳
ٹرکی	۱۲۷۸۵۹۰۷	۲۶۷۹۴۸۵۱	سرویا	۱۱۹۷۰۱۴	۱۳۲۱۲۳
فرانس	۲۷۴۰۴۶۴	۸۷۲۳۰۴۵۳	صوبجات متحدہ امریکا	۳۰۰۳۰۳۵	۰
روس	۲۹۴۷۶۲۲	۴۲۹۲۳	یونان	۵۳۵۳۲۲	۱۶۵۶۸۲
جرمنی	۲۰۹۶۵۵۳	۱۱۹۵۱۹۶۰	دیگر ممالک	۲۱۲۹۵۶	۵۲۹۰۷۱۱
رومینیا	۱۸۲۸۲۹۶	۷۲۷۳۷۴	میزان	۹۹۲۲۹۱۹۳	۷۲۸۵۰۶۷۵
اٹلی	۲۶۹۴۶۴۵	۵۴۸۳۹۹	۰	۰	۰

سنہ ۱۸۹۴ء میں درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں:۔

پارچات ۳۰۳۳۹۹۷۵ لیرہ کے۔ نوآبادی ہستے کی اجناس ۱۰۴۲۳۳۸۰۰ لیرہ کی۔ دہاتیں ۴۳۴۲۶۲۵ لیرہ کی۔ مشینری ۵۸ لاکھ ۳۱ ہزار آٹھ سو لیرہ کی۔ رنگا ہوا چمڑہ ۵۵۹۱۳۱۰۰۔ بابت آلات شیشی و لکڑی کا ۵۲ لاکھ ۴۴ ہزار ایک سو لیرہ کا۔ اجناس برآمد میں سب سے زیادہ مالیت گندم کی تھی جو ۵۵۸۷۱۳۰۰ لیرہ کی انگلستان۔ جرمنی۔ فرانس۔ اور ٹرکی کو گئی۔ مویشی ۶۱۱۲۷۴۵۰ لیرہ کے گئے۔

انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں کے رو سے ۱۸۹۴ء میں ۱۳۶۱۰۲ پونڈ کا مال بلگیریا سے برطانیہ کلاں میں آیا۔ اور ۲۱۵۷۳۱ پونڈ کا برطانیہ کلاں سے وہاں گیا۔ برطانیہ کلاں میں درآمد زیادہ ان اشیاء کی ہوئی مکئی ۱۰۵۰۰۵ پونڈ کی اور جو ۱۵۶۸۱ پونڈ کے۔ اور وہاں سے بلگیریا کو نسبتاً زیادہ تر چیزیں گئیں۔ سوتی پارچات ۲۳۱۶۹ پونڈ کے۔ لوہا۔ تانبا اور ٹین ۲۶۶۸۸ پونڈ کی۔

ملک کی تجارت زیادہ تر یونانیوں۔ آسٹریویوں۔ رومانویوں اور مختلف ممالک کے یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ محصول درآمد عموماً ۸ فیصدی مالیت پر لیا جاتا ہے۔ مگر کئی اشیاء مستثنیٰ ہیں اور قیمتی پارچات پر ۱۵ سے ۱۸ فیصدی تک محصول درآمد ہے۔ تمباکو پر ۲۰ فیصدی ہے اور مزید برآں چند دیگر اشیاء کی طرح اس پر محصول آبکاری بھی ہے۔ انجن۔ زرعی کلیں اور کتابیں محصول سے بری ہیں۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں سات کروڑ لیرہ مالیت کا مال آیا اور دس کروڑ ۳۶ لاکھ لیرہ مالیت کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں ۹ کروڑ ۲۰ لاکھ لیرہ کا آیا۔ اور دس کروڑ ۸۰ لاکھ کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں آسٹریا ہنگری سے ۴ کروڑ ۳۸ لاکھ کا۔ برطانیہ سے

ڈیڑھ کروڑ کا ۔ ٹرکی سے سوا کروڑ کا ۔ جرمنی سے ایک کروڑ نو لاکھ کا ۔ اور فرانس سے ۴۳ لاکھ لیوا کا مال آیا ۔ اور بلگیریا سے ان ممالک کو علی الترتیب ۔ ۷۹ لاکھ دو کروڑ ۔ دو کروڑ ۱۳ لاکھ ۔ ۳۹ لاکھ اور ۷۵ لاکھ لیوا کا مال گیا ۔ بلجیم سے ۱۴ لاکھ کا آیا ۔ اور دو کروڑ ۶۰ لاکھ کا گیا ۔ روس سے ۳۹ لاکھ کا آیا ۔ اور اٹھائی لاکھ کا گیا ۔ بلگیریا سے گندم کی مقدار کثیر (مالیتی ۷ کروڑ ۴۳ لاکھ لیوا) سالانہ انگلستان بلجیم ٹرکی جرمنی آسٹریا اور فرانس کو جاتی ہے ۔

جہازات و جہازرانی

بندرگاہ وارنا میں ۱۸۹۲ء میں ۶۸۴ جہاز وزنی ۴۴۴۸۸۳ ٹن (جنمیں سے ۱۹ جہاز وزنی ۱۰۴۸۹ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے اور اسیقدر وہاں سے روانہ ہوئے ۔ بندرگاہ برغاس میں ۵۹۰ جہاز وزنی ۴۲۵۱۵۹ ٹن (جنمیں سے ۶۳ جہاز وزنی ۷۱۵۸۶ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے ۔

بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں ۱۸۹۵ء میں ۴۰۵ میل ریلوے جاری تھی جنمیں سے ۱۳۱۲ میل بلگیریا خاص میں تھے ۔ ریلوے لائنیں اس طرح سے تیار کیگئی ہیں کہ صوفیا کو ایک طرف تو قسطنطنیہ سے ملا دیا گیا ہے ۔ اور دوسری طرف بلگیریڈ اور یورپ کے عام سلسلہ ریلوے سے ۱۸۹۲ء میں دونوں صوبوں میں سرکاری سلسلہ تار برقی کا طول ۳۹۵۳ میل اور تار گھر ۷۴ تھے جہاں تک ۵۶۶۱۰ پیغام روانہ کئے گئے ۱۸۹۳ء میں ۱۳۳ ڈاکخانے تھے جنہوں نے ۱۵۲۱۹۷۷۳ خطوط اور اخبارات وغیرہ روانہ اور تقسیم کئے ۔ محکمہ تار و ڈاکخانہ سے ۱۸۹۳ء میں ۹۷۹۵ پونڈ آمدنی اور ۱۰۳۱۰۳ پونڈ خرچ ہوا ۔

بلگیریا کے بڑے بنادر وارنا و برغاس ہیں ۔ کل بنادر میں ۱۹۰۲ء میں ۱۳۰۳۴ جہاز وزنی ۵۳ لاکھ ۲۷ ہزار ٹن آئے اور ۱۳۰۲۹ وزنی ۳۳ لاکھ ۷۶ ہزار ٹن گئے ۔ ۱۹۰۲ء میں ریاست میں ۱۰۲۰ میل لمبی ریلوے تھی جسمیں سے آٹھ سو میل سرکاری ملکیت تھی ۔ ۱۹۰۲ء میں سلسلہ تار ۳۲۷۰ میل لمبا تھا جسپر ۵۸۴۸ میل لمبے تار تھے ۔ ۲۳۵ تار گھر تھے ۔ اور تقریباً ۱۲ لاکھ پیغام بھیجے گئے ۔ اسی سال اسسلسلے ٹیلیفون کے تھے جنکی لمبائی ۷۰۵ میل تھی اور ۳۵۰۴ ڈاکخانہ تھے جنکی معرفت ۲ کروڑ ۱۸ لاکھ خطوط و اخبار وغیرہ تقسیم ہوئے ۔ محکمہ تار و ڈاک سے اس سال ۳۱ لاکھ ۳۴ ہزار لیوا آمدنی ہوئی اور ۳۲ لاکھ ۱۰ ہزار لیوا خرچ ہوئے ۔

سکے اور ساکھ

بلگیریا میں ایک نیشنل بنک ہے جسکا صدر مقام صوفیا میں ہے اور فلپ پولی رسچک اور وارنا میں اوسکی شاخیں ہیں ۔ اوسکا سرمایہ چار لاکھ پونڈ ہے جو سرکاری خزانہ کو بہم پہونچایا گیا ہے ۔ تیس ہزار پونڈ اوسکا ریزرو فنڈ ہے اور ۱۶ ہزار پونڈ کی مالیت کی اوس کے نوٹ چلتے ہیں ۔

عثمانیہ بنک کی ایک شاخ فلپ پولی میں ہے اور ہر ایک ضلع میں گورنمنٹ کی زیر اہتمام ایک ایک زراعتی بنک ہے ۔ عام سکے یہ مروج ہیں ۔ سیسہ تانبا اور نکل کے سکے جو اسکین سنٹیم ڈالر کا دسواں حصہ ہیں ۔ پانچ

چاندی کے سکے یہ ہیں ½ ۱-۲-۱ اور ۵ لیوا۔ لیوا ایک فرانک کے برابر ہے نیشنل بنک کے نوٹ مساوی قیمت چلتے ہیں

صوفیا میں انگریزی ایجنٹ اور قونصل جنرل مسٹر ایف۔ ای ایچ الیٹ ہے۔ اور اسکے علاوہ صوفیا فلپ پولی۔ رسچک اور وارنا میں نائب قونصل بھی ہیں ۔

نیشنل بنک کا سرمایہ وہی چار لاکھ پونڈ یا ایک کروڑ لیوا ہے۔ ریزرو فنڈ سرمایہ کی ⅓ ہے۔ بنک ۱ کروڑ ۳۰ لاکھ لیوا کی مالیت کے اپنے نوٹ جاری کرسکتا ہے جنکی کفالت میں اسے ۴۵ لاکھ لیوا ہمیشہ کرنسی فنڈ میں نقد جمع رکھنے پڑتے ہیں عثمانیہ بنک نے اب بلگیریا سے اپنا کل کاروبار اٹھا لیا ہے۔ کل ریاست میں ۸۵ زرعی بنک ہیں جنکا مجموعی سرمایہ تین کروڑ ۸۰ لاکھ فرنک ہے۔ وہ ضرورت پر نیشنل بنک سے روپیہ قرض لے سکتے ہیں۔

صوفیا میں اسوقت برٹش قونصل جنرل و ایجنٹ مسٹر جی بکنین سی بی ہیں جنکے علاوہ صوفیا فلپ پولی رسچک اور وارنا میں انگریزی وائس قونصل بھی ہیں اور برغاس میں قونصل ایجنٹ ۔

دوسری باجگذار ریاست

پہلے سموس دوسری باجگذار ریاست تھی۔ وہ اب یورپین ترکی میں تیسری باجگذار ریاست ہوگئی ہے۔ دوسری ریاست دسمبر ۱۸۹۸ء میں جزیرہ کریٹ کی قایم ہوگئی ہے۔ اس واقعہ کے متعلق کتاب محاربات تفصیلی میں مفصل ذکر ہے۔ کریٹ کے متعلق ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر کلٹی یہ تحریر کرتے ہیں:-

جزیرہ کریٹ سنہ ۱۲۱۱ء سے سنہ ۱۶۶۹ء تک ریاست وینس کے تابع رہا۔ آخرالذکر سال میں ترکوں نے اسے فتح کیا۔ اوسوقت سے لیکر باستثناء عرصہ دس سال از ۱۸۳۰ء تا ۱۸۴۰ء جبکہ مصری وائسرائے اوسکا حکمران تھا۔ یہ جزیرہ ترکی ولایت محسوب ہوتا رہا۔ جزیرہ کے عیسائی باشندوں کی تقریباً ستر سالہ بغاوت کے بعد ۱۸۹۸ء میں انگلستان۔ روس۔ فرانس۔ اور اٹلی نے بالجبر جزیرہ کو ایک مستقل ریاست بنوادیا۔ جو اگرچہ بابعالی کے زیر فرمان رکھی گئی۔ لیکن خراج کچھ نہ مقرر کیا گیا۔ اور ۲۶ نومبر ۱۸۹۸ء کو جزیرہ کی حکومت بحیثیت ہائی کمشنر شاہ یونان کے فرزند دوم پرنس جارج کو تین سال کے لیے دیگئی۔ دسمبر ۱۹۰۱ء میں پہلی میعاد ختم ہونے پر پھر اوسکی تجدید کیگئی۔ جارج نے جو ۲۴ جون ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوا تھا۔ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کو کمشنری کا چارج لیا۔ اوسے دو لاکھ طلائی درہم سالانہ مشاہرہ ملتا ہے۔

شاہزادہ ایک قومی مجلس کے ذریعہ حکومت کرتا ہے۔ مجلس کے منتخب ممبروں کی تعداد ۲۸ اپریل ۱۸۹۹ء کو فی پانچ ہزار باشندوں کے پیچھے ایک ممبر کے لحاظ سے ۶۴ مقرر کیگئی ہے۔ دس ممبر پرنس نامزد کرتا ہے میعاد ممبری دو سال ہے۔ اور مجلس دو سال میں ایک دفعہ اجلاس کرتی ہے۔ ہر ممبر کو بدوران اجلاس دس

درہم یومیہ معاوضہ ملتا ہے۔ انتظامی صیغہ بالکل پرنس کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس کام میں تین وزراء سے مدد لیتا ہے۔ جزیرہ کے خارجی تعلقات ہر چہار دول متذکرہ بالا کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اونکے معتمدین موجودہ روما (پایہ تخت اٹلی) کے ذریعہ طے ہوتے ہیں۔ جنکی فوجی دستے اب تک جزیرہ میں موجود ہیں۔

(اہالی جزیرہ پرنس جارج کی سخت گیری سے سخت نالاں ہیں۔ او مسلمانوں پر بہت زیادہ سخت جور و ظلم ہوتا ہے اور وہ لگاتار ترکی علاقوں کو ہجرت کئے چلے جا رہے ہیں۔ جزیرہ کو یونان کے ملحق کرنے کی بار بار کوشش ہو چکی ہے۔ لیکن یورپ نے ابھی اسے خدا معلوم کس مصلحت سے منظور نہیں کیا۔ مؤلف)

جزیرہ ۱۶۰ میل لمبا ہے۔ عرض ۶ سے ۳۵ میل تک ہے۔ کل رقبہ ۳۳۲۶ مربع میل ہے۔ جو پانچ اضلاع - ۲۳ تحصیلوں اور ۸۱ پرگنوں میں منقسم ہے۔ سرکاری مردم شماری ۸ اجون سنہ ۱۹۰۰ء آبادی ۳۰۳۵۴۳ ہے جنمیں ۲۶۹۳۱۹ یونانی عیسائی ۳۳۴۹۶ مسلمان - اور ۲۸۷ یہودی ہیں۔ سنہ ۱۸۸۱ء و سنہ ۱۹۰۰ء کے درمیان آبادی میں ۲۳۸۹۰ کا اضافہ ہوا۔ عیسائی ۶۳۲۵۶ بڑھے۔ اور اسلامی آبادی میں ۳۹۹۵۵ کی کمی ہوئی سنہ ۱۹۰۰ء کی مندرجہ بالا مردم شماری میں ۶۰۹۶ اجنبی شامل نہیں۔ جنمیں ۳۵۹۳ یونانی رعایا تھے۔ اور ۱۷۰۱ ترکی رعایا۔ تمام باشندوں کی زبان یونانی ہے۔ خانیہ صدر مقام کی آبادی ۲۴۵۳۷ ہے کینڈیا کی ۲۲۰۷۴۔ اور قصبہ ریتی مو کی ۹۳۱۱۔ جزیرہ میں تین ہزار یونانی گرجے۔ تین کیتھولک گرجے ۲۳ یونانی راہب خانے۔ تین راہبات کدے۔ اور ۵۰ جامع مسجدیں۔ عیسائی بشپ اور مسلمان قاضی و مفتی پرنس کی منظوری سے مقرر ہوتے ہیں۔ مسیحی کلیسا کا انتظام ایک مذہبی مجلس کے سپرد ہے۔ (اسلامی مساجد کے متعلق کوئی سرکاری محکمہ نہیں۔ ہاں البتہ اہالی نے انکی اور اسلامی اوقاف کی نگرانی کے لئے اپنا ایک معتمد کمیٹی میں مامور کر رکھا ہے۔ مؤلف)

تعلیم بظاہر لازمی ہے۔ والدین کو ۶ و ۹ سال کے درمیان کے تمام بچوں کو تعلیم دلانا واجب ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۳۹۰ (۳۷۶ مسیحی - ۱۴ اسلامی) قومی مدارس تھے جنمیں ۱۹۴۳ (۳۵ مسلمان باقی عیسائی) متعلم اور ۲۹۱۵۳ (۲۴۳۳ مسلمان باقی عیسائی) متعلمہ تھے۔ اعلیٰ مدارس یہ ہیں:۔ ۱۲ یونانی مڈل سکول ۳ زنانہ مدارس۔ دو ورنش سکول۔ ایک مذہبی مدرسہ۔ ایک نائٹ سکول۔ دو اعلیٰ علمی مدرسے جن سب میں ۲۴۹۹ (۷۰ لڑکیاں) متعلم تھے اور ۱۲۳ مدرس۔

یونان کے اصول پر ایک عدالت عالیہ۔ ایک عدالت اپیل۔ پانچ ابتدائی عدالتیں۔ ۲۶ آنریری عدالتیں اور تین فوجداری عدالتیں ہیں۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو جیل میں ۱۹۴ قیدی تھے۔ پولیس میں ۱۰۸۵ شخص ہیں۔ قومی ملیشیا میں ہر کریٹی کو شامل ہونا واجب ہے۔

سال ۱۹۰۴-۵ء کی آمدنی ۱۰۳۱۳۶۴۷۴ درہم (درہم = فرانک) اور خرچ ۳۴۳۵۳۸۲۵ درہم اندازہ کیا گیا ہے۔ آمدنی بلاواسطہ محاصل اور دیگر ٹیکسوں سے حاصل ہوتی ہے۔ خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں صیغۂ مال ۱۱ لاکھ درہم صیغۂ داخلیہ و پولیس ۱۲ لاکھ، تعلیم و عدالت و کلیسیا ۱۷ لاکھ درہم۔ ہر چہار دول نے کریٹی حکومت کو چالیس لاکھ درہم قرض دینے کا وعدہ کیا تھا۔ انگلستان۔ اٹلی اور فرانس نے اب تک اپنے اپنے حصہ کے دس لاکھ درہم ادا کئے ہیں۔ روس نے صرف ۳۵۲۵۰۰ درہم تا حال دئے ہیں۔ اور یہی ۳۳ لاکھ ۵۲ ہزار درہم کی رقم اب تک کریٹ کا قومی قرضہ ہے۔

کریٹ کو نیم آزاد ہو جانے پر اپنے رقبہ و آبادی کے لحاظ سے سلطنت عثمانیہ کا قومی قرضہ بحصہ رسدی اپنے ذمہ لینا چاہئے تھا۔ دول یورپ باغلب جو اس موقعہ پر بھی ٹرکی کے حق میں انصاف کرنا شاید روا نہ رکھتی۔ مگر ترکی قرضہ کی مجلس منتظمہ تاریخ آزادی تک جزیرہ کریٹ سے بھی دیگر ترکی ولایت کی طرح پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لیتی رہی تھی۔ اور اس مجلس منتظمہ کو جو یورپین قرضخواہوں کی نائب ہے ہٹانا آسان نہ تھا۔ بنا بریں اگست ۱۹۰۳ء میں ہر چہار دول نے یہ فیصلہ کیا کہ کریٹ کی حکومت اس مجلس کو ۱۵ لاکھ درہم یکمشت ادا کر دے اور بیس سال کے لئے محکمہ نمک اور اوس کے محصول کو مجلس کی تحویل میں دیدے۔ اور ان دونوں کے عوض مجلس ان حقوق و واجبات سے دست بردار ہو جاوے جو اوسے پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لینے کے متعلق کریٹ میں حاصل تھے۔

کریٹ کی بڑی پیداوار روغن زیتون ہے جو زیادہ تر صابن بنانے کے کام آتی ہے۔ شراب۔ نارنگیاں مٹر۔ اخروٹ اور ریشم کی بھی بہت پیداوار ہے۔ بھیڑ بکری بکثرت ہیں۔ قالین اور پردے بھی بنتے ہیں۔ تجارت زیادہ تر یونان اور ٹرکی کے ساتھ ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں پانچ لاکھ پونڈ کا مال آیا۔ اور تین لاکھ پونڈ کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں ۵ لاکھ ۸۰ ہزار کا مال آیا اور چار لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ کا گیا۔ اسی سال نو ہزار پونڈ مالیت کا روغن زیتون برطانیہ گیا۔ اس سال ۵۰۰۱ جہاز وزنی پونے تین لاکھ ٹن بندر کینڈیا میں داخل ہوئے جن میں سے نصف آسٹروی تھے۔ اور باقی زیادہ تر یونانی و ترکی۔

ڈاکخانہ کا محکمہ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں قائم ہوا۔ اور اس سال بماہ ستمبر دیگر ممالک کے ساتھ پوسٹل تعلقات قائم ہو گئے۔ آسٹروی۔ فرنچ۔ اور اطالین ڈاکخانوں کے علاوہ ۵۵ ڈاکخانے کریٹی ہیں۔ ٹیلیفون کا سلسلہ اور ریلوے کی تعمیر شروع ہونیوالی ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک کروڑ درہم کے سرمایہ سے کریٹی بنک قائم ہوا۔ تیس سال کے لئے اوسے نوٹ جاری کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں حکومت یا اور بنک نوٹ جاری نہیں کر سکیں گے۔ کریٹی سکے یونانی سکوں

کی ہو بہو نقل ہیں۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے نومبر سنہ ۱۹۰۱ء تک ۲۶ لاکھ فرنک مالیت کے کریٹی سکے مضروب ہوئے تھے اجنبی ممالک کے سکوں کے چلن کی ممانعت ہے۔ یورپین طلائی سکوں۔ انگریزی شلنگ اور ترکی نقرئی مجیدیہ کے خانیا میں انگریزی قونصل جنرل رہتا ہے۔ جو اسوقت مسٹر ای ڈبلیو ہو ورڈ ہے۔ علاوہ برین خانیا کنیڈیا اور ریتیمو میں قونصل رہتے ہیں۔

تیسری باجگذار ریاست

جزیرہ سموس یہ جزیرہ ایشیائے کوچک کے ساحل کے قریب ہے۔ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۳۲ء کو اسے روس۔ فرانس اور برطانیہ کلاں کی زیر ضمانت ٹرکی کے ماتحت ایک ریاست بنایا گیا۔ اسکا رقبہ ۱۸۰ مربع میل اور آبادی (سنہ ۱۸۹۴ء کی مردم شماری کے مطابق) ۴۸۹۶۶ ہے۔ انکے علاوہ اس جزیرہ کے ۵۰۰۳۱ باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر آباد ہیں۔ اجنبیوں کا شمار ۹۱۴ ہے جنمیں سے ۵۲۵ یونانی ہیں سنہ ۱۸۹۳ء میں یہاں ۳۲۶ شادیاں ہوئیں۔ ۱۵۷۷ پیدا ہوئے اور ۱۲۴۸ آدمی مرے۔

سوائے ۳۶ آدمیوں کے کل باشندوں کا مذہب گریک آرتھوڈاکس ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء کی آمدنی کا اندازہ ۳۰۲۹۹۰۲ پیاسٹر اور خرچ کا بھی اسیقدر لگایا گیا۔ اس ریاست کے ذمہ کوئی قومی قرضہ نہیں۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں یہاں سے ۱۰۹۱۵۴۲۶۳۲ پیاسٹر کا مال گیا۔ اور ۳۴۹۵۰۷۹۵۱ پیاسٹر کا آیا۔ بڑی اجناس برآمد یہ تھیں۔ شراب ۳۵۲۷۶۳۲۸۱ پیاسٹر کی۔ انگور ۱۸۱۹۵۶۲۹۷ پیاسٹر کے۔ کہالیں یعنی کچا چمڑا ۱۴۱۵۲۱۳۱ پیاسٹر کا۔ تیل ۱۴۳۲۳۰۸ پیاسٹر کا۔ درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں۔ اسپرٹ (روح شراب) ۷۴۱۳۱۹۰۳ پیاسٹر کی۔ سکی ۳۷۳۳۶۲۳ پیاسٹر کی۔ نریفت ۱۵۶۷۷۵۷۴ پیاسٹر کی۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں ۳۲۳۴ جہاز ۳۰۲۹۵۷۵ ٹن کے بندرگاہ میں داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ ان میں سے ۳۱۸ جہاز ۳۷۷۹۲ ٹن کے انگریزی تھے۔ اہالیان جزیرہ ۲۴۳ جہازوں کے مالک ہیں جن کا وزن ۱۳۸۱۷ ٹن ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں ۶۲۴۱۲ خطوط اور ۳۷۹۲۳ مطبوعہ کاغذ ڈاک خانہ سے گذرے پیغامات تار کی تعداد ۹۴۲۷ تھی۔

(انڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۲ء آبادی ۴۳۲۴۹ ہے جنکی علاوہ ۱۵ ہزار یہاں کے باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر رہتے ہیں۔ ۱۱۹۷ اجنبی آباد ہیں جنمیں ۱۰۸۰ یونانی ہیں سنہ ۱۹۰۲ء

میں ۶۱۲ شادیاں ہوئیں - ۲۸۱۷ پیدایش اور ۱۳۱۷ موتیں ۔

۱۹۰۵ء کی آمدنی ۳۲ لاکھ ۵۵ ہزار قرش اور خرچ ۳۲ لاکھ ۱۷ ہزار اندازہ کیا گیا۔ قرض ۲۵ لاکھ ۲۹ ہزار قرش ہے۔ جزیرہ میں طوطیا۔ نقرہ آمیز سیسہ۔ تانبا۔ جست اور سنگ مرمر کی کانیں موجود ہیں مگر کان کنی کا کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ ۱۹۰۳ء میں ۱۹۳۷۵۰ پونڈ کا مال باہر سے آیا۔ اور ۱۸۷۳۸۰ پونڈ کا گیا۔ اس سال ۱۸۱۶ اسٹیمر اور ۳۴۲۷ بادبانی جہاز جو زیادہ تر ترکی۔ یونانی اور آسٹرین تھے جزیرہ میں آئے۔ اور ۲۴۶۰۵ خطوط اور ۱۳۲۴۳ برقی پیام تقسیم ہوئے ۔

سفراء و قونصلیں

۱۔ ٹرکی کے برطانیہ کلاں میں — سفیر قطاقی آفندی انتھوپولوس (عیسائی) [۱۸۹۶] مرگیا ۱۹۰۲ء بعد میں سٹیفانکی موسورس پاشا
مشیر سفارت۔ نارل بے [۱۸۹۶]۔ عبد الحمید بک [۱۹۰۶]۔

سکرٹری اول۔ رفعت بے [۱۸۹۶ء]۔ فخر الدین بک۔ رومیلی بک اوغلو [۱۹۰۶ء]

دوم سکرٹری ۔ توفیق بک۔

بحری اٹاشی۔ کمانڈر غالب بے۔ محمود بک۔

امام سفارت خانہ۔ ۔ محمد رضا آفندی۔

قونصل جنرل لنڈن۔ فریداللہ آفندی۔ امین آفندی خسرج اللہ

قونصل جنرل مولیل۔ ۔ کامل بک۔

مقامات مندرجہ ذیل میں ترکی قونصل جنرل مامور ہیں۔ لورپول۔ بمبئی۔ کیپ آف گڈ ہوپ۔ مالٹا۔

مندرجہ ذیل مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں۔ برمنگھم۔ ڈبلن۔ جرسی۔ نیوکیسل آن ٹائین۔ کولمبو (واقع سیلون) جبرالٹر۔ سینٹ لوئیس۔ (واقعہ جزیرہ ماریش) پائینٹ ڈی گیل۔ کارڈف۔ گلاسگو۔ ہارٹل پول۔ ہل۔ لیتھ۔ مانچسٹر۔ سوتھمپٹن۔ سنڈلینڈ۔ سوین سی۔ کراچی و مدراس ۔

۲۔ برطانیہ کلاں کے ٹرکی میں — سفیر رائٹ آنریبل سر فلپ ایچ ڈبلیو کری جی۔ سی۔ بی جو ۱۸۸۹ء سے محکمہ خارجیہ کا مستقل نائب وزیر تھا۔ جنوری ۱۸۹۴ء میں سفیر ٹرکی مقرر ہوا۔ (مرگیا ۱۹۰۵ء میں)[۱] موجودہ سفیر سر نفلس اوکانر

مشیر و سکرٹری۔ آنریبل ایم۔ ایچ ہربرٹ [۱۸۹۶ء] (یہ اٹلی کو تبدیل ہوگیا ہے۔ مولف) الیت ڈبلیو سٹرانگ [۱۹۰۶ء]۔

جنگی اٹاشی۔ کرنیل ایچ سی چیرم سائڈ سی بی۔ سی ایم جی۔ لفٹنٹ کرنیل مانسل۔

[۱] ۱۸۹۹ء میں اٹلی کو تبدیل ہو گیا تھا۔ وہیں لارڈ بنا۔ اس سال مرگیا ۔

جج برائے مقدمات انگریزی رعایا۔ اسوقت خالی ہے۔ (۱۹۰۶ء)

نائب جج۔ جی بی پگٹ۔ "

تجارتی سکرٹری (برائے ایشیائی ٹرکی) اڈورڈ فٹزجیرلڈ لا۔

تجارتی اٹاچی اور قونصل۔ ڈبلیو ایچ رینچ سی ایم جی۔ ۱۸۹۱ء (۱۸۹۶ء میں فوت ہوگیا ہے۔ مؤلف) ای وکلی ۱۹۰۶ء

قونصل بمقام قسطنطنیہ۔ ایچ۔ سی۔ ای۔ آبیس۔ ۱۹۰۶ء

مندرجہ ذیل مقامات میں انگریزی قونصل جنرل مامور ہیں۔ بغداد۔ بیروت۔ بوشاسرای۔ سالونیکا۔ سمرنا۔ ٹریپولی ان مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں۔ بنغازی۔ (واقع ٹریپولی) اڈریانوپل۔ ملجرہ۔ دمشق (جزیرہ) کریٹ۔ جدہ۔ یروشلیم۔ ارض روم۔ یموس۔ طرابزون۔ بروصہ۔ ڈارڈینلز۔ گیلی پولی۔ سقوطرا سے اوانا۔ انطاکیہ۔ کینڈیا (واقع جزیرہ کریٹ) وان۔ رہوڈس۔ سکالانوآوا۔ خرپوت۔ سیواس۔ مناسطر۔ دیاربکر۔ دیطلس۔ یافہ۔ سمرنا۔ قونیہ۔ اسکب۔ وانہ۔ مؤلف)

سلطنت عثمانیہ کے متعلقہ تالیفات سرکاری وغیر سرکاری مختلف زبانوں میں:۔

(الف)۔ اردو۔ (۱) تاریخ خاندان عثمانیہ طبع دوم ۱۹۰۶ء (۲) بست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان طبع چہارم ۱۹۰۶ء (۳) مفروضہ مظالم آرمینیا طبع سوم ۱۹۰۵ء (۴) واقعات روم طبع دوم ۱۹۰۵ء (۵) محاربات پلیونا طبع سوم ۱۹۰۵ء (۶) محاربات تھسلی طبع دوم ۱۹۰۵ء (۷) ترکوں کی موجودہ ترقیات طبع دوم ۱۹۰۶ء (۸) حالات استنبول و قسطنطنیہ طبع اول ۱۸۹۸ء (۹) کتاب ہذا طبع دوم۔ (۱۰) روزنامچہ ترک ۱۹۰۶ء (۱۱) مصر و انگلستان ۱۹۰۶ء (۱۲) عراق و عرب ۱۹۰۶ء (۱۳) نجد و عرب ۱۹۰۶ء یہ سب کتابیں دفتر وطن لاہور سے ملینگی۔

(ب) سرکاری۔ ترکی و یورپین زبانوں میں (۱) سالنامہ۔ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری سالانہ المنک۔ ترکی میں (۲) رپورٹ محکمہ حفظان صحت (ہیلتھ آفس) ہرسال ترکی میں علیحدہ طبع ہوتی ہے (۳) کونسل عثمانیہ کی قرض کی رپورٹ ہر سال طبع ہوتی ہے۔ ترکی و فرانسیسی میں (۴) کپتان کاول کی کتاب عثمانیہ فوج پر جو انگریزی محکمہ خبر رسانی میں تیار ہوئی ۱۸۹۴ء میں بزبان انگریزی چھپی (۵) جرمن حکومت کی سالانہ رپورٹ قسطنطنیہ کی تجارت پر مطبوعہ برلن (۶) عثمانیہ قرضہ پر سالانہ رپورٹ مطبوعہ لنڈن (۷) انگریزی قونصلوں کی سالانہ رپورٹیں جو سلطنت عثمانیہ میں مامور ہیں۔ اور نیلی کتاب یعنی سرکاری کیطرف سے ہرسال شائع ہوتی ہیں (۸) عثمانیہ قانون اراضی مؤلفہ اونگلی۔ انگریزی۔ مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۴ء (۹) انگریزی حکومت کی سالانہ رپورٹ برطانیہ و دیگر ممالک کی باہمی تجارت پر۔ (۱۰) سرکار انگریزی کی خط و کتابت جو ارمنی اضلاع کی اصلاحات کے

متعلق مطبوعہ لندن ۱۸۹۹ء (۱۳) سرکار انگریزی کی خط وکتابت مسئلہ مقدونیہ کے متعلق لندن ۱۹۰۲ء بلیو بک ٹرکی نمبر ۱۔

غیر سرکاری۔ (۱) رشین کوسچن مؤلفہ اڈیٹر وطن۔ انگریزی (۲) برٹش سفیر آف کامرس کی سالانہ رپورٹ (۳) سفر مقدونیہ کی کہانی مؤلفہ ابانٹ۔ انگریزی مطبوعہ لندن ۱۹۰۱ء (۴) کتاب سلطنیہ اطالین سے انگریزی میں ترجمہ مؤلفہ امیسیز مطبوعہ نیو یارک ۱۸۹۶ء (۵) سبل لیڈرز آف ٹرکی مؤلف سر ایشمیڈ بارٹلٹ لندن ۱۸۹۷ء (۶) جنگ بلقان و مشرقی مسئلہ مؤلفہ بیکر الفرنچ پیرس ۱۸۹۹ء (۷) مقدونیہ اور سلطانی پالیسی۔ فرنچ مؤلفہ بیرارڈ پیرس ۱۸۹۷ء (۸) ترکی فوج کے ہمراہ تھسلی میں انگریزی مؤلفہ بکہم۔ لندن ۱۸۹۷ء (۹) قسطنطنیہ شہر سلاطین۔ انگریزی مؤلفہ کلیمنٹ لندن ۱۸۹۵ء (۱۰) کانگیٹو ٹرکیہ طبع دوم۔ انگریزی مؤلفہ کانفیولو۔ لندن ۱۸۹۹ء (۱۱) ہسٹری آف اوٹومن ٹرکس انگریزی مؤلفہ سر ایڈورڈ کریسی طبع دوم لندن ۱۸۸۲ء (۱۲) دی ٹرک اینڈ ہز لاسٹ پراونسز مؤلفہ گریش انگریزی۔ لندن ۱۹۰۱ء (۱۳) سلطان اینڈ ہز مجلس و دیگر مؤلفہ ڈاوی لندن ۱۸۹۷ء (۱۴) عبد الحمید ان ٹائیم مؤلفہ جے ڈوری پیرس ۱۹۰۱ء (۱۵) کونسٹنٹی نوپل اینڈ اٹس پرابلمز مؤلفہ ڈاکٹر ہملن سنہ ۱۹۰۱ء (۱۶) ڈائری آف قسطنطنیہ لیڈی ریلیٹ۔ لندن ۱۸۹۳ء (۱۷) آٹومن پاور ان یورپ مؤلفہ فریمین لندن ۱۸۷۷ء (۱۸) ولن آف ٹرکی مؤلفہ لوسی گارنیٹ لندن ۱۸۹۰ء (۱۹) کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ کرافورڈ لندن ۱۸۹۵ء (۲۰) حدیقہ الشوامی مساجد و منازل شہر کے حالات مؤلفہ حافظ حسین آفندی مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۸۶۹ء (۲۱) ڈائری آف اے ٹرک مؤلفہ خلیل لندن ۱۹۰۳ء (۲۲) تاریخ عثمانیہ جرمن زبان مؤلفہ ہیمر چار جلد طبع دوم پست ۱۸۳۶ء (۲۳) معاہدات ٹرکی و برطانیہ مؤلفہ سر ہرسلٹ انگریزی (۲۴) یورپین کنسرٹ اینڈ ایسٹرن کوسچن (مجموعہ معاہدات) انگریزی مؤلفہ ہالینڈ آکسفورڈ ۱۸۸۵ء (۲۵) کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ ملٹن۔ لندن ۱۹۰۴ء (۲۶) جنرل ڈی پیسٹی کا مرثیہ کانسٹنٹی نوپل فرنچ سنہ (۲۷) انویژن آف کریمیا مؤلفہ کنگ لیک۔ لندن ۱۸۷۵ء (۲۸) عبد الحمید سلطان لاسٹ فرنچ مؤلفہ ہقابرو پیرس ۱۹۰۱ء (۲۹) دی سلطان اینڈ ہز پاورز انگریزی پادری ملکم مسیکال لندن ۱۸۹۶ء (۳۰) مجلہ یعنی دیوانی قانون سلطنت ترکی مطبوعہ نکوسیا ۱۸۹۵ء (۳۱) لائیف آف مدحت پاشا انگریزی مؤلفہ علی حیدر مدحت لندن ۱۹۰۳ء (۳۲) لیٹرز فرام کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ مسٹر میکمیلن لندن ۱۸۹۵ء (۳۳) ٹرکی ان دی ایسٹ مؤلفہ ملز لندن ۱۸۹۸ء (۳۴) برٹش پالیسی ان نیئر ایسٹ ... لندن ۱۸۹۶ء (۳۵) ہائی لینڈز آف ایشیاٹک ٹرکی۔ لارڈ پرسی۔ لندن ۱۹۰۱ء (۳۶) دی پیپل آف ٹرکی

مولفہ لین پول لنڈن سنہ ۱۸۷۸ء (۳۷) ٹرکی مولفہ لین پول لنڈن سنہ ۱۸۸۹ء (۳۸) دی فال اینڈ دی سکشن آف ٹرکی مولفہ سالمون۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء (۳۹) دی کنکرنگ ٹرک مولفہ سٹیونس۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۴۰) برٹش کونسلر جورسڈکشن ان دی ایسٹ مولفہ ٹارنگ۔ لنڈن سنہ ۱۸۸۸ء (۴۱) دی بلقان کویسچن۔ از ولاری۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۵ء (۴۲) سدکرز گائیڈ ٹو فلسطین اینڈ سیریا۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۴ء (۴۳) یروشلیم از بال۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء (۴۴) سدرن عریبیا۔ از تھیوڈور بینٹ لنڈن سنہ ۱۹۰۰ء۔ (۴۵) رائیڈ تھرو ویسٹرن ایشیا۔ از بگہم۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۴۶) جرنی ان کردستان۔ از بشپ لنڈن سنہ ۱۸۹۱ء (۴۷) ٹرکی اینڈ آرمینین اٹروسٹیز از بلس۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء (۴۸) ٹوران پلسٹائن اینڈ سیریا از بیٹن لنڈن سنہ ۱۸۹۳ء (۴۹) ٹرانس کاکیشیا اینڈ ارارات۔ از جیمز برائیس لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء (۵۰) پلسٹائن از کونک لنڈن سنہ ۱۹۰۰ء (۵۱) ان اسیلورڈ سیریا۔ از برٹن لنڈن سنہ ۱۸۷۲ء (۵۲) ٹریولز ان ایشیا مائنر۔ از ڈیس لنڈن سنہ ۱۸۳۹ء (۵۳) جرنی تھرو یمن از ہیرس لنڈن سنہ ۱۸۹۳ء (۵۴) گائیڈ ٹو پلسٹائن اینڈ سیریا۔ از سیکمن لنڈن سنہ ۱۹۰۵ء (۵۵) سنائی اینڈ پلسٹائن از سٹانلی لنڈن سنہ ۱۸۵۶ء (۵۶) عریبیا کریڈل آف اسلام از زویمر اڈنبرا سنہ ۱۹۰۰ء (۵۷) دار الاسلام۔ انگریزی و (۵۸) مصر فاتح ترکی صوبجات۔ ہر ورنر سائکس۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء (۵۹) ٹو ہیرز ان پلسٹائن اینڈ سیریا از تھامس لنڈن سنہ ۱۸۹۹ء (۶۰) ہینڈ بک فار ٹریولرز ان ایشیا مائنر۔ ٹرانس کاکیشیا۔ پرشیا اسٹرا۔ از سر ولسن لنڈن سنہ ۱۸۹۵ء (۶۱) شیخ محمد بن...... الحقائقی کی فسیح کتاب سے جو ترقی وحالات ٹریپولی پر مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۰۳ء (۶۲) ٹریپولی از نخلستان کے از ابرحیم من اہولنٹ کی کتاب مطبوعہ لیپزک سنہ ۱۸۸۱ء (۶۳) لالیٹ ان ٹریپولی از ہیناپین مطبوعہ لورپول سنہ ۱۸۹۳ء۔

چوتھی باجگذار ریاست

مصر[1] **حکمران** خدیو عباس حلمی پاشا۔ پسر محمد توفیق پاشا مرحوم ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوا۔ ۷ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو اپنے باپ کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ پرنسس اقبال خانم سے شادی کی

لہ انگریزی قبضہ مصر کو وہاں کی عام رعایا جس نگاہ سے دیکھتی ہے وہ مضمون مندرجہ ذیل سے معلوم ہو جائیگا۔

انگریزی قبضہ مصر کے مسئلہ پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل بحث کر کے یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ معاملات خارجیہ میں انگلستان کو جو مشکلات حادث ہو رہی ہیں یا جن کے پیش آنیکا قوی احتمال ہے اونکے زیادہ حصہ کا باعث یہی قبضہ مصر ہے جس نے ٹرکی کو اس ناجائز غصب سے سخت برافروختہ کر رکھا ہے۔ اور روس۔ فرانس و جرمنی وغیرہ کو بھی جنہیں انگلستان کے

باقی اگلے صفحہ پر

جس کے بطن سے ۱۲ فروری ۱۸۹۵ء کو شہزادی امینہ خانم متولد ہوئی۔ خدیو کا ایک چھوٹا بھائی محمد علی ہے جو ۲۸ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوا۔ اور دو بہنیں ہیں۔ خدیجہ خانم ۲ مئی ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئیں اور نعمت خانم ۶ نومبر ۱۸۸۱ء کو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) مقبوضات میں ہر روز وسعت پیدا ہوتے جانا ہرگز مرغوب نہیں انگلستان کے برخلاف جب چاہیں خطرناک اتفاق کرنے کا موقعہ اور بہانہ دیدیا ہوا ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انگلستان بھی آمادہ ہے دول یورپ کی توجہ کو ہٹاتے رکھنے کے لئے کچھ کم تدبیر و حسن لیاقت ظاہر نہیں کر رہا ہے کہ ہر آئے دن جھگڑے پیدا کرتے رہنے کا بڑا ارادہ ہی ہے جس کی کامیابی میں سلطنت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی بعض شریر جماعتیں اوسکو کافی مدد دیتی رہتی ہیں۔ مگر بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی۔ اگر انگریزوں نے مصر کو نہ چھوڑا تو آخر ایک دن یہ خوفناک واقعہ پیش آ رہیگا۔ اس امر کو چند مرتبہ شرح و بسط کے ساتھ بتایا جا چکا ہے کہ اعلیحضرت باوجود طاقت و قابلیت رکھنے کے انگریزوں کو کیوں نہیں مصر سے جبراً نکالتے۔ اوسکا اعادہ نامناسب ہے اور جو لوگ آجکل کے تعلقات بین الاقوام اور ملکی تدبیروں اور چالوں کو سمجھتے ہیں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ دول یورپ کا یکبیک متفق ہوکر انگریزوں کو مصر سے نکالنے کے لئے کمر بستہ ہو جانا امر غیر اغلب ہے۔ اس مواد کے پکنے کے لئے کچھ عرصہ چاہیئے جس کے لئے کل سامان بتدریج مہیا ہو رہے ہیں۔ جبتک مواد پختہ ہو ہم اس بحث کو ترک کے معاملہ کے دوسرے رخ کو جو اب تک کچھ تحریر نہیں ہوا لیتے ہیں۔

یوروپین اقوام کو بالعموم اور انگریزی اقوام کو بالخصوص جہاں خداوند کریم نے اور قابلیتیں اور اوصاف عطا کر رکھے ہیں۔ اونکے ساتھ ایک خاص وصف بھی دے رکھا ہے کہ وہ اپنے افعال کو جو ازسرتاپا خود غرضی اور ذاتی منفعت پر مبنی ہوں۔ کمال عبارت سے خالص خیرخواہانہ ظاہر کرنے اور ظاہر کرنے میں اصرار کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اینگلو انڈین پارٹی کو جانے دو۔ اس جماعت کے افراد سے شاید ہندوستان کی کمبخت آب و ہوا نے اس وصف کو کسیقدر زائل کر دیا ہے کہ اونمیں سے اکثر یہ کہنے سے دریغ نہیں کرتے کہ ہمنے ہندوستان کو بزور شمشیر فتح کیا ہے اور بزور شمشیر اسپر حکمران اور قابض رہیں گے۔ انگلستان کے رہنے والوں سے پوچھو تو سو میں سے نوے لاریب یہ جواب دینگے کہ ہم محض ہندیوں کو فائدہ اونکو تہذیب و آدمیت سکھانے کے لئے ہندوستان پر قابض ہیں۔ ہندوستانی آج خود حکومت کرنے کے قابل ہو جائیں تو ہم ابھی ہندوستان سے چلے آتے ہیں۔ ہماری کوئی ذاتی غرض ان سے وابستہ نہیں ہے۔ کوئی ان بزرگواروں سے جو یا تو خود بڑے سادہ لوح ہیں یا مخاطبین کو بیوقوف سمجھتے ہیں۔ پوچھے کہ جبکہ کوئی قوم اس قابل ہو جاتے تو وہ

(۱) جون ۱۸۹۶ء میں جنیوا کو ہاں انکے ایک لڑکی کی متولد ہوئی جسکا نام (۲) عطیہ شانہ خانم ہے (۳) اقبال شانہ خانم ۷ نومبر ۱۸۹۷ء (۴) محمد عبد المنعم (ولیعہد) ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء (۵) شہزادی لطیفہ خانم ۹ ستمبر ۱۹۰۰ء (۶) پرنس عبد القادر ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء۔

مصر کا موجودہ حکمران محمد علی کے خاندان کا ساتواں فرمانروا ہے۔ محمد علی سنہ ۱۸۰۶ء میں مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اور سنہ ۱۸۱۱ء میں اونے جنگی قوت سے اپنے تئین ملک کا مطلق العنان حاکم بنا لیا۔ سلطان محمود ثانی کے زمانہ میں اوس کی یہ روش رہی کہ کبھی سلطان کا تابع فرمانبردار رہا۔ اور کبھی باغی ہو گیا حتی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱) دوسری قوم کو اپنے پر حکومت کیوں کرنے دیتی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان کی قدرتی وضع اور ہندوستانیوں کی فطرت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایسا نامراد وقت جبکہ ہندوستان انگریزی پرامن حکومت کے فیض و برکت سے محروم ہو کبھی نہیں آئیگا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ مصر پر یہی نقشہ بری طرح جاتا ہے ہم فقط مصر اور مصریوں کے مفاد کیلئے تابعین ہیں۔ جو ان کا بہترین چاہنے والا خدا ہے۔ انسان صرف ظاہر پر حکم لگا سکتا ہے ممکن ہے انگریزوں کی اس میں کچھ غرض ہو۔ مگر ہم صرف انکی زبانی اظہار کو معرض بحث میں لانے کے مجاز نہیں۔ اور اسکی نسبت فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کہاں تک درست ہے یا غلط۔ انگریز اپنے دعوے کی تائید میں اور انکے مخالفین فرانس و جرمنی اسکی تکذیب میں بہت سے ثبوت پیش کرتے ہیں۔ یہ دونوں فریق اہل الغرض ہیں۔

ہمارے خیال میں خود مصریوں کی شہادت سے بڑھکر کوئی دوسری شہادت اس بارہ میں معتبر نہیں ہو سکتی۔ ہم اوسکو ذیل میں درج کئے دیتے ہیں ناظرین اوسکو پڑھکر خود فیصلہ کر لینگے کہ انگریز اپنے دعوی میں کہاں تک سچے ہیں۔ لندن کا اخبار ڈیلی پوسٹ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۱ء ایک مصری شاہد کا بیان حسب ذیل ضروری تمہید کے ساتھ لکھتا ہے:-

مصطفی کامل مصری برلن میں وارد ہوا ہے۔ یہ نام ہمارے اخبار کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہم اوس کے پولیٹیکل اسپیچ اور انکا جو ادنے اپنے وطن مصر سے شایع کئے ہیں پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ آج (۱۴ اکتوبر) ہمارا نامہ نگار اوس سے ملنے گیا اور بہت دیر تک اوس سے گفتگو کرتا رہا۔ اس گفتگو میں جو باتیں اونے اپنے ملک کے استقبال کے متعلق ظاہر کیں اون سے پایا جاتا ہے کہ اس شخص کو اپنے وطن سے صادق محبت ہے۔ اسلئے ہم اسکا ملفوظ کو کچھ حصہ کسی قدر آیندہ پرچہ میں پیش کرینگے وہ حصہ بعنوان مصر و انگلینڈ ۱۶ اکتوبر کے پرچہ میں حسب ذیل درج ہیں:-

یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ مسئلہ مصر کا تصفیہ جرمنی کے لئے نہایت ضروری اور فائدہ بخش ہے کیونکہ افریقہ میں ہماری نو آبادیاں قائم اور مشرق میں ہماری تجارت کے وسیع ہو جانے سے نہر سویز کا معاملہ ہمارے لئے مہتم بالشان ہو گیا ہے اور ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ یہ تری کا راستہ آزاد رہے۔ مگر اسمیں کچھ شک نہیں کہ انگلستان ایک دن وادی نیل کے مالک ہونے کی سعی کریگا جسکی مراد دوسرے لفظوں میں نہر سویز کی ملکیت ہوگی۔ اسی سبب سے امت مصر جو قبضہ انگریزی کے مسئلہ میں مصروف ہو کر اپنے نفس سے یہ سوال کر رہی ہے کیا تو اس قبضہ پر راضی ہے اور اسکو مدت مدید تک ذلت و خواری کے ساتھ برداشت کریگا یا اوسکی غلامی کے رشتہ سے آزاد ہوتا ہے؟

یہ طبعی امر تھا کہ وہ تمام لوگ جو اپنے وطن کی موجودہ حالت کو دیکھکر گمراہ ہو گئے۔ وہ یورپ کو اپنی امداد کیلئے

آخر کار انگریزوں نے مداخلت کر دی جیسا کہ ۱۸۸۲ء میں سلطان عبدالحمید ثانی نے [illegible] سے ہوا کہ سلطان نے وفد مصریوں کی پانچ دوال نظام کی [illegible] شنبہ ۱۳ فروری ۱۹۱۴ء کو شہنشاہ ہمایوں [illegible] محمد علی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) اور ان میں اپنے وطن کی آزادی کی کوشش پائے جاتے ہیں جو نوجوان مصریوں کی تحریک کے متعلق رسالے شائع کر کے انقلاب یورپ میں اپنے خیالات اور تجربات کو مشتہر کر دیا۔ وہ مہینے ہوتے ہیں کہ ہم نے اسی مسئلہ کے متعلق دو بے نظیر رسالوں کا ذکر کیا تھا کہ یہ مشہور مصری نوجوان مصطفیٰ کامل کے قلم سے نکلے ہیں جس نے اپنی زندگی اور عمر کا حصہ گرانمایہ اپنے وطن کی خلاصی اور اپنے ملک کے آزاد کرانے پر وقف کر دیا۔

اس نیک کام کی تکمیل کے لئے یورپ میں سفر کرتے ہیں چنانچہ پیرس میں ہیں جہاں اکابر اہل قلم اور مدبرین کو مصر کی حالت [illegible] بتاتے ہیں کہ انگریزوں کو مصر خالی کر دینے کی ضرورت کا یقین دلانے کے لئے آئے ہیں اور وہ دیگر دارالسلطنتوں اور شہروں میں بھی ایسا کر چکے ہیں۔

ہم کو یقین ہے کہ ہمارے ناظرین آزادی مصر کے مسئلہ کے متعلق اس محب وطن مصری کی رائے معلوم کر کے بہت استفادہ حاصل کریں گے۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ وادی نیل اس میں پھر حیات تازہ کی جدید فاخرہ پوشاک پہنکر پیدا ہوگی اور کل جہان کی توجہ عنقریب اپنی طرف مبذول کرے گی۔

آج ہم مصطفیٰ کامل اور اپنے نامہ نگار کا مکالمہ درج کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ہم لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پختگی سے جما ہوا ہے کہ حامیان آزادی [illegible] مذاہب باطلہ اغراض کی تکمیل کے حصول میں سعی کرتے چلے جاتے ہیں کہ مصریوں کی غرض [illegible] پیدا ہوتے ہیں۔ جب میں نے مصطفیٰ کامل مصری کو جو ایک بیشتہ غلامی سے اپنے ملک کو آزاد کرنے کے لئے یورپ میں سیاحت کر رہا ہے نوعمر جوان پایا تو حیرت زدہ رہ گیا لیکن اس کے پاس چند منٹ ٹھیرنے سے ہی مجھکو یہ بھول گیا کہ میں ایک جوان کے پاس بیٹھا ہوا ہوں بلکہ مجھکو یہ شک گذرا کہ میں ایک عمر رسیدہ سے گفتگو کر رہا ہوں جسکو تجارب نے دنیا اور [illegible] آزمودہ کار بنا دیا ہوا ہے کیونکہ اوس کی ایک ایک لفظ میں حب وطن کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ عجیب و غریب استقلال اوسکی بات بات سے ٹپکتا ہے اور اوسکی آنکھوں کی چمک بتا دیتی ہے کہ وہ اپنے ارادہ میں راسخ القدم ہے۔ میں نے اوس سے پہلا سوال یہ کیا کہ کس پولیٹیکل جماعت نے آپکو یورپ آنے پر مامور کیا ہے؟ اور اوس نے مجھے جواب دیا میرے ملک کے فرائض اور میرے نفس نے کیونکہ جب میں نے اپنے ملک کی دردناک حالت کو دیکھا اور میرے نفس نے مجھکو ہوشیار کیا کہ میرے آباؤ اجداد کے وطن یا [illegible] کے مجھپر حقوق ہیں تو اپنے دوستوں کی صلاح و مشورہ کے بعد میں نے یورپ کو جانا ضروری سمجھا مجھے یہ کام اختیار کئے تقریباً دو برس ہو گئے ہیں۔ میں انگریزوں کی بیشمار [illegible] خلاف عہد صریح قطعی معاہدوں اور بالتصریحات علانیہ خلقی اقراروں کے جو ہمارے ملک پر قابض ہیں فریاد کرنے میں مصروف ہوں۔ اور جہاں کہیں میں گیا ہوں عدل شعار و منصف میری تائید کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کی یورپ میں کمی نہیں ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

مصر کو مستقل ولی تسلیم کر لیا - اور مصر کی حکومت اوس کے خاندان کو ہمیشہ کے لئے عطا کر کے وراثت تخت کے لئے وہی قانون اور قواعد مقرر کئے جو تخت قسطنطنیہ کے واسطے مقرر ہیں - اسمعیل پاشا مرحوم سے پہلے حکمران

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) میری فریاد خواہ اب بے ثمر ہو - یا میرے بعد اسکا اثر میرے مرنیکے بعد ہو میں جبتک زندہ ہوں اپنے وطن کے حقوق ادا کرتا رہونگا - اور ہر ایک قوم کے آزادی پسند صاحب ضمیر کے پاس مصر کو آزادی دلانے کے واسطے فریاد لیکے جاؤنگا۔ دوسرا سوال - کیا انگریزوں پر مصریوں کو اعتبار نہیں رہگیا - اور تمکو نا امیدی ہوگئی ہے کہ وہ ایفائے وعدہ نہیں کریں گے ؟

جواب - بیشک مصریوں کو انگریزوں پر اعتبار نہیں رہگیا اور ہم سبکو یقین ہوگیا ہے کہ انگریز ہرگز ہی خود کسیدن بھی اپنے وعدونکو پورا نہیں کریں گے - اوایل قبضہ میں مصریونکو انگریزوں پر بڑا اعتبار تھا - ہمکو یہ گمان تک نہیں ہوسکتا تھا کہ انگریزوں جیسی مہذب اور بزرگ قوم کے لوگ کبھی نقض عہد کریں گے اور اپنی عزت اور دیگر اقوام کی عزت کو بھی چٹ کر جائیں گے - اور اونکی عزتوں کو مایہ تجارت بنائیں گے - یہ لوگ جو مصر میں امن قایم کرنے اور مدت قلیل کے بعد واپس چلے جانے کے لئے داخل ہوئے تھے اب اپنے تئیں نیل کے محافظ پکارتے ہیں -

"انگریزوں کے ہماری نسبت جو کچھ برے ارادے ہیں وہ صاف ظاہر ہیں حتی کہ لبرل لوگ بھی جو بظاہر کہتے ہیں کہ وہ تخلیہ کے حامی ہیں خبیث نیت رکھتے ہیں مسٹر گلیڈسٹون نے پچھلے برس مجھے لکھا تھا کہ کئی برس ہوئے تخلیہ مصر کا وقت پہونچ گیا تھا یعنی کہ اس وقت انگریزوں کو مصر کا خالی کر دینا واجب تھا اور اب بھی ہے - ایسا تسلی بخش جواب پاکر میں نے مسٹر مذکور کو دوبارہ لکھا کہ آپ مسئلہ مصر پر تقریر کر کے گورنمنٹ کو ایفاء وعدہ کی تحریک کیجئے - اور گورنمنٹ ٹرکی کو فقط اپنے وعدوں کے ایفاء پر جو اوس کے اور اوسکی رعایا کے درمیان ہیں مجبور کرنے کی نصیحت کرنے سے پہلے خود اوس کو ایفائے معاہدات کی نصیحت کیجئے - مجھے تو امید تھی کہ مسٹر موصوف میری درخواست کو قبول کریں گے - مگر وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ میں اس وقت ایک عام حیثیت کا شخص ہوں مجھے مسئلہ مصر میں دخل دینا مناسب نہیں مسئلہ آرمینیا میں دخل دینے کے لئے - اور وہ بھی بلا ضرورت - یہ سب عذر غائب ہوگئے - پس جب ان لوگوں کا یہ حال ہے جو تخلیہ مصر کی ضرورت کے قایل ہیں تو دوسرے انگریزوں کی نیت خود بخود معلوم ہو سکتی ہے"

تیسرا سوال - کیا خدیو بھی انگریزوں کی نسبت ایسا ہی خیال رکھتے ہیں جیسا کہ اونکی قوم ؟

جواب - بیشک خدیو بہ لحاظ حب وطن کسی مصری سے کم نہیں - وہ جب سے مسند نشین ہوئے ہیں اونکے خیالات ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس قبضہ سے سخت ناراض ہیں - اور اوسی دن سے محب وطن جماعت کو تقویت و طاقت دن بدن زیادہ پہنچ رہی ہے جو لوگ اونکے اخلاق و شرافت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اونکی خاموشی ضعف یا ترک حقوق کی وجہ سے نہیں ہے - بلکہ یہ کہ وہ صابر ہیں اور فرصت و موقعہ کے منتظر ہیں - اونکو اپنے خاندان کی تاریخ بخوبی یاد ہے اور اونکو معلوم ہے

ولی ہی کہلاتے تھے۔ مگر شاہی فرمان مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۸۶۶ء کے رو سے ولی کی جگہ خدیو المصر کا خطاب عطا کیا گیا اور اوسی فرمان کے رو سے مصر کا خراج تین لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی جگہ ۷ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ ہوکر تخت مصر کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) کہ اس عیسوی صدی کے شروع میں جب انگریزوں نے اونکے جد امجد محمد علی پاشا سے مصر لینا چاہا تھا تو اونہوں نے اونکو مار کر باہر نکالدیا تھا۔ عباس پاشا حلمی اس عزت کو حصول کے لئے بیتاب رہتے ہیں اور وہ اپنے حقوق کی محافظت کو مقابلہ میں جبکہ محافظت حقوق محبت امت اور شرف خاندانی سے بھی مرتبط ہے جان کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔

چوتھا سوال کیا انگریزوں سے مصریونکو جو نفرت ہے وہ سب یوروپین لوگوں کی طرف سے بھی ہے جو مصر میں مقیم ہیں؟

جواب۔ نہیں! محمد علی پاشا کے وقت سے مصری اور یوروپین لوگوں میں کمال اتحاد اور موافقت رہی ہے اور قبضہ انگریزی کے بعد تو ہم دونوں کی اغراض انگریزوں کے برخلاف اور زیادہ متحد ہو گئی ہیں۔ ہاں اگر یوروپ نے ہماری دادرسی نہ کی اور مسئلہ مصر کا تصفیہ مدت تک نہ کیا گیا تو ہم لوگ خیال کرنے لگ جائینگے کہ کل یوروپ اس قبضہ کو چاہتی ہے اور وہ کل مسلمانوں سے مذہبی بغض رکھتا ہے۔ اسوقت البتہ مصری یوروپین لوگوں سے بھی متنفر ہو جائینگے؟

برلن سے روانہ ہوکر ۱۹ اکتوبر کو مصطفی کامل ویانا پہونچے۔ اور اکثر کبار دولت اور معزز اخبارات کے رپورٹروں سے ملاقات کی۔ بارن شلو کی دار الامراء کی پریسیڈنٹ اور شہنشاہ آسٹریا کے مشیر خاص نے اون سے خاص طور پر ملاقات کی ویانا کا سربرآوردہ اخبار نیو فیر تاجیلا مورخہ ۲۲ اکتوبر اپنے محرر اور مصطفی کامل کا مفصل مکالمہ درج کرتا ہے۔

(۱) کیا مصریوں کو قبضہ انگریزی سے رنج پہنچ رہا ہے؟

جواب۔ ہاں۔ دو وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ انگریزی قبضہ سے باعتبار قوم ہماری عزت زایل ہو گئی ہے۔ دوم اس لئے کہ قبضہ سے ہمکو ظاہری اور معنوی نقصان پہنچ رہے ہیں۔ انگلستان نے یوروپ سے تخلیہ مصر کا وعدہ کیا اور وزراء انگلستان نے اپنی تقریروں میں کئی دفعہ اسکا اقرار کیا۔ پس یوروپ کو لازم ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ سے احترام معاہدات کی درخواست کرنے سے پہلے انگلستان سے ایسا سوال کرے۔

مصریونکو چونکہ صدمہ پہونچا تھا اون کو انگریزی ماتحتی سے نکلنے کا شوق حاصل ہو گیا۔ اس غرض کے حصول کے دو طریق تھے طریق بغاوت و طریق امن۔ پہلے طریق کو ہم نے اپنی جبلی امن پسندی اور یوروپین صلح کی محافظت کے لئے پسند نہ کیا۔ اور دوسری سبیل اختیار کرکے یوروپ کے کانوں تک اپنی فریاد پہونچانی شروع کی۔ انگلستان کے لئے مناسب تھا کہ وہ اپنے وعدوں اور عہود کا ایفا اور تخلیہ مصر سے اپنی انسانی محبت اور عدالت کا ثبوت دیتا نہ کہ ارمنیوں سے اظہار محبت اور اونکی حالپر شفقت ظاہر کرنے سے۔ ہم ہر طرح دیکھ رہے ہیں کہ مصر کو انگریزوں سے سخت نقصان پہونچا ہے۔

۲۔ سوال۔ کیا انگریز اپنے قبضہ سے مصر میں امن کو قایم نہیں رکھ رہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ امن تو مصر میں عربی پاشا کی قید سے تھوڑے دنوں کے بعد ہی قایم ہو گیا تھا۔ وہاں اُنکو صفحہ پر

وراثت ترکی قانون کی بجائے کہ خاندان کا سب سے بڑا رکن وارث ہو انگلستان کی طرح کر دی گئی۔

سلطان عبد العزیز نے ۱۸۶۷ء میں [illegible] فرمان عطا [illegible] خدیو اسمٰعیل اول کو [illegible] استقلال تجارتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) اور کیا یہ انگریزوں کے لئے شرم کی بات نہ ہوگی اگر وہ کہیں کہ ہم مصر میں چھ برس تک قابض رہنے کے باوجود بھی امن قائم نہیں کر سکے

۲۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز اس وقت خدیو کی حکومت کی تقویت کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں مصر کے امرا میں سے [illegible] پاشا [illegible] یہی وہ لوگ ہیں جو آج انکی حکومت کے برخلاف مصر میں عمل کر رہے ہیں وہ کوئی شاہی اختیار نہیں رکھ سکتا کل اختیار وزراء کو حاصل ہے جو انگریزوں کے نامزد کردہ ہوتے ہیں۔

قصہ مختصر خدیو انگریزوں کے [illegible] کوئی کام نہیں کر سکتا بلکہ انکی [illegible] کوشش کی جاتی ہے کہ مصر میں چند اخبار انگریزوں نے جاری کئے ہیں [illegible] خدیو کو بدنام کیا جاتا ہے تاکہ اوس کا احترام رعایا کی نگاہ میں کم ہو۔

۳۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز مصریوں کی [illegible] تاکہ وہ اپنے ملک کا کاروبار چلانے کے قابل ہو جاویں۔

جواب۔ ہرگز نہیں [illegible] انگریز [illegible] طالب علموں کے لئے [illegible] کئے جاتے ہیں۔ طبی مدرسہ اس امر کی بین مثال ہے [illegible] آج ۹ سے زیادہ نہیں وہ طالب علموں کے اخلاق فاسد کر رہے ہیں۔ [illegible] جاتے ہیں جن میں امراء وطن المصری پر لعن و تشنیع [illegible] اور اسلامی عقیدہ و مذہبی [illegible] اور وطنیت کا نقصان ہو رہا ہے۔ اور وہ انگریزوں کے غلام [illegible] کا اعلیٰ عہدوں پر انگریز مامور کرکے وطنیوں کو دور ہٹا دیا گیا ہے۔ [illegible] سرکاری عہدہ پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی [illegible] کیا جاوے کہ مصر اس قابل نہیں کہ خود حکومت کر سکے۔

۴۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز فلاحین (زراعین) کی بہتری اور فائدہ کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ حاشا و کلا۔ انگریز [illegible] میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک [illegible] کا چپراسی ایک انگریز کے پاس [illegible] گیا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

معاہدے کرنے اور فوجیں قایم رکھنے کے حقوق بھی جو ہنوز تک مصر کے حکمرانوں کو نہیں دیئے گئے تھے عطا کر دیئے۔ ۱۸۷۹ء میں سلطان المکرم عبدالحمید نے فرانس اور انگلستان کے زور دینے پر اسمعیل کو معزول کر دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۔ اور جب تار حوالہ کر دی تو رسید پر دستخط کر دینے کے لئے کہا۔ انجنیر نے دستخط کرنے سے انکار کیا چپراسی نے فرض منصبی سے لاچار ہو کر مکرر عرض کیا۔ اس کے جواب میں انگریز بہادر نے بندوق اٹھا کر غریب مصری پر جھونکدی جو خون میں لت پت ہو کر بیہوش زمین پر گر پڑا۔ انگریز افسر دوم نے اس انجنیر کو یہ سزا دی کہ اسکو ہندوستان میں تبدیل کر دیا۔ محکمہ (عدالت) مخصوص کی کاروائیاں جنہیں مصریوں اور انگریز سپاہیوں بحریوں کی تنازعات فیصل ہوتے ہیں۔ اس سے بھی عجیب ہیں۔ وہ پھانسی تک کا حکم بلا قانون صادر کر دیتا ہے۔ اور تعمیل حکم کی فوراً کئے جانے کا حکم دیتا ہے جو فوراً کر دی جاتی ہے۔

مالی حالت کے لحاظ سے سن لو۔ انگریز اپنے ذات بہا شیونکو بیش قرار شاہرے دینے کی لئے بیقرار تھے اونہوں نے تنخواہوں کی تعداد بڑھا دی حتیٰ کہ انتظامی محکمہ کا خرچ ستر لاکھ پونڈ ہو گیا۔ حالانکہ معاہدۂ لندن کی رو سے ۵ لاکھ پونڈ خرچ کی حد مقرر کیگئی تھی فلاحین کا قرضہ قبضہ انگریزی سے پہلے ستر لاکھ پونڈ کے قریب تھا۔ اب کرو ڑ ۲۰ لاکھ پونڈ کی قریب ہے۔

سوال۔ تو پھر کیا انگریز یورپ کی مصلحت و بہتری کی لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ قبضہ مصر سے انگریزوں کی پہلی غرض یہ ہے کہ یوروپین اقتدار کو توڑ دیا جاوے اس لئے نہیں کہ مصر زمانۂ آیندہ میں کامل آزاد ہو۔ بلکہ کل قوت کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ مختلطہ محاکم (عدالتوں) کی موقوفی کے لئے جو مصر میں یورپ کے مفاد کی لئے سب سے بڑی ضمانتیں ہیں کیا زور لگا رہے ہیں اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنگی قانون اور پرمٹ گھروں میں انگریزی تجارتی اسباب کی لئے علیحدہ وزن اور معیار رکھے ہوئے ہیں اور انگریزی تجارت کو خاص رعایتیں ملی ہوئی ہیں؟

قصہ مختصر یورپ پر واجب ہے کہ انگریزوں کو بہت جلد ہمارے وطن سے نکلجانے پر آمادہ کرے۔ (اسلام)

وائینا ایک دوسرا اخبار (اکسترابلاط) مصطفیٰ کامل کی نسبت یہ کلمات لکھتا ہے:۔

"ہمارے شہر وائنا میں چند دنوں سے ایک مہمان عزیز صاحب شہرت و عزت مشہور مصری لیکچرار (مصطفیٰ کامل) وارد ہے۔ وہ غیور نوجوان ہے۔ اور دو برس سے اوسنے اپنے ملک کو انگریزی تصرف سے آزاد کرانیکا واجب السعی کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اس نوجوان کی عمر ۲۳ برس سے زیادہ نہیں ہے مگر اوس کے وطن کی مصیبت نے اوسکو خبردار اور آزمودہ کار بنا رکھا ہے۔ وہ مصر سے نکلکر یورپ کے اون تمام شہروں میں پھر رہا ہے جنکے باشندے وادی نیل کی حقیقت حال سے آگاہی دے سکتا ہے۔ یورپ کے تمام نامور فضلاء و علماء اور مدبرین وزراء سے اوسکی خط و کتابت یا ملاقات ہے۔ اس سال کے شروع میں یہ جوانمرد کمال دلیری سے یورپ سے وطن مالوف کو واپس گیا تھا۔ جہاں اوسکی ہموطنوں نے اوس کا

مصر کے خدیوں کی فہرست یہ ہے :۔

نام	تولد	وفات	میعاد حکومت
۱۔ محمد علی بانی خاندان	سنہ ۱۷۶۹ء	سنہ ۱۸۴۸ء	سنہ ۱۸۱۱ء لغایت سنہ ۱۸۴۸ء
۲۔ ابراہیم ولد محمد علی	سنہ ۱۷۸۹ء	سنہ ۱۸۴۸ء	جون لغایت نومبر سنہ ۱۸۴۸ء
۳۔ عباس نبیرہ محمد علی	سنہ ۱۸۱۳ء	سنہ ۱۸۵۴ء	سنہ ۱۸۴۸ء لغایت سنہ ۱۸۵۴ء
۴۔ سعید بن محمد علی	سنہ ۱۸۲۲ء	سنہ ۱۸۶۳ء	سنہ ۱۸۵۴ء لغایت سنہ ۱۸۶۳ء
۵۔ اسمٰعیل بن ابراہیم	سنہ ۱۸۳۰ء	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۸۶۳ء لغایت سنہ ۱۸۷۹ء
۶۔ محمد توفیق بن اسمٰعیل	سنہ ۱۸۵۲ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۷۹ء لغایت سنہ ۱۸۹۲ء
۷۔ عباس حلمی	سنہ ۱۸۷۴ء	زندہ	سنہ ۱۸۹۲ء

موجودہ خدیو کو ذاتی خرچ کے لئے ایک لاکھ پونڈ سالانہ ملتا ہے ؛

(بقیہ حاشیہ) کمال تزک و احتشام سے استقبال کیا۔ اونہوں نے اپنا وطن کو بھی ایک لکچر دیا۔ جو بڑی گرمجوشی کے ساتھ سنا گیا۔ انگریزوں نے اس عبارت کا بدلہ بڑی کمینہ طرز میں لیا کہ اونکے بھائی کو جو فوج میں عہدہ دار تھا موقوف کر دیا۔ مگر خدیو نے جو رعیت میں اپنے عدل و انصاف سے بہت محبوب ہے۔ اونکو پھر بحال کر دیا۔ اس انگریزی انتقام نے مصطفیٰ کامل کو مصریوں کی نگاہوں میں اور عزیز کر دیا۔

یہاں سے رخصت ہو کر مصطفیٰ کامل بیوداپسٹ پہونچا ہو آستانہ علیہ اور پہونچا جہاں قسطنطنیہ والوں نے اسکی کمال تپاک سے آؤ بھگت کی۔ بڑے بڑے عہدہ داروں نے ملاقات کی۔ اور آخر کار بارگاہ حضرت خلافت پناہی میں شرف اندوز ملازمت ہوا۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے کمال الطاف و مہربانی سے اس نیک نہاد مصری نوجوان کو تمغہ شمشیر مرصع بالماس مع طرہ شریف مع نیز دو جواہر عنایت کیا۔ جو ایک طلائی مرصع کار صندوقچی میں بند تھا۔ یہ خاص الطاف عطا اور تفخیم و امتیاز سے کئی حصہ زیادہ موجب عزت و شوکت ہے۔ آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر مصطفیٰ کامل ۱۹ نومبر کو اسکندریہ اور ۲۷ نومبر کو المؤید کا مقدمہ سننے کے لئے القاہرہ پہونچ گیا۔ اس مقدمہ نے جو گورنمنٹ یعنی انگریزی عمال کیطرف سے اخبار مذکور پر دائر کیا گیا تھا نہ صرف انگریزوں کی طرف سے اور زیادہ نفرت مصریوں کے دل میں پیدا کر دی ہے بلکہ اس سے انگریزی حکام کے طریق عمل کی بھی کیفیت منکشف ہو جاتی ہے۔ مختصر حالات اور مقدمہ قائم کئے جانے کے اسباب یہ ہیں :۔

لارڈ کرومر صاحب انگریزی ایجنٹ کے حالات کسی گذشتہ پرچہ میں بالتفصیل درج ہو چکے ہیں۔ اونکو مصر میں ایسا اقتدار حاصل ہے کہ درحقیقت حکومت وہی کر رہے ہیں وزرا بھی محض برائے نام ہیں اصل میں تمام وزارتیں بھی انگریزی سکرٹریوں یا افسروں کے زیر اہتمام ہیں۔ مصری قومی تنفر ہی سے برافروختہ ہو رہے تھے کہ اس اندرونی

آئین و حکومت مصر کا انتظام خدیو کے زیر فرمان وزراء کرتے ہیں۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۳ء تک انگلستان اور فرانس کی طرف سے دو کنٹرولر جنرل مقرر رہے جنکو معاملات ملک کے انصرام میں بہت اختیارات حاصل تھے (خدیو کی ڈگری مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۹ء جس کے

(بقیہ حاشیہ) وطن کی تحریک نے اونکو اور زیادہ بڑھا دیا۔ نوجوان محبان وطن کی ایک جماعت قایم ہو گئی۔ اور چند اخبار مصر کی آزادی کو طلب کرنیکے لئے جاری ہو گئے۔ جنمیں سے کئی کسی نہ کسی طرح بند ہو گئے مگر زمانہ کی رفتار کے مطابق ویسے ہی اور بھی پیدا ہوتے رہے۔ المؤید بھی انہی آزاد اخباروں میں سے تھا اوسکو جاری ہوئے ایک مدت ہوئی ہے کہ شیخ ہوا ہے۔ لارڈ کرومر اور انگریزی حکام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ چند دشمن ملک اور غدار اخباروں مقطم وغیرہ کو رشوت دیتے اونہوں نے اپنا طرفدار بنا رکھا ہے۔ اور یہ اخبار آزادروش ہیں اونکو دبانے کی تاک میں رہتے ہیں۔

چنانچہ المؤید بھی جس نے مدت بارہ برس سے پالیسی اور قبضہ انگریزی کی مخالفت شروع کردی تھی۔ اونکی آنکھوں میں کانٹے کیطرح کھٹکنے لگا۔ جسکو پولیس اور سپہ سالار کا مقدمہ چلایا گیا۔ الزام یہ لگایا گیا کہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۶ء کو سردار کچنر کیطرف سے وزیر جنگ کو ایک تار موصول ہوئی تھی۔ باوجودیکہ مخفی تھی پر ۲۹ جولائی کے المؤید میں شایع ہو گئی۔ اسطرح انہی دنوں میں اخبار مقطم کو ایک تار موصول ہوئی تھی جسکو المؤید نے بھی اسی وقت بجنسہ چھاپ دیا۔ یہ دونوں تاریں شیخ علی یوسف ایڈیٹر المؤید نے تارگہر کے ملازم توفیق آفندی کی معرفت کے ذریعہ حاصل کی ہیں۔ توفیق آفندی پر تار کا افشا کرنے اور شیخ علی یوسف پر اسکے جرم کی ترغیب دینے کا الزام لگایا گیا۔ پولیس نے تحقیقات کر کے لکھدیا تہا کہ المؤید کے ایڈیٹر کے برخلاف کوئی ثبوت نہیں مگر پھر خود ہی دونوں ملزموں پر مقدمہ دایر کردیا۔ جو ۱۰ نومبر کو قاہرہ کے محلہ عابدین کی عدالت فوجداری میں پیش ہوا۔ محمد بک خیری ... قاضی یا جج تھے۔ سرکار کیطرف سے ملی بک فیق پیرسٹر کار اور ملزمونکی طرف سے ابراہیم بک ہلباوی اور سید احمد حسینی بیرسٹر تھے۔

المؤید کا مقدمہ نہایت مشہور اور ہر دلعزیز پرچہ ہے اسکے مقدمہ کا دور دور تک شہرہ پہونچگیا تہا۔ اور صوبجات سے بھی سینکڑوں آدمی مقدمہ سننے کیلئے قاہرہ پہونچگئے تھے۔ مقدمہ تین دن پیش رہا شہادت استغاثہ کے بعد دونوں بیرسٹروں نے اپنے اپنے موکلوں کیطرف سے بلیغ تقریریں کر کے اصل مقدمہ کے اسباب اور انگریزی عمال کی خصومت کی قلعی کہولی۔ عدالت نے ۱۹ نومبر کو حکم سنا دیا توفیق آفندی سرکاری تار کے افشا کے جرم میں تین ماہ قید کا سزایاب ہوا۔ اور سرکاری خدمت کا جو ... احتیاطاً دس جرمانہ کیا گیا۔ ساتھ ہی پانچ برس کیلئے ممنوع الملازمت کردیا گیا۔ اخبار مقطم کی تار کے افشا کے جرم سے اوسکو بری کیا گیا۔ شیخ علی یوسف دونوں جرموں سے بری کئے گئے۔

عدالت نے جس وقت حکم سنایا چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہو گئے۔ اور شیخ صاحب کے دوست اونکو ہاتھوں ہاتھوں اوٹھا کر عدالت کی گاڑی تک لے گئے۔ شیخ علی یوسف کی عمر ۳۶ برس کی ہے۔ اور مصر کے مشہور جریدہ کی باشندے

(باقی اگلے صفحہ پر)

روسے اونکی تقرری کی اجازت دیگئی۔ کتاب پسٹلہ عہد حکومت کی حاشیہ میں درج ہے ۱۸۸۲ء کی موسم بہار
میں عربی پاشا وزیر جنگ کے بغاوت کر دینے پر انگلستان نے مداخلت کی اور بغاوت کو فرو کر کے خدیو کا اقتدار

توفیق آفندی قبطی عیسائی قاہرہ کا باشندہ اور عمر میں ۲۲ سال کا ہے۔ توفیق آفندی نے حکم سزا اور گورنمنٹ نے حکم بریت شیخ علی یوسف کی ناراضگی سے عدالت اپیل میں مرافعہ کیا ہے۔ اس مقدمہ نے انگریزوں کی طرف سے مصریوں کو ایسا بدظن کر دیا ہے کہ تمام محب ملک اخبارات میں انکی ناجائز کارروائیوں کی صاف صاف پردہ دری کی جارہی ہے۔ چنانچہ ایک عربی اخبار نے اپنے مضمون کا عنوان یہی یہ رکھا۔

واذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون اور اسپر اکتفا نہ کرکے انگریز مصلحین (غاصبین) کے حق میں یہ آیت تحریر کرتا ہے۔ الا انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون۔

ناظرین کو سطور مندرجہ بالا سے مصریوں کا عندیہ بخوبی واضح اور معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہماری طرف سے کسی ایزادی کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ سوال کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ایسی صورت اندرونی بیرونی مخالفت کے مقابلہ میں انگریزی گورنمنٹ کا قبضہ مصر پر مصر رہنا کیا اسکے حق میں مضر تو نہیں ہوگا؟

۱۹۰۶ء کے شروع میں انگلستان نے ترکی سے جھگڑا کیا۔ کہ مقام عقبہ کو جو ... سینا میں ہے ترکوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ رفتہ رفتہ معاملہ بہت طول کھینچ گیا۔ مگر آخر بصلح و صفائی طے ہو گیا۔ اس سے چند ماہ بعد جون ۱۹۰۶ء میں چند انگریز فوجی افسروں کا طنطا کے قریب دہقانوں سے دنگا ہوا۔ ایک انگریز مر گیا چند زخمی ہوئے۔ دہقانیوں میں سے بھی ایک ہلاک اور چند زخمی ہوئے۔ آخر الذکر کی تو کچھ فریاد نہ سنی گئی۔ مگر انگریزوں کے قصاص میں چار کو پھانسی اور ۱۲ کو حبس دوام یا قید سخت یا بید کی فوراً سزا دی گئی۔ جسکو خود انگلستان کے انصاف پسندوں نے بھی وحشیانہ انتقام قرار دیا۔ ان سے گلو خلاصی کرانے کو انگریزی وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں کہا کہ مصر میں انگریزوں اور یورپینوں کے برخلاف سخت مذہبی جوش پھیل رہا ہے۔ یہ فساد بھی اسیکا ایک نتیجہ تھا۔ اگر انگریزی فوج نے جلد تدارک نہ کیا تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ جوش صرف مصر ہی میں نہیں بلکہ کل شمالی افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ ان دونوں واقعات و معاملات کی اصلیت اور واضح کیفیت اخبار وطن لاہور کے مندرجہ ذیل مضامین سے معلوم ہو جائے گی:۔

تنازعہ عقبہ شروع تو اس بنا پر ہوا کہ ترکی فوج اسکی متصد قبضہ طابہ پر کیوں قابض ہوئی۔ مگر اس ہفتہ کی ایک تار سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح سیاسی لحاظ سے یہ معاملہ اصل فریقین یعنی تابع و متبوع تک محدود نہیں رہا انگلستان دخل دہی کا خود کو نہ صرف مجاز بلکہ حقدار سمجھ رہا ہے۔ اسیطرح علاقہ تنازعہ کی حدود میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا گیا ہے بحیرہ روم کی جانب ترکی مصری سرحد بندر العریش کے قریب شروع ہوتی ہے۔ بعض نقطہ آغاز کو ترکی بندر غزہ اور مصری بندر العریش کے مابین بتاتے ہیں۔ اور بعض اسکا محل وقوع بندر العریش کو مابین بتاتے ہیں۔ (باقی آگے)

پھر قایم کرادیا۔ اس مداخلت میں فرانس نے انگلستان کا ساتھ ندیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ (انگریزوں نے) ۸ اپریل سنہ ۱۸۸۳ء کو خدیوی ایک حکم جاری کرا کر انگلستان اور فرانس کے مشترکہ اقتدار کا خاتمہ کرادیا۔ اور اسکی جگہ خدیو نے

اور بعض اوسکا محل وقوع بندر العریش کے متصل قرار دیتے ہیں۔ اس سرحد کا دوسرا سرا موجودہ قابضان مصر کے موجودہ بیان کے مطابق عین ترکی بندر عقبہ کے مغربی مضافات پر ختم ہوتا ہے جسکی رو سے کل جزیرہ نما سینا مصر کی طرف چلا جاتا ہے مگر خود مصر ہی کے اسلامی اخبارات کے بیان کے مطابق یہ سرا نہر سویز کے مشرقی سرے پر بندر سویز کے محاذ ختم ہو جاتا ہے جسکی رو سے جزیرہ نما سینا کا بڑا حصہ ترکی قلمرو میں محسوب ہوتا ہے۔ حد کی اصل موقعہ کے متعلق مزید بحث آگے چلکر کیجائے گی۔ پہلے اوس معاملہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس نے اس تنازعہ کو بقول راءیٹر زیادہ سنگین بلکہ توحش خیز بنادیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے حد کی شمالی سرے یعنی العریش کے متصل جو روشنی کے مینار ساحل کے قریب تھے اونکو ہٹا دیا ہے مخبر یہ نہیں بتاتا کہ کیوں ایسا کیا گیا۔ اور یہ مینار اب تک کس کے اہتمام میں تھے۔ تاہم اس خبر سے کم از کم یہ ضرور مترشح ہورہا ہی کہ ترکی حکومت اس حد کے جنوبی حصہ کیطرف یعنی بجانب عقبہ وطابہ ہی فوجی مستعدی نہیں دکھا رہی۔ بلکہ شمالی حصہ کیطرف بھی۔ جو خاص سرزمین مصر اور بحر روم سے نسبتاً بہت قریب ہے۔ کچھہ مزید فوج جمع کردیگئی ہے۔ اور یہی دوطرفہ مستعدی کشیدگی کے بڑہانے کا باعث ہوئی ہے۔ گو ٹائمز اصلیت کو چھپا کر صرف روشنی کے میناروں کے مفروضہ انہدام کو ایک نیچی چوڑی دھمکیاں ذرا اور دھمکیوں کی بنا قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے سلطان نے بلاوجہ موجودہ صورت قایم کر رکھی ہے۔ وہ اندرون نازک تر ہوگئی ہے ہمیں خبر پہونچی ہے کہ ترکوں نے العریش کی سرحد پر جو روشنی کے مینار تھے وہ ہٹا دیتے ہیں۔ ان حالات میں یہ ناممکن ہے کہ ہم اس قسم کے واقعات سے جو براہ راست اس ہمسائیگی کو بگاڑنے والے ہیں چشم پوشی کرسکیں جب مصر میں بعض سازشی جنمیں بعض اعلیٰ وجاہت رکھنے والے بھی ہیں از راہ بیوقوفی پید اکرنے کی کوشش کررہے ہیں۔"

ٹائمز کی نسبت یہ مسلم ہے کہ ترکوں اور سلطنت عثمانیہ کے متعلق اوسکی رائے تو درکنار۔ اوسکے بیان کردہ واقعات بھی بالعموم صداقت اور راستی سے مبرا ہوتی ہیں۔ وہ یا اوس کا نامہ نگار بارہا ٹرکی کی نسبت بالکل بے سر کی خبریں گڑھنے کے مرتکب ہوچکے ہیں۔ ممکن بلکہ غالب ہے کہ یہ خبر بھی اسی قسم کی ہو۔ اور وہ انگریزی قوم میں جوش پیدا کرنے اور سلطان کے برخلاف ایک نیا طومار لکھنے کے لئے کوئی بہانہ ہاتھ میں لانے کے واسطے وضع کی گئی ہو۔ لیکن جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے اسمیں تو شک نہیں کہ ترک ضرور اسطرف بھی کچھہ نہ کچھہ مستعدی دکھا رہے ہونگے۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ ایک ایسے موقع کی استحکام کے لئے تو ہزارہا فوج بے آب وگیاہ اور لق ودق ریگستان میں جمع کردیں۔ جو مصر سے سینکڑوں میل پرے ہے اور نسبتاً بہت قریب کے علاقہ کی حفاظت ومحفوظیت کے لئے کچھہ اہتمام نہ کریں۔ لیکن جبتک وہ اپنی حد کے اندر رکھیں

انگلستان کی سفارش پر ایک انگریز کو مالی مشیر مقرر کیا جسکی متفق الرائے ہوئے بغیر مالی معاملات کی متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس مالی مشیر کو کونسل وزرا میں شامل ہونیکا استحقاق حاصل ہے۔ مگر وہ عاملانہ اختیارات

یہ انتظام کریں کسیکو معترض ہونیکا کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ خواہ کوئی دوراندیشی اس امر کی کیسی ہی متقاضی کیوں نہ ہو کہ ان کو اس اہتمام میں کامیاب ہونے دیا جائے۔ پس ممکن ہے کہ کسی ایسی ہی دوراندیشی نے یہ غلط تدبیر سجھائی ہو۔ کہ روشنی کے میناروں کے اصل یا فرضی واقعہ کو چھیڑخانی کا بہانہ بنالیا جائے۔ اگر یہ مدعا نہ ہوتا تو ٹائمز کی تحریر کے دوش بدوش ہی یہ خبر سننے میں نہ آتی کہ انگریزی وزراء نے جزیرہ نما سینا کے مسئلہ پر باہم جمع ہو کر غور کیا ہے۔ اور بصلاح و مشورہ یہ فیصلہ کیا ہے کہ انگریزی جنگی جہاز مشتبہ روشنی کے میناروں کے معاملہ کی تفتیش کیلئے العریش بھیجا جائے۔ اور کہ گورنمنٹ برطانیہ اس امر کا عزم بالجزم کر چکی ہے کہ مصری سرزمین پر سے ترکی افواج کے ہٹائے جانے پر وہ پورا پورا اصرار کریگی۔ جس عزم کو مدنظر رکھکر عام رائے صورت حال کو بہت اہم اور نازک تصور کر رہی ہے۔

ایک انگریزی جنگی جہاز خلیج عقبہ میں طابہ کی نگرانی کے لیے پہلے سے ہی موجود تھا۔ اب ایک اور اس سرحد کی عین دوسرے سرے پر جاتا ہے۔ ادھر خاص مصر میں انگریزی فوج کی جمعیت بسرعت بڑھائی جا رہی ہے۔ پچھلے سال سے وہاں صرف ساڑھے تین ہزار فوج موجود تھی۔ جو کلہم پیدل تھی۔ سوار اور توپخانہ نہ رکھے گئے تھے۔ پہلے سو مزید فوج بھیجنی کا فیصلہ ہوا۔ اور حال میں ایکہزار اور بھیجنی کا جسمیں توپخانہ اور فوج سواران بھی ہوگی۔ اس دوسرے اضافہ سے انگریزی فوج مصر میں پانچہزار ہو جاویگی۔ ہر ایک کو معلوم تھا کہ اس اضافہ کی وجہ تنازعہ عقبہ ہے۔ مگر گورنمنٹ اب تک اس امر مخفی کو نہ ظاہر کرتی رہی صراحت کو خلاف مصلحت سمجھتی رہی لیکن اب معاملہ کچھ ایسا پیچیدہ ہو گیا ہے۔ کہ اس خفیف سی پردہ داری کی بھی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور وزیر خارجیہ انگلستان نے صاف صاف اعتراف کیا ہے۔ کہ مصر میں بے چینی بڑھ رہی ہے جسکا ایک بڑا باعث وہ کارروائی ہے۔ جو باب العالی سرحد مصر پر کر رہا ہے۔ اس بیان میں بھی یہ امر صاف نہیں کیا گیا کہ بے چینی کی نوعیت کیا ہے۔ آیا مصری ٹرکی کے برخلاف ناراض ہو رہے ہیں یا اس معاملہ میں انگلستان جو کچھ حصہ لے رہا ہے اسپر بے چین ہو رہے ہیں۔ مگر وزیر ممدوح کی یہ خاموشی اصلیت کو نہیں چھپا سکتی۔ گزشتہ ہفتہ کا یہ تار کہ مصر کے اسلامی اخبار ٹرکی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اصل کیفیت کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور سر ایڈورڈ گرے کا اغماض اس خیال کو تقویت پہنچا رہا ہے۔

خلاصہ کلام اس معاملہ کی تمام اصلیت سرسری یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترک نہ صرف طابہ کو خالص ترکی علاقہ بتاتے ہیں۔ بلکہ کل جزیرہ نما سینا کو۔ اور چاہتے ہیں کہ اس علاقہ پر آئندہ قرار واقعی اپنا عمل دخل رکھیں۔ ساحل بحر احمر کیطرف بھی وہ سابقہ لاپروائی کی تلافی کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس نواح کو بھی فوجی لحاظ سے خاصہ مستحکم بنالیں

رکہنے والا عہدہ دار نہیں ہے۔ خدیو نے ۱۸۸۰ء میں ایک فرمان صیغہ مال کے متعلق نافذ کیا جو ۸ اپریل ۱۸۸۰ء کے معاہدہ میں فرانس اور انگلستان نے تسلیم کیا گیا اور بطور ضمیمہ اوسکے ساتھ لگا یا گیا ہے۔ اس کے روسے صیغہ مال کو کئی موجودہ پابندیوں سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ اور جب وہ پورا پورا نافذ ہو گیا تو پھر کوئی ترمیم ۱۸۸۵ء کے معاہدہ لنڈن پر دستخط کنندہ دول کی بلا اجازت نہیں ہو سکیگی۔)

مصری حکومت بمنشاء خود یا انگریزی حکومت کی ایما سے اپنی سرحد کے متصل اپنی شہنشاہی طاقت کے جدید اہتمام کو اطمینان کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ اور کل جزیرہ نما سینا کو اپنا حق بتاتی ہے اور اس حق کو محفوظ رکھنے کیلئے جسکی فکر بلحاظ اسکی اہمیت حجاز ریلوے نے ظاہر کر دی ہے وہ طابہ اسیوجہ سے خطہ پر بھی ترکوں کے قابض ہو جانے پر معترض ہو رہی ہے کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ ایک جزو کے متعلق خواہ وہ کیسی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اس کے خاموش رہنے سے یہ نتیجہ نکال لیا جاے کہ وہ کل سے دستبردار ہو گئی ہے۔ لیکن مصر کے مسلمان باشندے اس معاملہ میں مصری حکومت سے اتفاق نہیں رکھتے۔ اور خود خدیو بھی ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکے۔ ورنہ غازی مختار پاشا اب تک انکے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری نہ رکھتے۔ ٹایمز نے بعض اعلی وجاہت رکہنے والے اشخاص کی طرف جو اشارہ کیا ہے ممکن ہے وہ خود خدیو کے ہی متعلق ہو۔ تیسرا فریق اس معاملہ میں انگلستان ہے جو بظاہر خود ساختہ حامی کی حیثیت سے مصری حقوق کی حفاظت کا مدعی ہے اور محض اسی ادعا کی وجہ سے ہر طرح کے اعتراضات کا آماجگاہ بن رہا ہے۔ کیونکہ ترکی تو جدا ہی خود مصری بھی جنکی حمایت کا وہ دعویدار ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ انگلستان شرعًا قانونًا اور اخلاقًا کسی ایسے معاملہ میں جو ترکی اور مصر کے درمیان متنازعہ فیہ ہو ہرگز ہماری محافظت کا ادعا نہیں کر سکتا۔ ترکی اور مصر مذہبًا وعہدًا ایک ہی شے ہیں۔ مصر کا کسی غیر سے کوئی جھگڑا ہو تو ہم خود اس سے بخوشی بلکہ باصرار امداد کی درخواست کریں۔ جب مدعی و مدعا علیہ عملًا ایک ہی شخص ہوں تو گواہ کیسے اور حامی کیسے۔

لیکن دوسری طرف دنیا سازی اور سیاسی مصلحت انگلستان کو اپنی اصل پوزیشن کی صاف وضاحت سے مانع ہے وہ خود اور کل دنیا جانتی ہے کہ انگلستان سب سے اول اپنی اغراض کی بہتری اور ہندوستان و انگلستان کے رستہ کو اپنے قابو میں رکھنے کے لئے مصر پر قابض ہے۔ اور جبتک اسکا بس چلیگا قابض رہے گا۔ اور یہ ایسے امر کا حتی الامکان انسداد و تدارک کر لیگا۔ جو اس قبضہ میں خلل پہنچا سکتا ہے۔ یا پہنچنے والا ہو۔ مگر دنیاداری اوسے کبھی زبان سے اوسکا اقبال نہ کرنے دیگی۔ زبانی وہ یہی کہیگا کہ ہم مصر کی بہتری کے لئے وہاں متصرف ہوں۔ اور اوسکی حفاظت و صیانت اور اوسکے حقوق کی نگہداشت کی لئے اسی سے بہی جھگڑ رہا ہوں۔ یہ ایسا بدیہی تصنع اور ریتی سست گرہ حیثیت کا نقشہ ایسا مضحکہ ہے کہ ہم سے اس پہلو سے کچھ بحث کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ خواہ منطقی دلایل لا کر پیش کیجائیں اور ہزار مثالیں سابقہ تنازعات مصر و روم میں انکی مدخلت کی پیش کیجائیں۔ دنیا میں ایک بھی منصف مزاج قایل نہیں ہو سکتا

مصری وزارت میں اس وقت چھ وزیر ہیں۔ جنکو بہ تفصیل ذیل محکمے سپرد ہیں۔

۱۔ پریسیڈنٹ کونسل وزراء جو وزیر صیغہ اندرونی بھی ہوتا ہے۔

۲۔ وزیر محکمہ مال۔

۳۔ وزیر معدلت عامہ۔

۴۔ وزیر صیغہ جنگ۔

۵۔ وزیر محکمہ جات تعمیرات و تعلیم عامہ۔

۶۔ وزیر صیغہ خارجیہ۔

کہ انگلستان اس بنا پر مداخلت وحمایت کی کوئی جائز بنا اور وجہ رکھتا ہے۔ اسلئے اس سے قطع نظر کرکے وطن اس پہلو کو لیتا ہے جو اصل بنا ہے۔ اور جو یہ ہے کہ انگلستان اپنے دیگر مقبوضات کی حفاظت کیخاطر مصر پر قابض ہے اور رہنا چاہتا ہے۔ اور یہی خواہش کبھی کویت کبھی عدن اور کبھی عقبہ و عریش کے بہانہ سے اسے ٹرکی کے مقابل سیاسی بساط پر سرگرم ترک وتازہ بنائے رہتی ہے۔

ٹرکی ابتک ہر موقعہ پر مدافعت کے پہلو پر رہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کویت یا عدن کے اندرونی علاقوں میں بھی اور کسی بھی صورت میں انگلستان کو ٹرکی سے مرجح حق حاصل ہے۔ وہاں کے معاملات میں اسکی مداخلت بلاشبہ ٹرکی حقوق میں دست اندازی کرنے کی مرادف تھی۔ حتی کہ طابہ کے معاملہ میں بھی اگر ترکوں کے بیان کو مان لیا جائے تو وہ مدافعت کے ہی پہلو پر ہیں۔ مداخلت و تعرض مصر و انگلستان ہی کیطرف سے ہوا ہے۔ اور اگر انگلستان کا بیان صحیح سمجھا جائے تو بھی ٹرکی کی پیشدستی چنداں اہم متصور نہیں ہو سکتی۔ طابہ عقبہ سے جو مسلم طور پر ترکی قصبہ ہے۔ صرف آٹھ دس میل ہے۔ اور اس مقام اور نہر سویز کے درمیان کئی سو میل لق و دق چٹیل میدان حائل ہے۔ اور بنا برین طابہ کا قبضہ جنگی لحاظ سے مصر پر فوجکشی کرنے میں ٹرکی کو عقبہ سے بہتر ہرگز کچھ کام نہیں دے سکتا۔ اوس سے کوئی بڑی سے بڑی غرض حاصل ہو سکتی ہے تو فقط یہ کہ عقبہ کی حفاظت کیلئے ایک اوٹ پوسٹ (بیرونی چوکی) کا کام دے یعنی بجائے اس کے کہ حملہ آور دشمن کی مزاحمت عین عقبہ کی دیوارونکے قریب کیجائے۔ سات آٹھ میل پہلے سے اوسکی مقاومت کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ یعنی اسصورت میں بھی ٹرکی دراصل مدافعت ہی کے پہلو پر ہوگی۔ خواہ طابہ پر اوسکا قبضہ ہی ہو کیونکہ یہ قبضہ مصر پر فوجکشی کرنے میں کچھ بھی مدد نہیں دے سکتا۔ اور اسی سے یہ نتیجہ نکال لینا غلط نہیں ہوگا۔ کہ آج سے بیس سال بعد ٹرکی کا خواہ کیا ارادہ ہو۔ مگر سردست وہ مصر پر حملہ آور ہونیکی ہرگز نیت نہیں رکھتی۔ پس اس اندیشہ کی بنا پر ٹرکی سے بگاڑنا کبھی قرین دانشمندی نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی معترض کہے کہ انگلستان کی اسوقت کی خاموشی ٹرکی کو کسی آیندہ وقت میں مصر پر حملہ کرنے کی تیاری

یکم مئی ۱۹۱۳ء کو خدیو نے ایک بنیادی قانون نافذ کرکے اپنے ملک کی حکومت کو آئینی طرز پر چلانے کے لئے چند انتخابی مجالس قایم کیں۔ اور ہر بالغ مرد کو رائے دینے کا حق عطا کیا گیا۔ مجالس حسب ذیل ہیں

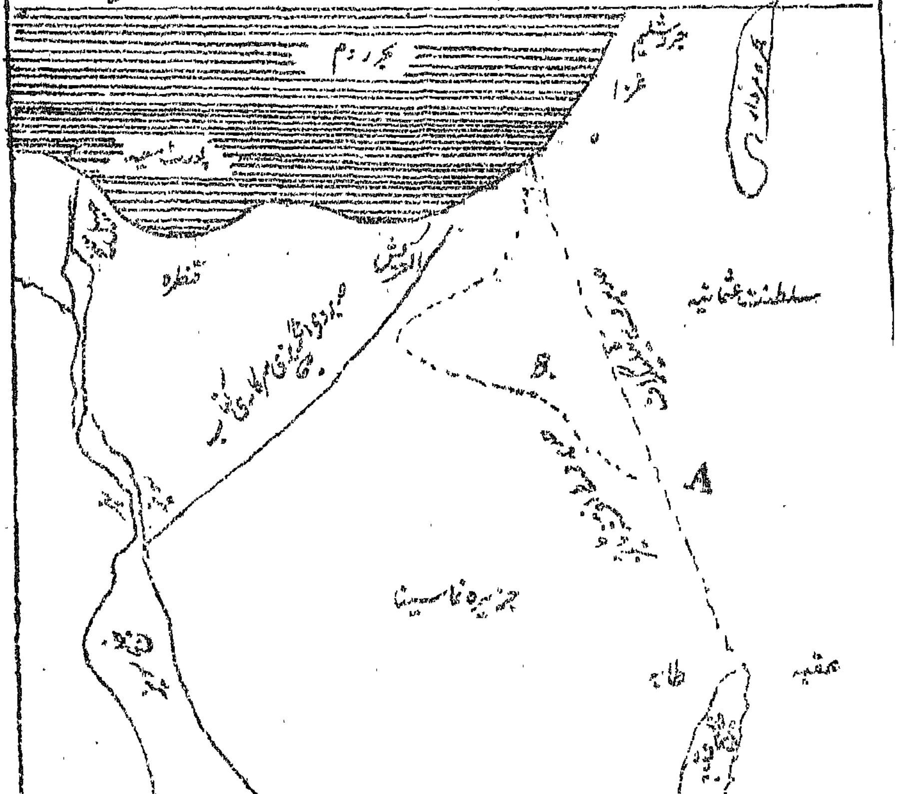
کو مکمل کر لینے کے قابل بنا دے گی۔ اور اگر سینا پر انکا حق مان لیا گیا تو وہ عقبہ سے سویز تک ریل تیار کرلینے سے مصر کو خوب طرح اپنی زد میں لے لیں گے۔ اس لئے بمصداق گر بکشتن روز اول باید" انگلستان سرچشمہ ہی کو کیوں بند نہ کر دے تو اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہم مان لیتے ہیں کہ انگلستان ترکوں کو سینا سے بیدخل کرنے میں کامیاب ہو جائیگا لیکن عقبہ سے لیکر العریش تک سینا کے محاذ کے علاقہ پر تو وہ بھی ترکی کی حکومت مانتا ہے اور اس لئے ایکطرف عقبہ سے اور دوسری طرف قدس سے العریش تک ریل بنانے میں بغیر بلا وجہ اعلان جنگ کر دینے کے اور کسی طرح مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر العریش تک ریل بنجاتی تو وہ ترکوں کو مصر پر حملہ آور ہونے میں ویسی ہی مدد دیگی جیسی کہ عقبہ سویز ریلوے۔ پس طابہ کے معاملہ میں فقط اس دوراندیشی سے ترکوں کے ساتھ بگاڑ کرنا محض بے فایدہ ہو جائے گا۔ ہاں اگر عقبہ عریش ریلوے کی تیاری کو بھی روکنے کا عزم بالجزم ہو خواہ مخاصمانہ جنگ کرنا پڑے پھر موجودہ نزاع کو بیشک جسقدر پیچیدہ چاہے بنالے۔ لیکن اسصورت میں یہ بحث اُٹھے گی کہ کیا قبضہ مصر ایسا ضروری ہے کہ ترکی سے جنگ کرکے بھی اسے قایم رکھنے کی کوشش کیجائے تو بیجا ہوگا۔

وطن کی رائے میں یہ قبضہ ہرگز ایسا ضروری نہیں۔ انگلستان ہندوستان پر ڈیڑھ سو سال سے قابض ہے اور مصر پر صرف ۱۸۸۲ء سے۔ اگر انگلستان سوا سو سال تک بلا قبضہ مصر ہندوستان پر نہ صرف قابض رہ سکا۔ بلکہ ہر روز اپنے مقبوضات کو بڑہاتے رہنے کے قابل رہا حالانکہ اُسے آج کی نسبت دریائی سفر میں بڑا چکر کاٹ کر طے کرنا پڑتا تھا تو اس زمانہ میں ہرگز یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوگا کہ انگریزی قبضہ ہندوستان قبضہ مصر پر منحصر ہے۔ علاوہ بریں جنگ کرنے میں ترکی خود یقیناً سالہا سال تک ہرگز پیشدستی نہیں کرے گی۔ لیکن اگر اوسے جنگ پر مجبور کیا گیا تو قطع نظر اس عام بیدلی اور آزردگی کے جو طبعاً تاج برطانیہ کی بالواسطہ اور براہ راست دس کروڑ مسلمان رعایا کے دلوں میں پیدا ہوگی۔ کوئی شخص دعوی سے نہیں کہہ سکتا کہ اس جنگ میں انگلستان ضرور ہی غالب رہے گا بلکہ ظن غالب اس کے برعکس ہے۔ ترکی کو بھی بیشک سخت سخت نقصان طرح طرح کے اُٹھانے پڑیں گے۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات ضرور اکثر سواحل کو برباد کریگا۔ لیکن چونکہ ترکی کچھ بھی بحری تجارت نہیں رکھتی انگلستان کی بحری قوت ترکی کو کوئی ایسا گزند نہیں پہونچا سکے گی جو اوسکی قومی زندگی کے حق میں مہلک ہو سکے اور اس کے مقابل ترک مصر پر اتنی فوج لا سکیں گے جسکی مزاحمت کے لئے انگلستان شاید ہی کافی فوج بہم پہونچا سکے۔ محاربہ ٹرنسوال میں انگلستان نے بیشک تین چار لاکھ آدمی جمع کر لئے تھے جو مصر سے نسبتاً بہت زیادہ فاصلہ پر تھا لیکن وہاں انگلستان کے لئے میدان کھلا پڑا تھا۔ کوئی اور طاقت مزاحم نہ تھی مصر کے معاملہ میں ضرور اور طاقتیں

لیجسلیٹو کونسل (مجلس واضعان قانون) جنرل اسمبلی (مجلس عام) اور پراونشل بورڈز (صوبہ وار مجلسیں)

بھی مداخلت کرینگی۔ اور اگر انگلستان نے ٹرکی کو مغلوب بھی کر لیا تو باقی سلطنتیں ہرگز اجازت نہ دینگی کہ انگلستان قابض کی بجائے مصر کا مالک و فاتح بھی بنجائے۔ ہمارا یہاں انگلستان کی پالیسی کی غلطی ثابت کرنے کیلئے اتنے دلایل پیش کیجا سکتی ہیں کہ کئی صفحات بھی ان کے ذکر کیلئے اکتفی نہیں ہوسکتے لیکن سردست وطن کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔ اور اس مضمون کو ختم کرتا ہے کہ خدا کرے کہ موجودہ لبرل گورنمنٹ کا طریق عمل ایسا نہ ہو جیسا کہ سنہ ۱۸۸۲ء میں لبرل گورنمنٹ کا رہا تھا۔ اور لبرل ٹرکی کے معاملات میں بھی اسم بامسمی ثابت ہوں۔ نہ کہ مخرب امن و امان عالم۔ سرحد کا معاملہ اوس کے متعلق سردست اوس خط کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جو اڈیٹر وطن نے سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کو لکھا تھا۔ اور اوس کے پرچہ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۶ء میں چھپ چکا ہے

(ترجمہ خط) ٹرکی اور مصر کی سرحدی لائین۔ جناب بندہ۔ لنڈن میں جو بعض اخبارات شایع ہوتے ہیں انمیں سے بہت سے اخبارات کچھ عرصہ سے ٹرکی اور مصر کے مابین متنازعہ فیہ مقامات کے بالکل غلط اور دھوکہ میں ڈالنے والے نقشے شایع کر رہے ہیں جس سے تعجب نہیں کہ اصلی واقعات کے سمجھنے میں عوام کو غلط فہمی پیدا ہو۔ مثال کے طور پر وہ نقشہ پیش کیا جاسکتا ہے جو لنڈن کے ڈیلی گرافک مورخہ ۲۰ ماہ حال میں شایع ہوا ہے۔ اس نقشہ میں ایک ایسی سرحدی لائین دکھائی گئی ہے جو ٹرکی بندر غزہ اور مصری بندر العریش کے درمیان



لیجسلیٹو کونسل وضع قانون کے معاملات میں صلاح دہندہ مجلس ہے۔ تمام قوانین عامہ ٹرپال و عمان

بحیرہ روم کے ایک مقام سے شروع ہو کر کے متوازی بحر قلزم کو سے کئی میل کے فاصلہ پر پاس شہر عقبہ کے مغربی
حدود کے نزدیک لا کر ختم کی گئی ہے۔

اٹلس ہیکلوپیڈیا برٹانیکا کے ضمیمہ جات کے ہمراہ سنہ ۱۹۰۳ء میں جو نقشہ جات کی ایک جلد شائع ہوئی اس کے
دیکھنے سے فوراً معلوم ہو جائیگا کہ ٹیلیگراف مصری اغراض کی حمایت میں بڑی فیاضی سے کام لے رہا ہے۔ ٹائمز نصف
بالائی سرحدی حصہ کو ایک سیدھی لائن میں نہیں دکھاتا بلکہ ایک مثلث کی شکل میں جو مصر کی جانب بڑھی
ہوئی ہے اور جسکی ہر ایک جانب قریباً ۲۰ میل لمبی ہے ظاہر کرتا ہے۔ ٹائمز کے نقشہ کا اسلئے حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ
وہ ٹیلیگراف کی غلطی کو ایک حد تک واضح کرتا ہے۔ ایک صداقت یہ ہی کہ اس نقشہ کی رو سے بھی جو کسی قدر ٹرکی کے
مفید ہے جزیرہ نما سینا کا بہت بڑا حصہ مصری حدود میں دکھایا گیا ہے حالانکہ مصر کے تمام اسلامی اخبار
اسے بلا اشتراک بالعبائی ترکی کا ثابت کر رہے ہیں۔

ڈپلومیٹک اور قونصلر رپورٹوں کے سلسلہ نمبر ۲۶۳۵ میں ٹرکی کی مرضی کے تحت اور قسطنطنیہ کی تجارت
بابت سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کی رپورٹ میں جو جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں پارلیمنٹ کے دونوں حصوں کے روبرو فارن
آفس کی پیش کی گئی ایک نقشہ بھی شامل تھا جن میں سے ایک میں تجارتی رستے کا راستہ دکھاتے ہوئے شاہی
سلطنت عثمانیہ اور باجگذار ریاست کی سرحد ایک ایسی سیدھی لائن سے دکھائی گئی ہے۔ جو کہ بحیرہ روم کے
ایک مقام سے شروع ہو کر سویز کی طرف بڑھتی چلی گئی ہے۔ اور جزیرہ نما سینا کا بہت سا حصہ ترکی علاقہ
میں چھوڑ کر سویز کے پاس جا کر ختم ہو گئی ہے۔

ہمیں کلام نہیں کہ سلطان المعظم نے عباس ثانی کو نیابت خدیویت کا جائز حقدار قرار دینے کے متعلق جو
فرمان جاری کیا اس کی رو سے انکو جزیرہ نما سینا کے ایک حصہ میں چند ذاتی حقوق بھی عطا کئے تھے لیکن ان
حقوق سے ثابت نہیں ہوتا کہ خدیو یا اسکی حکومت کو جزیرہ نما کے متعلق جو کہ ہمیشہ سے ترکی عملداری میں شامل سمجھا
جاتا رہا ہے کوئی عاملانہ حقوق بھی سونپ دیئے گئے تھے۔ اور تسلیم ہو چکا ہے کہ طابہ میں مصری حکومت نے جو
فوجی کیمپ قائم کیا ہے اسکے متعلق اس نے پہلے سلطان المعظم سے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی تھی۔

ترکی و مصری سرحد کا معاملہ نازک ہوتا جاتا ہے۔ اس ہفتہ سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مصر میں انگلستان کی مخالفت میں
پر جوش تھیٹا جاتا ہے۔ اسلامی اخبار اور ہم مضمون کر رہے ہیں۔ اور مساجد میں اس مضمون کے خطبے پڑھے جاتے
ہیں کہ انگریزی حکومت کو مصر و ترکی کے معاملہ میں دخل دینے کا حق حاصل نہیں ہے اسکے ساتھ ہی یہ خبر ملی کہ خدیو مصر
بھی یورپ کی سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ تار میں یہ نہیں بتایا گیا کہ خدیو اس دفعہ معمول سے کچھ

کے لئے پہلے اوس کے روبرو پیش ہوتی ہیں۔ مگر گورنمنٹ اوسکی صلاح ماننے پر مجبور نہیں۔ اوسمیں تین

ہفتے پہلے کیوں گئے۔ اور کیا قسطنطنیہ کے راستہ گئے ہیں۔ یا سیدھے کسی اور یورپین ملک کو۔ اس روانگی سے دو ہی نتیجے نکل سکتے تھے۔ ایک یہ کہ خدیو اس معاملہ کو چنداں اہم نہیں تصور کرتے۔ دوم یہ کہ اونکو بھی انگلستان سے اتفاق رائے نہیں۔ مگر ایک طرف تو نہ اسکی کھلم کھلا مخالفت کو قرین مصلحت سمجھتے ہیں۔ اور نہ اپنی اسلامی رعایا کے جوش کو دبانے پر رضامند ہیں۔ اور بنا بریں دونوں طرف سے الگ تھلگ رہنے کی خاطر سیر کو چلدیئے ہیں۔ دوسرے دن یہ خبر آئی کہ وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں بیان کیا ہے کہ ترک تا فیصلہ کمیشن مقام تنازعہ طابہ کو خالی کرنے سے منکر ہیں۔ البتہ باب عالی نے انگریزی سفیر کو یہ اطلاع دی ہے کہ ایک کمیشن العریش کو بھیجدی جائے گی۔ اور اگر اوس نے معلوم کیا کہ حدبندی کے نشان واقعی منہدم کردیئے گئے ہیں۔ تو وہ اونکو از سر نو تعمیر کریگی۔ تیسرے دن صرف یہ خبر آئی کہ سلطان المعظم نے قیصر جرمن کے تین چھوٹے لڑکونکو مرصع عثمانیہ تمغہ اور قیصر کی شاہزادی کو تمغہ شفقت ارسال کیا ہے۔ چوتھے دن ۱۳ مئی کے ایک تار نے نہ صرف بلحاظ طوالت پہلے دن کی خاموشی کی کسر نکالدی۔ بلکہ کل دنیا کو چونکا دیا۔ اوسکا ملخص حسب ذیل ہے :- بقول سٹینڈرڈ جرمن سفیر مقیم لنڈن نے انگریزی حکومت کو یقین دلایا ہے کہ مصری سرحد کے معاملہ میں انگلستان سے تنازعہ ہوجانے کی صورت میں سلطان جرمنی سے مدد ملنے کی ہرگز امید نہیں رکھ سکتے۔ اگر یہ خبر درست ہے تو گو اسلامی دنیا کو قیصر کی احسان فراموشی اور خودغرضی پر سخت حیرت ہوگی۔ لیکن اس سے اوسے رنج نہیں پہونچ سکتا۔ کیونکہ کوئی بھی مسلمان پسند نہیں کرتا کہ ٹرکی اپنے کسی استحقاق کے منوانے میں کسی غیر کی مدد کی متوقع ہو لیکن بعد کی خبریں واقعی سخت افسوسناک اور تشویش بخش ہیں۔ اور یہ سوال پیدا کرتی ہیں کہ کیا ٹرکی اور انگلستان دونوں ملکوں میں کوئی بھی ایسا مآل اندیش اور انصاف پسند مدبر نہیں رہا۔ جو صلح و صفائی سے اس خرخشہ کو طے کرلیتا خبر مذکور یہ ہے۔ انگلستان نے کل (۱۳ مئی کو) ٹرکی کو ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جو آخری پیغام کا حکم رکھتا ہے اور اوسمیں باضابطہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ترکی افواج مصری سرزمین سے ہٹالی جائیں۔ اس الٹی میٹم میں دس دن کی میعاد دیگئی ہے۔ دریں اثنا انگریزی امراء بحر بیسفورڈ۔ آلبسٹن اور تیرجمین ایک ہی وقت اپنے بیڑے لیکر مالٹا پہونچگئے۔ جہاں سے آج رات چار کروزروں اور چند تارپیڈو شکن جہازوں کا ایک بیڑہ یونانی بندرگاہ پائریس کو روانہ ہوجائیگا۔ اس بندر سے باسانی کئی ترکی بنادر اور جزائر پر حملہ ہوسکتا ہے۔ (وطن) قاہرہ سے جو تار آئے ہیں وہ اس خبر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ترکوں نے العریش کے قریب حدبندی کے مینار ہٹا دیئے ہیں۔ نیز یہ تار مظہر ہے کہ اس نواح میں ترکی فوج کا ایک دستہ مصری زمین پر قابض ہے۔ اور اوسکا اندازہ دو ہزار سے بھی آٹھ ہزار پایا جاتا ہے۔" اس سے بعد کی تار خبریں آگے درج ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ممبر ہیں۔ جنمیں سے پندرہ قاہرہ میں رہتے ہیں۔ انمیں سے ہر ایک کو نو سو پونڈ سالانہ گاڑی کے خرچ کے لئے

ٹرکی اور انگلستان کی باہمی کشیدگی ایسا ناپسندیدہ امر ہے کہ جو اخبار گورنمنٹ اور مسلمان دونوں کے خیرخواہ نہیں۔ مگر ابھی بالکل ضمیر فروش نہیں ہے وہ بھی اسپر افسوس اور حیرت ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اور صاف لکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو خلافت اسلامیہ کے برخلاف خاصکر ایسے معاملہ میں جو خلافت ہی کے ایک تابع ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ کوئی ایسی کارروائی نہ کرنی چاہیئے۔ جو اوسکی دس کروڑ مسلمان رعایا کی آزردگی خاطر کا موجب ہو سکے۔ وطن اس معاملہ میں اپنی رائے مفصل پہلے لکھ چکا ہے۔ کہ مصر کے متعلق ٹرکی سے بگاڑ کرلینے میں انگلستان کو کوئی مزید فایدہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں کچھ نقصان پہنچ جائے تو بعید نہیں۔ ہمعصر سول کی رائے ہے کہ نوبت بجدال نہیں پہونچیگی۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ مگر جو وجوہات اوس نے لکھی ہیں۔ وہ چنداں قوی نہیں۔ اوسکا خیال ہے کہ سلطان مصر سے کھلم کھلا اس لئے بگاڑ نہیں کریں گے کہ کہیں اوسے برائے نام ماتحتی سے نکلنے اور خراج بند کردینے کا بھی بہانہ نہ ملجائے۔ کیونکہ اگر مصر ایسا کرے تو سلطان بجبر اوسے بدستور تابع و خراجگذار نہیں رکھ سکیں گے۔ خشکی اور سمندر دونوں طرف سے مصر ٹرکی کی زد سے باہر ہے مگر وطن کو اس سے اتفاق نہیں۔ مصر پر سلطان خشکی کی طرف سے اسقدر فوج بھیج سکتے ہیں۔ کہ اوسکی مزاحمت کرنا مصر و انگلستان کے لئے ہرگز آسان نہیں ہوگا۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ سلطان اس معاملہ کو صرف اوسیصورت میں طول دیں گے جبکہ وہ آخری تدارک کا بھی دل میں فیصلہ و عزم کرچکے ہوں گے۔ العریش سے سویز چنداں دور نہیں۔ اور اگر حملہ کی نیت کرلینگے تو کوئی بحری طاقت بری فوج کو نہر سویز عبور کرنے سے نہیں روک سکیگی۔ سلطان بالطبع جنگ کو پسند نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ اپنے ملک کے کسیوقت کے رفیق اور دس کروڑ مسلمانوں کے دنیوی بادشاہ سے مشغول پیکار ہونا پسند کریں۔ لیکن بعض حالات اور صورتوں میں مجبوری و ضرورت طبعی میلان پر غالب آجاتی ہے۔ ٹایمز تک یہ مانتا ہے کہ سلطان اپنے ایشیائی مقبوضات بالخصوص سرزمین عرب کی صیانت و محفوظیت کے بارہ میں از حد کوشاں ہیں۔ اور اس نزاع میں اپنے حقوق کی نگہداشت کو جان سے بھی عزیز تر سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں مدبران انگلستان پر کیا یہ واجب نہیں کہ وہ علاقہ سینا کے معاملہ میں سوچ سمجھکر پیشدستی کریں۔ اور حلیم کے غضب سے باحذر رہیں۔ انگلستان کیلئے یہ وقت خاصکر کمال احتیاط کا ہے۔ گو دنیا بھر جیسی طمانیت بخش حالت اسوقت ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ روس زخمی ہوچکا ہے اور اندرونی فسادوں نے اوسے ادھ موا کردیا ہے۔ جاپان انگلستان کا رفیق و معاون ہے۔ فرانس یار غار بن رہا ہے۔ اور امریکہ دوست شفیق۔ اٹلی بھی ممنون ہے اور سپانیہ کا بادشاہ عنقریب شاہ انگلستان کا داماد ہوا چاہتا ہے۔

لہ انمیں سے ۱۴ کو سرکار نامزد کرتی ہے۔ باقی رعایا منتخب کرتی ہے۔ وہ ہر ماہ ایکدفعہ اجلاس کرتی ہے۔ وہ خود کوئی قانون تجویز نہیں کرسکتی۔ یہ حق صرف سرکار کو حاصل ہے۔ سالانہ بجٹ بھی اوسمیں پیش ہوتا ہے مگر وہ کچھ بہت اثر نہیں کرسکتی۔

ملتے ہیں۔ باقیماندہ چند شہروں کو جو اضلاعات کے شہروں اور جزیروں کے قریب آگئی ہیں تھا پھر پیش
رکھنے کیلئے جنگ کی بابت وہ کچھ پس و پیش تھا لا انداز نہیں۔ آپ کو آئے یا نہیں کا خرچ ملتا ہے۔

اور انگریزی بحری طاقت کا سکہ کل دنیا پر بیٹھا ہوا ہے۔ مگر تاہم یورپ کی حالات تشویش افزا بنتی ہیں۔ ستم یہ کہ فتح و شکست کا انگلستان ہی کی طرف منسوب کرتا ہے اور جیسے ہو تو یہ بھی شبہ کیطرح روس کی تاک میں ہے۔ اور تازہ فرانسیسی حبکا ایک حصہ انگلستان نے بھی بہم پہونچایا۔ اور دنیا بھر کو بہت کچھ قابل کر دیا ہے۔ جرمنی بھی مراکش کے معاملہ میں ایک مشکل کا نام ہے جس میں پیچ و تاب کھا رہا ہے۔ اور یہ دونوں اگر کچھ اور شرارت کریں۔ تو کم از کم ٹرکی کو تو ضرور دیں گے۔ روس شاید فرانس کی خارجی مشکلیں اور فرانس کچھ دنوں یا کاری کی چالیں چلے مگر آخر کھیل کھیلیگا۔ خارجی اندیشوں کے ماسوا اندرونی خلفشار بھی کچھ کم توجہ طلب نہیں ہیں۔ ہندوستان سے بڑا انگریزی مقبوضہ ہے اور یہاں کی آبادی کا ایک حصہ جو کچھ ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔ وہ کوئی مخفی نہیں۔ ٹرکی سے بگاڑ ہو جانے پر دس کروڑ مسلمان بھی اسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے۔ اور خواہ وہ منہ سے کچھ نہ بولیں۔ انکو دلی ضرر پہونچیگا۔ افغانستان کا بدگمان ہو جانا بھی قرین قیاس ہے۔ اور ایران بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہیگا۔ خاص مصر میں بھگا کا پیش خیمہ ہی دیکھکر جو حالت پیدا ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے۔ ان تمام حالات کے موجود ہوتے ہوئے سلطنت عثمانیہ سے نزاع پڑنے کے محرک جو ہیں گے۔ وہ حقیقت ملک کے نادان دوست ثابت ہو جائیں گے۔ اور انکی غلط پالیسی یقیناً مشکلات کا موجب ثابت ہوگی۔ واللہ یفصل الحق وھو خیر الحاکمین۔

نامہ نگار لکھتا ہے کہ یمن میں ترکوں کی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ ابھی تک اگرچہ بہت سے ہیں۔ اور قسمتی یا شاید انکو زیر کرنے سے عاجز آگئے ہیں۔ کیونکہ ایک تو یہ باغی عرب بہت کثیر التعداد ہیں جنکی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ جس طرح جنگ کے قریب کرتے ہوئے چاروں طرف پھیلے ہوئے چھاپے مارتے ہیں پر آسانی سے اتفاق کرتے ہیں۔ دوم سڑکوں کی عدم موجودگی کے باعث ترکی فوج کو رسد و غیرہ باقاعدہ نہیں پہونچتی۔ بلکہ اس کے اکثر حصے تباہ ہو کر بیابانوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور اسی طرح بے آئی موت مر رہے ہیں۔ وجہ بغاوت وہ یہ بتاتا ہے کہ حسین حلمی پاشا سابق گورنر حال اسپکٹر ولایات مقدونیہ نے مقامی شیوخ کے اختیارات سلب کرکے صوبجات کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا ہوا کر دیئے تھے۔ ممکن ہے وجہ بغاوت یہی امر ہوا ہو۔ مگر اسکا یہ بیان ہرگز قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ ترکوں کی حالت پھر نازک ہو گئی ہے۔ اور یکبارگی وہ انکے شہروں کو آڑے پھر میدان میں اتر گئے ہیں۔ اسقدر تو ممکن ہے کہ تمام عرب مطیع نہیں ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر کوئی خطرہ یا ضرورت نہیں تو ترکی حکومت اسقدر کیوں ملک کی افواج و سامان جنگ یمن کو بھیج رہی ہے۔ تو وہ ان کا یہ جواب ہوگا کہ اسکا باعث شاید یہ ہو کہ کوئی مقامی بغاوت۔ ویمن کا قیاس ہے کہ ترکی حکومت چونکہ ظاہر کو چاہتی ہے انکا ارادہ مستقل کرنے کا

دوسری دونوں مجالس کے اختیارات بھی محدود و مختصر کئے ہیں۔ کوئی نیا بلا یا ضابطہ قانون یا ٹیکس جنرل اسمبلی[1] کی منظوری کے بغیر نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مجلس دراصل ایک مشورہ دینے والی جماعت ہے جیسا کہ مجلس

وہ اپنے تمام اختیارات بتدریج حاصل کرتی اور سلطنت عثمانیہ کی ہے۔ فوجی حیثیت سے یہ ضروری ہے تاکہ اگر کبھی سمندر کا راستہ مسدود ہو جائے تو مصر مدافعت کافی عرصہ تک اپنی حفاظت کر سکیں۔ اور ایسی صورت میں تو نہایت اسقدر فوج جمع کر لیگی ہوگی۔ جو صرف سرحدات ملک کے مقابل کافی ہو۔ چونکہ اس کی لڑائی کافی ہوسکے کیونکہ بیشتر اسی وجہ کے اگر سلطان اعظم قابض کے معاملہ میں مصر ہے۔ اور انگلستان بھی مصر پر قائم رہا۔ تو ہم سمجھتے ہیں یہ طول کھینچیگا۔ اور قبضہ و تخلیہ مصر کا مسئلہ بھی پوری شدت کے ساتھ عملی طور پر شروع ہو جائیگا۔ انگلستان جو ایک بڑا اپنی حدود خلیج فارس کی تقسیم کو اس حالت میں رکھنا چاہتا ہے کہ سب خود محفوظ رہیں اپنا سکہ جمائیگا۔ اس کشمکش کا لازمی نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور جنگ ہو جانے کی صورت میں یہ ممکن نہیں بلکہ غالب ہے کہ ایک طرف تو انگلستان ترکی پر بحری حملہ کرے اور عدن سے بصرہ تک فوج کشی کرے۔ اور دوسری طرف ترکی بھی عدن کی طرف پیش قدمی کریگا۔

ان صورتوں کا احتمال صرف نسبت جنگ پہونچ جانے کی حالت میں ہوگا۔ لیکن جنگ تک نوبت پہونچ جانا چنداں قرین قیاس نہیں۔ بلکہ دونوں سلطنتوں کا بقا یا کا بھی یہی ارادہ ہے کہ امن قائم رہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس فریق کی دلیل کمزور ہو۔ وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے۔ یا اس معاملہ کو ہیگ کی ثالثی عدالت کے حوالہ کر دیں۔ جو قائم ہی اسی غرض کے لئے ہوئی ہے کہ سلطنتوں کے باہمی تنازعات کا آئینی طریق سے فیصلہ کر دیا کرے۔ چنانچہ اس کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال بھی ہو چکا ہے کہ کیا گورنمنٹ معاملہ کو طول دیگی اور خود کسی کارروائی کی مرتکب ہوگی یا اسے مناسب سمجھیگی کہ یہ معاملہ ثالثی عدالت کے فیصلہ پر چھوڑ دے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس سوال کا جواب یہ دیا گیا کہ ابھی ایسا کوئی موقعہ نہیں آیا ہے۔ لیکن اس پہلو پر بھی غور کیا جائیگا۔ اور یہ بات بھی ہے کہ انگلستان کے اخبارات سب کے سب اس کے مخالف ہیں۔ آزاد اور جوش دلانے والے وزیر ابھی یہ کہتے ہیں کہ وہ ترکی کی تلوار کا حکم رکھتے ہیں۔ اور یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ کی تذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیجئے۔ خواہ کوئی بھی اشتعال دلانا ہو۔ اور دوسری جانب خود مصر کے اخبارات یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے مطالبات کے حق بجانب ہونے پر بھی ان کے خلاف سے صورت حال کو زیادہ پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ اور خود گورنمنٹ کی نیت کا یہ حال ہے کہ وہ مصر کو اپنی املاک

[1] جنرل اسمبلی ایگزیکٹو کونسل کے علاوہ مجلس شوریٰ و دیگر ممبر ہوتے ہیں۔ جنہیں رعایا منتخب کرتی ہے۔

تشریح آئینی مجالس۔ مجلس شوریٰ اور اس کے اختیارات کے متعلق وضاحت ۱۸۸۳ء اور ۱۹۱۳ء کی شرائط مصر میں اضافہ کر کے ترتیب دی گئی ہے۔ تاریخ اب تک جو نسبت کا اسی پر عمل رہا ہے، مگر اب اس کے اختیارات بڑھا دیئے گئے ہیں۔

منعقد ہو تو اوس کے ممبروں کو آٹھ دن کا الاؤنس - ایک پونڈ یومیہ کے حساب سے اور ریل کا خرچ ملتا ہے -

جا رہی ہیں - تو سمندر پر بھی بحری نمائش یا دھمکی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہیں - اور خط و کتابت میں ایسی درشتی اختیار کیجاتی ہے کہ الٹی میٹم تک بھیجدیا لیکن دل ابھی تک معاملہ کے بصلح و صفائی نپٹ جانے کیطرف سے مایوس نہیں ہوا - فریقین کی قسمت اگرچہ نیک ہے - اور ہر دو کے اعداد کا نصیبہ غیر معمولی طور پر بیدار نہیں ہو رہا ہے - تو اس غلط چال اور سینہ زوری کی پالیسی پر اصرار نہ کیا جائیگا - اور جبر و تحکم کی بجائے باتوں ہی سے اس عقدہ کو سلجھا لیا جائیگا - اور دل گواہی دے رہا ہے کہ خدا نے چاہا - تو دونوں سلطنتوں کے اقبال و عروج میں جو مسلمانوں کو یکساں عزیز ہیں - حوادث زمانہ ابھی عرصہ مدید تک کوئی رخنہ نہیں ڈال سکیگا -

اس معاملہ سے متعلق ۵ مئی کا تار ہے کہ روسی اور فرانسیسی سفرا بھی سلطان المعظم کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ انگلستان کا کہا مان لیں - اس مشورہ کو انگریزی اخبارات بہت اہم سمجھ رہے ہیں - انکی رائے ہے کہ وہ انگلستان کی بحری دھمکی سے بدرجہا زیادہ موثر ثابت ہوگا - انگریزی کروزر منروا - العریش سے یونانی بندر پائرس کو گیا ہے - کریٹ سے کچھ انگریزی فوج اسکندریہ پہونچگئی ہے - اور مالٹا سے عنقریب آنے والی ہے - ۶ کو صرف خبر آئی کہ چار مصافی جہاز بھی پائرس گئے ہیں *

تنازعہ سرحد مصر - ۱۰ مئی کو سر گرے وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں ترکی نامہ پیام کے متعلق مفصل تذکرہ کیا جسکا خلاصہ یہ ہے - مختار پاشا نے خدیو سے مکرر مطالبہ کیا - کہ مصر و ٹرکی کے مابین حد اسطرح قایم کیجائے کہ وہ مقام الرافع سے (جو غالباً العریش کے قریب واقع ہے - وطن) شروع ہو کر سویز کو جائے - اور وہاں سے عقبہ پر جا کر ختم ہو - خدیو نے جواب میں کہا کہ حد ترکی وزیر اعظم کے تار مورخہ ۸ - اپریل ۱۸۹۲ء کی بنا پر قایم کیجائے یعنی وہ رافع سے شروع ہو کر سیدھی عقبہ کی طرف جائے - اور عقبہ سے تین میل بجانب غرب ختم ہو - ٹرکی نے اسکا جواب دیا کہ یہ تار جزیرہ نما سینا کی صرف مغربی حد کو متعلق تھا - اور بحیثیت فریق غالب مالک اعلی تار کے وضاحت طلب حصہ کی تعبیر کرنیکا حق صرف ٹرکی ہی کو حاصل ہے - نہ کہ مصر کو - انگریزی حکومت نے ۱۳ - اپریل کو باب عالی کو مراسلہ بھیجکر خدیو کی تائید کی - اور دن میں جواب ملنے کی استدعا کی - اسکی بابت وزیر خارجہ نے ایزاد کیا - کہ ترکی مراسلات بنام خدیو کا انداز بیان - اور ترکی مطالبات کی نوعیت اس قسم کی تھی کہ اس معاملہ کو زیادہ دیر تک ملتوی رکھنا ہمارے لئے نا ممکن ہو گیا - ترکوں کے جدید مطالبات کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس سے نہر سویز کی محفوظیت اور مصر و خاندان خدیویہ کی آزادی و حقوق وقتی خطرہ کی حالت میں ہو جائیں - ٹرکی کو جو الٹی میٹم دیا گیا ہے - اوسمیں صاف لکھدیا گیا ہے کہ میعاد کے اندر تصفیہ نہ ہونے پر جنگی کارروائی کی جائے گی - (۸ مئی) تین انگریزی کروزروں کو فوراً روانگی کا حکم پہونچا ہے - وہ غالباً ترکی سمندر لیوانٹ کو جائیں گے - جہاز منروا یونانی بندر پائرس سے اسکندریہ کو گیا ہے -

باقی اگلے صفحہ پر

مصر خاص بڑے بڑے شہروں کی پانچ چھ گورنریوں اور چودہ مدیریہ یعنی صوبوں میں جو پھر آگے قسمتوں میں منقسم ہیں منقسم ہے۔

تمام انگریزی اخبار وزیر خارجہ کی پالیسی در بارہ جزیرہ نما سینا کے مداح ہیں۔ (۹ مئی) غزہ سے خبر آئی ہے کہ ٹرکی نے شامی مصری سرحد پر ایک لاکھ ایکڑ زمین دبالی ہے۔ مصری فوج محافظ سواحل کا ایک زبردست دستہ معہ پانچ توپوں کے نہر سویز کے مشرق کو (ترکی حد کیطرف) گیا ہے۔ دو انگریزی جنگی جہاز پائیرس پہونچگئے ہیں باقی کل پہونچ جائیں گے (۱۰ مئی) جنگی جہاز منروا پورٹ سعید میں ہے۔ اور ایڈمرل المیٹن جو اس پر سوار تھا۔ قاہرہ گیا ہے۔ (۱۱ مئی) دو انگریزی جنگی جہاز مقام فولریم کے قریب لنگر زن ہیں۔ سر گرے نے آج پارلیمنٹ میں یہ مزید بیان کیا کہ ترکی مطالبات نے اور کئی ایسے سوال کھڑے کر دیئے جنکی سامنے طابہ کا سوال بالکل بے حقیقت ہو گیا۔ اور کہ انگریزی گورنمنٹ کسی ایسے سوال کا تصفیہ جسکا اثر نہر سویز کی محفوظیت پر ہوتا ہو۔ ہرگز ثالثی پر نہیں چھوڑ سکتی۔ بہترین طریقہ حد بندی کی تعین کا یہی ہوتا ہے کہ مشترکہ کمیشن مقرر کر دیا جائے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ اس صورت کو پیش کر چکی ہے۔

۱۴ مئی کو ٹرکی و انگلستان میں سمجھوتہ ہو جانے کی خبر کل اسلامی دنیا نے یقیناً کمال مسرت و ابتہاج سے سُنی ہوگی جسکا ہر متنفس بلا شبہ سخت فکر و تردد میں مبتلا دیکھا جاتا تھا۔ اس سے ایک دن پہلے ہی اگرچہ صلح و صفائی کی امید قوی ہو گئی تھی۔ مگر ساتھ ہی یہ خبر تذبذب کو بڑھانے والی بھی اوسیدن آئی کہ انگریزی نائب قونصل مقیم قسطنطنیہ اس غرض سے انگریزی بیڑہ مقیم پائیرس کو گیا ہے۔ کہ اگر کسی ترکی بندر پر قبضہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس معاملہ میں انگریزی ایڈمرل کو مناسب صلاح و مشورہ دے۔ اس خبر کا پہلا جز غلط ہے کہ صحیح ہو مگر یہ کہ کسی ترکی بندر پر قبضہ کر لینے کی نیت کی جا چکی تھی۔ وطن اسکو اسی فضول تعلی و شیخی سے منسوب کرتا ہے جسے اوکے خیال میں انگریزی وزرا اور اخبارات نے عمداً اور بمصلحت اس معاملہ میں اپنا شعار بنائے رکھا۔ اسی دن مسلمانان کلکتہ نے انگریزی الٹی میٹم کے متعلق جلسہ کر کے گورنمنٹ عالیہ سے حتی الوسع جنگ سے محترز رہنے کی استدعا کی۔ لاہور وغیرہ اکثر مقامات میں محض اسلئے جلسے نہوئے کہ ایک تو وہاں کے سرکردہ اصحاب کو یقین تھا کہ معاملہ میں آخر صلح صفائی ہو جاتے گی۔ بات طول نہیں پکڑے گی۔ دوسرے جلد ہی مصالحت ہو جانے کی خبر پہونچگئی۔ البتہ یہ امر قابل افسوس ہے کہ جسطرح علیگڈھ کے بعض افراد ملت نے اس معاملہ کے متعلق واجب و جائز حد کے اندر رہکر اعتدال کے ساتھ قومی خلوص کے اظہار میں سبقدستی کرنے سے دیرپا نیکنامی و عزت حاصل کی۔ ویسی ہی وہیں کے چند اور افراد نے اس کارروائی سے اپنے آپکو بری الذمہ اور علیحدہ ظاہر کرنے کی کوشش سے محض فضول و بیجا احتیاط کا پہلو اختیار کیا جو کسیطرح پسندیدہ اور قابل فخر نہیں سمجھا جا سکتا۔

فضول غوغا۔ ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ بظاہر مصر و ترکی اور در اصل انگلستان و باب عالی میں موجودہ تنازعہ

گورنریاں یہ ہیں:-

۱- نہر سویز بمعہ قصبات بندر سعید، سویز[1] و اسمعیلیہ ۲- قاہرہ ۳- اسکندریہ ۴- روستا (اب اسکی بجائے نہر سویز و جزیرہ نما سینا گورنری قرار دیا گیا ہے) ۵- دمیاط ۶- العریش (جو پہلے بھی موجود تھی- انکے علاوہ اب ایک ساتویں گورنری طرابلس الغرب کی سرحد کے قریب بندر مرسیٰ مطروح میں قایم کی گئی ہے- اور اس بندر میں جہازوں کی آسایش و حفاظت کا بھی معقول انتظام کیا گیا ہے)

پہلے عقبہ کے متصل مقام طابہ پر ترکی فوج کے قابض ہو جانے سے شروع ہؤا- اور اوسنے زیادہ خطرناک صورت گزشتہ چند دنوں میں اوس کارروائی کیوجہ سے اختیار کر لی- جو العریش کے متصلہ علاقہ کے متعلق ترکی فوج کی طرف منسوب کی جارہی ہے- رائیٹر اب تک جو خبریں دیتا رہا ہے- ان سے ہر شخص یہی قیاس کرنے پر مجبور ہوتا تھا- کہ ترکی ناجایز پیشدستی کر رہی ہے- اور خواہ مخواہ چھیڑ خانی کر کے مصر اور اوس کے قابضین کو اشتعال دلانا چاہتی ہے- مگر اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں مصر سے جو اخبارات یکم مئی تک کی تاریخ کے موصول ہوئے ہیں وہ کم از کم العریش کے متعلق اس قیاس و مفہوم کی کامل تکذیب کر رہے ہیں- رائیٹر اور انگریزی اخبارات نے باصرار یہ بیان کیا- کہ ترکی فوج نے سرحدی مینار گرا دئیے ہیں- ایک لاکھ ایکڑ مصری رقبہ پر قبضہ کر لیا ہے- اور اس نواح میں ترکی فوج کا اندازہ جنگ آمیز نظر آرہا ہے- اور کہ جب ترکی حکومت سے دریافت کیا گیا- تو اوس نے جواب دیا کہ کمیشن موقعہ پر بھیجی جائے گی- اور اگر شکایت درست پائی گئی تو سرحدی مینار پھر کھڑے کر دئیے جائینگے

مصری اخبارات کے بیان کے مطابق اس معاملہ کی نوعیت ہی اور معلوم ہوتی ہے- قاہرہ میں خبر پہونچی- کہ ترکی فوج نے العریش کے متصل ایک سرحدی مینار سرخ رنگ کا جس پر خدیو کا نام کندہ تھا- گرا دیا ہے- یہ خبر سنکر خدیو کو جو طابہ کے معاملہ میں اپنے وزراء اور لارڈ کرومر کی متواتر انگیخت کے باوصف اپنے آقائے نعمت اور متبوع اعظم سے منحرف یا دوبدو ہونے پر مائل نہ کئے جا سکے تھے- طبعاً رنج پہونچا- اور آپنے ناظر مختار پاشا کو بلا کر کہا کہ آپ تو باب عالی کو میرا اور مصر کا مخلص و خیر طلب بتاتے تھے- اور کہتے تھے کہ طابہ پر ترکی قبضہ کے یہ معنی نہیں کہ جلالت مآب سلطان المعظم میرے حقوق میں کوئی دست اندازی کرنا چاہتے ہیں- بلکہ محض خلافت و سلطنت اسلامیہ کے اغراض کی بہبودی کے لئے جسکا نہ صرف خلافت مآب بلکہ مجھکو اور ہر مسلمان کو یکساں خیال رکھنا لازمی ہے- اس مقام پر قبضہ کیا گیا ہے- اب فرمائیے کہ اس کارروائی کا کیا مطلب ہے- اور کیا میرے نام کے مینار کو گرا دینا میری ذاتی توہین نہیں ہے- مختار پاشا کو بھی خدیو کی یہ شکایت معقول معلوم ہوئی- اور آپنے فوراً بذریعہ تار ترکی وزیر اعظم سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے- اور العریش کی طرف جہاں سرحد کا با قاعدہ تعین ہو چکا ہے کیوں

[1] شہر سویز اس گورنری سے خارج کر کے علحدہ گورنری بجائے روستا کے بنایا گیا ہے:

مدیریہ ہیں:-
(تحتی مصر) ۱ اسکندریہ - ۲ منوفیہ - ۳ غربیہ - ۴ شرقیہ - ۵ دقہلیہ - ۶ بحیرہ - (بالائی مصر) ۱ جیزہ - ۲ منیاء - ۳ بنی سیوف - ۴ فیوم - ۵ اسیوط - ۶ جرجہ - ۷ قنیا - ۸ المحدود (موجودہ نام اسوان)-

دست اندازی کی گئی ہے؟ اسکے وزیر اعظم نے فوراً یہ جواب دیا کہ سلطان المعظم نے ہرگز کوئی حکم اس مضمون کا صادر نہیں کیا۔ نہ ترکی فوج نے اس طرف پیشقدمی کی ہے۔ اور نہ وہ سرحدی مینار گرادینے کی کارروائی کی مرتکب ہو سکتی ہے۔ بابعالی کو خود بھی اس خبر سے دلی رنج ہوا ہے۔ اور اسکا قیاس ہے کہ یہ مینار ضرور کسی شریر نے کسی غیر کے اشارہ پر گرایا ہے تاکہ سلطان المعظم اور خدیو میں شکر رنجی پیدا ہو۔ بات بڑھ جائے۔ اور دنیا یہ سمجھنے لگے کہ ترک زیادتی کر رہے ہیں۔ نیز بیت المقدس کے گورنر کو تاکیدی حکم بھیجا ہے کہ علی الفور موقعہ پر پہونچکر تحقیقات کرے۔ اور اگر مینار گرادیا گیا ہو تو از سر نو پھر نصب کر دینے کے ساتھ ہی تحقیقات کرے کہ یہ کس خبیث کی حرکت ہے اور کس کے اشارہ پر اوس نے ایسا کیا ہے۔

یہ جواب سنکر خدیو کامل طور پر مطمئن ہوگئے۔ اور ان کے دل میں اپنے شہنشاہ کی طرف سے کچھ کدورت نہ رہی مگر نہ معلوم انگریزی وزراء اس وقت کس خاص مصلحت کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں کہ طابہ کے ساتھ اس معاملہ کو بھی وہ بہت اہم بتاتے ہیں۔ اور اس جواب کو قطعاً نظرانداز کر کے انگریزی اخبار مئی کے پہلے ہفتہ میں بھی باصرار تمام العریش کے متعلق ترکی فوج کی مفروضہ پیشقدمی کی داستان کا اعادہ در اعادہ کرتے رہے۔ حالانکہ اس سے بڑھکر تسلی بخش کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اوسمیں صراحت بیان کیا گیا ہے کہ ترکی حکومت ہرگز کسیطرح کی چھیڑ خانی کا ارادہ نہیں رکھتی۔

اسی تنازعہ کے متعلق انگریزی اخبارات نے دوسرا شگوفہ یہ اڑایا ہے کہ مصر میں عام جوش پہیل رہا ہے۔ علماء وطلباء علانیہ انگریزوں کی مخالفت پر باشندوں کو اکسا رہے ہیں۔ کئی بڑے بڑے آدمی بھی خفیہ چالیں۔ اور تدبیریں کر رہے ہیں۔ اور کہ اس عام جوش کے نتیجہ فساد ہو جانیکا قوی احتمال ہے۔ اگر یہ امر درست ہوتا تو اسبارہ میں سب سے بڑا مجرم مصطفی کامل پاشا ایڈیٹر اللواء ہوتا جسے ٹائمز بھی سرگروہ محرکین قرار دیتا ہے۔ مگر اللواء کی تحریروں میں ایک بھی لفظ ایسا نہیں دیکھا جاتا۔ جو جوش بڑہانیوالا ہو۔ یا جسمیں اپنے ملک کو فتنہ فساد کی تحریک بالکنایہ یا علانیہ کیگئی ہو۔ بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے ہموطنوں کو بار بار یہی نصیحت کرتا دیکھا جاتا ہے کہ وہ اس معاملہ کو ہرگز چنداں اہم نہ سمجھیں۔ قانونی تنازعہ ہے۔ اور قانونی و آئینی ذرائع سے ہی پیش جانے کا مصری آگر ترقی کرسکتے ہیں۔ تو صرف علم کے ہتھیار سے معمولی اسلحہ کا کام لینا صریح دیوانگی وحماقت ہے اسکا نام جوش پھیلانا ہے۔ تو دنیا میں کوئی شخص قیام امن کا مؤید نظر نہ آئےگا۔ مصطفی کامل بیشک دلیل و حجت

انکے علاوہ بحیرہ قلزم کے جنوب مغربی ساحل وسواکن کی گورنری اور قیصر کی گورنری جو نیز بحیرہ قلزم میں ہے اور العریش کی گورنری جو شام کی سرحد پر ہے اور جزیرہ نما سینا کی گورنری نہر سویز کے

سے مصری یعنی انگریزی حکومت کے مطالبات کی تردید کرتا رہا ہے۔ لیکن وہ بھی نہایت نرم پیرایہ میں اور کمال معقولیت کے ساتھ۔ کانگرسی اور سودیشی شور یا جو کچھ یہاں ہندوستان میں پرجوشی دکھا رہے ہیں کبھی مصری اخبار یا مقرر کی تحریر و تقریر میں اوسکا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ سودیشی و بائیکاٹ و تقسیم بنگال وغیرہ وغیرہ کے معاملات تو درکنار جن کے متعلق تو کچھ لکھتے یا بولتے وقت اونکے حامی بلا مبالغہ پوری پوری دیوانہ بنجاتے ہیں خود اس تنازعہ طابہ کی متعلق بھی جیسی کہ تنی و سختی سے یہاں کے کانگرسی اور ہندو اخبارات انگریزی گورنمنٹ کے طریق عمل کے مخالف لکھ رہے ہیں۔ مصر کے اسلامی اخبارات میں تو اوسکا بھی نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ وہ اگر کچھ لکھتے ہیں تو اپنی حکومت اور لارڈ کرومر کو خواہ مخواہ ٹرکی سے بگاڑ کرنے سے ممانعت روکنے کے لئے۔ اونکی پیش کردہ چند دلائل حسب ذیل ہیں۔ (۱) مصر مع متعلقات اب تک قانوناً سلطنت عثمانیہ کا جزو متصور ہوتا ہے۔ بنا بریں اگر اصل مالک معقد اکسی دور افتادہ و غیر آباد حصہ سے قطع کو بعض ضروریات کی وجہ سے براہ راست اپنے تصرف میں کرے۔ تو کوئی وجہ شکایت کی نہیں ہو سکتی۔ مگر طابہ کے معاملہ میں تو یہ بھی متیقن نہیں کہ وہ ضرور ہی مصری مقبوضات کی حدود میں شامل ہو۔ محمد علی کو جب ولایت مصر کی مستقل حکومت ملی تو فرمان سلطانی میں العریش و سویز کو حد فاصل قرار دیا گیا تھا حتی کہ خود مصری حکومت نے ۱۸۴۱ء میں جب اپنی قلمرو کا باضابطہ پہلا سرکاری نقشہ تیار کرایا۔ تو یہی خط حد بندی کا دکھایا گیا تھا۔ (۲) انگریزی حکومت کا یہ اعتراض کہ ہر خدیو کو تخت نشینی کیوقت بارگاہ سلطانی سے جو سند حکومت ملتی رہی ہے۔ اوسمیں اوسکی حکومت مصر و علاقجات ملحقہ پر تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ اور جزیرہ نما سینا بھی "انہی علاقجات ملحقہ" میں شامل ہے۔ یہ اعتراض البتہ بہت غلط ہے۔ علاقجات ملحقہ سے مراد نوبہ سوڈان دارفر کوردوفان وغیرہ ہیں۔ کیونکہ خاص مصر کے علاوہ جب کبھی کوئی نیا علاقہ اوس کے ساتھ شامل ہوتا۔ تو اوس کے متعلق بصراحت نام و مقام علاقہ فرمان شاہی صادر ہوتا رہا ہے۔ اگر جزیرہ نما سینا بھی انمیں شامل ہوتا۔ تو اوسکی حوالگی کے متعلق بھی کوئی ایسا فرمان صادر ہوا ہوتا۔ حالانکہ اب تک کوئی فرمان اس مضمون کا شایع نہیں ہوا جسمیں نام کی صراحت کرکے جزیرہ نما سینا مصری حکومت یا خدیو کے حوالہ کیا گیا ہو۔ یہ جزیرہ نما بطور ودیعت و امانت مصر کی تحویل میں رہا ہے۔ نہ کہ بطور استحقاق مالکانہ۔ کل اصلیت یہ ہے کہ جب محمد علی نے حجاز کو باغیان نجد سے فتح کیا۔ تو اوس نے مصر سے لے کر ریاض تک جابجا مصری فوج کی چھاونیاں ڈالدیں جن بعد جب وہ باغی ہوا۔ اور کشت و خون کے بعد مصر پر اسکی موروثی حکومت تسلیم کی گئی۔ تو خاص حجاز سے اوس کی فوجیں اٹھوا دی گئیں لیکن مصری حجاج کی

گورنر جنرل کے ماتحت ہیں۔ گورنروں اور مدیروں کو بڑے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ گورنر ان شہر کے محافظ کہلاتے ہیں۔

حفاظت کے لئے جو جزیرہ نما سینا کے راستہ آیا کرتے تھے۔ مصر کو خاکنائے سویز سے لیکر عقبہ تک جو کچھ ہم آگے تک جا بجا محافظ فوج رکھنے کی اجازت دیگئی۔ چنانچہ خود عقبہ میں بھی مصری فوج مدتوں مقیم رہی۔ مگر ۱۸۹۲ء میں جب ترکی حکومت نے عقبہ اور صوبہ حجاز کے چند دیگر شمالی مقامات کو واپس لینا چاہا۔ تو مصری حکومت نے مطلق چون و چرا نہ کی اور اپنی فوج وہاں سے ہٹا لی۔ مصری حاجی اب سمندر کے رستہ جاتے ہیں۔ اسلئے انکی حفاظت کی حجت بھی باقی نہیں رہی۔ گو وہ حجت بذاتہا کیسی ہی ضعیف اور بے بنیاد کیوں نہ ہوتی۔ جس استحقاق سے ترکی نے عقبہ کو اپنی تحویل میں لے لیا اوسی استحقاق سے وہ طابہ پر بھی متصرف ہوئی ہے۔ مصری اخبارات کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ کیا یہ اندھیر نہیں کہ مصر کے اہم مقبوضات و بنادر مصوع۔ زیلع۔ ہرار وغیرہ تو اصل مالک اور شہنشاہ (یعنی سلطان المعظم) کی بلا اجازت اٹلی وغیرہ ممالک کو بطوع ورغبت دیدیئے جائیں۔ اور اصل حقدار اگر ایک گمنام سے مقام پر قبضہ کرلے تو آسمان کو سر پر اٹھا لیا جائے۔ اور غاصب اور دور اندازہ قرار دیا جائے۔

اسیطرح انہوں نے اور بھی کئی دلیلیں پیش کیں جنکی معقولیت کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ دوسرے حقدار کہ سلطان کے بعد اگر کسی کا مصر اور اوس کے ملحقات سے کچھ واسطہ ہوسکتا ہے تو محض اوسی کا یعنی خدیو نے اس تنازعہ میں دخل دینا ہی چھوڑ دیا۔ ۲۵ اپریل کو غازی مختار پاشا نے بالعبالی کا آخری فیصلہ اوسے جاکر سنا دیا۔ اور چونکہ وہ اس فیصلہ پر انصافاً کسی طرح کا اعتراض نہ کرسکتا تھا۔ مگر دوسری طرف اپنے ملک کے قابضوں کی خلاف منشاء اوسے تسلیم بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اوسنے عافیت اسی میں دیکھی۔ کہ لارڈ کرومر کو وہ جواب پہونچا دیا۔ اور کہدیا کہ تم جانو تمہارا کام۔ میں آپ میں اور دخل نہیں دینا چاہتا۔ اور اس ناگوار کج بحثی سے کامل طور پر کنارہ کش رہنے کیخاطر ملک کو ہی چھوڑے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر یورپ کو روانہ ہوگئے۔

ترکی آخری فیصلہ کی معقولیت اور روا داری کا دوسرا ثبوت اوسی پٹہ سے ہی انگلستان کی اشتعال میں آجانے سے مل رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ دول یورپ کیا فرداً فرداً اور کیا بحیثیت مجموعی سلطنت عثمانیہ کے مقابلہ چھوٹے چھوٹے ہتھیاروں پر اتر آنے کی مدت سے عادی ہو رہی ہیں۔ انگلستان تو ایک عظیم الشان طاقت ہے بلجیم اور یونان ایسی بے حقیقت طاقتوں اور بلگیریا و سرویا کی ہی تا حال یا سابق باجگذار ریاستوں کی شوخیاں کسیکو معلوم نہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی مسلمہ قانون فطرت ہے۔ کہ جتنا کسیکا درجہ بڑا ہو۔ اتنا ہی اوسکا ظرف وحوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ اور جبتک کوئی شخص صداقت وحق کے پہلو پہ ہو تو وہ فوراً نہیں جھنجلا اٹھتا۔ اور جبتک صلح واشتی سے معاملہ کو طے کرنے کی تمام تدابیر صرف نہ کرلے۔ تلوار کیطرف اوسکا رخ نہیں کرتا۔ پس انگلستان کا یہ جواب جسکی نقل ہم ذیل میں دیتے ہیں صاف ظاہر کر رہا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

رقبہ و آبادی سنہ ۱۸۸۵ء سے پہلے خدیو کی حکومت خط استوا تک تھی۔ مگر مہدی سوڈانی کی بغاوت کے باعث عملی طور پر تمام سوڈانی صوبے[1] چھوڑ دیئے گئے۔ گو برائے نام وہ ابھی تک

کہ وہ قانوناً اپنے دعوی کو سچا ثابت کرسکنے کی اُمید نہ رکھتا تہا۔ یہ صرف وطن ہی کا قیاس نہیں۔ پاینیر بھی ۱۱ رمئی کے پرچہ میں دبی زبان سے تسلیم کرتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ بروئے کاغذات و دلایل ٹرکی اپنے آپکو حق بجانب ثابت کر دکہاسکے" مگر اوسکی رائے میں ٹرکی کے کسی قانونی دستاویزی استحقاق کی انگلستان اپنے مفاد و اغراض کی نگہداشت کے مقابل پروا نہیں کرسکتا یعنی جسکی لاٹھی اوسی کی بہینس کے اصول کو سب سے بڑا حق بتاتا ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ کا طریق عمل بتا رہا ہے۔ کہ وہ اسمعاملہ میں اسی اصول کی پابندی کر رہی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جہاں ایسی صورت ہو۔ وہاں دلیل و حجت کل بیکار ہوجاتے ہیں۔ صاف بات یہ ہے کہ انگلستان مصر و نہر سویز کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اور وہ یہ کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ کہ کوئی اور سلطنت نہر سویز کے قریب دخیل ہوسکے لیکن ان پہلووں سے بھی انگلستان کی موجودہ کارروائی کبھی حق بجانب نہیں ہوسکتی۔ وطن ۴ مئی کے پرچہ میں ثابت کرچکا ہے کہ طابہ کا ترکی قبضہ کسی نہج سے نہر سویز کیلئے خطر یا ہندوستان کی حفاظت کے خیال سے مصر کے قبضہ پر مصر رہنا صحیح منطق نہیں۔ جب انگلستان مصر پر قابض نہ تہا۔ اسوقت ہندوستان کسی زاید خطرہ میں نہ تہا۔ اس سے یہاں انگریزی مقبوضات کی وسعت میں کسی طرح کا فرق پڑا۔

اس تحریر کے وقت تک ابھی اطلاع نہیں پہونچی۔ کہ بابعالی نے انگریزی الٹی میٹم کا کیا جواب دیا ہے۔ اسوقت تک جو تار آئے ہیں۔ وہ تاریخوار پہلے درج ہوچکے ہیں۔ آخری خبر جو تا حال پہونچی ہے۔ یہ ہے۔ "کل ۹ مئی کو توفیق پاشا ترکی وزیر خارجہ سر نکلس انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ سے ملاقات کرنے آیا۔ اور چند بالمقابل تجاویز پیش کیں مگر انگریزی سفیر نے انکو رد کردیا۔ اور کہا کہ انگریزی حکومت کے تمام مطالبات بجنسہا تسلیم کیئے جائیں۔ اور پہر یہ بھی یاد دلایا کہ الٹی میٹم کی میعاد قریب الختم ہے۔ ایڈمرل لمسٹن تین جنگی جہازوں کے ساتھ احکام کے انتظار میں پورٹ سعید میں لنگرانداز ہے۔ الٹی میٹم کی میعاد اتوار کی آدہی رات کو ختم ہوجائے گی۔ اور تب تک فیصلہ نہ ہوا تو انگریزی بیڑہ فوراً عملی کارروائی شروع کردیگا"

باقی اگلے صفحہ پر

---

[1] یہ صوبے اب پہر کامل طور پر فتح کرلئے گئے ہیں جو ۱۸۹۸ء میں تکمیل ہوئی مفصل حالات کتاب محاربات تہلی میں درج ہیں مگر بدستور سابق یہ علاقے اب واحد مصر کی ملکیت نہیں رکھے گئے۔ بلکہ انگلستان نے بدیں دعوی کہ اسکی تسخیر میں اوس نے بھی مدد کی۔ اسکی حکومت پر اپنا دعوی بھی پیش کیا۔ اور مصر و انگلستان میں یہ فیصلہ ہوا کہ سوڈان پر دونوں ملکوں کی مشترکہ حکومت رہے گی۔ فرانس نے اسے مان لیا ہے۔ مگر سلطان المعظم اصل حقدار و مالک نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ باقی حالات صفحات آیندہ سے معلوم ہوجائیں گے۔ مترجم

مصری سمجھے جاتے ہیں۔ اور مصر کی جنوبی سرحد عارضی طور پر وادی حلفہ کو مقرر کیا گیا جو قاہرہ سے آٹھ سو میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب دریائے نیل پر آباد ہے۔

جو کچھہ ابھی پردہ غیب میں ہے۔ اوس سے قطع نظر مندرجہ بالا حالات ہی یہ ظاہر کرنے کو کافی ہیں کہ انگریزی حکومت اس معاملہ میں کیسی نامدوح اور بلاضرورت تیزی سے کام لے رہی ہے۔ نامدوح اس لئے کہ وہ بخوبی جانتی ہے کہ سلطان المعظم سے دنیا کی کل مسلمانوں کو روحانی تعلق ہے۔ اور ان کی آرزو کی خاطر کے علاوہ خود انگلستان کی ملکی اغراض کی بھی بہتری اسی میں ہے کہ ٹرکی اوس سے ناخوش نہ ہونے پائے۔ گورنمنٹ کی اس غلطی نے مسلمانوں کے اعدا کو اونہیں اپنے قریب میں لانیکا بھی خوب موقعہ دیدیا جسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ کانگرسی و سودیشی اخبارات نے بھی اسوقت کو غنیمت سمجھکر مسلمانوں کو خوش کرنے اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے ٹرکی کی حمایت میں خود اسلامی اخبارات سے بڑھکر جوش دکھایا۔ بلاضرورت اسلئے کہ العریش کے معاملہ میں ٹرکی وزیر اعظم کا تار بتا رہا ہے کہ ٹرکی جنگ کا ہرگز منشا نہیں رکھتی۔ نہ معاملہ کو بیجا طول دینا اوسکا مدعا ہے طابہ کے معاملہ میں اگر وہ اڑی ہے تو اس نیت سے نہیں کہ اپنے باجگذار صوبہ مصر کے کسی مسلم حق کو غصب کرے بلکہ محض اصولی بحث کی خاطر۔ اور اس معاملہ میں بالعموم کا حق بجانب ہونا خدیو کے طریق عمل سے ظاہر ہو چکا ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ انگلستان جس خاص مصلحت کی وجہ سے یہ زور و شور دکھا رہا ہے اوسکا معلوم کرسکنا آسان نہیں ممکن ہے کہ اسے اپنی رعایا کے ایک حصہ کو جو شدید ہوا سری میں بڑھتا جاتا ہے یہ دکھانا مقصود ہو کہ گورنمنٹ برطانیہ جب ایک اول درجہ کی سلطنت کو خاطر میں نہیں لاتی تو انکی حرکات مذبوحی کا او سپر کیا اثر پڑسکتا ہے۔ اور اسی ضمن میں جرمنی وغیرہ رقیب دول پر یہ ظاہر کردیا گیا ہو کہ انگلستان اسوقت اکیلا نہیں۔ خواہ وہ حق پر ہو یا زیادتی کر رہا ہو۔ یورپ کی اور کئی بڑی طاقتیں بہرحال اسکی رفاقت پر تیار ہیں۔ اور اس اثر کو زیادہ وقیع بنانے کے لئے اس معمولی سے معاملہ کو ایسا نہایت اہم پیرایہ میں دکھانے کی کوشش کیگئی ہو کیونکہ یہ سمجھہ بھی جاسکتا ہے کہ اگر الٹی میٹم دیا جاتے اور جنگ یا صلح کا دارومدار دس دن کی میعاد پر رکھا ہو۔ تو اس کے کیا معنی کہ سفارتی تعلقات دونوں ملکوں میں بدستور موجود ہوں۔ ایک طرف ہر ملک کا سفیر دوسرے میں برابر موجود ہو۔ اور دوسری طرف انگریزی بیڑہ گولہ باری پر بالکل تیار کھڑا ہو۔ لیکن صاف بتا رہا ہے کہ انگریزی اخبارات اور وزارت جنگ کے نیت یکتا ہو۔ اس معاملہ سے صرف میں برطانوی سطوت و شوکت کا سکہ کل دنیا میں بٹھانیکا کام لے رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ لڑائی ہونیکا مطلق امکان نہیں۔ اور نہ سلطان جنگ کی کوئی نیت رکھتے ہیں۔ نہ طابہ اپنے حقیقت مقام کے لئے وہ خواہ کیسے حق بجانب کیوں نہ ہوں۔ بحالات موجودہ آتش حرب کو مشتعل کرنے سے ملک کی اندرونی ترقی اور اوس کے استحکام کی متعدد تدابیر

مصر نے بصلاح انگلستان اپریل ۱۸۹۶ء میں مہدی کی جانشین خلیفہ عبد اللہ التعاشی پر فوجکشی کی۔ اس مہم میں بیان کیا جاتا ہے کہ تمام صوبہ ڈنگولہ پھر فتح کر کے علاقہ مصر میں شامل کر لیا گیا ہے۔

دنیا ویز کو معرض التوا میں ڈالنا پسند کر سکتے ہیں۔ معاملہ آخر باتوں ہی سے سلجھے گا۔ مگر آؤ اس معاملہ سے لگو ہاتھ کوئی نہ کوئی اخلاقی فایدہ اٹھا لو۔ اور بحث مباحثہ میں لنبی چوڑی اپنیلوں کے ظاہر کرتے رہنے سے یہ فائدہ اوٹھاؤ کہ جب وہ یک سو ہو تو دنیا سمجھ لے کہ برطانیہ نے بہت بڑی سیاسی کامیابی حاصل کی ہے۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ نتیجہ وہی نکلا جسکی توقع کی گئی تھی۔ ۱۳ مئی کو تار دیا گیا کہ تنازعہ کی بصلح صفائی نپٹ جانے کی اُمید قوی ہو گئی ہے اور ۱۴ کو ۱۳ کا یہ تار ملا کہ باب عالی نے شرطیہ طور پر انگلستان کے مطالبات مان لئے ہیں۔ اور کہ اب جنگ کا اندیشہ بالکل نہیں رہا۔ والحمد علیٰ ذالک۔ اسی خبر کا ایک جزو یہ ہے کہ قاہرہ سے خبر آئی ہے کہ باب عالی نے طابہ وغیرہ متنازعہ مقامات کا قبضہ (غالباً بالتصفیہ کمیشن) چھوڑنا منظور کر لیا ہے۔

سو راپنجابی اب تو بڑا شرمندہ ہو رہا ہوگا۔ ہمارے سودیشی و کانگریسی دوست اُنکا زبانی دعوی خواہ کچھ ہو۔ در اصل مسلمانوں کو جیسی کچھ نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ انکی علی الرغم انکی بات بات سے مترشح ہوتی رہتی ہے۔ کسی معاملہ میں مسلمانوں کے خفیف ہونیکا شائبہ تک پا جائے۔ تو وہ اپنی خوشی کو دبا نہیں سکتے۔ اور بے تحاشا لغلیں بجانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اونکو فایدہ پہونچنے کا بعید ترین امکان نظر آ جائے۔ تو فوراً جوش تعصب و حسد دیوانہ و مجنون بنا دیتا ہے۔ امر دوم کی تازہ شہادت تقسیم بنگال موجود ہے جسنے پشاور سے لیکر راس کماری تک اور رنگون سے لے کر بمبئی تک سب مہربانان اسلام کو سودائی بنا رکھا ہے۔ یہ تو ایک محیط عام نظیر ہے۔ رہی مقامی متفرق شہادتیں۔ صوبہ یا ضلع کو چھوڑ دو کسی ایک تحصیل کو لیلو۔ اسی میں وہ اس افراط سے ملیں گی۔ کہ اونکا حصر کرنا آسان نہ ہوگا۔ امر اوّل کی مثال اوس تحریر سے مل رہی ہے۔ جو سرگرم ترین سودیشی دآریہ جماعت پنجاب کے جدید انگریزی آرگن پنجابی کے مرہٹہ فاضل اڈیٹر نے ٹرکی و انگلستان کے تنازعہ کے متعلق ۱۹ مئی کے پرچہ میں شایع کر کے مسلمانوں کی تذلیل و تحقیر میں بزعم خود کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ وہ لکھتا ہے کہ مسلمان سرکار کے بڑے خوشامدی بنے پھرتے ہیں۔ اونکو اسپر بڑا ناز ہے۔ اور یہ سمجھ چکے ہیں کہ اپنے تعلق کی بنا پر سرکار سے جو چاہیں منوالیں۔ چنانچہ آنریبل ادروطن وغیرہ سرکار کے خوشامدی مسلمان پیرٹوں نے بڑی منت و زاری کے ساتھ سرکار سے التجائیں کیں۔ کہ خدارا ٹرکی کے ساتھ درشتی کی پالیسی کو روا نہ رکھا جائے۔ اور وہ مسلمانوں کے فیلنگز کا از راہ مہربانی و ذرہ نوازی ضرور خیال رکھے۔ لیکن گورنمنٹ نے خس برابر پروا نہ کی۔ اور اپنی کارروائی کو اوسی زور و شور کے ساتھ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ کل تار خبر آگئی کہ سلطان نے عاجز آ کر کل مطالبات مان لئے۔ اور آنریبل ... وطن وغیرہ کی تمام ہائے پکار

اور اب عارضی طور پر وادی حلفہ کی بجائے مقامات الدبہ اور شدراوی کو جو دریائے نیل پر شہر ڈنگولہ سے تخمیناً دو سو میل بجانب جنوب ہیں جنوبی سرحد مقرر کیا گیا ہے یعنی جنوب کی طرف سرحد تقریباً پانچسو

محض فضول ہے جو اس ثابت ہوئی۔ جو لوگ اپنا منہ آپ سیاہ کرنے کو سفید کو سیاہ اور رات کو دن کہنے سے نہ جھجکتے ہوں وہ یاوہ گوئی اور زہر اگلنے کے لئے کوئی خفیف سی وجہ ملجانے پر بھلا کب خاموش رہ سکتے ہیں تاہم وطن کو پنجابی کی حالت پر رحم آتا ہے۔ اپنی تذلیل و ندامت کا جیسا سامان اوس نے خود اس تحریر میں بہم پہنچایا ہے ویسا اوسکی شاید ہی کسی تحریر میں ملے۔ آخری نتیجہ اور بعد کی خبریں صاف بتا رہی ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ نے اپنی مسلمان رعایا کی خاطر باوجود اس امر کے کہ کل انگریزی اخبارات اور ملک کے تمام مختلف فرقے اس معاملہ میں جبر و تحکم کی پالیسی کے موید تھے کسی ایسی کارروائی کا مرتکب ہونا تو درکنار ایسی کوئی تجویز تک پیش کرنا پسند نہیں کیا۔ جو خلیفۃ المسلمین کو ناگوار خاطر ہو۔ اور وہ اوسے مسترد کر دینے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر سلطان نے کسی مطالبہ کو نامنظور کیا۔ تو آن قائم رکھنے کو ضرور نوبت بجنگ پہنچانی پڑے گی۔ اور سلطان سے جنگ کرنا اپنی مسلمان رعایا کو یقیناً آزردہ خاطر بنانا ہے۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ پہلے ہی ایسی شرائط پیش کی جائیں جنکی منظوری میں کوئی شک نہ ہو۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آخری تار صاف بتا چکا ہے کہ سلطان المعظم نے اس معاملہ میں انگلستان سے براہ راست نامہ و پیام اور تصفیہ کرنا منظور نہ کیا۔ اور انگلستان نے بھی انکے اعتراض کی معقولیت کو تسلیم کر کے مان لیا۔ کہ سرحد کی تعیین صرف ترکی و مصری کشنروں کی کمیشن پر چھوڑی جائے۔ چنانچہ مصری کشنر نامزد بھی ہو چکے ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک جنرل فتحی پاشا۔ اور دوسرے کپتان اوون (ملازم مصری حکومت) اب ایڈیٹر پنجابی بشرطیکہ اوس میں سچ بولنے کی جرأت باقی ہو۔ خود ہی بتائے کہ کیا اس سے بڑھکر بھی کسی کی کوئی پاسخاطر ہو سکتی ہے؟ پنجابی۔ پائنیر وغیرہ اخبارات کی فتنہ آمیز اور جوش دلانیوالی تحریروں کا تو بڑی خوشی سے حوالہ دیتا ہے۔ مگر پائنیر کی اوس تحریر کا نام بھی نہیں لیتا جس میں اوس نے رونا رویا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے بڑی بزدلی دکھائی ہے۔ اور پھر لبرل حکومت پر چوٹ کی ہے۔ کہ یہ فریق سلطنت کے اغراض کی نگہداشت میں ہمیشہ ہی نامرد ثابت ہوتا رہا ہے۔ لیکن وطن کی رائے میں پائنیر کو ایسا کھسیانا اور از خود رفتہ ہو جانا مناسب نہ تھا۔ اوسے مذہبی تعصب نے یہ سمجھنے کی فرصت نہیں دی کہ انگریزی حکومت نے کسی بزدلی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ دانشمندی اور مصلحت ملکی کے اقتضاء کو اپنا رہنما کر یہ تصفیہ منظور کیا ہے۔ جسکا ادنیٰ فائدہ یہ نکلا ہے کہ دس کروڑ مسلمان تاج برطانیہ کے پہلے سے زیادہ ہوا خواہ اور جان نثار ہو گئے ہیں۔ پنجابی اسی پرچہ میں علی گڑھ کالج کے چند متعلقین کی کارروائی کا بھی ذکر کر کے آبزرور و وطن وغیرہ کو شرمندہ کرنے کی سعی لاحاصل کرتا ہے۔ مگر بھلا مانس یہ نہیں سمجھتا۔ (باقی آگے صفحہ پر)

میل اوپر بڑہ گئی ہے - یہہ مہم صرف اسی صوبہ کی فتح پر ختم کردی گئی ہے - زائد فوجیں اور سردار ہیجر جنرل کچنر پاشا سپہ سالار افواج مصر (جو انگریز ہے) ماہ شاف ستمبر مین قاہرہ کو واپس گیا ہے - مگر انگریزوں کا اگلے برس خرطوم پر چڑہائی کرنیکا منشاء ہے - مترجم)

کہ ان چند اشخاص کے دعوی لیڈری ونیابت کو خود کئی باخبر اینگلو انڈین اخبارات بھی قبول نہیں کرتے - مارننگ پوسٹ دہلی بصراحت اون کے اس دعوی کی تکذیب کرتا ہی - اور لکھتا ہے کہ بیشک ہندوستان کے مسلمانوں کا حصہ کثیر اپنے مذہبی مقتدا و خلیفہ سے خاص تعلق خاطر رکہتا ہی - اور اوسے کبھی یہ امر گوارا نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں کے دینی اور دنیوی بادشاہ میں باہم جنگ ہو - سر سید کو اکثر مسلمان عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اوسے ہر لحاظ سے جو وجاہت حاصل تھی - وہ بھی کسی شرح کی محتاج نہیں - مگر ہمدست ہمعصر پنجابی یا پاینیر کو کیا معلوم نہیں کہ سلطان المعظم کی ذات کے متعلق مسلمانوں نے اپنی قوم کے اس جلیل القدر شخص کی رائے کی بھی خس برابر پروانہ کی تھی - ۹۶-۱۸۹۵ء کے شورش آرمینیا کی ضمن میں جب سر سید نے سلطان کے منصب خلافت پر کچھہ اعتراض کیا - تو کل مسلمانوں نے باستثناء چند ضمیر فروشوں کے فی الفور اوسکی تردید کی - اور سر سید بلا مبالغہ اپنے دل میں اس حرکت پر ایسے نادم ہوئے کہ مدت العمر میں کبھی ویسے خفیف نہ ہوئے تھے - شیخ عبد اللہ - آئی احمد یا عزیز الدین ایسے اشخاص اگر اس معاملہ میں باقی مسلمانوں سے علیحدہ رہنا چاہیں - تو ہزار دفعہ رہیں - قوم پر اون کے افعال و اقوال کا نہ کچھہ اثر پڑ سکتا ہے - نہ قوم کو اونکی علیحدگی کا احساس ہو سکتا ہے - ان لوگوں نے پاینیر کو اطلاع دی تھی - کہ علیگڈہ کے مسلمانوں کیطرف سے جو تار گیا ہے - وہ عام مسلمانونکی آواز نہ تھی - بلکہ چند افراد کی - اور کہ سر بر آوردہ مسلمانوں کو اس سے کچھہ واسطہ نہ تھا - وہ ٹرکی و انگلستان کے معاملہ میں کسی استدعا سے گورنمنٹ کو پریشان خاطر کرنا پسند نہیں کرتے - آفرین ہو اس حمیت و غیرت پر - مگر ان حضرات کو معلوم ہو چکا ہوگا - کہ جو تار علیگڈہ سے وایسرائے کو گیا تہا - وہ نہ صرف چھہ کروڑ مسلمانان ہند - بلکہ تقریباً تمام سمجھدار ساکنین ہندوستان کا عندیہ ظاہر کر رہا تہا - سید فضل الحسن حسرت نے سچ لکھا ہے کہ ہمارے لئے شرم کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں میں ایسے آدمی بھی موجود ہیں *

معاملہ مصر و ٹرکی پچھلے ہفتہ کو مضمون بعنوان فضول غوغا - کو بعض دوستوں نے بنظر امعان نہیں پڑہا - ورنہ وہ یہ نہ کہتے - کہ ٹرکی دب گئی ہے - انگلستان نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی - سلطان نے آخر یہی کرنا تہا اور اوسے پڑہکر ایک بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے کہ ٹرکی ہرگز معاملہ کو طول دینے یا خواہ مخواہ کی چھیڑ نکالنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی تھی - مگر اس تار سے ہفتوں بعد تک انگریزی اخبار اسی معاملہ طرابلس کے متعلق بلا کسی وقفہ

اس وقت مصر خاص وادی حلفہ سے لیکر جو عرض البلد شمالی کے ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ بحیرہ روم تک ہے۔ اور اوس کا رقبہ معہ صحرائے لیبیان کے نخلستانوں۔ دریائے نیل اور بحیرہ قلزم کی درمیانی

سی وجہ یا بنا کے جو کچھہ ہولناک خبریں اور افواہیں شایع کرتے رہے ہیں۔ وہ ناظرین پر مخفی نہیں۔ یہی ایک امر انکو وطن کی رائے سے اس امر میں متفق بنانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ انگریزی اخبارات محض اپنی تعلی و نمود اور ٹرکی کو اپنی جولانی قلم سے دنیا کی نظروں میں حقیر و ذلیل دکھانے کے لئے یہ جوش وخروش دکھا رہے ہیں۔ اور من گھڑت قصے تراش کر انپر اپنے چوڑے حاشیئے دے رہے ہیں۔ اسیطرح اگر وہ گزشتہ چند سالوں کے واقعات پر نظر ڈالتے تو ان خبروں سے کہ انگریزی بیڑہ کے چند جہازات یونانی بندرگاہ پارس میں پہونچ گئے ہیں۔ گھبرانے کی کوئی وجہ نہ پاتے۔ مفروضہ مظالم آرمینیا کے دنوں میں کل یورپ کے بیڑے مہینوں ڈارڈینلز کے دہانہ پر کھڑے رہے۔ اور ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ مقدونیہ کی مجوزہ نگرانی کو منظور کرانیکے لئے یورپین مٹی لین میں جا پہونچا تھا۔ ان دونوں دھمکیوں سے سارا یورپ سلطان کو مطیع نہ بنا سکا۔ تو اکیلے انگلستان کی دھمکی کیا کرسکتی تھی۔ مگر یہاں تو دھمکی تک بھی نوبت نہ پہونچی تھی۔ انگریزی حکومت اور وزیر خارجہ بھی کچھہ گرمجوشی اپنی تقریروں میں بیشک دکھاتے رہے۔ لیکن اونمیں اور اخباروں کی تحریروں کے انداز میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دے رہا تھا۔ علاوہ برین اس قدر قلیل سرکاری گرمجوشی کا بھی مدعا ٹرکی کو مرعوب کرنا نہ تھا۔ بلکہ کسی اور مصلحت کو پورا کرنا جسکی نوعیت قیاساً پچھلے ہفتہ بیان ہو چکی ہے۔ اگر انگلستان ایسا ہی زوروں پر ہوتا جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے تو سب سے آخری خبر یہ نہ ہوتی۔ جو آئی ہے۔ اور جسکا مدعا یہ ہے کہ سلطان نے برطانیہ سے براہ راست تصفیہ کرنا منظور نہیں کیا۔ اور کہ انگلستان نے بھی سلطان المعظم کی رائے کو معقول سمجھکر یہ مان لیا ہے کہ مصری وترکی کمیشن ہی سرحد کا فیصلہ کرے۔ باقی رہا یہ امر کہ کم از کم ٹرکی جنگ کا ہرگز منشاء نہ رکھتی تھی اور پہلے دن سے وہ اس امر کو پیش کر رہی تھی۔ جسپر آخر کار فیصلہ ہوا۔ اسکی ایک اور زبردست شہادت دولتو غازی مختار پاشا کی اوس گفتگو سے مل رہی ہے۔ جو آپنے ۳۰ اپریل کو مزعومہ الٹی میٹم دیئے جانے کی تاریخ سے چار دن پہلے اللواء کے اڈیٹر سے کی۔ خدانخواستہ اگر یہ گفتگو الٹی میٹم کی خبر مشہور ہونیکے بعد ہوتی۔ تو بعض حاسدوں کو یہ کہنے کی گنجایش رہتی کہ اب شیر انگلستان کی بھبک سے ڈر کر پہلو بدلا گیا ہے۔ مگر نہیں وہ اسی تاریخکو کہی گئی جبکہ اس امر کا شان وگمان بھی نہ تھا۔ اور اس لئے اوس سے وطن کے اس قیاس کی زبردست تائید ہوگئی کہ ٹرکی ہرگز مائل بہ جنگ نہ تھی۔ نہ وہ اس معاملہ کو ایسا اہم سمجھ رہی تھی۔ جیسا اہم کہ انگریزی اخبارات اسے ظاہر کر رہے تھے۔ آپکے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔ "یہ غلط ہے کہ طور سینا۔ کے معاملہ میں میں اپنی رائے سے کام لے رہا ہوں یعنی

[1] یہ اللواء مورخہ یکم مئی میں شایع ہوئی اور اسی دن بذریعہ تار تمام یورپ میں مشتہر ہوگئی۔

علاقہ اور العریش واقع شام کے چار لاکھ مربع میل ہے۔ مگر مزروعہ اور بندوبست شدہ رقبہ یعنی وادی نیل اور ڈلٹا صرف ۶۷ ۹ ۱۲ مربع میل ہیں۔ نہروں۔ سڑکوں۔ اور نخلستانوں کے نیچے ۱۹۰۰ مربع میل زمین ہے۔ اور

صرف اپنے آقا سلطان اور اونکی حکومت عالیہ کے خیالات وارشادات کے پہونچانیکا واسطہ ہوں۔ اور چونکہ بالفعل اس مسئلہ میں اپنے صریح حق کے سوا۔ اور کسی امر کا مطالبہ نہیں کررہا۔ لہذا مجھکو امید ہے کہ موجودہ اختلاف مشکلات وعوائق کا سبب نہ بنیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حالانکہ افواج قاہرہ عثمانیہ کی تین جدید جنگی جن کی جمعیت ا[1] لاکھ سے زیادہ تک پہونچتی ہے مصر کے قرب وجوار میں موجود ہیں۔ لیکن عثمانیہ حکومت نے فوجی قوت سے کام لینے کا مطلقاً کبھی خیال تک نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انصاف وحق اوسکی طرف ہے۔ پس جو لوگ اس مسئلہ کے متعلق خواہ مخواہ جوش دکہا رہے اور دوسروں میں جوش پیدا کررہے ہیں اور سیاسی آسمان کو اندیشناک بنا رہے اور اپنی بے علمی وجہالت سے یا عمداً کسی خاص غرض سے معمولی معمولی باتوں کو نہایت اہم اور خطرناک قرار دے رہے ہیں وہ صلیت وحقیقت پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ اور نہ صرف مصر وترکی بلکہ انگلستان کی فلاح وبہبود اور امن عالم کی تخریب کے درپے ہیں۔ میری پختہ رائے ہے کہ مختلف متنازعہ مقامات کی حقیقت کی صراحت کیلئے اگر کمیشن کی تعیین کی ضرورت محسوس ہو تو ترکی انعقاد کمیشن کی تجویز کو بصد خوشی قبول کرے گی۔ کیونکہ اوسکے مقاصد بالکل آشتی آمیز ہیں اور وہ اضطراب یا حرب عام کا موجب بننے کی قطعاً کوئی نیت نہیں رکھتی۔ پس اگر مصری میری نصیحت سنیں تو میں انکو یہ کہونگا۔ کہ وہ اوس سب وشتم کی مطلق پرواہ نہ کریں۔ جو بعض اشخاص انکو سلطان اور اونکی سلطنت سے بدظن کرنے کیلئے کررہے ہیں۔ اور کہ وہ ان مغالطوں اور کذب وافتراء کو بالکل حقیر سمجھیں جو اونکی نسبت عمداً شائع کئے جارہے ہیں۔ کیونکہ مصر اور مصریوں کی بہتری قیام امن اور اسی میں ہے کہ اس ملک عزیز میں بسنے والی قومیں بلاتمیز مذہب ودین باہم محبت وپیار سے رہیں۔ میں مصریوں کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام عثمانی اوس محبت وتعلق کی پوری پوری قدر کرتے ہیں۔ جو مصریوں کو اپنی سلطنت عظمیٰ اور اپنے سلطان سے ہے۔ لیکن اس محبت کا بڑا اقتضا یہی ہے کہ مصری مصر کی خوشحالی وسعادت اور اوس کی امن کا پورا پورا خیال رکہیں۔ ختم کلام۔ ان زرین الفاظ کو پڑہکر کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ترکی پہلے تو بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتی تھی۔ اور اوسپر مصر رہی تھی۔ اور پھر یکبارگی دب گئی وہ تو خود تقرر کمیشن کی تجویز کی حامی تھی۔ انگریزی اخبارات اور ایک قلیل حد تک انگریزی وزراء نے بات کا بتنگڑ بعض دیگر مصلحتوں کی لحاظ سے بنایا تھا۔ جو ترکی چاہتی تھی وہی ہوا۔ انگلستان کی غرض اسی ایک انچ بھی اپنی اصل پوزیشن سے نہ ہٹا سکی۔ جب سیاسی ناکامی کے طیش نے کو پا دنیر ٹائمز۔ وغیرہ بعض انگریزی اخبارات ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ ان بہلے مانسوں کی معترضات والا ذیب بارہ غازی مختار پاشا کا اعلان بھی سطور بالا سے ہو چکا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] شام۔ عرب اور طرابلس الغرب کی ترکی افواج جنگی قوت سے مراد ہے۔ مترجم

۲۸۵۰ مربع میل زمین دریائی نیل۔ ولدلوں اور جھیلوں کے نیچے ہے۔ اور باقیماندہ صحراء و ریگستان ہے۔ مصر دو بڑے حصوں میں تقسیم ہے مصر البحری یا مُشبی مصر اور مصر الصعید یا بالائی مصر۔

وہ غازی کو ایک نہایت ڈراؤنا ہوّا اور امن عالم کا سخت خطرناک دشمن بتاتے تھے۔ مگر جنگ و خونریزی کے شیدائی کے خیالات دنیا اس گفتگو سے معلوم کر چکی ہے۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ اگر فریق ثانی خواہ مخواہ جنگ کو در پے ہوتا تو ترک ناتیار نہ پائے جاتے۔ انہوں نے از راہ دور اندیشی اس پہلو کے لئے تیار رہنے کا بھی تدارک کر رکھا تھا۔ چنانچہ معمولی افواج کے علاوہ کئی قلعہ شکن گراں وزن توپیں بھی مناسب علاقہ پر پہونچائی جا چکی تہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہاں تک نوبت پہونچنے ہی نہ پائی۔ ترکی دعوی کی صداقت کا یہ ادنیٰ ثبوت ہے کہ خود کئی انگریزی اخبارات نے پچھلے کے عین بحرانی زمانہ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ خدیو حال کی مسندنشینی کی اجازت جس فرمان سلطانی کے رو سے عطا ہوئی تھی۔ اوسمیں چند دیگر مقامات کے علاوہ طابہ کا بھی مصری حدود سے باہر ہونا بصراحت واضح کر دیا گیا تھا۔

معاملہ ٹرکی و مصر۔ اس ہفتہ ۸ مئی کی تاریخ تک کے مصری اخبارات جو ہندوستان میں موصول ہوئے ہیں ان سے معاملہ مندرجہ عنوان کے متعلق کئی ایسے حالات منکشف ہوگئے ہیں جو پہلے بالکل پردۂ خفا میں تھے۔ اور مریدان وطن کے قیاسات و آراء کی کامل تصدیق بھی ہوگئی ہے۔ اور بیجا تہا اس عام مشہور خیال کے کہ سلطان دب گئے اصلیت یہ ہے کہ بالعالی بوجہ اتم غالب رہا۔ اصل بنائے اختلاف یہ تھی۔ کہ مصری حکومت برائے خود یا بتحریک انگلستان جزیرہ نماء سینا کے مختلف مقامات میں فوجی مورچے اور قلعے بنانا چاہتی تھی۔ اور خاص طابہ میں بھی ویسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی جس امر کو سلطنت عثمانیہ کبھی گوارا نہ کر سکتی تھی۔ تین ماہ ہوئے وطن نے اسمعاملہ کا مفصل ذکر کر کے لکھا تھا کہ بالعالی یورپین و روسی سرحدات کے استحکام سے فارغ ہو کر اب اپنی ایشیائی و افریقی سرحدات کے استحکام اور فوجی تدارک میں پوری سرگرمی کے ساتھ مصروف ہے۔ اور اسنے ایکطرف مصر و طرابلس الغرب کی مشترکہ حد پر مستحکم فوجی چھاؤنیاں ڈالدی ہیں مصر بھی وہاں ایسا کرنیکی خفیہ تیاریاں کر رہا تھا۔ مگر بالعالی کی بروقت ہوشیاری سے منہ دیکھتا رہ گیا۔ اور دوسری طرف جزیرہ نما سینا میں بھی مصری ناکٹ دی کی مزاحمت کی گئی ہے اور اوس کے انسداد کیلئے طابہ پر ترکی فوج بھیجی گئی۔ یہ صورت جنوری میں پیش آئی۔ اور اب یہ سوال پیدا ہو گیا کہ آیا مصر کو نہر سویز سے ورے جزیرہ نما سینا میں قلعہ بندی کرنیکا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔ بالعالی نے اس دلیل سے اسکا دعوی رد کیا کہ سینا مصر کے اوس علاقہ میں شامل نہیں جو اوسے دوام کے لئے باجگذار صوبہ کی حیثیت میں دیا گیا ہے۔ بلکہ ایک خالص ترکی رقبہ ہے جو محض انتظامیہ طور پر مصر کی تحویل میں رکھا گیا ہے۔ مصر نے اسے تسلیم نہ کیا۔ بات بڑھ گئی اور شاخ در شاخ نکلتی چلی آئی حتی کہ تنگ آکر بالعالی نے یہ کہدیا کہ قلعے بنا سکنا تو درکنار جزیرہ نما سینا پر مصر کچھ حق ہی نہیں۔ انگلستان اس بحث کے دوران میں شروع ہی سے بالواسطہ طور پر شریک رہا تھا۔ یہ جواب ملنے پر مصر الگ ہو گیا۔ (باقی برصفحہ ۱۲۸ پر)

مندرجہ ذیل جدول سے بندوبست شدہ اراضی کا رقبہ اور مئی ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے نتائج معلوم ہو جاویں گے۔ (جن کے ساتھ جون ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کے بھی اعداد بڑھا دیئے جاتے ہیں)

صوبہ		رقبہ مربع میلوں میں	مصری		اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
			مقیم	خانہ بدوش			
۱- (مصر البحری) گورنریاں							
(۱) قاہرہ	۱۸۸۲ء	۶	۳۵۲۴۱۶	۷۷۲	۲۱۶۵۰	۳۷۴۸۳۸	۶۲۴۷۳
	۱۸۹۷ء		۵۳۳۳۳۶	۱۳۴۵	۳۵۳۸۱	۵۷۰۰۶۲	۹۵۰۱۰
(۲) اسکندریہ	۱۸۸۲ء	۷۰	۱۸۱۲۰۰	۵۰۳	۴۹۶۹۳	۲۳۱۳۹۶	۳۳۰۵
	۱۸۹۷ء		۲۶۸۶۶۹	۴۹۸۴	۴۲۱۱۳	۳۱۹۷۶۶	۴۵۶۸
(۳) دمیاط	۱۸۸۲ء	۴½	۴۳۵۰۱	۱	۱۱۴	۴۳۶۱۶	۹۶۹۲
	۱۸۹۷ء		۴۳۵۱۲	۰	۲۳۹	۴۳۷۵۱	۹۷۲۲
(۴)۔ روستا		۲۴½	۱۹۲۶۷	-	۱۱۱	۱۹۳۷۸	۷۹۰
(مدیریہ)							
(۱) بحیرہ	۱۸۸۲ء	۹۳۲	۳۶۴۰۵۰	۳۳۱۰۲	۱۷۰۴	۳۹۸۸۵۶	۴۲۶
	۱۸۹۷ء		۵۳۵۰۲۱	۹۴۹۵۳	۱۳۵۱	۶۳۱۲۲۵	۶۷۷
(۲) شرقیہ	۱۸۸۲ء	۹۰۵	۴۳۵۳۸۰	۲۷۴۷۱	۱۸۰۴	۴۶۴۶۵۵	۵۱۳
	۱۸۹۷ء		۶۶۱۶۵۸	۸۵۰۱۵	۲۵۶۲	۷۴۹۱۳۰	۸۲۸
(۳) دقہلیہ	۱۸۸۲ء	۹۳۱	۵۷۸۱۴۴	۶۲۱۳	۱۶۷۶	۵۸۶۰۳۳	۶۲۹
	۱۸۹۷ء		۷۱۹۷۶۹	۱۴۶۲۴	۲۴۱۸	۷۳۶۷۰۸	۷۹۱
(۴) غربیہ	۱۸۸۲ء	۲۳۳۰	۹۰۸۰۴۱	۱۸۹۰۰	۲۵۴۷	۹۲۹۴۸۸	۳۹۷
	۱۸۹۷ء		۱۲۴۶۷۵۲	۴۷۴۶۳	۳۴۴۱	۱۲۹۷۶۵۶	۵۵۴
(۵) قلیوبیہ	۱۸۸۲ء	۳۵۲	۲۵۴۱۹۸	۱۶۵۹۶	۵۹۷	۲۷۱۳۹۱	۷۷۱
	۱۸۹۷ء		۳۳۵۴۷۰	۳۵۴۰۲	۵۹۳	۳۷۱۴۶۵	۱۰۵۵
(۶) منوفیہ	۱۸۸۲ء	۶۳۹	۶۳۲۶۰۹	۲۵۱۲	۸۹۲	۶۳۶۰۱۳	۱۰۱۰
	۱۸۹۷ء		۸۴۶۵۱۲	۱۶۶۶۶	۱۰۲۸	۸۶۴۲۰۶	۱۳۵۲
میزان مصر البحری		۶۲۰۴	۳۷۷۸۸۰۶	۱۰۶۰۷۰	۸۰۷۸۸	۳۹۵۶۶۴	۶۳۹
۲- خاکنائے سویز							
(۱) بندر سعید	۱۸۸۲ء	۰	۱۴۰۶۰	۲۲۶	۷۰۱۰	۲۱۲۹۶	۳۰۹۲
	۱۸۹۷ء		۳۶۷۲۹	-	۱۳۴۵۰	۵۰۱۷۹	
(۲) سویز	۱۸۸۲ء	۱۰½	۹۹۷۷	۸	۱۱۹۰	۱۱۱۷۵	
	۱۸۹۷ء		۱۵۴۳۹	۶۷۵۶	۲۷۷۴	۲۴۹۷۰	
میزان خاکنائے		۱۰½	۲۴۰۳۷	۲۳۴	۸۲۰۰	۳۲۴۷۱	۳۰۹۲

صوبہ	رقبہ مربع میلوں میں	مصری: مقیم	مصری: خانہ بدوش	اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
۳۔ مصری علاقہ واقع ایشیا (۱) العریش ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۱/۵	۳۶۲۹ ۴۰۸۰	۱۲۹۱ ۱۲۹۱۰	۳ ۱	۳۹۲۳ ۱۶۹۹۱	۱۹۶۱۵ ۸۴۹۵۵
۴۔ مصر الصعید (۱) قصیر	۰ ۱/۴	۲۱۹۰	۲۴۰	–	۲۴۳۰	۱۷۰۱۰
(۱) اسیوط ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۸۳۰	۵۴۹۷۷۶	۱۱۹۰۶ ۳۰۰۴۸	۴۵۵ ۴۳۹	۵۶۲۱۳۷ ۷۸۲۷۲۰	۷۱۲ ۹۳۲
(۲) بنی سویف ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۵۰۱	۱۹۳۳۰۵ ۲۸۲۵۱۳	۲۶۱۱۹ ۳۱۶۴۵	۱۴۹ ۲۹۶	۲۱۹۵۷۳ ۳۱۴۳۵۴	۴۳۸ ۶۲۷
(۳) فیوم ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۴۹۳	۲۰۰۹۶۷ ۳۱۲۷۵۷	۲۷۳۲۸ ۵۷۹۴۷	۴۱۴ ۳۰۲	۲۲۸۷۰۹ ۳۷۱۰۰۶	۴۶۴ ۷۵۲
(۴) غزہ ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۳۷۰	۲۷۴۴۰۶ ۳۶۸۴۷۲	۸۴۸۳ ۳۲۷۳۶	۱۹۴ ۴۲۶	۲۸۳۰۸۳ ۴۰۱۶۳۴	۷۶۵ ۱۰۸۵
(۵) منیا ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۷۷۲	۲۹۴۶۵۵ ۵۱۱۷۴۶	۱۹۸۲۴ ۳۶۲۱۷	۳۳۹ ۶۶۹	۳۱۴۸۱۸ ۵۴۸۶۳۲	۴۰۷ ۴۱۱
(۶) جرجہ ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۶۳۱	۵۱۵۹۷۲ ۹۷۷۱۵۱	۵۳۱۱ ۱۰۶۴۹	۱۳۰ ۲۱۱	۵۲۱۴۱۳ ۶۸۸۰۱۱	۸۲۶ ۱۰۹۰
(۷) قینا ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۵۴۳	۳۸۳۸۱۹ ۶۷۹۵۱۷	۲۳۸۷۷ ۳۱۳۲۵	۱۶۲ ۶۱۵	۴۰۶۸۵۸ ۷۱۱۴۵۷	۹۵۸ ۱۳۰۸
(۸) اسوان[۱] ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۳۳۲	۲۲۱۸۱۳ ۲۱۶۶۹۲	۱۶۰۹۶ ۲۳۲۸۸	۵۲ ۴۳۲	۲۳۷۹۶۱ ۲۴۰۳۸۲	۷۱۷ –
میزان مصر الصعید	۴۸۸۳ ۱/۴	۲۶۳۰۱۹۰۳	۱۳۸۱۸۴	۱۸۹۵	۲۷۷۹۹۸۲	۶۱۹
۵۔ نخلستان	نامعلوم	۳۸۲۲۵	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم
میزان آبادی کل مصر و رقبہ مزروعہ ۱۸۸۲ء / ۱۸۹۷ء	۱۰۶۹۸ –	۶۴۸۰۶۰۰ ۹۰۴۷۹۰۵	۲۴۵۷۷۹ ۱۰۵۷۳۹۷۴	۹۰۸۸۶ ۱۱۲۵۷۴	۶۸۱۷۲۶۵ ۹۷۳۴۴۰۵	۶۳۸

[۱] سرحد پر ایک نیا صوبہ الحدود قایم کیا گیا ہے اور صوبہ اسوان اوسمیں شامل کر دیا گیا ہے۔ ۱۸۹۸ء سے ایس کا وجود نہ رہا ہے۔ مؤلف

کل آبادی میں سے ۳۴۰۱۴۹۸ مرد۔ اور ۳۴۱۵۷۶۷ عورتیں ہیں۔ ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کی تفصیل یہ ہے:- مرد ۴۹۴۷۸۵۰۔ عورتیں ۴۷۸۶۵۵۵۔ اس مردم شماری میں نخلستان واحۃ السیوا کی آبادی شامل نہیں جہاں ۷ ہزار مرد مصری باشندے ہی مستقل طور پر آباد ہیں۔ علاوہ خانہ بدوشوں کے۔ اگر مندرجہ بالا اعداد کو انتظامی حلقوں میں ترتیب دیا جاوے تو نتیجہ حسب ذیل ہوگا۔

قسم انتظامی حلقہ / تعداد	مصری: مقیم	مصری: خانہ بدوش	اجنبی	میزان
گورنریاں - (۸)	۶۲۵۲۴۰	۳۰۴۱	۷۹۷۷۱	۷۰۸۰۵۲
مدیریات (۱۴)	۵۸۱۷۱۳۵	۲۴۲۷۳۸	۱۱۱۱۵	۶۰۷۰۹۸۸
نخلستان	۳۸۲۲۵	-	-	۳۸۲۲۵
میزان	۶۴۸۰۶۰۰	۲۴۵۷۷۹	۹۰۸۸۶	۶۸۱۷۲۶۵

خاندانوں کا شمار ۱۱۷۸۵۶۳۔ اور گھروں کا ۱۰۴۸۳۸۴ ہے۔ بلحاظ قومیت اجنبیوں کی تفصیل یہ ہے:- یونانی ۳۷۳۰۱۔ اطالین ۱۸۶۶۵۔ فرانسیسی ۱۵۷۱۶۔ آسٹرین ۸۰۲۲۔ انگریز ۶۱۱۸۔ جرمن ۹۴۸۔ دیگر اجنبی اقوام ۴۱۱۶۔ میزان ۹۰۸۸۶۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵ سے آگے) اور انگلستان نے براہ راست نامہ و پیام شروع کر دیا جس کا آغاز کمشنر عموم الٹی میٹم میعادی دس یوم سے ہوا۔ انگریزی حکومت بھی بیشک پہلے ہی دن سے یہ کہتی رہی تھی۔ کہ حد بندی کا فیصلہ کمیشن کے ذریعہ کرو جس امر پر آخر میں جا کر فیصلہ ہوا ہے۔ مگر انگریزی اخبارات اور حکومت نے اصل بنائے اختلاف کو کبھی پبلک میں ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ اب یہ بتایا کہ سلطان نے اتنا عرصہ انکار کرتے رہے اب کمیشن کیوں مان لی۔ اور کہ جب عثمانی ہی مختار ایسا متشدد عہدہ دار مصر و حضرہ الٹی میٹم سے پانچ دن پہلے تک کمیشن کے تقرری کو اصل ذریعہ فیصلہ بتا رہا۔ تو سلطان کیوں کمیشن کے تقرر سے منکر رہے۔ یہ معمہ تنازعہ کے اصل عنصر کو پبلک سے مخفی رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ سلطان کہتے تھے کہ جب تک مصر پہلے اس امر کو نہ مان لے کہ اسے جزیرہ نما سینا میں قلعہ بندیاں تیار کرنے کا کوئی حق نہیں تب تک ہم طابہ کا قبضہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اور نہ کمیشن کا تقرر منظور کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس امر کو تعیین حد سے کچھ واسطہ نہیں۔ ترکی و مصری حد خواہ رافح سے بخط مستقیم عقبہ تک ہو۔ اور کل جزیرہ نما سینا مع طابہ انتظامی طور پر مصری حد میں داخل سمجھا جائے۔ وہ اس پر بحال بطور امین ہی قابض ہوگا۔ نہ کہ بحیثیت باجگذار والی مالک کی۔ اور امین کو ہرگز بجز انتظامی معاملات کے اور کسی طرح کا اور خاص کر فوجی تدارک کرنے کا وہاں حق یا رتبہ نہیں ہو سکتا۔ سینا میں خدیو کی وہی حیثیت ہے جو جزیرہ نما سینا متصل ساحل لیدو پین ٹرکی میں ہی جہاں اسکو فوجی انتظام کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ انگلستان و مصر اس شرط کو نہیں مانتے تھے۔

انہیں سے تقریباً ۹۰ فیصدی مصر البحری میں رہتے ہیں۔ (یہ اعداد پرانے ہیں۔ اب اجنبیونکی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ لیکن جدید مردم شماری نہ ہونیکی وجہ سے یہی درج کئے گئے ہیں)

اور یہ کہتے تھے کہ کمیشن مقرر کر دو۔ اور اوس کے جانے سے پہلے ترکی فوج طابہ خالی کر دے۔ اگر کمیشن کے فیصلہ کے رو سے وہ ترکی حد میں آئے تو ترکی فوج پھر قابض ہو جائے۔ اور نہ مصر وہاں اور جزیرہ نما کے اور جس مقام میں چاہے۔ قلعے بنائیگا۔ اور فوج رکھیگا۔ اس بیجا ناحق اصرار کا باب عالی نے وہ جواب دیا جو اوپر درج ہے۔ وہ در اصل ہر گز نگیرند بہ تیر رہنی شود کا مصداق تھا۔ کیونکہ جیسا کہ غازی مختار کے مکالمہ سے واضح ہو چکا ہے۔ ٹرکی باوجود کافی استطاعت مصر کے موجودہ حقوق میں ہرگز کچھ تعرض نہیں کرنا چاہتی۔ نہ وہاں کی موجودہ حالت میں کچھ خلل ڈالنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اس علاقہ میں جو حجاز و شام کی کلید ہے۔ وہی حالت قایم رہے جو مدت سے چلی آتی ہے۔ اور کوئی غیر طاقت حجاز ریلوے اور عقبہ کی عین سر پر ایسا انتظام نہ کر سکے جو کسی وقت ان کے حق میں مہلک اور مضر ثابت ہو سکے۔ یعنی وہ بالکل مدافعت اور خود حفاظتی کے پہلو پر تھی۔ اور جیسا کہ وطن بارہا لکھ چکا ہے۔ یہ انگریزی اخبارات کی محض بیجا اپج تھی۔ کہ طابہ کے ترکی قبضہ سے نہر سویز اور مصر کی سلامتی مخدوش ہو گئی ہے۔ اور کہ ٹرکی کی نیت بد ہے۔ طابہ عقبہ سے جیسے ہر ایک ترکی مقبوضہ مانتا ہے۔ اور اوس میں کسی کو کچھ بحث نہیں۔ صرف چھ سات میل آگے ہے۔ اور نہر سویز تک ڈیڑھ سو میل طویل لق و دق سنگلاخ حائل ہے۔ ڈیڑھ سو میل میں سے سات میل کم ہو جانے سے کیا بن سکتا تھا۔

اب سنئے۔ الٹی میٹم کا کیا حشر ہوا۔ جسکی نسبت خوب لمبے چوڑے شگوفے چھوڑے جاتے رہے ہیں کہ انگلستان نے یوں ٹرکی کو دھمکایا ہے۔ اور یہ ڈانٹ بتائی ہے۔ اور کہ دسویں دن کے گذرتے ہی تمام ترکی سواحل حتّٰی کہ خاص قسطنطنیہ پر بھی انگریزی بیڑہ کی گولہ باری شروع ہو جائیگی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں محض ارجاف کی من گھڑت ہیں جسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ اب تک دنیا میں کسی فرد کو بجز دونوں حکومتوں کے یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ انگریزی مراسلہ کا مضمون کیا تھا۔ یا معلوم ہوا ہے تو کسی انگریزی اخبار نے اوسے شایع کرنا پسند نہیں کیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اسکا انداز تحکم و تعلّی کو لئے ہوتا تو یہ پہلے ٹائمس فوراً سے پہلے اوسے اپنے کالموں میں درج کر دیتے۔ مگر چونکہ اوسمیں کمال ادب ملحوظ رکھا گیا تھا۔ اگر کسیکو اسکا مضمون معلوم بھی ہو گیا تو اوس نے چھاپنا نہ چاہا۔ یہ وطن کا ذاتی قیاس بلا دلیل نہیں۔ ٹائمز ہمارے اسی قیاس کو تسلیم کرتا ہے کہ انگریزی حکومت نے جو مراسلہ (جسے پبلک میں الٹی میٹم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے) بھیجا ہے۔ اوسمیں اپنے مدعا و ارادہ کو بوضاحت ظاہر کرنے کے ساتھ ہی اس امر کا خاص خیال رکھا گیا کہ باب عالی کو نہایت انسانیت اور ادب کے ساتھ باعتدال تمام مخاطب کیا جائے۔ جس الٹی میٹم کی ابتدا اس طرح پر ہوئی۔ اوس کا جو انجام ہوا۔ وہ اس تار سے معلوم ہو جائیگا۔ جو

ملک کی آبادی کی رفتار و مقدار مندرجہ ذیل اعداد سے معلوم ہوجاوے گی :-

سنہ ۱۸۰۰ء	(فرانسیسیوں کا اندازہ)	بیس لاکھ	سنہ ۱۸۶۲ء	(ڈی گینی صاحب)	۵۲۰۳۴۰۵
سنہ ۱۸۴۶ء	(بڑی مردم شماری)	۴۴۷۶۴۴۴	سنہ ۱۸۷۵ء	(ڈاکٹر روسی بے)	۵۲۵۱۷۵۷
سنہ ۱۸۵۹ء	(اندازہ توفیق پاشا)	۴۳۰۲۰۱۳	سنہ ۱۸۸۲ء	(مردم شماری)	۶۸۰۶۳۸۱
سنہ ۱۸۶۵ء	(اندازہ توفیق پاشا)	۴۸۴۱۶۷۷	سنہ ۱۸۹۷ء	(بڑی مردم شماری)	۹۷ لاکھ ۳۴ ہزار

۱۳ مئی کو باب عالی نے اپنے کمشنر مقیم مصر غازی مختار پاشا کو بمقام اسکندریہ بھیجا۔ ترجمہ تار سلطانی "چونکہ طابہ پر ترکی فوج کے قبضہ سے اس کے سوا اور کچھ مقصود نہ تھا۔ کہ جزیرہ نما طور سینا کو سابق حالت میں رکھا جائے یعنے وہاں کسی اور کو جنگی تعمیرات اور قلعہ تیار نہ کرنے دئیے جائیں۔ اور اب اس امر کی نسبت اطمینان بخش اور قابل وثوق عہد و اقرار ہوگیا ہے۔ لہذا باب عالی نے حکم بھیجا ہے۔ کہ عثمانی لشکر طابہ سے اپنے اصل موقعہ کو لایا جائے۔ اور کہ وہ جہاز دیانہ پر سوار ہو کر وہاں سے آئے۔ طور سینا کی سابق حالت کو بدستور قائم رکھنے کی فیصلہ کن و کامل ضمانت تاکید کے متعلق باہم گفتگو جاری ہے"۔

اس تار سے جو انگریزی اخبارات نے باوجود اپنا تمام تعلق رکھا ہے بکلی بہا تا چھوٹ گیا ہے۔ اور کل دنیا یہ خود ہی بآسانی فیصلہ کرسکتی ہے۔ کہ سلطان عبدالحمید خاں نے پہلے دن جو شرط پیش کی تھی آخر وقت تک اسی پر قائم رہے۔ اور انگلستان و مصر کو باوجود اس تمام جوش و خروش اور سرگرمی کے جو انگریزی اخبارات انکی طرف منسوب کرتے رہے۔ آخر اوسے ماننا پڑا۔ اور یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ ابھی کچھ نہ کمیشن اب خواہ طابہ کو ترکی حد میں قرار دے یا مصر میں شامل کرے اس کی کچھ پروا نہیں ہوسکتی۔ جو سلطان کا اصل مقصود تھا۔ وہ حاصل ہوگیا۔ مصر اور اوس کے قابضین نے مان لیا ہے کہ نہر سوئز سے لیکر تا بحر ارض طور سینا میں وہ کوئی جنگی تعمیر نہیں بنا سکتے نہ چھاؤنی ڈال سکتے ہیں۔ اگر اپنی اصل و اصد شرط کو منوالینے کا نام ہی فتح جانا ہے تو ہم بھی مان لیتے ہیں کہ سلطان فتح پاگئے

ان ہی نہیں کہ سلطان اعظم اپنی شرط منوا کر رہے۔ آپ کو اس معاملہ میں اور بہی کئی لحاظ سے نہایت اہم سیاسی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ آپنے پہلے دن ہی کہہ دیا کہ مصر ہمارا صوبہ اور باجگذار ہے۔ انگلستان اوس کو اوس ہمارے معاملہ میں دخیل نہیں ہوسکتا۔ نہ براہ راست ترکی برطانیہ سے اس معاملہ میں باضابطہ گفتگو کرے گی یہ عزم آخر وقت تک قائم رہا۔ حتی کہ آخری سلطانی فیصلہ کی اطلاع باضابطہ طور پر اگر کسیکو بھیجی گئی تو صرف مصری حکومت کو۔ اور وہ بہی ایسا ویسا نہیں۔ اپنے کمشنر کی معرفت۔ انگریزی سفیر اور حکومت کو بیشک اطلاع دیگئی لیکن بطور خبر کے جس طرح کہ دوسرے دوست نما سلطنتوں کو بھی از طرف سے بتا دیا گیا۔ اور کمیشن کے تقرر کی نسبت بھی یہ فیصلہ کردیا۔ کہ وہ محض ترکی و مصری حکومتوں کے ملازم ہوں گے۔ انگلستان کا کوئی نائب شریک نہیں ہوسکتا۔

باقی اگلے صفحہ پر

سنہ ۱۸۴۶ء اور سنہ ۱۸۸۲ء کی سرکاری مردم شماری کے باہمی مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی آبادی کی سالانہ اوسط ½ ۱ فیصدی ہے۔ اور سنہ ۱۸۸۲ء و سنہ ۱۸۹۶ء کے مقابلہ میں ¼ ۲ فیصدی سالانہ بیشی نکلتی ہے۔ مصر کے بڑے بڑے شہر یہ ہیں۔ انکی آبادی سنہ ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے مطابق دیجاتی ہے۔

کیا مغلوب فریق کا انداز یہی ہوا کرتا ہے جو آغاز سے انجام تک اس معاملہ میں ترکی کا رہا ہے اگر نہیں تو پنجابی وغیرہ تنگ خیال معاصرین وافرادکو ترکی پر یہ اتہام لگانے سے نادم ہونا چاہیئے۔

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ کا ذکر کر دینا مناسب ہوگا ناظرین کو یاد ہوگا کہ انگریزی گورنمنٹ نے راس صدی میناروں کے انہدام کی رپورٹ کی تصدیق کے لئے ایک آگبوٹ بھیجا گیا تھا۔ جو العریش سے ۳۴ میل شمال میں ہے۔ اور سرحد اس سے شروع ہوتی ہے۔ ۳۰ اپریل کو وہاں ترکی فوجکی فرودگاہ کے سامنے ساحل سے چند میل پرے لنگر انداز ہوا۔ کیونکہ پانی کم ہونے کیوجہ سے آگے نہ جا سکتا تھا۔ اس جہاز پر ایک انگریز افسر کرنل ہنٹل اور ایک مصری عہدہ دار نعوم بک بھیجے گئے تھے۔ یہ دونوں کچھ انگریزی بحری سپاہی ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہوئے۔ مگر جب ساحل کے قریب پہنچے۔ تو ترکی سنتری نے چیلنج کیا۔ اور کہا جب تک آگے نہ بڑھو ... کشتیاں بھی کنارہ تک جا سکتی تھیں سپاہی کشتیاں لیکر جہاز کو واپس ہوگئے۔ اور کرنل ویک لنگوٹ باندھکر تیرتے ہوئے کنارہ پہنچے۔ جہاز کو آتا دیکھکر ترکی کمانڈر اپنے اعلیٰ افسر سے ہدایت حاصل کرنے کیلئے تار گھر چلا گیا تھا۔ جو چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے آنے تک ترکی افسر کنارہ پر کھڑے رہے جب وہ آیا تو اس نے کرنل کو کہا کہ آپکی حکومت ہمارے اور ... بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ یہاں ٹھیر سکتے۔ جبیر وہ لاچار جہاز کو واپس آئے۔ نعوم بک ... سوالات سے پیش آئے۔ اور اسکو استفسار ... ایک ٹیلیگراف بھی بہم پہنچا دیا جسپر سوار ہوکر وہ العریش کو چلا گیا۔ مئی کی شام کو ترکی کے مقابل سے روانہ ہوا۔ اگر ترکی کمانڈر کرنل مذکور کو واپس کر دینے میں حق بجانب نہ ہوتا تو کیا انگریزی حکومت خاموش رہتی؟ اور اگر بالفرض ایسا ہی سمجھا ہوا ہوتا۔ جیسا کہ اسے فرض کر لیا گیا ہے تو کیا ایک عظیم انگریزی جنگی جہاز کی موجودگی میں ایک چھوٹا سا ترکی دستہ انگریزی سپاہیوں اور ایک کرنل کو یوں چپ چاپ واپس لوٹا دینے کی کبھی جرات کرتا؟

الغرض اصل بات وہی ہے۔ جو ۱۰ مئی کے پرچہ میں لکھ چکا ہے۔ کہ نہ انگلستان لڑائی کا خواہشمند تھا۔ نہ سلطان۔ اخبارات کو ئی شعلہ بھڑکانا چاہتے تھے۔ چاروں کی گرم بازاری کے لئے اس معاملہ کو اپنے فضول شور و غوغا سے پہاڑ بنا دیا۔ ورنہ اگر حقیقت و ذمہ دار وزرا بھی ویسے ہی تنگ ظرف اور مشتعل مزاج ہوں جیسی کہ اکثر انگریزی اخبارات کے مضامین سے ثابت ہوتے ہیں۔ تو دنیا میں کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی جنگ و جدال کا

قاہرہ (۱۰۸ ۳۶۸)۔ اسکندریہ (۵۵ ۲۰۸٬)۔ دمیاط (۳۴۰ ۳۶۴) طنطا (۳۳٬۲۵) منصورہ (۲۶٬۸۱۴)
زجانج (۹۰۴۶)۔ بروستا (۱۶۶٬۱) بنہ سعید (۱۶۵۶۰) سویز (۱۰۹۱۳)۔

سلسلہ ختم ہونے میں نہ آئے۔ اگر کسی معاملہ میں ٹرک خواہ مخواہ انگلستان کی حق تلفی کریں۔ تو بیشک تاج برطانیہ کی مسلمان رعایا کو اون سے کوئی ہمدردی نہیں ہوسکتی لیکن جس حالت میں کہ سلطان حق پر ہوں تو یہ کبھی ممکن نہیں کہ تاج انگلشیہ کا کوئی سمجھدار وزیر خادم الحرمین سے خواہ مخواہ جنگ چھیڑ دینے سے اپنے قیصر کی وفادار رعایا کے ایک اتنے بڑے حصہ کو جو تعداد میں قیصر کی ہم کیش وہم مذہب عیسائی رعایا سے بھی دوچند ہو کبھی آزردہ خاطر کرنیکا موجب بننا پسند کرے۔

انگلستان اور ٹرکی میں عام ہفوات کے علی الرغم اور جرمنی کے روز افزوں رسوخ کے باوصف اب تک باہم ایسا دوستانہ ربط وضبط ہے کہ طرابلس سے ٹرکی فوج کو مقبوضہ پہنچانے کا کام ایک انگریزی جنگی جہاز کو ہی سپرد ہوتا ہے۔ اور اس امر کا کامل انگریزی اخبارات کو بھی اعتراف ہے کہ اور کوئی یورپین منسٹر سرلکس اوکانر انگریزی ایلچی کے برابر سلطان المعظم کا منظور نظر نہیں۔ اخبارات کی تعلّی کو الگ رکھکر دیکھا جائے تو دنیا میں کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ انگلستان ٹرکی کے خلاف مرضی ایک ہفتہ کیلئے بھی مصر پر قابض نہیں رہ سکتا۔ لیکن چونکہ سلطان ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ مصر سے انگریزوں کا قبضہ اٹھ جانے کا یہ نتیجہ نہ ہوگا۔ کہ وہ پھر ٹرکی کو واپس ملجائے۔ بلکہ یہ کہ ایک کی بجائے پھر کل یوروپ کا اوس پر تسلط جم جائے گا۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان ایسی قسیم طاقت کو ہی قابض رہنے دینا دوسری صورت سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور یہ اس معنوی قرارداد کا ہی پرتو ہے کہ آجتک تقریباً صد سالہ مداخلت اور چوبیس سالہ براہ راست قبضہ کے باوصف انگلستان کی حکومت نے کبھی کنایتاً بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ مصر کو ٹرکی سے بالکل بے تعلق کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس ہفتہ بھی پارلیمنٹ میں سوال ہوا۔ تو وزیر خارجیہ سرگرے نے جواب دیا کہ انگریزی گورنمنٹ مصر وٹرکی کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کو معرض بحث میں لانے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس ہفتہ کا یہی ایک تار ہے جو مصر وٹرکی وانگلستان کے معاملہ کے متعلق آیا ہے۔ تنازعہ طابہ و العریش کے متعلق ہفتہ عشرہ سے ایک لفظ بھی تار خبروں میں نہیں ملتا۔ جو نہ صرف اس امر کا بدیہی ثبوت ہے بلکہ اس امر کا بھی کہ فیصلہ کی نوعیت ایسی ہے جسپر انگریزی اخبارات کسیطرح کوئی شیخی نہیں جتا سکتے۔ کاش۔ اس معاملہ سے انکو کافی سبق مل جائے۔ اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی اصل پالیسی کو سمجھ جائیں اور اوسے ذہن نشین رکھنے پر قادر رہیں۔ اور اسے تعصب مذہبی کی مفتح میں مبتلا ہو کر کبھی نہ بھولیں۔ کہ حکومت برطانیہ اور سلطنت عثمانیہ کے اغراض بالکل مشابہ و یکساں اور دونوں کی بہتری باہمی ارتباط و اتحاد ہی میں ہے۔

(باقی ۱۴۳ صفحہ پر ہے)

(اس اڈیشن سنہ ۱۹۱۷ء) اجنبی باشندگان تعدادی ۲۶۵۲۱۱ کی جنسوار تفصیل یہ ہے:- یونانی ۳۸۱۷۵- اطالین ۲۴۴۶۷- انگریز ۱۹۵۵۶- فرنچ ۲۱۱۵۵- آسٹروی ۷۱۱۷- روسی ۳۱۹۳- جرمن ۱۲۷- ایرانی ۱۳۰۱- دیگر اقوام ۳۲۸۴-

یکم جون ۱۹۱۷ء کو دس سال سے اوپر عمر کے باشندوں کی بلحاظ پیشہ یہ تفصیل تھی:-

نام پیشہ	مصری			اجنبی		
	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
زراعت	[illegible]	-	[illegible]	۳۸۵	-	۳۸۵
صنائع و مختلف تجارتی پیشے	۵۳۳۳۲۲	۲۱۴۹۶	۵۵۴۸۱۸	۲۵۴۹۴	۲۳۷۱	۲۷۸۶۵
مزدور / کلرک و منشی	۱۸۴۰۹۶ / ۴۱۵۷۷	۴۸۰۱	۲۵۰۴۷۲	۱۱۷۲ / ۶۰۳۱	۱۴۸	۷۳۵۱
آزاد پیشے	۴۰۷۲	۲۵۵۳	۶۶۲۵	۱۵۵۹	۱۸۹	۲۱۴۸
عام تعلیم و مذہبی پیشہ[1]	۱۵۶۶۲۳	۲۲۱۸	۱۵۸۸۴۱	۴۳۶۱	۲۰۴۹	۶۴۱۰
جنگی خدمت	۲۹۲۰۱	-	۲۹۲۰۱	۶۸۵۰	-	۶۸۵۰
ملازمان رنج	۱۱۱۶۶۵	۳۲۶۶۳	۱۴۴۳۲۸	۱۷۱۲	۲۶۸۳	۴۳۹۵
میزان دس سال سے اوپر کے باشندوں کی جو کسی پیشہ میں کام کرتے ہیں	[illegible]	۹۳۷۳۱	۱۱۹۲۵۴۵	۴۷۹۶۳	۷۴۴۰	۵۵۴۰۳
اور جو کسی معین پیشہ میں نہیں لگے	۱۴۲۰۸۹	۳۰۸۸۶۷۳	۳۲۳۰۷۶۲	۵۳۰۹	۳۰۲۲۹	۳۵۵۳۸
میزان دس سال سے اوپر والوں کی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کم از دس سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
میزان کل مسلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[1] مذہبی پیشہ وروں میں ۱۷۱۲ مسیحی پادری اور یہودی قسیس اور ۱۱۳۴۳۸ حفاظ قرآن شامل ہیں اور ۱۴۱۴۴۰ طلبا دس سال سے اوپر کے زیر تعلیم ہیں۔ اور ۲۳۹۴ مدرس ہیں جنمیں ائمہ مساجد بھی شامل ہیں۔ جنگی پیشہ میں مصر کی دیسی فوج۔ انگریزی فوج۔ پولیس اور ممالک غیر کے جنگی جہازات مقیم بنادر مصر کے ملازم شامل ہیں جدول بالا کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ زراعت میں تقریباً ۶۳ فیصدی مصری اور ۱ فیصدی سے بھی کم اجنبی مشغول ہیں۔ مختلف صنائع میں مصری سوا سو فیصدی اور اجنبی تقریباً ۴۰ فیصدی ہیں اور آزاد پیشے میں اجنبی آبادی کا ۸ فیصدی مشغول ہے۔ شہروں کی آبادی یہ ہے۔ قاہرہ ۷۹۰۰۵۶- سکندریہ ۴۴۴۶۱۷- طنطا ۷۴۲۸۹- پورٹ سعید ۹۱۰۹۰- اسیوط ۵۷۰۰۲- زقازیق ۵۱۵۱۵- منصورہ ۴۹۲۳۸- دمیاط ۳۰۴۲۱- فیوم ۴۴۴۰۹- قنا ۲۷۶۸۰-

مذہب اور تعلیم

مصر میں غالب مذہب اسلام ہے۔ اعلیٰ ترین مذہبی اور جوڈیشل (عدالتی) عہدہ دار شیخ الاسلام[1] اور قاضی القضات ہیں۔ اول الذکر کو علماء کبار سے منتخب کرکے خدیو مقرر کرتا ہے۔ اور آخر الذکر کو سلطان المعظم اسلامبول کے عالموں سے پسند کرکے نامزد کرتے ہیں۔ سب سے بڑا دار العلوم جامع ازہر اور اوسکی یونیورسٹی ہے۔ اس جامع کو تعمیر اور یونیورسٹی کو قایم ہوئے تقریباً ایک ہزار برس ہو گئے ہیں۔ مگر جو علوم پڑہائے جاتے اور جس طریقہ سے اونکو پڑہایا جاتا ہے وہ اب تک وہی ہیں جو پہلے دن تھے۔ (مارچ ۱۸۹۶ء میں علوم جدیدہ کو بھی نصاب میں داخل کر دیا گیا ہے۔ مترجم)

(صفحہ ۱۳۲ سے آگے) جزیرہ نما سینا کی آج تک باقاعدہ پیمایش نہیں ہوئی۔ نہ اس کے جغرافیکل حالات مصدقہ طور پر معلوم ہوئے ہیں شکل میں یہ بالکل ہندوستان کے مشابہ ہے۔ جسے قدرت نے ایشیا اور مصر کے درمیان جزیرہ نما کی صورت میں نصب کر رکھا ہے۔ مگر آب و ہوا کے لحاظ سے اوسے ہندوستان جنت نشان سے کچھ نسبت نہیں جو ہر طرح کی فضا اور ہر قسم کی زمین کا مجموعہ ہے۔ اس لحاظ سے اوسے سنگلاخ راجپوتانہ کا نمونہ کہنا چاہیئے جا بجا خشک گھاٹیاں موجود ہیں۔ اور کوسوں تک آبادی یا پانی کا نشان نہیں۔ شرقاً خلیج عقبہ سے لیکر غرباً نہر سویز تک اور جنوباً طور سے لیکر شمالاً بحر روم تک یہی حالت ہے۔ اجنبی تو اجنبی بدو بھی اوسمیں سفر کرنیکی بہت کم جرات کر سکتے ہیں صرف چند راستے ہیں۔ جنپر کچھ آمد و رفت رہتی ہے۔ ایکا صرف ایک خط جبل موسیٰ الیا ہے جہاں ایک راہب خانہ ہے جسکو دیکھنے اکثر سیاح جاتے رہتے ہیں۔ وہ طور رہا اور ہر اقسہ ہے جبل موسیٰ سے عقبہ کو یا عقبہ سے سویز کو جو رستہ گیا ہے۔ اونپر آمد و رفت شاذ و نادر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بدو بھی ترکی حدود کے قریب پہنچنے کی جرات نہیں کر سکتے۔ پیا ہا طابہ عقبہ سے براہ سمندر چالیس اور براہ خشکی سات میل جنوب میں واقع ہے۔ اس سے چالیس میل جنوب میں ایک مصری فوجی چوکی مقام نویبع میں ہے جہاں کچھ پاسی بندوق بردار رہتے ہیں سویز سے عقبہ تک ۱۸۰ میل کی مسافت میں صرف طابہ ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں پانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ پس اگر عقبہ اور طابہ دونوں پر ترکی فوج قابض ہو تو جزیرہ کیطرف حملہ کرنیوالی کوئی فوج پیاس سے ہی مر جائے۔ طابہ سے پانچ میل جنوب میں ساحل کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ بنام فرعون واقع ہے۔ وہاں ایک قدیم قلعہ کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ جو غالباً سولہویں صدی میں تعمیر ہوا تھا۔ عقبہ یا ان کے قلعوں کا سنہ تعمیر ٹھیک معلوم نہیں۔ مگر اس کے آثار بتا رہے ہیں کہ کبھی پانی کے ذخیرہ کے لئے اسمیں بڑے بڑے حوض موجود تھے۔ تنازعہ کے دوران میں مصر نے ایک [illegible] فوج اس جزیرہ میں [illegible] بھیجدی۔ اور انگریزی جہاز [illegible] اور مصری جہاز نور البحر بھی وہاں موجود ہے۔ یہ جزیرہ فوجی لحاظ سے بالکل نکما ہے۔ ایک تو وہاں پانی نہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] یہ نام غلط ہے شیخ الاسلام صرف استنبول میں ہے مصر کی اعلیٰ ترین مذہبی عہدہ دار مفتی کہلاتا ہے۔ مؤلف

مصر میں دیسی عیسائی بھی بہت ہیں جو مشرقی کلیساؤں کے پابند ہیں۔ ان عیسائیوں میں قبطی لوگ جو پرانے مصریوں کی اولاد اور تعداد میں تقریباً آٹھ لاکھ ہیں، شمار میں بھی زیادہ ہیں اور با اقتدار بھی ہیں۔ وہ جیکوبائیٹ (یعقوبی) آرتھوڈاکس کلیسا کے تابع ہیں جسکو اونھوں نے پہلی صدی عیسوی میں اختیار کیا۔ اس کلیسا کا صدر اسکندریہ کا بطریق ہے جو سینٹ مارک (حواری مرقس) کا جانشین متصور ہوتا ہے۔ مصر میں تین میٹروپالیٹن (بڑا بشپ) اور بارہ بشپ، حبش میں ایک میٹروپالیٹن اور دو بشپ اس کلیسا کے ہیں۔ یروشلم میں بھی اسکا ایک بشپ رہتا تھا۔ انکے علاوہ آرچ پریسٹ (بڑے پادری)، ڈیکن۔ اور راہب

دوسرے طابہ کی پہاڑیوں سے اوسپر آسانی نہ پڑتی ہے۔ تیسرے خود جزیرہ کی پہاڑیاں سمندر کیطرف بالکل کھڑی ہیں جسکی وجہ سے سمندر کیطرف سے اسمیں داخل ہونا آسان نہیں۔ طابہ اور عقبہ کا درمیانی ساحل بڑا خطرناک ہے۔ اکثر جگہ مچھلی دلدلیں ہیں۔ اور سال بھر کئی مہینہ اوسکا بڑا حصہ پانی میں رہتا ہے۔ خاص عقبہ ایک نخلستان میں واقع ہے جسکا منظر سنگلاخ سینا کے بعد بہت سفر کے بعد بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ گاؤں میں چند سو آباد ہیں۔ جنکے مکان جھونپڑیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ دکان بازار کچھ نہیں مگر قلعہ عقبہ جو سمندر کے رخ پر نہایت مضبوط ہے۔ اوسکی دیواریں جو پتھر کی ہیں نہایت دبیز اور پچاس فٹ بلند ہیں۔ اسے سولھویں صدی میں ترکوں نے حاجیوں کی حفاظت کیلئے فلسطین۔ العریش اور مکہ کی سڑکوں کے مقام اتقاطع بنایا تھا۔ قلعہ آجکل ترکی بلدیہ کا کام دیتا ہے اور سڑک کے اجنبی کو اسمیں داخل نہیں ہونے دیتے۔ یہ مقام پانی کے لحاظ سے خاص حیثیت ابدی کا مورد ہے۔ سمندر سے چند فٹ دور سے جہاں کہیں زمین ہٹاؤ تو تھوڑا پانی کی خاصی مقدار ملجاتی ہے۔ یہ بات دنیا کے کسی اور حصہ میں نہیں دیکھی گئی۔ سمندر کے کنارہ ۲ میل [illegible] کی لمبائی میں یہی حالت ہے۔ چنانچہ وہاں باشندے اپنے [illegible] کے لیے روزانہ سینکڑوں ایسے سوراخ کرکے پانی حاصل کرتے ہیں۔ پچھلے سال سے عقبہ میں ترکی فوج کی تعداد بہت بڑھا دی گئی ہے۔ بدویوں کا بیان ہے کہ یمن سے جو فوج واپس آئی تھی وہ یہیں روک لی گئی تھی۔ شام کو نہیں بھیجی گئی تھی۔ حجاز ریلوے کا سٹیشن معان وہاں سے ۷۰ میل شمال مشرق میں ہے۔ وہاں سے عقبہ تک تار کا سلسلہ قائم ہوچکا ہے۔ پہلے ریلوے لائن بھی وہیں سے لانے کی تجویز تھی۔ مگر بعد میں یہ فیصلہ ہوا کہ مدورہ سے جو معان سے ۸۰ میل بجانب جنوب ہے عقبہ کو شاخ نکالی جائے۔ جو اب [illegible] تمام بن رہی ہے۔ عقبہ سے بجانب [illegible] (دشت) جو سڑک سویز کو گئی ہے وہ ابتک خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ لیکن آغاز کے قریب ایک ۲ ہزار فٹ بلند درہ عبور کرنا پڑتا ہے جس کی چڑھائی میں چار گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں اور جن اونٹوں پر زیادہ بوجھ لدا ہو وہ آسانی سے نہیں چڑھ سکتے۔ اس درہ کے آگے شہر سویز سے ۲۰ میل ورے تک پھر تمام رستہ بالکل ہموار ہے۔ اور زمین ایسی سخت ہے کہ گویا کنکر کوٹ دیے گئے ہیں۔ ریت کا کہیں نام نہیں۔ موٹر کار بھی چاہو تو اسی سڑک پر بلاتکلف چلا سکتے ہیں۔ صرف دو چار جگہ راستہ بگڑا ہوا ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

بھی ہیں۔ پادری کے لئے لازمی ہے کہ وہ منصب پادری گری حاصل کرنے سے پہلے متاہل ہو۔ مگر اسقف اور اعلیٰ عہدہ داروں کے لئے تجرد لازمی ہے۔

جہاں وادی العریش (دوما) کا خشک پاٹ نخل کے قریب سڑک کو قطع کرتا ہے۔ عقبہ سے نخل تک جو سینا کے وسط میں واقع ہے اور اسکا صدر مقام ہے۔ سڑک جس میدان میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ وہ چھ میل عریض ہے۔ اور اس کے دونوں طرف بہت پہاڑیوں کی متوازی قطاریں موجود ہیں نخل سے آگے یہ زیادہ کشادہ ہوتا گیا ہے۔ بڑا کاروانی رستہ نخل سے مغرب میں اس طرح گذرا ہے کہ کوئی کنواں قریب نہیں۔ صرف ایک کنواں بیر ثمیر چند گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے مگر چونکہ پگڈنڈی اوسکی طرف کی گئی ہے عدم استعمال سے بہت کچھ مٹ گئی ہے۔ اور دوسرے اس کنوئیں کے متصل کوئی درخت یا نشان امتیاز نہیں۔ اور بنا بریں کو وہاں تک پہنچنا آسان نہیں تاہم اس کی عمارت مضبوط ہے۔ گو پانی بڑے قافلہ کی ضرورت کو بمشکل کفتی ہو سکے۔

نخل سینا کا صدر مقام عقبہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ یہاں بڑے حوض اور تالاب موجود ہیں جنمیں پہلے زمانہ میں پانی باحتیاط جمع کیا جاتا تھا۔ جو ہزارہا حجاج کے کام آیا کرتا تھا۔ یہاں ایک ضخیم قلعہ ہے جس میں ایک مصری افسر اور ایک کمپنی باشی بزوق کی رہتی ہے۔ جو سڑک کے متروک الاستعمال ہو جانے کے باعث ایک طرح باقی دنیا سے بالکل بے تعلقی کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ نخل کے ارد گرد موسم سرما میں جو اور مکئی کی کچھ کاشت ہوتی ہے مگر زمین کے بنجر کی وجہ سے پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ جو ان معدودے چند باشی بزوق اور ان کے گھوڑوں کو بمشکل کفتی ہوتی ہے سویز کے قومی علاقہ تک سڑک ہموار اور پختہ سرزمین سے گذرتی ہے۔ سویز سے بیس میل دور سے ریگستان شروع ہو جاتا ہے عقبہ سے سویز اڑھائی تین دن کی مسافت ہے مگر موٹر کار عقبہ سے آغاز ریگستان تک ۱۵ گھنٹے میں پہنچ سکتی ہے۔

مصری حکومت نے اگر ترکی کو عقبہ سے سویز تک ریل نہ بنانے دی۔ تو یہ یقینی امر ہے کہ وہ عقبہ سے غزا تک خواہ مخواہ روم پیما قوت سے ضرور ریلوے شاخ تیار کر لیں گے۔ غزا اجتماع فوج کے لئے بھی نہایت مناسب مقام ہے۔ وہاں سے نہر سویز کا شمالی حصہ معمولی کاروانی رفتار سے پانچ دن کا رستہ ہے۔ نپولین نے جب مصر کی طرف سے شام پر چڑھائی کی تھی تو وہ اتنے ہی دنوں میں غزا کے سامنے پہنچا تھا۔ اس رستہ میں اگر کوئی مشکل حائل ہے تو یہ کہ نہ کافی پانی موجود ہے۔ نہ ایندھن۔ اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ ایک طرف ان کے بغیر تو ایک دن بھی نہیں گذارہ ہو سکتا۔ اور دوسری طرف انکا اٹھا کر ساتھ لیجانا خاص کر جبکہ بیس تیس ہزار آدمیوں اور اسی قدر مویشی کے لئے درکار ہوں آسان کام نہیں۔

خدیو وسط مئی تک مصر ہی میں تھے۔ رائٹر کا یہ تار غلط تھا کہ وہ یکم مئی کو یورپ چلے گئے۔ وہ اسی تاریخ قاہرہ سے بیشک روانہ ہوئے مگر اسکندریہ چلے گئے جہاں سے غالباً آجکل یورپ کو روانہ ہوئے ہونگے

(باقی اگلے صفحہ پر)

سنہ ۳۲۸ء میں قبطیوں نے حبش کو عیسائی بنایا اور مسیحی مذہب کو خط استوا تک پھیلا دیا۔ حبش کے کلیسا کے مٹیرو پالیٹن اور بشپ مصر کے قبطی مذہب لوگوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ اور جبتک مٹیرو پالیٹن مسح نکرے شاہ حبش کی رسم تاجپوشی ادا نہیں ہو سکتی۔ اور اوس صورت میں بھی اسکندریہ کے بطریق سے اجازت حاصل کرنی لازمی ہے قبطی ڈایاکلیٹین (شہیدوں کا) قلندر استعمال کرتے ہیں جو گریگورین (یعنی مروجہ عیسوی قلندر) سے ۲۸۴ برس مختلف ہے۔

اور شاید پہلے استنبول ہی جائیں۔ تصفیہ تنازعہ طابہ تک لارڈ کرومر اور غازی مختار پاشا آپس میں اکثر جدا جدا اور دیر تک تخلیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ تنازعہ کے بحرانی زمانہ میں مصری حکومت (یعنی قابضان مصر) بھی بجائے خود بہت کچھ فوجی تیاریاں کرتے رہے۔ مشرقی علاقہ متصلہ نہر سویز کے گورنر کو حکم بھیجا گیا کہ ہر نمبردار سے ۲۰۰۲۰ اونٹ جمع کرائے۔ فی اونٹ چار روپیہ یومیہ کرایہ ملیگا۔ وبا کی بدولت مویشی مصر میں کم رہگئے ہیں۔ ادھر فصل کا موسم۔ لوگ رضامند نہ ہوئے۔ اسپر کئی تحصیلداروں کو خوب سوجھی۔ انہوں نے مشہور کیا کہ اونٹ حجاز ریلوی کی تکمیل کے لئے مطلوب ہیں جنکا سامان انپر بارکر کے بھیجا جائے گا۔ یہ سنکر اکثر نے بخوشی تمام اونٹ پیش کر دیئے۔ مگر جب عوام کو اصل کیفیت معلوم ہوئی کہ یہ تیاریاں تو اون کے خلیفہ کے برخلاف ہو رہی ہیں۔ تو صاف انکار کرنے لگے۔ اور کہتے کہ ہزار روپیہ یومیہ دو تب بھی ہم اونٹ نہیں گے۔ الغرض اسوقت ہولیہ جتنے اونٹ ملے سخت ظالمانہ جبر و تشدد سے جسکی مصری اخبارات میں سخت دہائی مچ رہی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ بات جلد طے ہو گئی ؁

طور سینا اور مسٹر بلنٹ۔ مسٹر الفرڈ بلنٹ کے معلومات مصر کے متعلق تمام انگلستان میں نہایت وسیع اور صحیح مانے جاتے ہیں۔ اونسے یہ دیکھکر کہ طور سینا کا قضیہ طول کھینچتا جاتا ہے۔ اور ترکی و انگلستان میں کشمکش بڑھتی جاتی ہے۔ سر ادورد گرے وزیر خارجہ انگلستان کو طور سینا کے متعلق ایک خط لکھا۔ اور جو کچھ لکھا مصالح وقت کو مدنظر رکھکر خوب لکھا۔ ناظرین وطن کی آگاہی کے لئے ہم اوسکا ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اتنا اور بھی بتائے دیتے ہیں کہ مسٹر الفرڈ بلنٹ اون انگریزوں یا یوروپینوں میں سے نہیں ہیں جنکو ترکوں سے کچھہ بھی ہمدردی رہی ہو۔ اور بزعم خود ہی کبھی وہ ترکوں کی محبت کا دم بھرتے ہوں۔ مسٹر مذکور خط میں لکھتا ہے۔

جناب من۔ آپنے دس دن کی مہلت دیکر جو مطالبات ٹرکی سے طابہ وغیرہ کے تخلیہ کے متعلق کئے ہیں یہہ نہایت گراں اور ناپسندیدہ ہیں یہاں تک کہ میں اس نواح کی اپنی جزئی و کلی واقفیت کی بناء پر دخل در معقول رائے ظاہر کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ کہ بغیر پوچھے کہدوں کہ آپکے مطالبات بالکل بیجا ہیں اور مسئلہ زیر بحث کی حقیقت نہ سمجھنے کا بدترین نتیجہ ہے۔ بیشک میں اون پوشیدہ اسباب سے واقف نہیں ہوں۔ جنہوں نے آپکو اس درجہ کی شکوک سے ٹرکی سے پرخاش پر آمادہ کر دیا ہے۔ اگر واقعی کچھہ ایسے اسباب ہوں تو میں جو کچھہ کہنے والا ہوں قابل

(اڈیشن سنہ ۱۹۱۰ع) سنہ ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کی رو سے مسلمان ۸۹۷۸۷۷۵ تھے۔ عیسائی ۳۱۱۹۲۲

(بدیں تفصیل قبطی ۶۰۸۴۴۶ - گریک چرچ ۵۳۴۷۹ - کیتھولک ۴۳۶۲۳ - پراٹسٹنٹ ۱۱۸۹۴)

یہودی ۲۵۲۰۰ - دیگر مذاہب ۲۶۸ - یعنی مسلمان ۹۲٫۲۳ فیصدی ہیں۔ عیسائی ۷٫۵۰ -

یہودی ۰٫۲۶ اور دیگر ۰٫۰۱ فیصدی۔

اور قابل اعتبار نہیں۔ لیکن بصورت دیگر میری گذارش کو پس و پیش ڈالدینا کسیطرح خاطر نہیں ہوسکتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ لبرل پارٹی کے اخبارات نے اس نزاع کو صلیبی جنگ بنا دیا ہے۔ لیکن میں ابھی یقین نہیں کرتا کہ وزارت خارجیہ نے بھی اس نزاع کو اسی ہی نگاہ سے دیکھکر مسئلہ زیر بحث میں موجودہ رویہ اختیار کیا ہے۔ بلکہ ابھی مجھے بھروسہ ہے کہ ہمارے وزراء دانشمند اسی بات میں خوش ہیں کہ ایسی باتوں کو سمجھ رہے ہیں۔ جن کا نتیجہ برا ہو۔ اور قضیۂ طور سینا بجائے فائدہ دینے کے انگلستان کو اور نقصان پہنچا جاتی۔ اسی بھروسہ پر میں جرأت کرتا ہوں کہ کہوں۔ غالباً انگلستان نے یہ دیکھکر کہ یورپ سلطان المعظم سے ناخوش ہے۔ اور ٹرکی کی مخالفت میں ضرور انگلستان کا ساتھ دیگا۔ اور ناچار سلطان المعظم کو مطالبات انگلستان تسلیم کرنے پڑیں گے۔ یہ سخت مطالبات پیش کئے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ سابقہ معاملات سے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہ آرمینیا و کریٹ و قیصر کے واقعات میں اس لئے یورپ کو کامیابی ہوگئی۔ کہ معاملہ عیسائیوں کے حقوق کا تھا۔ اور ٹرکی نالائق تھی کہ وہاں کہ عیسائیوں کو دنیا کو اخلاقی طور پر مداخلت کا حق حاصل تھا۔ گو قانونی طور پر نہ ہو۔ لیکن طور سینا میں تو عیسائیوں پر ترک ظلم و ستم نہیں کر رہے ہیں۔ سینا کا معاملہ تو بالکل اندرونی اور محض اسلامی ہے۔ اور سلطان پورے دعویٰ کے ساتھ وہاں اخلاقی و دینی اقتدار رکھتے ہیں۔ کیونکہ جبکہ یہاں ٹرکی فوج پڑی ہوئی ہے۔ وہ حاجیوں کے رستہ سے بالکل ملحق و متصل ہے۔ اور تمام مسلمانوں کی رائے میں اس رستہ کی حفاظت و حراست سلطان کے ذمہ ہے۔ اور سلطان کا فرض ہے کہ اپنے اس فرض کو ادا کریں۔ اگر خدانخواستہ یہ نزاع بڑھی۔ اور ٹرکی و انگلستان میں جنگ کی نوبت پہونچی۔ تو سلطان کو یقین ہے اور انگلستان کو ہمارا کہنا یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر تمام اسلامی دنیا نہیں تو اسکا بہت سا حصہ ضرور سلطان کی اعانت کرے گا۔ اور یہ محال ہے کہ سلطان عیسائی سمجھیں ہیں کہ بغیر جنگ کئے اپنے واجب حقوق سے دستبردار ہو جائیں۔ اور میں اپنی ذاتی واقفیت اور یقینی دلائل کے علم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ انگلستان کیطرف سے قضیہ کی بنیاد کی صورتیں اور بچے ایسی زیادہ ضعیف ہیں جتنی کہ تحقیق کیجاتی ہیں۔ باب عالی اور وزارت خارجیہ انگلستان میں جو نامہ و پیام مراسلت ہوئی ہے۔ اگرچہ وہ ابھی تک مشتہر نہ ہونیکی وجہ سے مجھے معلوم نہیں ہے۔ لیکن سابقہ سلسلہ زیادہ دیکھ رہا ہوں اور جناب کی نا ہمواری ہو گئے۔ کئی دنوں شنی کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنہ ۹۲ عیسوی سے لارڈ کرومر مرحوم نے جو طریق عمل اختیار کیا ہے۔ (باقی آگے صفحہ پر)

سنہ ۱۸۹۷ء میں مقیم آبادی میں سے جو سات سال سے عمر میں زیادہ تھی۔ صرف ۸ء۵ فیصدی لکھہ پڑھ سکتے تھے۔ نشیبی مصر میں ۳ء۰۷ فیصدی اور بالائی مصر میں ۷ء۴۰ فیصدی۔ مگر اجنبی باشندوں میں سے جو اس عمر سے زیادہ تھے اون میں ۴۶ فیصدی لکھہ پڑھ سکتے تھے

وہ دوہری غلطی پر مبنی ہے۔ ایک طرف جغرافی غلطی ہے۔ اور دوسری طرف تحریر کے سمجھنے کی کیونکہ باب عالی اور لارڈ کرومر کے اختلافات کی اصل یہ تھی۔ کہ لارڈ سمجھتے تھے کہ جزیرہ نمائے سینا کا تمام مثلثی قطعہ اور راس الحج کا شمالی حصہ جو سویز اور حدود شام کے مابین واقع ہے مصر کا حصہ ہے اونکی قدیم حدود قایم کرنا چاہتے تھے لیکن جب تاریخی معاہدوں پر غور کیا جاتا ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ لارڈ موصوف کی غلطی تھی جسپر انگلستان نے اوسوقت اصرار سے کام لیا تھا۔ اور اسوقت بنائے نزاع یہ ہے کہ علاقہ متنازعہ والیان مصر کے زیر اہتمام تہا۔ اور اونکو اس علاقہ پر محمد علی کے زمانہ سے شاہانہ حقوق حاصل تھے لیکن یہ دعویٰ قابضان مصر کا جسکا ثبوت حقائق اور مصر کی سیاسی حالت سے ہرگز ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ اسمٰعیل پاشا اور توفیق پاشا کے عہد میں مجھے خود وہاں علاقہ کو دیکھا ہے۔ اور دیر تک وہاں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عربی بدو قبایل آسمیں بستے تھے۔ اور یہاں کوئی باقاعدہ انتظام مصری حکومت کی طرف سے نہ تہا۔ صرف طابہ میں بیس سپاہی رہا کرتے تھے۔ جنکا کام صرف یہی تہا کہ بدوؤں کو آیندہ روندہ کے لوٹنے سے روکتے رہیں۔ اور مسافروں کی حفاظت کریں۔ باشندگان طور سینا سے نہ مصری حکومت خراج وصول کرتی تھی۔ نہ فوجی انتخاب میں ان کی باشندوں کو لیا جاتے تھے۔ نہ مصر کی طرف سے وہاں حاکم مقرر ہوتے تھے۔ جو رعایا کے مقدمات چکایا کریں۔ غرضیکہ صحیح یہ ہے کہ جزیرہ نمائے سینا میں خدیو کی طرف سے کوئی انتظام اور باقاعدہ حکومت نہ تھی۔ ہاں دیر جبل میں جو چند راہبان اور اس دیر کے پاس ہی جو چند یونانی دخیر رہتے تھے۔ وہ ضرور مصر کی ایک تحصیل کے متعلق تھے۔ باقی تمام جزیرہ نما کے بدو اس کنارہ سے اوس کنارہ تک آپ ہی اپنے اوپر حکومت کرتے تھے۔ جیسا کہ عرب میں عربی قبایل کی حالت تھی۔ اور ہے۔ اور جبتک کہ راس الحج میں آکر حاجیوں پر نہیں ہوتے تہے۔ یا مسافروں کو نہیں لوٹتے تھے۔ حکومت اونکو حال سے مطلق تعرض نہیں کرتی تھی مجھے خوب یاد ہے کہ اوسوقت مصر کی فوج یا پولیس کبھی بھی سوائے طابہ کے طور سینا کے کسی نقطہ پر موجود نہ تھی۔ میں نے خلیج عقبہ کے مغربی کنارہ سے طابہ عقبہ تک جن کے درمیان تقریباً ۹ میل کا فاصلہ ہے کئی مرتبہ سفر کیا۔ اثنائے راہ میں سوائے بدو عربوں کے جو مچھلی کے شکار پر گذران کرتے تھے۔ اور کوئی آدمی نہیں پایا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جزیرہ فرعون اور نیز طابہ میں اوسوقت ایک آدمی نہیں بستا تہا۔ وادی عربہ پر جو اس خلیج پر واقع ہے۔ البتہ بدوؤں کے خیمے لگے ہوتے تھے۔ اور خلیج کا مشرقی کنارہ بالکل خالی تھا حتیٰ کہ اونٹوں کے چرواہوں سے بھی۔ پھر اب اگر کوئی کہے یہ علاقہ ادارہ مصر کے تحت میں تہا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

سنہ ۱۸۹۸ء میں کل ۹ ہزار مدارس - ۱۷ ہزار مدرس اور ۲ لاکھ ۲۸ ہزار متعلم تھے - سرکاری مدارس حسب ذیل تھے :- ابتدائی ادنی مکتب ۸۷ - اعلیٰ ابتدائی مکتب ۳۵ - مڈل سکول ۳ - زنانہ سکول ۲ اعلیٰ مدارس ۹ جس کی تفصیل ذیل :- قانونی مدرسہ - طبی مدرسہ معہ دایان و دواسازی - انجنیرنگ سکول ۱ ٹریننگ سکول - زرعی مدرسہ - دینیتی مدارس - ایک ٹریننگ کالج استانیوں کے لئے - فوجی مدرسہ -

علاوہ بریں امدادی و اوقافی سکول یہ تھے - اعلیٰ پرائمری مکتب ۲۳ جنمیں ۳۵۸۵ متعلم تھے - اور ادنی پرائمری سکول ۸۴۵ جنمیں ۳۶۴ ۱۲ متعلم - اور ۱۳۱ ۲۶۸۳ متعلم تھے - ۱۸۷ مسیحی مشنوں کے مدارس ہیں اور ۳۴ یوروپین پرائیویٹ سکول جامع ازہر میں ۲۴۰ مدرس اور ۹۰۶۰ متعلم تھے -

تو اوس کو دعوے بے معنی نہ کہا جائے - تو اور کیا کہنا چاہئیے ؟ ہاں طابہ عقبہ کا فوجی ادنی افسران حوادث سے بے خبر اور بے پروا کبھی نہیں رہا جو خلیج کے دہانہ پر یا حجاج کے رستہ میں واقع ہوتے ہیں - ان حالات کو دیکھتے ہوئے ٹرکی کا دعوی بیشک قابل تسلیم ہے - کہ طابہ عقبے جنگی مرکز کے متعلق ہے -

"میں نے سنہ ۱۸۷۶ء میں عریش و رافیع وغیرہ کا بھی سفر کیا - رستہ میں جتنے قبایل پڑے - وہ سب شام کے تابع تھے - پھر طور سینا کا شمالی حصہ سنہ ۱۸۸۱ء میں میں نے دوبارہ دیکھا - اوسوقت یہ بالکل غیر معروف تھا - اور اوس کے اندرونی حالات بہت کم معلوم تھے - بہت سے کوہ و بیابان طے کرنے کے بعد وادی عریش کے مغرب میں جبل مجازہ قبیلہ عبایات سے آباد پایا - یہ قبیلہ تمارہ وہلال کے آگے کی طرف بستا تھا - اور اس کے کچھ آدمی مصر میں بھی پائے جاتے تھے - لیکن بدو جبل ہلال کو جو عریش کے جنوب میں واقع ہے - فلسطین کے تابع بتاتے تھے جبل ہلال کے بدو قبائل اگرچہ اپنی مرضی کے موافق چلتے تھے - اور لوٹ مار سے باز نہیں آتے تھے - لیکن غزہ کی تحصیل اون کے مزارعات سے لگان وصول کرتی تھی - اور وہیں کے حاکم نے اونہیں جبل ہلال کے دو آدمیوں کو بیت المقدس کے جیلخانہ میں قید کیا تھا جبل ہلال عقبہ و عریش کے خط سے مغرب کیطرف بہت فاصلہ پر واقع ہے - اور عقبہ و رافع کو جو دیکھی خط جاتا ہے اوس سے مغرب کیطرف اور بھی زیادہ فاصلہ پر اور یہ علاقہ کسیدن بھی آوارہ مصر کے ماتحت نہیں ہوا میرا خیال ہے کہ سنہ ۱۸۹۲ء میں جب سلطان المعظم نے عقبہ کو مصر کی جنگی تسلط سے واپس لیا - تو اوس کو ساتھ ہی تمام جنگی اور ملکی حقوق بھی واپس لے لئے تھے - اور سچ پوچھو تو عقبہ و نخل میں جو فوج مصری رہتی تھی - ادارتی حقوق کی بناء پر نہیں رہتی تھی - بلکہ طور سینا والیان مصر کے ہاتھ میں بطور امانت تھا - تاکہ حجاج کے رستہ کی حفاظت کرتے رہیں - اور چونکہ یہ بری رستہ بدل گیا ہے اسلئے وہ سبب بھی جاتا رہا جسکی وجہ سے چند مصری سپاہی رہتے تھے - جناب من یہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے - اب اگر تحقیق ہو - تو بالکل مطابق واقع پائیں گے -

(باقی اگلے صفحہ پر)

اعلیٰ مدارس کے طلبا و متعلم ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو حسب ذیل تھے :-

نام مدرسہ	معلم	متعلم	نام مدرسہ	معلم	متعلم
انجنیرنگ سکول	۱۱	۴۰	فوجی مدرسہ	۱۰	۱۵۰
میڈیکل سکول (طبی)	۲۴	۶۸	مدرسہ معلمات	۳	۶
لاسکول (قانونی)	۱۹	۱۱۹	مدرسہ دائیان	۴	۱۹
زرعی مدرسہ	۱۳	۴۹	ہر دو صنعتی مدارس	۷۶	۳۹۱
ہیڈ ورٹریننگ سکول برائے معلمان	۱۹	۸۶	-	-	-

اس تاریخ تمام سرکاری۔ وقفی۔ امدادی بشق اور پرائیویٹ مکاتب و مدارس میں علاوہ مسجدی درسگاہوں کے ۹۳۳ ۱۹۶۷ معلم اور ۸۴۴ ۲۲۸ متعلم تھے اور انکی تعداد دو ہزار ۲۷ تھی۔

"اور جہاں تک میں غور کرتا ہوں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سلطان المعظم اس قضیہ میں انگلستان کے حق میں کچھ جبر اتی کرنا نہیں چاہتے۔ گو اونکو موجودہ سیاست میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اور چاہیں تو وہ بھی انگلستان کو خلاف بہت سی پوشیدہ ریشہ دوانیاں کر کے اوسے تنگ کرسکتے ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے لیکن چونکہ اونہ متعلقہ حج کے متعلق اونکو خاص اہتمام و التفات ہے۔ اسلئے کہ دولت مسیحیہ قابض مصر کے موہوم محتمل کید و فریب سے عقبہ کی حفاظت کرنا ضروری خیال کیا۔ اور عجب نہیں کہ اوسکا ایک باعث یہ بھی ہوا ہو کہ اب سلطان مصر کی حکومت کو مسیحی خیال کرتے ہیں۔ نہ اسلامی یعنی واجبات حج و حجاج کو وہ کما ینبغی ادا نہیں کرسکتا۔ اسقدر لکھنے کے بعد مسٹر الفرڈ بلنٹ لکھتا ہے کہ بحالت نا سلطان المعظم مصر پر حملہ کرنا اور عقبہ کیجانب سے آکر سویز کو روکنا نہیں چاہتے۔ اور نہ اسکی ضرورت ہے جبتک کہ عریش کا رستہ اون کے ہاتھ میں موجود ہے۔ کیونکہ قریب ترین راستہ سویز کا یہی نہ عقبہ سے۔ اور رستہ بھی سہل گذار اور کثیر الماء ہے۔ اس کے علاوہ زمانہ سابقہ میں جو لوگ مصر پر حملہ آور ہوتے۔ وہ عریش ہی سے ہوئے۔ نہ عقبہ سے۔ مسٹر بلنٹ نے کورنٹ کی وزیر اعظم کو اوس تار کی بھی تفسیر کی ہے۔ جو موجودہ خدیو کی تخت نشینی کیوقت بحکم سلطانی خدیو کو روانہ کیا تھا۔ اوس کے متعلق مسٹر بلنٹ کی رائے ہے کہ اوس تار سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طور سینا اور عقبہ کی نواح پر خاندان محمد علی پاشا کو حقوق شاہانہ دیئے گئے ہیں۔ یا حاصل نہیں۔ اور اسیطرح اوس تار سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ راہ حج کی شمالی جانب کی زمین پر جو کبھی جغرافی یا اداری حیثیت سے جزیرہ نما سینا کے متعلق نہیں رہی ہے۔ مصر کو کچھ حقوق حاصل ہیں۔ لیکن لارڈ کرومر نے تار کے معنے از خود بدل لئے۔ اور اب انگلستان انہیں محرفہ معنوں کے زور پر ٹرکی سے اپنے مطالبات منوانا چاہتا ہے۔ اسلئے عریش کے مشرق سے عقبہ تک خط کھینچکر لارڈ کرومر کی تفسیر کے موافق سلطان سے مطالبہ کرنا بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ سرکاری طور پر جبتک سلطان المعظم دباتی اگلا صفحہ پر

سنہ ۱۹۱۰ء میں مصر میں ۹ ہزار مدارس - گیارہ ہزار معلم اور ایک لاکھ ۷۰ ہزار متعلم تھے - انمیں سے ۹ حصہ ابتدائی مکاتب ہیں جنمیں صرف لکھنا پڑھنا اور ابتدائی حساب سکھایا جاتا ہے - سرکار کیطرف سے ۲۱۴ پرائمری

لئے لارڈ کرومر کی اس تفسیر کو نہیں مانا ہے -

لارڈ کرومر نے جو قیاس باندھا ہے - اور اپنے مفید مطلب جو استدلال و برہان پیدا کیا ہے وہ علی العموم ایشیاء کی حکومتوں کے ساتھ برتا جاتا ہے - لیکن ایک متمدن اور مہذب سلطنت کا اوسی پیمانہ سے جانا اوسکی ادبی و اخلاقی عظمت کو بہت کچھ نقصان پہنچاتا ہے اور اسمیں بھی کلام نہیں ہے کہ اگر اسی قسم کی دلیلیں پبلک کے نظر میں پیش کیجاتیں - تو وہ ہرگز ثبوت دعویٰ اور حصول مطالب کیلئے کافی نہیں ہوسکتیں -

آخر میں رائے دیتا ہے کہ انگلستان کو صرف اتنے پر اکتفا کرنا چاہئیے کہ طابہ خالی کردیا جاوے - اور حد بندی کردیجائے اور وادی عریش کے مشرق میں جو ویران جنگل ہے اوسکو حد فاصل قرار دیا جائے - کیونکہ یہی زمانہ قدیم سے حد چلی آتی ہے حتیٰ کہ توریت میں بھی مصر و فلسطین کے مابین یہی حد تھی - اور پھر لکھتا ہے کہ مذکورہ بالا امور بالکل ٹھیک ٹھیک اور حق ہیں کہ سلطان بھی انکو ماننے میں پس و پیش نہ کرینگے - اس سے زیادہ قضیہ پیش میں سختی کرنا دینی جنگ کا باعث اور بُرے نتائج نکلنے کا باعث ہوگا -

مسلمانان مصر اور قضیہ طور سینا - طور سینا کے معاملہ میں نہ صرف ہماری رائے اور عام اسلامی احساس ہی بلکہ ایک بے تعلق منصف انگریز کی بے غرضانہ رائے کے موافق بھی اسلامی دنیا کو بحالت آنکہ حضرت خلیفۃ المسلمین حقدار ہیں بلکہ سلطنت کے حق میں جسقدر اخلاقی ہمدردی ہونی چاہئیے تھی - ظاہر ہے - اور مسلمانان مصر تو جتنی بھی اخلاقی حمایت کرتے حق بجانب تھے اور دنیا کو انہیں حق بجانب سمجھنا چاہئیے تھا - اگرچہ اثنائے نزاع دولتین میں مصریوں نے جس متانت اور دوراندیشی کا اظہار کیا - وہ بیشک قابل مدح و ستایش ہے - اور ہر انگریز کو اوسکی پوری قدر کرنی چاہئیے تھی - لیکن نادر ہے کہ ایسے ہی بہت ہوا کرتے ہیں - بعض اہل قلم انگریزوں نے مصریوں کی ہمدردی بحق سلطان کو تعصب سمجھا اور انگریزی حکومت کی مخالفت و بدنیتی پر محمول کیا - اور جو جی میں آیا لکھا - اور گورنمنٹ انگلستان کو مسلمانان مصر کی طرف سے بدظن کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی - اوس کے جواب میں اللواء جو مصر کے تمام اخبارات میں سب سے زیادہ وطن دوست بہی خواہ قوم - دوستدار ترکی و اخلاص آئین خلافت اور ان باتوں کے ساتھ انگریزی حکومت کی بات بات پر گرفت کرنے والا - اور ہر ایک ایجنسی پر سیدھی سنا دینے والا ہے - ذیل کا آرٹیکل لکھتا ہے کہ انگلستان نے مصر میں قدم رکھتے وقت ظاہر کیا تھا کہ وہ اس لئے مصر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا ہے کہ اوس کے ہر صیغہ کی اصلاح کرے - اور قوم کو عام ترقی کی شاہراہ پر ڈالکر مصریوں کو اس قابل بنادے کہ وہ اپنی حکومت آپ سنبھال سکیں - مصر میں اگرچہ اور قومیں بھی بستی ہیں - لیکن بڑی مردم شماری مسلمانوں کی ہے -

(باقی اگلے صفحہ پر)

۳ سکینڈری (دوسیانی) ۲۰ ثانویہ اور فوائلی تعلیم (قانون، طب، انجینئرنگ، زراعت، آرٹس و سائنس۔
(علوم و فنون) وایگری اور صنعتی تعلیم کے مدارس جاری ہیں۔ ۱۰۸ مدارس مختلف پروٹسٹنٹ اور کیتھولک

اس لئے انگلستان نے جو مدت سے مصر سے مداخلت کیوقت کیا تھا اور اسکا تعلق بہ نسبت دیگر اقوام کے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور اس بنا پر انگلستان کو سب سے زیادہ توجہ مسلمانوں کی اصلاح و ترقی پر مبذول کرنی چاہئے تھی۔ اور چاہئے۔ اور ہمیں یہ استحقاق حاصل تھا اور ہے کہ ہر عام مسئلہ میں باآواز بلند اپنی رائے تا ایوان مصر کے کان تک پہنچائیں اور انگریزوں کا فرض تھا کہ ہماری آواز کو سنیں۔ اور سننے کے بعد ایک کان سے لیکر دوسرے سے نہ اڑا دیں۔ بلکہ اوسمیں غور و خوض کریں۔ اسلئے کہ اگر مسلمانان مصر بحال ترقی و اصلاح سے محروم رہجائیں اور باقی ترقی کر جائیں تو اوس کو مصر کی سعادت و ترقی نہیں کہا جاسکتا۔

اس عام اور مقبول عقل و قانون اصول کو دیکھتے ہوئے بہ تامل کہنا پڑتا ہے کہ مصر میں انگریزی سیاست مسلمانوں کے ساتھ سرتاسر غلط رہی ہے۔ سب سے بڑی سیاسی غلطی یہ ہے کہ جب کوئی حادثہ واقع ہوا۔ اور مسلمانوں نے اوسکو اہمیت کی نگاہوں سے دیکھا۔ اور اسلامی اخبارات نے زندہ قوموں کے اخبارات کی طرح اس حادثہ پر توجہ مبذول کی تو بعض نادان انگریز اور انگریزی اخبارات پکارنے لگتے ہیں کہ مسلمان جوش و خروش کے ہاتھوں بیقابو ہو رہے ہیں۔ اور امن عام خطرہ میں ہے۔ اور بعض گشتہ دماغ تو یہاں تک کہدیتے ہیں کہ خطیبان مسجد برملا خطبوں میں لوگوں کو انگریزوں اور عیسائیوں کے خلاف ابھار رہے ہیں۔ جیسا کہ [illegible] کے قضیہ میں بعض اخبارات نے یہ زہر دیا اگل اللپے اور جی کھول کر [illegible] ہو چکے ہیں۔ ایسی تحریروں کا مطلب سوا اس کے اور کیا ہے کہ دنیا کو سمجھانے کی کوشش کیجاتی ہے کہ مسلمانان مصر پچاس سال کے بعد انگریزوں سے نافر ہو گئے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ نقل کے پوری انگریزوں نے اس قسم کی کراہت کے اظہار سے کیا فایدہ سوچا ہے۔ اگر کوئی فایدہ سوچا بھی ہے بخیال خود سچ سچ کہتے ہیں۔ آور حقیقت انگریز خود ہی ثابت کر رہے ہیں کہ وہ ابھی تک اس ملک کے حال سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ [illegible]

تمام عالم جانتا ہے کہ لارڈ کرومر بہادر تمام ملک کو حل و عقد کرتے رہے ہیں۔ اور حقیقت حال [illegible] ملک کے دریافت کرنے کے وسائل اون کے پاس موجود ہیں۔ اگر ان انگریزی اخبارات کا بیان صحیح ہے [illegible] ہیں لارڈ موصوف بتائیں کہ وہ جوش پہلا [illegible] کہاں ہیں اور وہ خطیب کون کون ہیں جو مسلمانوں کو [illegible] عیسائیوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ لارڈ موصوف سے ہم یہ سوال کرتے اپنی طرف سے [illegible] ہیں بلکہ تمام [illegible] کی طرف سے [illegible] ہیں۔ [illegible] اپنی رائے ظاہر کر رہے ہیں [illegible]

پہنچایا گیا ہے۔ اور ہم [illegible] دلیل و حجت [illegible] [illegible]

مشنوں نے جاری کئے ہوئے ہیں اور ۳۰۴ یوروپین پرائیویٹ سکول ہیں۔ جامع ازہر میں گیارہ مدارس ۳۰۰ پروفیسر اور بارہ ہزار طلباء ہیں۔

لارڈ کرومر بہادر کی طاقت میں تھا کہ اگر آپ چاہتے تو ان اخباروں کی تردید کر دیتے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ بھی سر ایڈورڈ گرے کی طرح یہی سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانان مصر کے دل و دماغ میں شورشانہ خیالات بھرے ہوئے ہیں۔

مسلمان بیشک دولت علیہ عثمانیہ سے بہت بڑی محبت رکھتے ہیں لیکن محبت اور چیز ہے۔ اور شورش و ہیجان اور شے۔ ٹرکی کی محبت کو یہ لازم نہیں کہ انگریزوں کے خلاف شورش ہیجان پھیلایا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کو یقین ہے اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکے ملک کی بہبودی اسی میں ہے کہ امن و امان قایم رہے۔ اور حاکمان وقت کے ساتھ نہایت اچھے اور محبانہ تعلقات رکھے جائیں اور پوری کوشش و محنت سے قوم کے ہر طبقہ میں تعلیم عام کیجائے۔ اور مسلمانان مصر کا دولت علیہ عثمانی سے محبت کرنا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ مصر اوسکا ایک حصہ ہے جو اوس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ جب انگریز کنیڈا اور آسٹریلیا والوں سے چاہتے ہیں کہ برطانیہ عظمے کے ساتھ اخلاص رکھیں تو پھر مصری بھی دولت علیہ عثمانی سے ربط و ضبط رکھنے پر ہرگز ملامت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ دشمن کہتے ہیں کہ یہ ارتباط سچی وطنیت کے منافی ہے۔ لیکن کیا کوئی احمق بھی اس امر کو تسلیم کر سکتا ہے اس لئے کہ سچی وطنیت انسان کو غیروں سے ملنے اور حلفاء و ہمسایوں کی جانب مائل ہونے سے نہیں روکتی۔ اگر ان معترضوں کا قول ٹھیک مان لیا جائے تو سلطنتوں کا میل ملاپ اور قوموں کا باہمی میلان وطنیت کی پاک دامن پر ناپاک داغ ہوتا۔ اور وحدت جنس کے خلاف ہونیکی وجہ سے کوئی سلطنت اور کوئی قوم اسکی روادار نہوتی۔

بعض نادان یا خود نادان بننے والے کہتے ہیں کہ ہم مسلمانان مصر برٹش حکومت کو دوسری حکومت سے بدلنا چاہتے ہیں۔ یعنی ہم اون کے خیال کے موافق اپنے ملک کو مستقل اور اپنے آپکو زندہ قوم جو آپ اپنی حکومت کی مالک ہے نہیں دیکھنا چاہتے۔ لیکن یہ زعم باطل ہے۔ اور پولیٹیکل واقعیت کے خلاف اور جن دنوں کہ فرانس ہماری طرف تھا۔ انگریز خود اسکی تردید کر چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ آج کوئی نہ کوئی انگریز یہی یہ اعتراض کر بیٹھتا ہے اور ہمارے اصل مطالب و مقاصد و غایت کو نہیں جانتے۔ تو آپ سن لیں اور اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ ہم مسلمانان مصر چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک علم و اخلاق و تربیت میں ترقی کرے۔ اور تربیت کے وسیلے سے ہماری قوم میں سچی وطنیت پیدا ہو۔ اور وطنیت کے اعلی مبادی تمام افراد قوم میں پھیلائیں اور ہماری قوم میں ایک ایسا اعلی طبقہ پیدا ہو جائے جو وطن اور قوم کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور جب انکو یہ سمجھا دیا جائے کہ رضا و خدمت کا حق ادا کریں یہی ہمارے بڑے بڑے مقاصد ہیں۔ انگلستان مقاصد سے ناخوش ہے (باقی اگلے صفحہ)

قبطی تو اسے ابتدائی تعلیم کے لئے ایک ہزار سکول قائم کئے ہوئے ہیں جنمیں سے ایک کالج اور ۲۲ پرائمری سکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہیں ... جن میں قبطی زبان کی تعلیم لازمی ہے۔ طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم دیگر ممالک کے مدارس کے سے ہیں ... قبطی قوم کے ذکر حصہ میں ... لوگ لکھ پڑھ سکتے ہیں۔

قوساحت اور بیکار رکھیں۔ بلا دلیل تعصب کرنا ہوا تو آزردگی کے اور کیا نتیجہ دے سکتا ہے۔

مذکورہ بالا اغراض و خیالات کے ساتھ ہم پھر بھی ضرور کہیں گے کہ مصالح ملک و وطن یہی ہیں کہ انکا رجحان غیر ملکیوں کی طرف مائل ہونے اور اون سے ارتباط قائم رکھنے کو ناقابل نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی قوم سے جسکے ساتھ پہلے سے قومی تمدنی تعلقات و روابط موجود ہوں اور یہ میلان و ارتباط ہرگز وہ تعصب نہیں ہے جسکو دشمنان اسلام ... مکروہ اور بری صورت میں دکھاتے ہیں۔ ... اس کی وجہ ہر ایک ... یہ قوم میں ہو ... لارڈ کرومر بہادر اپنی تقریروں میں کہتے ہیں کہ مصری پریس کو آزادی دینے کا فائدہ یہ ہے کہ ... حکمران اقلیت کے کاموں پر تنقید و جرح کرتے ہیں جس سے ایک طرف حکمران قوم کو صحیح محکوم کا علم رہتا ہے اور دوسری طرف اس تنقید کی برکت سے قوم بتدریج حکومت خود اختیاری کی اہل ہوتی جاتی ہے۔ اور ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ ... کام تو وہی سے کرتے ہیں لیکن لارڈ موصوف کے ان بیانات کی ... قیمت رہ جاتی ہے جبکہ مصری انگریزی اخبار ہمیں دھمکاتے ہیں۔ اگر ہم ایک ... حکمران قوم انگریز کے خلاف دیتے ہیں ... ہم کو ... حقوق ملک کی مدافعت کرنا اور اہل ملک کی رائے ظاہر کرنا اپنے ذمہ فرض کر لیا ہے۔ اور ہم جو کچھ لکھتے ہیں قوم کی رائے سے لکھتے ہیں۔ یہی ہمارا مقصد ہے کہ ہم اپنی ... کام لیتے ہیں۔ اگر ہم ملک و قوم کے خیر خواہ نہ ہوتے اور عموماً مصریوں اور خصوصاً مسلمانوں کی ... خلاف ہمارا قلم چلتا ہوتا تو ہمارے اخبار کو یہ قبولیت نہ ہوتی۔ اور نہ وہ کبھی ملک اور قوم پر کچھ اثر ڈال سکتا۔ جناب لارڈ کرومر بہادر جس مصری سے چاہیں گفتگو کریں اور اوس کی رائے دریافت کریں۔ سب کو ہم خیال اور ایک ہی راہ پر پائیں گے۔ انگریز لوگ ہمارا استقلال چھیننے کے بعد یہی چاہتے ہیں کہ ہم اون کے گرویدہ رہیں۔ اور اپنے حقوق و احساسات کو صدمہ پہونچتا ہوا دیکھکر نہ بولیں۔ بلکہ اوسے اچھا سمجھتے جائیں یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ کہ ایسے ہیں یا مصریوں کو ایسا دکھاتے ہیں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں۔ مصریوں اور حکمران انگریزوں کے درمیان اچھائی ... کی جگہ تباہی کا بیج بوتے ہیں۔ اور اپنی کانشنس کا خون کرکے یا حکمران جماعت کے طرفدار بنکر قوم کو برا کہتے ہیں۔ اور حاکم محکوم کی نفرت کو بڑھاتے ہیں۔ انگریز ہمارے ساتھ ... نیکیاں کریں۔ اور یہ ... اچھائی کرتا ہے تو ہرگز محکوم کے دل حکمران کیطرف صاف نہیں ہو سکتے۔

ٹرکی اور اسلامی دنیا میں لوگوں نے اس ... کو مختلف پہلو سے ملاحظہ کیا ہے جن میں ...

حاشیہ مصر کی مندرجہ ذیل جدول اوس نقشہ سے مرتب کی گئی ہے جو وزیر حیثیۃ اندرونی کے حکم مورخہ ۲۹- اگست ۱۸۹۲ء بنام جملہ گورنران و مدیران کے مطابق تیار کیا گیا تھا۔ اعداد کی تصحیح و ترمیم ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء تک کی گئی ہے۔

کچھ عرصہ سے انگلستان و ٹرکی کے سیاسی تعلقات کی طناب کو کشاکش میں ڈال دکھا تھا۔ اور جیسیں اس وقت تک بظاہر انگلستان ہی کا بول بالا رہا وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ دنیا ایک نہایت خونریز جنگ سے بال بال بچی ہے۔ برطانیہ کے مطالبات تسلیم کر لینے سے سلطان کا طرز عمل سرسری نظر سے دیکھنے والے کو غیر متوقع معلوم ہوگا اور سیاسی دنیا کے شخصیت تاب نکتہ آموز جنگی رائے میں ہر موقعہ و محل پر صرف کمزوری اور طاقت آزمائی ہی دلیل احقاق حق ہے۔ کہیں گے کہ سلطان ٹرکی کا یہ طرز عمل ہرگز کسی آزاد قوم کے شایان شان نہیں لیکن ہر صلح پسند آدمی کو عموماً اور ہر مسلمان کو خصوصاً سلطان کی عاقبت بینی و مصلحت شناسی کا اعتراف کرنا چاہئیے کہ ایک خفیف خطرہ اچھی کینچا طرارت ثانی کی گیدڑ بھبکیوں کا مطلق جواب نہ دیکر انہوں نے دنیا کو ثابت کر دیا کہ اس زنجیر کا کم از کم ایک سرا ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جس پر لفظ جاہل کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

موجودہ تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ وہ وقت یقینی اور اٹل ہے جبکہ اسلام کی پراگندہ منتشر اور نیم بسمل جماعت کو مسیحیت کی متفقہ و متحدہ اور روز افزون طاقت سے ایک آخری اور فیصلہ کن مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اس مقابلہ کی شدت و خفت جماعت اسلام کے ضعف و قوت پر منحصر ہوگی ممکن ہے کہ یہ مقابلہ اسلام کی ایک حرکت مذبوحی ہو جسکے ساتھ ہی یہ حریف ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہو جائے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مقابلہ بقدر شدید الکیفیت اور عظیم الانقلاب ہو کہ مد مقابل کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ اور دنیا کے موجودہ تمدن پر اس سے زیادہ اثر پڑے جو جنگ صلیبیہ کی وجہ سے ازمنہ وسطی کے تمدن پر پڑا تھا۔ ہر کیف یہ بات یقینیات میں سے ہے کہ ایسا وقت آنیوالا ہے اور چونکہ دنیائے اسلام اپنی موجودہ بے سروسامانی و پریشان حالی کی وجہ سے اس مقابلہ کے لئے ابھی تیار نہیں لہذا وہ لوگ جو اس قیامت خیز وقت کو حتی الامکان ٹالنے میں حصہ لیں اسلام کے بہت بڑے محسنوں میں سے سمجھے جانے چاہئیں۔ نہ صرف اسلام کے ہی خواہوں بلکہ بدخواہوں کو اس مناقشہ کے شروع ہونے پر یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ مبادا اسلام و مسیحیت کی اوس اخیر زور آزمائی کا وقت یہی ہو جبکہ دونوں حریفوں میں سے صرف ایک ہی میدان جنگ سے زندہ جانیوالا ہے۔ ایسی حالت میں سلطان ٹرکی کا صلح دے جانا نہ صرف اسلامی بلکہ مسیحی دنیا پر حقیقت میں ایک بہت بڑا احسان کرنا ہے۔

مسیحی یورپین طاقتیں اگرچہ باہمی رقابت کی وجہ سے گاہ و بیگاہ دست و گریبان ہو جاتی ہیں لیکن اسلام کے مقابلہ میں سب سنگ شدہ دیوار کی مثال ہیں اور انہوں نے مسیحیت کا لب لباب اور انجیل مقدس کی تعلیم کا

[illegible] انگلستان ہی غالب آیا (وطن)

اس جدول کے جو چند اعداد تشریح طلب تھے ان پر ہندسوں کو خط وحدانی میں دیکر نشان کردیا ہے اور جدول کے خاتمہ پر خط وحدانی کے ہندسوں کی ترتیب سے تشریح کردی گئی ہے۔ جن خانوں کی اعداد کی توضیح یکساں ہے اون سب پر اوسی ہندسہ کو درج کیا گیا ہے۔ (جدول دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

کا عملی یہ سمجھا ہے کہ اسلام کا سیاسی وجود صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیئے۔ اور چونکہ اس سیاسی وجود کی روح رواں ٹرکی ہے۔ اسلئے یورپ نے قسم کھالی ہے کہ ٹرکی کو فنا کرکے اس جسم کو بیجان کیا جائے۔ سلطان عبدالحمید خان اس سے ناواقف نہیں وہ جانتے ہیں کہ اونکو ہر طرف سے اُبھارا جاتا ہے محض اسلئے کہ وہ اپنی طاقت کو مصروف پیکار رکھیں تاکہ یہ روح مضمحل ہوکر تحلیل ہوجائے لیکن وہ نہ صرف مسیحی یورپ کے ہر تاجدار کے طعن و تشنیع بلکہ ہر ایک نامہ نگار کے سب و شتم سنکر اپنے صبر و تحمل بلند حوصلگی عالی ظرفی و تمکین و وقار کا ثبوت دیتے ہیں۔

مسئلہ عقبہ نے برٹش پریس کو حسب معمول موقع دیا کہ وہ بدگوئی و اہانت کے اس قابل نفرت وتیرہ کو حد کمال تک پہنچا دے جسکا بانی مبانی گلیڈسٹن علیہ ما علیہ تھا۔ برٹش پریس کا یہ وتیرہ اُسوقت سے لیکر اسوقت تک اس مستعدی کی کمی و بیشی کی نسبت سے خفیف و شدید پہلو اختیار کرتا رہا ہے جو سلطان نے اپنے ملک و رعایا کی اصلاح کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خاصکر جب سے سلطان نے حجاز ریلوے کی بنا و اجراء سے اپنی کمال دانشمندی و سیاسی وسیع النظری کا ثبوت دیکر متعصب یورپ کی واجب نفرین چالبازیوں کا سدباب اور ردعمل کرنا شروع کیا ہے عیسائی تنگ خیال و تاریخ نگاروں کے حملوں میں تواتر و تسلسل کی وہ شان پیدا ہوگئی ہے کہ سلطان ہی سا کوہ وقار اور بردبار شخص ہے جو ٹھنڈے دل سے اُنہیں برداشت کررہا ہے۔

آجکل عیسائی اخباروں نے اپنا بہت بڑا ذریعہ معاش یہ قرار دے رکھا ہے کہ ٹرکی بد انتظامیوں اور بدعنوانیوں کی رنگین داستانیں دل کھولکر شایع کریں ان اخباروں میں ترکوں کو جابر ظالم وحشی خونخوار بتایا جاتا ہے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ یورپ کے صاف اور سفید دامن سے اونکے وجود کا بدنما دھبہ مٹ جائے نہ صرف یورپ بلکہ کوششیں کیجارہی ہیں کہ سرزمین حجاز اور ارض یثرب و بطحا سے ترک نکالے جائیں چنانچہ حال ہی میں مسیحی بھیڑوں کے ایک حلیم گلہ بان پادری زویمر نے اپنی ایک کتاب میں اسلام اور بانی اسلام کو پیٹ بھر کر گالیاں دینے کے بعد ترکوں کے خون سے یمن کی زمین کے رنگے جانیکی آرزو ایسے الفاظ میں ظاہر کی ہے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ہلاکو چنگیز کی روح اس مقدس پادری کے جسم میں حلول کر آئی ہے۔

انگلستان کے سب سے زیادہ وقیع اخبار لنڈن ٹائمس میں چھوٹے موٹے نشتروں کے علاوہ ناوک جگردوز ایڈیٹوریل سلسلہ خاص کا نکلا ہے جو ایڈیٹر یا اوس کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کا مراسلہ ہوتا ہے جسمیں تمام برائیوں تمام بدنظمیوں اور تمام خرابیوں کا سرچشمہ سلطان عبدالحمید خان کو قرار دیا جاتا ہے۔ (باقی ۱۴۹ صفحہ پر)

۱۔ اس کا ترجمہ عنقریب وطن میں شائع ہونیوالا ہے۔

مدارس	سرکاری مدارس (۱۳) تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	مدارس وقف و قومی (۲۲) تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	مشن سکول تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	دیگر مدارس تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین	میزان تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد معلمین
یتیم خانہ و ٹیکنیکل (دستکاری - آرٹ)	-	-	-	-	-	-	(۱) ۲	۳۲	۶	(۲) ۱۳	۱۱۶۶۶	۳۳۶	۱۵	۱۱۶۹۸	۳۴۳
انجینئرنگ	۱	۱۰	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۰	۱۰
میڈیکل (ڈاکٹری)	۱	۵۱	۱۹	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۵۱	۱۹
قانونی	۱	۱۱۶	۱۳	-	-	-	-	-	-	۱	۹۲	۸	۲	۱۶۸	۲۱
زراعتی	۱	۵۶	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۵۶	۱۰
نارمل	۳	۱۳۶	۲۵	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳	۱۳۶	۲۵
جنگی	۱	۱۹۲	۱۶	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۹۲	۱۶
میزان مدارس اعلیٰ تعلیم	۸	۵۹۲	۹۳	-	-	-	۳	۳۲	۶	۱۳	۱۱۵۲۸	۳۳۵	۲۴	۱۲۳۲۲	۳۴۵
یورپین	-	-	-	-	-	-	۵	۳۸۰	۱۳	-	-	-	۵	۳۸۰	۱۳
تعلیم دائرہ [illegible]	۳	۱۲۲	۲۰	-	-	-	۱۹	۳۳۹۱	۱۲۹	۱	۳۰	۶	۲۳	۳۰۱۳	۱۶۹
میزان مدارس ثانوی تعلیم	(۱) ۳	۲۲	۲۰	-	-	-	(۳) ۲۴	۳۷۷۱	۱۴۲	(۵) ۱	۳۰	۶	۲۳	۳۳۹۳	۲۰۹
ٹیکنیکل (صنعتی)	۳	۲	۲۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳	۳۰۲	۲۲
اردو	۹	۲	۱۳۳۹	۳۳	۵۱۶۲	۲۵۵	۱۰۸	۶۱۳۳	۲۸۳	(۶) ۸۹۱۲	۱۵۱۳۶۳	۱۰۵۸۱	۸۶۶۲	۱۶۶۰۱۲	۱۱۳۵۵
تجارتی	-	-	-	-	-	-	-	-	-	(۷) ۱	۲۹	۶	۱	۲۹	۶
میزان مدارس ابتدائی تعلیم	۱۶	۲۹	۱۵۸	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۰۸	۶۱۳۳	۲۸۳	۸۹۱۳	۱۵۱۴۹	۱۰۵۸۸	۹۰۶۵	۱۶۹۳۴	۱۱۲۸۴
میزان مدارس برائے ذکور	۲۴	۳۰	۳۱۱	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۳۳	۱۰۹۰۶	۴۳۳	۸۹۲۸	۱۹۳۲۹۶	۱۰۹۲۵	۸۸۱۶	(۹) ۱۸۳۵۵	۱۱۹۳۸
دارالعلوم	۱	-	۳	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱۲	۳
ابتدائی	۲	۳۰	۷	-	-	-	۵۳	۹۱۸۳	۳۶۰	(۸) ۴۰	۴۰۳۰	۱۹۶	۹۵	۱۳۲۴۳	۵۶۳
میزان مدارس زنانہ	۳	۴۲	۱۰	-	-	-	۵۳	۹۱۸۳	۳۹۰	۴۰	۴۰۳۰	۱۹۶	۹۹	(۱۰) ۱۳۲۵۵	۵۶۶
میزان کل	۲۵	۲۰۶۳	۳۲۱	۳۳	۵۱۹۲	۲۵۵	۱۸۶	۲۰۰۸۹	۶۹۲	۸۹۹۸	۱۹۶۲۹۶	۱۱۱۳۶	۸۹۱۳	۱۹۶۶۱۰	(۱۱) ۱۲۵۰۵

(۱) مسلمانوں کا تمام مدارس میں حصہ [illegible] ایک تہائی کے قریب ہے۔ (۲) [illegible] طلبا انگریزی پڑھتے ہیں [illegible] (۳) [illegible] مسیحی تعلیم [illegible] (۴) ان مدارس میں [illegible] ابتدائی [illegible] (۵) ان مدارس میں [illegible] نصاب پڑھایا جاتا ہے [illegible] گورنمنٹ [illegible] تعلیم [illegible] (۶) [illegible] ان مدارس میں [illegible] مختلف یورپین اقوام کے زیر اہتمام [illegible] (۷) [illegible] (۸) ان مدارس میں [illegible] طلبا [illegible] (۹) [illegible] (۱۰) [illegible] (۱۱) [illegible] قومی، دیگر مدارس اور اوقاف [illegible] کا انتظام [illegible]۔

معدلت عامہ و جرائم ۱۸۸۲ء سے احد صوبوں کے لئے جندارمہ (جنگی پولیس) کی ایک جماعت اور قاہرہ و اسکندریہ کے لئے پولیس کی فوج تیار کیگئی۔ یکم جنوری ۱۸۸۴ء کو پولیس کا نیا انتظام کیا گیا۔ دونوں قسم کی پولیس لوجہ جبکہ اوس سے پہلے مدیروں کی ماتحت تھی ۱۸۸۴ء سے اونپر دو انگریز افسر مقرر کردئے گئے۔ اور ان افسروں کو وزیر صیغہ داخلیہ کے ماتحت کر دیا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۸) اگر مقدونیہ میں بلگیریا آسٹریا اور روس کی سازش سے کوئی ایک عیسائی قتل ہو جاتا ہے تو اوس کے خون کے چھینٹے سلطان کے ہاتھ پر دیکھے جاتے ہیں۔ اگر عراق میں مقامات ہنگام کی وجہ سے عارضی گرانی ہو جاتی ہے تو اوس کے اسباب سلطان کے خزانہ خاص جیب کی اشرفیوں میں ڈھونڈی جاتی ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی کے نام ہی میں کوئی ایسا مخفی اثر ہے جس سے قابل و سالم دو تو پر جنون کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یوروپین وقائع نگار و ایڈیٹران اخبار جو عموماً متین اور سنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور ٹھنڈے دل سے ہر مسئلہ کے معاملہ پر غور کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں ٹرکی کا ذکر آتے ہی دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اس مخفی اثر کو نظم و نسق کی خرابی سے تو کوئی تعلق ہو نہیں سکتا کیونکہ اونکے ایسے ملک ہیں جو بدنظمی و بدنظمی اور طوائف الملوکی میں ٹرکی سے کہیں زیادہ ہیں اور جنکی مثال بڑی پیمانہ پر روس اور چھوٹے پیمانے پر کانگو فری اسٹیٹ ہے جہاں کا وحشیانہ انتظام محتاج توضیح و تصریح نہیں۔ نہ یہ مخفی اثر اختلاف قومیت پر مبنی ہو سکتا ہے کیونکہ گو سفید مسیحی قومیں کسی دوسری قوم کی آزادی و خود مختاری کو اپنی سیاسی وقعت کی بہت بڑی توہین سمجھتی ہیں۔ تاہم اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ ایک غیر مسیحی قوم کو نہ صرف زندہ ہی رہنے دیا گیا۔ بلکہ اوسکی نازبرداری کیگئی۔ نہ یہ مخفی اثر محض اختلاف مذہبی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جاپان جسکا مذہب غیر مسیحی ہے انگلستان جیسے حامی مسیحیت ملک کا حلیف و حبیب ہے۔ پس قرین قیاس ہے کہ یہ مخفی اثر اس مذہب کی نوعیت سے تعلق رکھتا ہو جسکو ترک پابند ہیں۔ بالفاظ دیگر مسیحی دنیا کا یہ جوش و خروش ترکی سلطنت یا ترکوں کی نسل کے خلاف نہیں ہے بلکہ اوس زندہ سیاسی قوت یعنی اسلام کے برخلاف ہے جسکے ترک مظہر ہیں۔ یہ وہ مذہب ہے کہ مسیحیت اگر چہ اوسے فتح نہ کرے تو تعجب نہیں کیونکہ مغرب کی سیاسی خدام دین اس امید میں ہیں کہ قوم کی روحانی تعلیم مسیحی اخلاق کے آگے سر جھکا کر رہے گی مگر صدیوں کے تلخ تجربہ نے اونہیں سکھا دیا ہے کہ مسیحی دنیا کے مال و منال اور حسن و جمال کی چکا چوند لانے والی قوت مسلمانوں کو ان کے مذہب سے ایک انچ بھی ہٹا نہیں سکتی چنانچہ جب روح القدس کے پجاریوں کی اصطباغی کوششیں رائگان ثابت ہوئیں تو سیاسی کوششیں کیجانے لگیں جو یہ ہیں کہ ٹرکی کو جو اسلام کی جان ہے فنا کر کے حریف کا کام ہی تمام کر دیا جائے۔

اگر ٹرکی کی قوت مقاومت کو شکست ہو گئی جیسے جنوبی مراکو یا حیدر آباد میں ہوا اور اگر قسطنطنیہ کا یورپ کی حمایت

(بقیہ صفحہ ۱۵۱)

فروری سنہ ۱۸۴۲ء کو نیا ضابطہ فوجداری بھی نفاذ پذیر ہوا۔ مدیروں کو بہت سے اختیارات مل گئے۔ اور اس کام کے لئے نئے حکام مقرر کئے گئے جنکا عزل و نصب پرو کیور جنرل کے اختیار میں ہے جو وزیر عدالت کے ماتحت ہوتا ہے۔

میں آجانا مستبعد نہو۔ تو قاتل اور خونی عبدل جسکا نام جبر ظلم اور وحشیانہ حرکات کا مرادف ہے دفعتاً نہایت مہذب عادل رحیم اور تمام صفات و کمالات انسانی یا ایکدلوقی سے متصف ہوجاتے اور لنڈن کا اخبار ٹائمس کبھی نہ لکھتا کہ ہمیں عبدالحمید کے طرز عمل اور طریقہ حکمرانی سے نفرت ہے" یا یہ "کہ عبدالحمید اس ملک (انگلستان) کو گیدڑ بھبکیاں دکھلانے کی احمقانہ کوشش میں کھلم کھلا اور نہایت بری طرح ناکامیاب رہا" لیکن جبتک ٹرکی دول یورپ کے مقابلہ میں قوت مقاومت کا تھوڑا بہت اظہار کرتا رہے اور جبتک سلطان ٹرکی قسطنطنیہ اور مدینہ کے اجرا کی تجویز کو حد تکمیل تک پہونچانے کا خیال دل میں لاتا رہے جسکی "حربی وقعت" کو لنڈن ٹائمس کا اڈیٹر خوب سمجھتا ہے یا قلمرو ٹرکی میں مدرسے اور کارخانے جاری کرتا رہے اوسوقت تک کوئی وجہ نہیں کہ ٹرکی کو تہذیب سے عاری نہ سمجھا جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب بھی ایک نہایت ہی متضاد المعانی اور متلون الکیفیات لفظ ہے تہذیب کبھی تو اپنے پیرووں کو آمادہ کرتی ہے کہ سلطان مراکو کے ملک پر اس جرم کی پاداش میں یورش کریں۔ کہ اوس نے اپنے ملک میں اجرائے ریلوے قیام مدارس اور آزادی تجارت کیطرف توجہ نہ کرنے سے تہذیب کی توہین کی۔ انہی وجوہ کی بنا پر اپنے سورماؤں کو ابھارتی ہے کہ تبت پر چڑہائی کریں اور ایران و حبشہ میں تجارتی و تعلیمی مشن لیجاویں اور اپنے آپ کو دنیا کا چوکیدار یا بنی نوع انسان کا محافظ ثابت کریں۔ لیکن آبنائے فاسفورس میں ایک ڈبکی لگاتے ہی وہ ایک دوسری شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ قسطنطنیہ کو انہیں افعال کے ارتکاب پر سزا دیتی ہے۔ جن کے ارتکاب پر مراکو۔ حبشہ یا طہران اور لاسہ کو سرزنش و فہمایش کر چکی تھی یعنی جس طرح سے ان ملکوں نے ریلیں نہ بناکر مدرسے نہ قایم کرکے۔ اور تجارت کو عام آزادی نہ دیکر اپنی رعایا کو تمدن و تہذیب کی برکات سے محروم رکھا جسکا اونہیں کوئی حق نہ تھا۔ اسیطرح ٹرکی نے ریلیں بناکر۔ مدرسے اور ہسپتال قایم کرکے نہریں کہود کر۔ فصل خصومات کے محکمے جاری کرکے تجارت کو عام آزادی دیکر اور بلا امتیاز رنگ اور مذہب رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیکر یورپ کی تہذیب میں حصہ لینا چاہا جسکا اوسے کوئی حق نہ تھا۔ لہذا اوسے اس جرأت و جسارت کی سزا ملنی چاہیئے۔

لنڈن ٹائمس اپنے ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں جسمیں سے کچھ عبارت اوپر بھی نقل کی ہے۔ تنازعہ عقبہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "سلطان کی وسعت نظر اسکی مقتضی نہیں کہ انہوں نے اس امر کا اندازہ نہ کیا ہو کہ

پچھلے پانچ برسوں میں انگریزوں کی زیر نگرانی مختلف اصلاحات رواج پذیر ہوئی ہیں۔ جدید دیسی عدالتیں قایم کی گئی ہیں۔ جیلخانوں کے انتظام میں درستی کی گئی ہے۔ بیگار جزوی طور پر موقوف ہوگئی ہے۔ سکہ کے چلن میں اصلاح اور صیغہ ہائے مال و تعمیرات عامہ کے انتظام میں معقول درستی کی گئی ہے۔ جو مقدمات دیسی اور اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ عدالت ہائے مختلطہ میں جو یورپین ججوں کی زیر سرپرستی قایم کی گئی اور نہایت وسیع اختیارات رکھتی ہیں منفصل ہوتے ہیں۔

اون کی یہ ناکامی کس درجہ کاہل اور باعث ذلت ہے اور نہ صرف مصر میں بلکہ کل دنیائے اسلام میں اونکی وقعت کو کسقدر سخت صدمہ پہونچا ہے۔"

ہم مسلمان اور مسلمانان ہند کی جماعت کے ایک رکن ہیں اور اسوجہ سے اونکی حالات و خیالات سے واقف ہونے کی حیثیت سے اپنے چھ کروڑ اسلامی ہموطنوں کیطرف سے بلا خوف تردید یہ بات کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس واقعہ نے بجائے اس کے کہ سلطان کی عظمت و وقعت کو صدمہ پہونچا ہو اونہیں ہماری نظروں میں اور زیادہ ہر دلعزیز و محبوب بنا دیا ہے۔ اور اگر مسلمانان ہند کے خیالات سے دیگر حصص روئے زمین کے مسلمانوں کے خیالات کا اندازہ کیا جائے اور کوئی وجہ نہیں کہ نہ کیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ مسلمان جس کے کانوں تک اس قضیہ نامرضیہ کی بھنک پہونچی ہے سلطان المعظم کو ہمدردی و محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

مسلمانان روئے زمین سلطان المعظم کو اس وقعت کا برقرار رکھنے والا تصور کرتے ہیں جو مسلمانوں کیطرف سے کبھی دنیا کی دوسری قوموں کے دلوں میں جاگزین تھی۔ وہ سلطان ٹرکی کو اس سطوت کبریٰ کی یادگار سمجھتے ہیں جسنے روئے زمین پر بہت سے نہ مٹنے والے نقش چھوڑے ہیں اونکی رائے میں احیائے اسلام کی تمام اُمیدیں سلطان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

علم سیاسیات ملکی کا ابجد خوان تک یہ بات جانتا ہے کہ جس قوم میں حکومت نہ ہو وہ ان معنوں میں زندہ نہیں سمجھی جاتی جن معنوں میں آزاد قومیں زندہ سمجھی جاتی ہیں ممکن ہے کہ وہ قوم جسمیں حکومت نہیں تعلیم یافتہ ہو۔ دولتمند ہو۔ اور اس کے پاس ہر قسم کے اسباب تنعم و تعیش موجود ہوں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ان کی تعلیم اونکی دولت ان کے اسباب تنعم و تعیش بلکہ اونکی موت و حیات اس قوم کے ہاتھ میں ہے جو اونپر حکمران ہے انکی طاقت کا دار و مدار لے دیکر اسبات پر رہگیا ہے کہ اگر اون کے حکمران رحیم و عادل ہیں تو اونہیں سرا ہیں اور اگر جابر و ظالم ہیں تو سراہیں۔ یہودی جن کے تمول کا اندازہ راتھس چائلڈ اور ڈیوڈ ساسون جیسے شخصوں کی دولت سے ہو سکتا ہے۔ ہزار چاہتے ہیں کہ ایک قطعہ زمین ایسا جسے وہ سیاسی معنوں میں اپنا کہہ سکیں اور جہاں دوسرا کنعان آباد کرکے اپنی سلطنت کی بنا از سر نو ڈال سکیں بہم پہونچا ئیں۔ لیکن نہیں بہم پہونچا سکتے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

پولیس اور جنڈارمہ کی کل تعداد سات ہزار ہے۔

(رانا ڈیش ۱۹۰۹ء) دیسی عدالتیں محکمہ کہلاتی ہیں جنمیں قاضی اجلاس کرتے ہیں۔ اسوقت قاضیوں کو صرف قانون شخصی یعنی نکاح۔ وراثت۔ ولایت وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے یا حقوق ارضی کے انتقال کی رجسٹری کا۔ مگر غیر مسلموں کے شخصی قانون کے مقدمات انکے پاس نہیں جاتے

پارسی جن کی دولت کا اندازہ سر بھاؤنگری اور سر جمشید جی۔ جی جی بھائی جیسے شخصوں سے ہو سکتا ہے لاکھ آرزو کرتے ہیں کہ ایک ٹیپی ریاست جسکو وہ سیاسی معنوں میں اپنی کہہ سکیں اور جہاں وہ کیانی تلوار اور ساسانی تاج کا جلوہ از سر نو دیکھ سکیں قائم کر سکیں۔ لیکن قائم نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں میں اگر حکومت نہو تو خدا کا فضل ہے کہ اب تک جہاں تہاں ہو اور جس کے چشم و چراغ امیر المومنین عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ و حشمتہ ہیں۔ (تو) انکی حالت بھی یہودیوں اور پارسیوں سے بہتر نہو بلکہ بدتر ہو۔ کیونکہ یہودی اور پارسی تو پھر بھی مالدار ہیں مسلمانوں کی فضول خرچی اور ناعاقبت اندیشی سے اسکی بھی امید نہیں مسلمان اس بات کو جانتے ہیں اور اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدانخواستہ زمام سلطنت چھن جانے سے انکی کیا گت بنجائے گی اور یہی وجہ ہے کہ وہ سلطان کی درازی عمر اور سلطنت عثمانیہ کی بقا و دوام کی دعا مانگتے ہیں۔

ٹرکی اور اسلامی دنیا نمبر ۲ سلطان ٹرکی سے مسلمانان ہند کے تعلقات خاص قسم کے ہیں۔ وہ سلطان المعظم کو اس عالمگیر اسلامی برادری کے سردار ہونے کے اعتبار سے جسکی بنا تیرہ سو برس پیشتر عرب میں ڈالی گئی تھی۔ اپنا دینی پیشوا سمجھتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے بشریت اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ انکے دینی پیشوائی کی کامیابی کے واسطے دعا کریں۔ اس کے ساتھ ہی وہ شہنشاہ ہند کو اپنا دنیوی بادشاہ و مالک تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی رو سے اپنے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں۔ ایسی حالت میں مدبرین انگلستان کا فرض ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھکر ایک ایسی فرمانروا سے جو شہنشاہ ہند کی نو کروڑ رعایا کا روحانی پیشوا ہے اور جس کے اغراض انگلستان کے اغراض کے منافی و مخالف نہیں ہیں۔ دوستانہ مراسم قائم کریں۔ مسلمانان ہند سے یہ امید رکھنا کہ ٹرکی کی تذلیل وہ ٹھنڈے دل سے دیکھیں فطرت انسانی کا نہایت غلط اندازہ کرنا ہے۔

بحیثیت رعایائے شہنشاہ ہند ہونے کے ہر ہندوستانی مسلمان کا فرض ہے کہ ہر اوس شورش کی استیصال و اندفاع میں بدل و جان ساعی ہو جس سے سلطنت ہند کا معرض خطرہ میں پڑنا متصور ہو اور اور اگر کوئی طاقت غیر خواہ اس لئے کہ وہ اسلامی ہے یا مسیحی ہندوستان کیطرف رخ کرے تو شہنشاہ ہند کے جھنڈے تلے آکر اس طاقت کے مقابلہ میں اپنی جان تک سے دریغ نہ کریں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بلکہ عیسائی اور یہودی لطریقوں اور فرقوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ دیگر تمام مقدمات ان سرکاری محکموں میں پیش ہوتے ہیں جو ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۵ء کے درمیان قائم کئے گئے تھے۔ انہیں ہم ابتدائی عدالتیں کہتے ہیں انکے حکام کو دیوانی میں بھی حکومت نیابت کے مقدمات سماعت کرنیکا اختیار ہے

ہندوستان کے باشندوں کے لئے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان انگریزی سلطنت باعث رحمت ہے۔ ہر مسلمان اس امر کا اعتراف صدق دل سے کرتا ہے۔ اور اسکی یہ دعا ہے کہ یہ حکومت قائم رہے

یہ ہے ایک صحیح خیال کہ ان تعلقات کا جو مسلمانان ہند کو شہنشاہ انگلستان کی سلطنت ہند کے ساتھ ہیں لیکن یہ ضرور نہیں کہ ان تعلقات کی بناء پر مسلمانان ہند ہر اس پالیسی کو بنظر استحسان دیکھیں یا اس میں دلچسپی لیں جو دولت برطانیہ اپنی شاہی اغراض کو مد نظر رکھکر ممالک غیر اور نوآبادیہائے انگلستان میں جاری کرے۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں جنکا اثر براہ راست مسلمانان ہند کے اغراض و مفاد پر نہیں پڑتا۔ ایسے معاملات سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی لیکن اگر انگلستان کی فارن پالیسی ممالک غیر میں کسی ایسے فعل کے ارتکاب کی مقتضی ہو جس سے شہنشاہ ہند کی مسلمان رعایا کی مذہبی دل شکنی ہو تو مسلمان حق بجانب ہوں گے اگر وہ اس انتقال سے رنجیدہ دل ہوں بلکہ اسے نامحمود و غیر مستحسن سمجھیں ہے۔ آج کل اگر ہندوستان کے مسلمان اس قابل اعتراض پالیسی پر شدید غصہ ظاہر کریں جو دولت برطانیہ بشمول دیگر دول یورپ مسلمانوں کے ممالک پر دست درازی کرنے سے عمل میں لا رہی ہے۔ تو انکی وفاداری اور جان نثاری پر ہرگز حرف نہیں آسکتا۔

انگلستان کی رعیت نے اچھی طرح سے اس امر کا اندازہ کر لیا ہوگا کہ سلطنت ٹرکی کے انقراض و انقطاع کی سازش میں انگلستان کا دول یورپ کے ساتھ شریک ہونا مسلمانان ہند کی کمال دل شکنی کا باعث ہوا ہے جب ہندوستان میں یہ خبر پہنچی کہ یورپ کا متفقہ بیڑہ جس کے مقدمۃ الجیش انگریزی آہن پوش تھے آبنائے باسفورس میں محض مقدونیہ کے خود اختیار شدہ خود سری کی آڑ میں سلطان پر دباؤ ڈالنے کیلئے گیا تو وہاں کے مسلمانوں نے اور نیز ان کے ہموطنوں نے جو لندن میں مقیم تھے جلسے کئے جنمیں اس کارروائی سے اظہار ناراضگی کر کے انگلستان سے استدعا کی گئی کہ ٹرکی کے برخلاف تعصب آمیز بغض کی اس قابل نفرت تحریک میں حصہ لینے سے پہلو تہی کرے۔ اسکے بعد جب عقبہ کا تنازعہ شروع ہوا اور مسلمانان ہند کو خوف ہوا کہ مبادا یہ معاملہ طول کھینچکر جدال کی حد تک پہنچے تو انہوں نے فوراً گورنمنٹ ہند سے استدعا کی کہ وہ اپنا اثر [illegible] مسلمانان ہند کے خیالات عقیدت سلطان ٹرکی کی نسبت [illegible]

(باقی آگے صفحہ پر)

اور اِن فوجداری مقدمات کا جنکی سزا تین سال تک ہے۔ ان عدالتوں میں صرف ایک ایک حاکم اجلاس کرتا ہے۔ سات درمیانی عدالتہائے اپیل ہیں جنمیں تین تین ججوں کی بنچ اجلاس کرتی ہے۔ اور ایک عدالت عالیہ اپیل قاہرہ میں ہے جسکے آدھے جج یورپین ہیں۔ سنہ ۱۹۰۴ء کے ایک قانون کے رُو سے ہر تحصیل میں خاص عدالت کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں جو خفیف جرایم کی سماعت کرتی

اِس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ معدودے چند ایسے بھی مسلمان ہیں جو ٹرکی کی نسبت ارادت و ہمدردی کے اظہار سے بچتے ہیں ممکن ہے کہ اس پہلو تہی کی وجہ اخلاقی جرأت کی کمی خوف یا امید جلب منفعت نہ ہو۔ مثلاً جب مسلمانان علیگڈھ نے جلسہ کرکے وائسرائے ہند کو اس مضمون کا تار دیا کہ برطانیہ کے ٹرکی کو الٹی میٹم دینے کی خبر ان کے رنج و پریشانی کا موجب ہوئی اور وہ امید کرتے ہیں کہ ہز ایکسلنسی برٹش گورنمنٹ کو ٹرکی سے جنگ کرنے کی صلاح دیکر مسلمانان ہند کو ممنون کریں گے تو اسی شہر کے بعض آدمیوں نے ایک دوسرا جلسہ کیا جسمیں ظاہر کیا کہ پہلے جلسے کی کارروائی سے ہم لوگ بری الذمہ سمجھے جائیں۔ ہماری رائے میں اس غیر ضروری ایرانی وجہ سے جسکا بدل بازپرس ہوئی تک خموشی ہوسکتی تھی۔ اگر ہندوستان کے ہر گوشہ کے مسلمانوں نے ان بزرگواروں کو نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھا ہو تو کم سے کم ہمارا یا ندار انگریز نے تو انکی اس حرکت کو نہایت ذلیل اور منحکہ خیز سمجھا ہوگا یہی باتیں ہیں جنکی وجہ سے ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں پر خوشامدی ہونیکا الزام لگاتے ہیں اور انہی باتوں کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ الزام بیجا بھی نہیں۔ وہ گنتی کے لوگ جو اپنی ساری قوم سے الگ ہوکر اس قسم کے ذلیل افعال کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر انکا منشاء انگلستان و ٹرکی کے تعلقات کی کشیدگی کی روک تھام کی جائز کوشش میں بالکل حصہ نہ لینے یا اپنے آپکو ٹرکی سے بے تعلق ثابت کرنے سے یہ ہو کہ وہ اپنے آپکو گورنمنٹ انگلشیہ کا بہت بڑا خیرخواہ ثابت کریں تو انہوں نے اپنے حکمرانوں کے ذہن و ذکا کا ٹھیک اندازہ نہیں کیا۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تصدیق اخبار پانیر کے آرٹیکل سے ہوتی ہے جسمیں مدیر اخبار نے منتظمین جلسۂ ہذا کے اس دعوی کو کہ وہ سلطان ٹرکی سے بے تعلقی ظاہر کرنے کی حیثیت سے حامیہ مسلمانان ہند کے وکیل ہیں غلط اور بے بنیاد قرار دے کر یہ لکھا ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی سے کوئی فایدہ نہیں ہوسکتا۔ اور گورنمنٹ ایسے لوگوں سے کبھی خوش نہیں ہوسکتی جو اسکی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کریں

ان کے علاوہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد نہایت ہی کم ہے جنہوں نے بتقلید ہرزہ سرایان یورپ سلطان المعظم اور سلطنت عثمانیہ کی اہانت و بدگوئی کو اپنا شعار قرار دے رکھا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے ہم صرف ایک شخص مسٹر سجاد حیدر کا نام لیں گے جو بغداد کی انگریزی سفارتخانہ میں ملازم ہے

[1] مگر ایک تازہ تحریر میں جو ہمیں بہت کچھ تاسف نادم ہوگیا ہے اور لکھتا ہے کہ کی [illegible] ایسا مہتم بالشان کام ہے جسکو کوئی اسلامی دنیا تاقیامت سلطان المعظم کے احسان [illegible]

اور ایکماہ قید یا دو گنی تک جرمانہ کرسکتی ہے۔ اِن مقدمات کی پیروی سرکار کیطرف سے پولیس کرتی ہے۔ ہر فوجداری مقدمے کے حکم کی اپیل عدالت بالا کو اور بعض صورتوں میں عدالت اپیل قاہرہ میں ہوسکتی ہے۔ دیوانی مقدمات کی اپیل جنکی مالیت دس گنی سے زیادہ ہو درمیانی عدالت میں ہوتی ہے۔ اور درمیانی عدالتوں کے ابتدائی فیصلوں کی عدالت اپیل قاہرہ میں۔ ابتدائی عدالتوں میں فوجداری مقدمات کی پیروی سرکاری پیروکار کرتا ہے۔ یہ پیروکار ایڈووکیٹ۔ نام کیورجنرل کے تابع ہوتے ہیں تفتیش جرائم بھی یہی پیروکار خود یا اپنی نگرانی میں پولیس سے کراتا ہے۔ نہری قوانین اور دیگر خاص قوانین کی خلاف ورزی کے جرائم خاص حاکمان انتظامی سماعت کرتے ہیں۔

سلطان کے متعلق اس شخص کی بدزبانی اور دریدہ دہنی جو معلوم ہوتا ہے کہ گلیڈسٹن اور اس کو ذریات سے اوسے وراثتاً پہنچی ہے صرف اس لحاظ سے حق بجانب ہوسکتی ہے۔ کہ اس بیچارے نے اپنی شہرت کا ذریعہ اسی قسم کی ہزلیات وہفوات کو سمجھا ہے۔ اوسکی طلب شہرت کی مثال اس شخص کی سی ہے جسنے چاند پر خاک ڈالنے کی کوشش کی تھی یا اوس ہندوستانی حاجی کی سی ہے جسنے خانہ کعبہ میں ہندوستانی امراء روساکی داد دہش وانعام اکرام کی شہرت کا مقابلہ زمزم مقدس میں پیشاب کرنے سے کیا تھا۔

رسالہ "ریویو آف ریویوز" کے مشہور اڈیٹر مسٹر اسٹیڈ نے انگلستان کی موجودہ فارن پالیسی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے "انگلستان میں ایسی وزارتیں بھی گذری ہیں جنکی حکمت عملی کا نچوڑ یہ تہا کہ ہر معاملہ میں دخل در معقولات دیکر طوفان بے تمیزی بپا کیا جائے۔ لیکن برطانیہ کی نئی پالیسی کا ایک خاص مسلک ہے جسکی بنیاد خودغرضانہ مداخلت اور غیر معاشرانہ تفرد پر نہیں ہے۔ بلکہ بالفاظ وزیر اعظم یہ ایسی پالیسی ہے جو تمام قوموں سے دوستانہ مراسم پیدا کرکے عالمگیر امن قایم کرے گی۔

واقعات بتلاتے ہیں کہ انگلستان کا اس پالیسی پر عمل شروع ہوگیا ہے کسی زمانہ میں انگلستان کو اپنی تنہائی پر ناز تہا۔ اور حقیقت میں بات بھی فخر و ناز کے قابل تھی۔ کہ ایک چہوٹا سا جزیرہ بام رفعت پر بیٹھا ہوا یکہ و تنہا تمام دنیا کا مقابلہ کرے۔ لیکن جس بام رفعت پر وہ سالہا سال سے بیٹھا تہا۔ اوس سے آخر اسکو اترنا پڑا۔ اور زردشل کے قلیوں کے ایک گروہ کثیر الانفار سے جنہیں وہ کبھی قابل مخاطبہ نہ سمجہتا تہا اس نے مخالفہ و معاہدہ کیا۔ اور واقعات مابعد سے ثابت ہوگیا کہ اگرچہ اس حکمت عملی کیوجہ سے انگلستان کی وقعت وعظمت وہ نہ رہی جو پہلے تھی۔ پھر بھی اوس نے کمال دوراندیشی سے کام لیا کہ جاپان سے اوس وقت رشتہ اتحاد قایم کیا جبکہ اوسکی آیندہ عظمت کا کسیکو وہم و گمان تک نہ تہا۔

روسی امیر البحر روزڈونسکی جب اپنا بدنصیب بیڑا الیکر بحر جاپان کیطرف روانہ ہوا۔ اور رستہ میں اس نے بیسیوں

سلطنت عثمانیہ کا جزو رہنے کی وجہ سے وہ امتیازات جو ترکی میں نافذ ہیں مصر میں بھی نافذ ہیں ان کے رو سے اجنبی دیسی عدالتوں کی ماتحتی سے بری کئے جا چکے ہیں۔ پہلے ان کے سب مقدمات انکی اپنی قونصل سنتی اور تجویز کرتی تھی۔ گزشتہ [illegible] میں چند خاص عدالتیں بنام محاکم مختلطہ قائم کیگئیں۔

انگریزی ماہی گیروں کے جتھے سے بھیڑ دینے تو مدتوں انگلستان نے شاید سیاسی محبت کی اوس پالیسی کو ملحوظ رکھکر جسکی ملیناک آگے چلکر پہنچ والے تھے خداوند خدا کے مصائب بنی کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کرکے اپنا دوسرا گال بھی امیر البحر کے زبردست تھپڑ کی نذر کر دیا اور بلا تعرض اسی بحر شمالی سے گذر جانے دیا۔

اس کے بعد عالمگیر صلح کی سلسلہ جنبانی کے متعلق انگلستان کی کوشش یہ ہوئی کہ فرانس کے ساتھ بہناپا جوڑے اسبارہ میں جس اشتیاق کا اظہار انگلستان کیطرف سے ہوا۔ وہ اوسکی عظمت و تمکنت کے کسی طرح شایان شان نہ تہا۔ کیونکہ انگلستان کی عظمت اس کی مقتضی تھی کہ صلح و صلاح کی تقدیم فرانس کیجانب سے ہو

غالباً اسی نئی پالیسی کا اقتضا تہا کہ شاہ بلجیم کو وسط افریقہ میں حبشیوں کے کشتوں کے پشتے لگادینے کی جرات ہوئی۔ ایڈیٹر آف ریویو نے جسکی ناتے ہم اوپر نقل کرچکے ہیں اس سفاک تاجدار کے خلاف بہت کچھ رائے دی کہ حبشیوں کے خون کی پاداش میں اس شریر خبیث شخص کو پھانسی دیجاتی لیکن عالمگیر صلح کی پالیسی کے مؤیدوں نے اس کی ایک نہ سنی اون کا اطمینان تثلیث کے لئے یہی عذر کافی تہا کہ خدا جو کنواری کے پیٹ کی شکل میں دنیا میں آیا۔ اپنے خون کے ربانی چھینٹوں سے ہی کالیا گورا ہر رنگ کے پیروؤں کا کفارہ ادا کرچکا ہے۔

سرویا کے واقعے سے جو کسی اسلامی ریاست میں یورپین مداخلت کیلئے کافی سبب ہوتا۔ اس عالمگیر پالیسی ہی کی بدولت چشم پوشی کی گئی اور ملک ڈریگا اور اس کے بدنصیب خاوند کے قاتلوں سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ مسیحی یورپ نے قاتلوں کو کیفر کردار کو پہنچانا ضروری نہ سمجھا۔ اور انگلستان نے جو دنیا کے چوکیدار ہونیکی حیثیت سے ہر معاملہ میں دست اندازی کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار اگر کیا بھی تو اوپرے دل سے۔ اگرچہ عالمگیر صلح کی پالیسی کا اعلان نہیں ہوا تہا۔ لیکن انگلستان کے مدبروں کا قاتلوں کی سزا دہی پر مصر نہ ہونا ہی اس پالیسی کے ظہور کا پیش خیمہ تہا۔ کچھ دن ہوئے کہ بالفاظ لنڈن ٹائمس سرویا کے پانچ فوجی افسر جنہوں نے نو وانکوچ سابق کپتان و حال ایڈیٹر اتالیا[۱] کو قاتلوں کے خلاف معرکۃ الآرا مضمون لکھنے پر مبارکباد دی تھی فوجی عدالت میں پیش کئے گئے جہاں وہ اس قصور پر کہ قاتلوں کے خلاف مضمون لکھنے والوں کو کیوں مبارکباد دی ملازمت سے برطرف کئے گئے۔ پھر بھی اخبار ٹائمس کی مسیحیت ماب اور انسانیت انتساب ایڈیٹر نے باوصف انگلستان کی عام رائے کے سب سے بڑے وکیل ہونے کے اس واقعہ کو بلا کسی قسم کا جوش ظاہر کئے نہایت ٹھنڈے دل سے معمولی الفاظ میں لکھا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر

۱ ایک سربی اخبار کا نام ہے ۔

جنمیں کچھ مصری اور کچھ یورپین جج ہوتے ہیں۔ جو دیوانی مقدمات مصریوں اور اجنبیوں کے درمیان ہوں یا مختلف قومیت کے اجنبیوں کے درمیان۔ وہ ان عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ قانون پولیس کی خلاف ورزی کے جرائم بھی وہیں پیش ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں قانون دیوانی کو فوجداری جرائم کی سماعت کا اختیار بھی انکو ملگیا۔ کل مصر میں تین ابتدائی مختلط عدالتیں ہیں اور ایک عدالت اپیل بمقام اسکندریہ۔ جو دیوانی مقدمات ایک ہی قوم کے اجنبیوں میں ہوں۔ اور ایسے فوجداری مقدمات جو عدالت مختلط کی سماعت سے باہر ہوں۔ فریقین یا ملزم کے ملک کے قونصل کے روبرو پیش ہوتے ہیں مگر ۸ فروری سنہ ۱۹۱۱ء کے حکم خدیوی کے مطابق اجنبی قونصلوں کو یہ اختیار اب صرف اور پانچ سال کے لئے حاصل ہوگا۔ اس کے بعد ہر قسم کے مقدمات اجنبیوں کے عدالت ہائے مختلط میں پیش ہونگے دول متعلقہ نے اس قانون کو مان لیا ہے۔

اگر انگلستان کا کوئی سب سے بڑا بحری اور تجارتی رقیب ہے تو وہ جرمنی ہے اور قیصر جرمنی انگلستان کی ہر ایک طرف اپنا فولادی گھونسا تاننے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا لیکن انگلستان جسکی مونچھوں میں سے زنجبار کے سلطان یا تبت کے دلائی لامہ کی ذرا سی فروگذاشت پر غیظ و غضب کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں اس گھونسے کے جواب میں اپنی عالمگیر صلح کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

روس انگلستان کا اوسوقت سے تاریخی دشمن ہے جبسے ہندوستان میں انگریزی حکومت قایم ہوئی۔ انگلستان اور روس کے اغراض مشرق میں ایکدوسرے کے متقابل و متضاد ہیں اور روس کی سب سے بڑی خواہش جو بمنزلہ اپنے جانشین کو وراثتاً سونپتا ہے یہ ہے کہ سلطنت ہند کا کوہ نور تاج انگلستان سے کھسوٹ لیا جائے۔ اس ذراسی امر کے اظہار کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا کہ وہ انگلستان کا جانی دشمن ہے۔ جنگ روس و جاپان ایک طرح سے روس کے ہندوستان کیطرف قدم بڑھانے کا نتیجہ تھی۔ انگریزی اخبارات روسی گورنمنٹ کی بدنظمی و مظالم کی حکایات سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور ان حکایات کے اظہار و ادا میں جو زبان استعمال کیجاتی ہے وہ اوسی غدار کا نمونہ ہوتی ہے جو سلطان عبدالحمید خان کے لئے مخصوص ہے۔ پھر بھی صلح جو اور امن پسند انگلستان ذرا ایسے شخص کیطرف دوستی کا سیدھا ہاتھ بڑھاتا ہے اور آجکل نامہ و پیام جاری ہے کہ یہ بچھڑے ہوئے بھائی بغلگیر ہوجائیں (باہمی بہیاچاری اور ترکوں سے عناد و مظالم کے بعض کی مفصل حالات کیلئے دیکھو کتاب سفر وسط ایشیا و ارمینیا)۔

اس عالمگیر صلح کے عام انعام سے اگر کوئی قوم محروم ہے تو وہ ترکونکی قوم ہے۔ بالفاظ دیگر اقوام دنیا کی بھری محفل میں انگلستان سب قوموں کو نوش نوش مگر ترکوں کو نیش نیش کی صلا دیتا ہے۔

انگلستان کے دول عالم کے ساتھ بہ ملاطفت اور فقط ترکی کے ساتھ معاندت پیش آنیکا آخر کیا سبب ہوا؟

سنگین جرائم چند سال بتدریج کم ہوتے گئے۔ مگر کچھ عرصہ سے پھر انکی تعداد بڑھ رہی ہے خفیف جرائم کے مقدمات بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ عدالتیں بڑھ گئی ہیں۔ اور تفتیش بھی نسبتاً زیادہ توجہ سے کیجاتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۹۳۸ مصری ارتکاب جرائم ہوئے۔ ۱۹۱۳۱۷ خفیف چالانی کے جرائم کے لئے اور ۹۶۹۲۱ معمولی ضوابط پولیس وغیرہ کی خلاف ورزی پر سزایاب ہوئے تھے۔

کیا ٹرکی روس کی طرح انگلستان کا پولیٹیکل مد مقابل ہے؟ قطعاً نہیں۔ کیا ٹرکی فرانس کی طرح انگلستان کا بحری حریف ہے؟ مطلقاً نہیں۔ کیا ٹرکی جرمنی کی طرح انگلستان کا تجارتی رقیب ہے؟ یقیناً نہیں تو کیا اس معاندت کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ ٹرکی مسلمان ہے؟ شاید یہ وجہ صحیح ہو۔

اس معاندت کا تریاق اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ ٹرکی اپنی بحری و بری قوت اتنی بڑھائے کہ ایک وقت میں ایک چھوڑ دو مسیحی حریفوں کی متفقہ طاقت سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار ہو۔ اسلامی دنیا نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ دست بدعا ہے کہ دولت عثمانیہ کی ترقی و ترفہ کے متعلق امیر المومنین عبد الحمید خان کے مساعی بار آور ہوں۔

بیسویں صدی کی تہذیب دنیا میں منادی کر رہی ہے کہ حق و انصاف احمقوں کے ہتھیار ہیں اور عقلمندی کی دلیل پنجۂ آہنی و بازوئے فولاد ہے۔ اگر ترک دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اسی عقلمندی کی دلیل سے کام لیں۔ (نقاش)

مصر کے قصبہ طنطا کے متصل علاقہ کے مقدمہ بلوہ کا فیصلہ ہو گیا۔ عدالت نے چار ملزموں کو سزائے موت دی۔ چار کو حبس دوام و جلاوطنی کی۔ اور بہت سے ضرب بید کی سزایاب ہوئے۔ ۱۳ بری کئے گئے۔ جب وقت اس سزا کا حکم شائع ہوا۔ تو مصر میں یا دیگر ممالک عالم میں تو خدا جانے کیسا شور برپا ہوا ہوگا۔ خود انگلستان میں یہ کیفیت گذری کہ تمام منصف مزاج انگشت بدندان ہوگئے۔ اور بجز چند ایک کے کل آزاد منش انگریزی اخبارات نے باتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ حکومت برطانیہ کو اپنے چند افسروں کی ہلاکت و جراحت کی پاداش میں سزا دیتے ہوئے وحشیانہ انتقام سے محترز رہنا چاہئے۔ اخبارات کے علاوہ کئی ممبران پارلیمنٹ نے بھی علانیہ یہی رائے ظاہر کی۔ اور حکومت کو بہ زور کہا کہ وہ اس حکم کی تعمیل سردست ملتوی کر دے۔ اور وزیر خارجہ ذاتی طور پر اس معاملہ کی تنقیح اور پڑتال کرے۔ مگر اس کے مقابل کنسرویٹو اخبارات خاصکر ٹائمز اور اس کے ہم مشربوں نے جو زور اور تحکم کو ہی حکومت کا لازمہ تصور کئے ہوئے ہیں۔ انصاف کے حامیوں کے واویلا کی بڑی زور سے مخالفت کر کے لکھا کہ سزا کی فوراً اور بجنسہٖ تعمیل ہونی چاہئے۔ ورنہ ہمارے رعب کو سخت صدمہ پہنچیگا افسوس آخری فریق غالب رہا۔ اور حکومت نے پہلے دبی زبان سے جو تھوڑا سا وعدہ دیا تھا اسے بھی واپس لے لیا۔

مال و خزانہ

۵- اپریل ۱۸۸۰ء کو خدیو نے ڈگری یعنی حکم صادر کیا کہ مصر کی مالی حالت کا امتحان کرنے اور مصر اور اوس کے قرضخواہوں کے تعلقات باہمی اور نیز دایرہ ثانیہ و دایرہ خاص اور اونکے قرضخواہوں کے درمیانی تعلقات کی درستی و ترتیب کے لئے قانون کا مسودہ تیار کرنے کے واسطے تصفیہ حساب و کتاب کی ایک انٹرنیشنل کمیشن مقرر کی۔ اوس کمیشن نے [illegible] مصری

اور صاف کہدیا کہ ہم اس معاملہ میں دخل نہیں دینگے۔ چنانچہ جن اشخاص کے حق میں سزائیں موت اور ضرب بید صادر ہوئی تھی وہ سب موقوف ہو کر ایک پھانسی پر کھینچے جانیکے بجائے لٹکائے گئے۔ اور دو میں ٹکٹکی کھڑی کر کے بید لگائی گئی۔ اور اس طرح دونوں قسم کی سزاؤں کے پانے والے انصاف کی تلافی کی دسترس سے جسکی کہ پہلے ہی کوئی امید نہ تھی ہمیشہ کے لئے نکل گئے۔ ٹائمز وغیرہ انگلش مرقع اخبارات لنشنے دوسری کی تحقیق کے علاوہ اس بنا پر بھی سخت گیری کے مدعی ہیں کہ انکے خیال میں یہ فساد عمداً کیا گیا تھا۔ اور بعض جوش تعصب و عناد نے جو معاملہ طابہ سے پیدا ہوا مصریوں کو اس کی تحریک کی تھی۔ حالانکہ اصلیت جیسی کہ ہے مگر حسب معمول اس معاملہ کو بھی ان پہلوانیوں سے اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے قالب میں ڈھال لیا۔

اصل حالات ناظرین کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن کے متعلق یہ شروع ہی میں بتا دینا ضروری ہے کہ انکا ماخذ صرف مصری اسلامی اخبارات ہی نہیں۔ بلکہ مصر کا ایک انگریزی اخبار ایجپشن گزٹ بھی جو ٹائمز وغیرہ سے کسی طرح بھی اپنی قوم کی کم پاسداری پر منظور نہیں رہتا ہے۔ اس قضیہ کا اپنے ایک انگریز نامہ نگار موجودہ موقعہ کی سند پر اس پیرایہ میں شایع کرتا ہے۔ جو یہ ہے:-

کچھ کم عرصہ ہی گذرا کہ فوج قاہرہ سے اسکندریہ کو جا رہی تھی۔ ہر جگہ مصری حکام اوسکی رسد رسانی اور آسایش کا ویسی ہی سرگرمی اور مستعدی سے انتظام کرتے رہے جیسی کہ ہندوستان کے عمال دکھلاتے ہیں۔ طنطا کے قریب اس فوج نے مقام کیا تو اوس کے چند افسر شکار کو روانہ ہوئے۔ کچھ فاصلہ پیدل چلکر ایک اسٹیشن پر ایک مصری رئیس نے گاڑیاں پہلے سے بھیج رکھی تھیں اوسپر سوار ہو کر وہ علاقہ میں گئے اور پیدل پر دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک مقام مرسنا کو گئی اور دوسری مقام دنشادی کو۔ کبوتر کو عام مصری دیہاتی اس لئے بھی عزیز رکھتے ہیں کہ ان کی بیٹ اونہیں قیمتی کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور خاص طنطا کے قریب جو دیہات ہیں تو یہ جانور ایک طرح سے مذہبی حرمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اکثر کا بسیرا وہاں کی مشہور ولی کی خانقاہ میں ہوتا ہے۔ بنا برین تر کے شکار پر گورہ سپاہیوں اور افسروں کے پیچھے ہی مصری رعایا سے کئی دفعہ فساد ہو چکے ہیں۔ لیکن ایسا سخت فساد اب پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ دیہاتیوں کے جرمن ابھی باہر پڑے تھے جو جماعت دنشادی کو گئی تھی۔ اونہوں نے جب کبوتروں پر بندوقیں چھوڑنی شروع کیں تو ایک دہقان نے انکو منع کیا۔ کہ بندوق نہ چلاؤ [illegible]

گورنمنٹ ملک کی سالانہ آمدنی کا حسب ذیل اندازہ لگایا ہے۔

آمدنی کس طرح خرچ ہو	سال ۱۸۹۸ء	سال ۱۸۹۹ء اور اسکے مابعد
آمدنی جو قرض پر خرچ ہو	۳۴۴۳۶۰۳۴ پونڈ مصری	۳۵۱۳۷۴۴ پونڈ مصری
آمدنی جو گورنمنٹ مصر کو ملے	۴۸۹۶۸۸۸ "	۴۸۹۶۸۸۸ "
میزان	۸۴۳۶۱۹۴۳ "	۸۴۱۱۶۴۴ "

نوٹ مصری پونڈ ساڑھے بیس شلنگ انگریزی کا ہوتا ہے۔

خرمن جل جائینگے۔ انگریز افسر گو عملی نہیں کہ زبان سمجھو پیچھے بھی باز نہ آتے۔ مگر اسکو فتنہ پرداز بھی باز نہ آئے کی ایک یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ وہ دہقان کی ہائے پکار کا کچھ مطلب سمجھ سکتے تھے۔ وہ اپنے کام میں لگے رہے اتنے میں اتفاقیہ ایک گولی دہقان کی بیوی کو جا لگی اور وہ چبوترہ سے نیچے گر گئی۔ اور ساتھ ایک گولی سے خرمن بھڑک اٹھا۔ دہقان سمجھا کہ بیوی مر گئی۔ اور یہ حال دیکھ کر کسانوں کا غصہ بھی ظاہر تھا۔ وہ دیوانہ ہوگیا اور آواز بلند واہی تباہی بچانے لگا جسکو سنکر اور گاؤں کے دہقان بھی پہنچ گئے۔ اور ایک پولیس کی چوکی سے سارجنٹ بھی معہ کنسٹبلوں کے آگیا۔ سارجنٹ افسروں کیطرف لپکا تو اس غرض سے کہ انکو کسی طرح کی اذیت دہقانوں کیطرف سے نہ پہنچنے پائے۔ افسر سمجھا کہ یہ بھی دشمن ہے اور انکو اپنی پناہ میں وہاں سے لیجائے مگر ایک افسر کو یہ خیال گذرا کہ وہ حملہ کرنے کو دوڑا آرہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ فائر ہوا اور سارجنٹ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ لوگوں کا غضب ناقابل ضبط ہوگیا۔ اور لاٹھی چل پڑی۔ جس سے ایک میجر کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ایک لفٹنٹ خفیف زخمی ہوا۔ اتنے میں سرپا والی جماعت بھی آگئی۔ اور ان میں سے ایک کپتان کو زخم آیا۔ مگر وہ اس کی پروا نہ کرکے ایک ولٹرنری افسر کے ہمراہ مدد لینے کو دوپہر کی جلتی دھوپ میں آٹھ دس یا اور آٹھ میل تک بے تحاشا دوڑا آیا ایک زخم کی تکلیف۔ دوسرے غضب کی تمازت اور تیسرے یہ دوڑ۔ وہ منزل مقصود پر پہنچتے ہی بیہوش ہو کر گرا اور راہی ملک عدم ہوگیا۔ دہقانوں میں سے بھی چند ایک زخمی ہوئے۔ کپتان کے ہمراہی افسر نے کل واقعہ سنایا۔ اسی وقت تار دوڑائے گئے اور پولیس و فوج کی کافی جمعیت موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور دار و گیر شروع ہوگئی جسمیں ماخوذ ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ سترا باون اشخاص کی تعداد ہو سکتا ہے۔ انگریز افسروں کے ہتھیار تمام واپس لائے گئے۔ اور غالب قیاس ہے کہ متوفی کپتان کے علاوہ اور سب صحیح سلامت ہو گئے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہے کہ جوش و تعصب پیدا ہونے کا احتمال ہی قطعاً کچھ نہ تھا۔ انگریز افسر عمداً اس واقعہ ہائلہ کا باعث ہوئے۔ تنہا دہقان کا کچھ قصور نہ تھا۔ مگر حکومت مصر دہقانوں کی شکست اور بدنیتی کو یہ خیال مسلم کہ اگر رعایا مصر کو بتاؤں کہ وہ فوج اور رعایا میں اگر کوئی فساد ہو تو اسکی سماعت ایک

کمیشن نے (۱) دین مقدم کے سود وغیرہ کے لئے ریل وتار کی آمدنی اور بندر اسکندریہ کے محاصل کو علیحدہ کیا۔ اور

(۲) مجتمعہ قرضہ کیواسطے چار صوبوں کے ٹیکسوں اور آمدنی محصول در آمد و برآمد کو۔ دین مقدم کے لئے ایک سالانہ رقم مقرر کر دیگئی۔ جو ۵ فیصدی سالانہ کے حساب سے سود ادا کرنیکے اور اسقدر سالانہ جزوی

خاص عدالت کرے۔ اس عدالت میں مصر کا وزیر عدالت۔ اوسکا نائب۔ عدالت مختلط کا ایک جج جسکو وزیر نامزد کرے۔ اور ایک جج جسکو برٹش قونصل جنرل پسند کرے اور ایک افسر انگریزی سپاہ کا کیطرف سے ہوتا ہے اسموقعہ پر ایسی ہی عدالت قایم کی گئی جسمیں صرف ایک مسلمان جج تہا۔ باقی یورپین یا مصری عیسائی تہے۔

تمام محب وطن مصری اخبارات بہی اس واقعہ پر صدق دل سے اظہار رنج وافسوس کر رہے ہیں۔ اور گو وہ انگریز افسرونکو بہی خطاوار نہیں سمجہتے مگر ویسے ہی مصری دہقانوں کو بہی بری الذمہ بلکہ یکقدر مظلوم تصور کرتے ہیں۔ اور واقعات اسی نتیجہ کے موید ہیں۔ البتہ اس حکم سزا پر جسکو خود ہزارہا انگریز بربروں کی وحشیانہ انتقام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ ضرور مشتعل ہو رہے ہوں گے۔ انگریزی حکومت نے اب صرف اسقدر وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی فوج کے افراد سے شکار کیوقت کی عام آزادی چہین لیگی۔ انگلستان میں ابہی تک اس ناواجب سزا پر سخت ناراضی پائی جاتی ہے۔

سر ایڈورڈ گرے نے ان اخبارات اور ممبروں کو جو دنشوائی کی سزاؤں کو وحشیانہ بتا رہے تہے یہ کہکر مطمئن کرنا چاہا کہ نہ صرف مصر بلکہ تمام شمالی افریقہ میں کچہہ عرصہ سے غیر معمولی مذہبی جوش پہیل رہا ہے۔ اور یہ فساد اوسی کا نتیجہ تہا۔ انگریزی قوم نا عاقبت اندیشانہ رقیق القلبی سے بگڑا اور ان سزاؤں کے معاملہ پر جو وقتی مناسبت سے زیادہ جرح و قدح نکرے ورنہ سلطنت کے مقاصد کو ضعف پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ قرین مصلحت یہی ہے کہ حکومت کے افعال کی پوری تائید کیجائے جیسی شاید جلد ہی اس جوش و تعصب کے انسداد کے لئے زیادہ سنگین تدارک کرنا لابد ہو جائے۔ لارڈ کرومر اس تقریر کے وقت پارلیمنٹ میں موجود تہے اور کہا جاتا ہے کہ تقریر مذکور کا مصالحہ مواد آپ ہی نے وزیر خارجہ کو بہم پہونچایا تہا۔ اس تقریر کے چند دن بعد اسکندریہ کے قریب ہی ایک گورہ پٹ گیا۔ اس سے انگریزی اخبارات اور حکومت کو مذہبی پرجوشی کیوجہ سے مصر کی موجودہ حالت کو نہایت خطرناک ظاہر کرنیکا مزید بہانہ اور موقعہ ملگیا اور اب یہ خبریں مشہور ہو رہی ہیں کہ مصر میں انگریزی فوج بہت بڑہا دی جائے گی۔ اور مالٹا و جبل الطارق کی انگریزی فوجکو ہر وقت تیار رہنیکا حکم دیا گیا ہے اس کے دوش بدوش دنشوائی کے معاملہ میں انگریز افسروں کو بالکل بیخطا بتایا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دہقانیوں نے بلا وجہ اور بلا کسی غلط فہمی کے عمداً محض بدمعاشی سے انگریزی افسروں پر حملہ کیا اور انہوں نے تشنج کو دیکہتے

ادائیگی کے لئے کہ کل قرضہ ۱۹۴۱ء تک بیباق ہوجانے کافی تھی۔ اگر دین مقدم کے لئے علیحدہ کیگئی مدات کی آمدنی اس سالانہ رقم کے لئے کفایت نہ کرے۔ تو کمی اوس آمدنی سے پوری کیجا دی جو مجتمعہ قرضہ کے لئے مختص کیگئی مجتمعہ قرضہ کا سود چار فیصدی مقرر کیا گیا۔ اور گورنمنٹ مصر نے ذمہ اوٹھایا کہ اگر مکفولہ آمدنی ناکافی ہو تو کمی اپنی گرہ سے پوری کردے گی۔ اور اگر وہ آمدنی سود کی مقدار سے زیادہ ہو تو فاضل رقم قرضہ کی بیباقی میں صرف کیجاوے جس کے تمسک یا نوٹ نرخ بازاری پر واپس خرید لئے جاکر تلف کر دیئے جاویں۔ ستمبر ۱۸۸۰ء میں گورنمنٹ نے اس فاضلہ کا کچھ حصہ خود لے لیا۔ کمیشن مذکور نے مصر کے اخراجات سالانہ و ذمہ داریوں کا اندازہ حسب ذیل کیا۔

(۱) گورنمنٹ کے اخراجات۔	پونڈ مصری	پونڈ مصری
خراج جو ٹرکی کو دیا جاتا ہے	۹۸۴۸۶	
مقابلہ کی سالانہ رقم (یعنی اسمٰعیل پاشا اور دیگر لواحقین کے سالانہ وظیفے)	۱۵۰۰۰	
نہر سویز کے حصوں کی بابت انگلستان کو سود۔	۱۹۳۸۵۸	
دائرہ خاص کے اخراجات۔	۳۴۰۰۰	
انتظامی اخراجات۔	۳۶۱۵۴۴	
اخراجات غیر متفرقہ۔	۱۹،۰۰۰ میزان	۴۸۹،۸۸۸

ہی بند وقیں حوالہ کردی نہیں حملہ کیا۔ یہ بیان مصر کے عربی و خود انگریزی اخبارات کے ابتدائی بیانات کے بالکل متضاد ہے اور مذہبی پرجوشی کی موجودگی سے بہی تمام محب الوطن مصری اخبارات کو قطعاً انکار ہے۔ اور انکے بیان کی تائید۔ انکی طرز تحریر سے بہی ہورہی ہے کہ خواہ وہ بہت ہی طیش میں آکر کسی معاملہ پر کچھ لکھ رہے ہوں تو بہی انداز بیان میں اوس وحشتی کا پچاسواں حصہ بہی نہیں دیکھا جاتا جو بنگالیوں کی معمولی معمولی تحریروں میں کچھ عرصہ سے پائی جارہی ہے۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ مصری اور دیگر مسلمانان شمالی افریقہ اپنی شہنشاہی حکومت سلطنت عثمانیہ سے منحرف ہونیکی غلطی پر ابتک سخت نادم ہیں اور تلافی مافات کی خواہاں ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خلافت سے پہر بدستور سابق وابستہ ہوجائیں۔ اس خواہش و احساس کا نام خواہ مذہبی جنون و پرجوشی رکھ لیا جائے اور خواہ اسے ایک جائز اور معقول تمنا قرار دیا جاوے۔ یہ اپنا اپنا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے کہ تمام تنازعات کے فیصل ہوتے ہی خدیو کا فوراً قسطنطنیہ چلا جانا ہی۔ انگریزی وزارت کی اس جدید انداز سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی مفروضہ پرجوشی کو پیش کرکے اب کئی اخبار انگریزی فوجکی مجوزہ تخفیف کی سخت مخالفت کررہے ہیں ۔

(۲) اخراجات قرضہ۔	پونڈ مصری		
دین مقدم کا سالانہ خرچ۔	۱۱۵۷۷۱۰		
مجمعہ دین۔	۲۲۶۳۶۸۶	میزان	۳۴۲۱۴۰۴
	میزان کل		۸۳۱۹۲۹۲

ان ہر دو قرضوں کے علاوہ ۱۸۸۴ء کے اخیر پر غیر تخصیص شدہ اور غیر سودی قرضہ اسی لاکہہ پونڈ مصری تہا۔ مارچ ۱۸۸۵ء میں برطانیہ کلان۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ فرانس۔ اٹلی۔ روس اور ٹرکی کے قائمقاموں (سفراء) نے ایک معاہدہ پہ دستخط کئے جس کے رو سے اونہوں نے نوے لاکہہ پونڈ کے ایک جدید قرضہ کی ضمانت کرنے کا ذمہ اوٹھایا۔ اس قرضہ کا لینا اس لئے منظور کیا گیا کہ ۱۸۸۲ء کی گولہ باری اسکندریہ سے جو نقصان اہالی شہر کو پہونچا تہا۔ اوس کو اور مندرجہ بالا اسی لاکہہ پونڈ مصری کے قرضہ کو ادا کیا جاوے۔ اور باقیماندہ دس لاکہہ پونڈ آبپاشی کے کاموں پر صرف کئے جاویں۔

معاہدہ مذکورہ کی اہم شرایط یہ تہیں:-

اس ضمانتی قرضہ کی شرح سود ۳½ فیصدی سے زیادہ نہ ہو۔ اوس کے سود و بیباقی کے لئے تین لاکہہ پندرہ ہزار پونڈ کی سالانہ رقم مقرر کی جاوے۔ یہ رقم مدات مکفولہ کی آمدنی سے سب سے اول نکال لیجاوے۔ سود کی ادائیگی کے بعد اس رقم سے جو فاضل بچے۔ وہ بیباقی میں صرف ہو۔ دوسرے مصری قرضوں کے سالانہ سود پر ۱۸۸۵ء میں ۵ فیصدی ٹیکس لگایا جاوے۔ ملک کی آمدنی کل اخراجات سے جسقدر زیادہ ہو وہ برابر تقسیم ہو کر نصف گورنمنٹ کو ملے۔ اور نصف بیباقی قرضہ کی فنڈ میں جمع ہو۔

رقم سود پر جو ٹیکس ۱۸۸۵ و ۱۸۸۶ء میں لیا گیا تہا وہ ۱۸۸۹ء میں واپس کر دیا گیا۔ اور اسکو آئندہ کے لئے موقوف کر دیا گیا۔ اور ریزرو (محفوظ) فنڈ قایم کیا گیا جسمیں اسوقت ۱۷ لاکہہ ۳۰ ہزار پونڈ مصری جمع ہیں۔ معزول خدیو اسمعیل پاشا اور اوس کے خاندان کے بعض افراد چند املاک کی مالک تہے (جو ڈومین کہلاتے ہیں) اون کے ساتھ باہمی قرارداد سے یہ تصفیہ کیا گیا۔ کہ وہ املاک مذکورہ کو گورنمنٹ کے نام منتقل کر دیں اور اس کے عوض ایک خاص میعاد تک گورنمنٹ سے مقررہ سالانہ رقم لیتے رہیں اور ان املاک کے ذمہ جو زر رہن ہیں وہ بھی گورنمنٹ مصر کے ذمہ سمجھے جائیں۔ اسی سالانہ رقم کا نام رقم مقابلہ ہے۔ بعدہٗ خدیو معزول اور اس کے خاندان کے ارکان کو سالانہ پنشنوں کے عوض بھی یکمشت رقم دینا تجویز کیا گیا۔

چنانچہ املاک کی رہنوں کے انفکاک اور پنشنوں کے عوض یکمشت ادا کرنے کے لئے سنہ ۱۸۸۹ء میں ۳۰ لاکہہ پونڈ مصری کا ایک اور قرضہ جاری کیا گیا جو ۳½ فیصدی سود پر لیا گیا۔ اور اوس کی سود و بیباقی

کے لیئے ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ مصری کی سالانہ رقم معین کیگئی۔ مگر اس سالانہ زائد خرچ کے مقابلہ میں خدیو کے صرف خاص اور پنشنوں کے خرچ میں معتدبہ تخفیف کردیجانے اور املاک دین رہن کی سود میں بہت بڑی کمی ہوجانے سے اسقدر بچت نکل آئیگی۔ اور مصر کے خزانہ پر اس نئے قرضہ سے کوئی مزید بوجھ نہ پڑیگا علاوہ بریں اس ۴½ فیصدی سود والے قرضہ کو فنڈ میں باقی ہیں ہر سال اسقدر رقم جمع ہوتی ہے کہ وہ جلد بیباق ہوجائیگا۔ اور اس طرح سے پنشنوں اور رہن کے املاک کی سود کے دائمی بوجھ کیجگہ ایک لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ کا صرف عارضی بار پڑا ہے۔

خدیو نے ۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو منظوری دیدی کہ ۵ فیصدی والے دین مقدم۔ قرضہ دایرہ ثانیہ اور قرضہ املاک کے تبادلہ اور سنہ ۱۸۸۵ء کے ۳½ فیصدی سود والے قرضہ کی ادائگی کیلئے فرمان نافذ کیا۔ چنانچہ ایک جدید دین مقدم جاری کیا گیا جسمیں ۵ فیصدی کا دین مقدم ۳½ فیصدی والا قرضہ اور ۳۳۳۳۳۳۱ پونڈ کی مزید رقم شامل کیگئی۔ یہ مزید رقم اراضیات جاگیر کے عوض اقتشن دینے اور آبپاشی کی نہروں وغیرہ کی تیاری کے لئے لی گئی۔

اس جدید مقدم دین کا سود ۳½ فیصدی ہے اور اس کا پونڈ کا نوٹ بالعوض ۹۱ پونڈ کو فروخت کیا گیا یعنی سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر گورنمنٹ کو ۹۱ پونڈ وصول ہوئے۔ اور دایرہ ثانیہ کا ایک جدید قرضہ چار فیصدی سود پر مساوی قیمت پر جاری کیا گیا۔

دایرہ ثانیہ کا پرانا قرضہ (جو جدید قرضہ سے بیباق کیا گیا) بموجب فرمان مورخہ ۱۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء اسطرح سے شمار کیا گیا کہ سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر ۸۵ پونڈ ادا کئے گئے۔ قرضہ املاک ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو مساوی قیمت پر جدید قرضہ املاک سے بدلا گیا۔ جدید قرضہ کا سود ۳½ فیصدی ہے۔ ان جدید جاری شدہ قرضوں کیلئے بھی وہی علامتیں اور ضمانتیں ہیں جو اون قرضوں کے لئے تھیں جنکی جگہ یہ قایم کئے گئے ہیں۔

دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء کے اخیر میں مصری قرضہ کی مقدار حسب ذیل تھی۔

(۱) ۳ فیصدی سود والا قرضہ ضمانتی۔	۸۶۹۹۳۰۰ پونڈ
(۲) ۳½ فیصدی سود والا دین مقدم۔	۲۹۳۹۳۵۸۰ ”
(۳) ۴ فیصدی سود والا قرضہ متحدہ۔	۵۵۹۶۳۸۴۰ ”
(۴) ۴ فیصدی سود والا قرضہ دایرہ ثانیہ۔	۹۳۴۳۶۰ ”
(۵) ۳½ فیصدی سود والا قرضہ املاک۔	۳۶۲۴۸۴۰ ”
میزان	۱۰۴۶۳۶۹۰۰ ”

سنہ ۱۸۹۵ء اور سنہ ۱۸۹۶ء کے لئے آمدنی و خرچ کے جو بجٹ (موازنے) تیار کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:-

مد آمدنی	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری	مد خرچ	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری
سامان زمین نخلستان وغیرہ	۳۸۷۰۰۰۰	۳۸۷۰۰۰۰	قرضہ قومی کا سود وغیرہ	۱۸۰۳۲۹۳	۳۷۷۰۸۳۸
شہری ٹیکس وغیرہ	۱۳۰۰۰۰	۱۳۰۰۰۰۰	خراج ٹرکی کو	۶۶۵۰۴۱	۶۶۵۰۴۱
محصول تمباکو درآمد برآمد	۱۲۷۰۰۰۰	۱۲۵۰۰۰۰	خدیو مصر کا صرف خاص	۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
محصول چونگی	۳۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰	وظائف خاندان خدیویہ	۹۷۹۳۷	۹۷۹۳۷
محصول نمک شدہ	۱۷۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰	خدیو کا دیوان [illegible]	۵۵۹۳۴	۵۵۹۳۴
محاصل شکار ماہی	۹۰۰۰۰	۹۸۰۰۰	وزارت تعمیرات عامہ	۴۳۶۷۸۹	۷۷۵۶۵۹
محاصل جہاز رانی	۷۵۰۰۰	۷۸۰۰۰	وزارت عدالت عامہ	۳۸۷۶۲۱	۳۸۰۱۶۲
آمدنی ریلوے	۱۷۲۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰۰	انتظام صوبجات	۳۲۸۰۷۶	۳۲۰۶۱۹
آمدنی تار برقی	۴۳۰۰۰	۴۳۰۰۰	وزارت صیغہ مالی	۸۶۰۴۱	۱۱۹۷۱۵
آمدنی بندرگاہ اسکندریہ	۱۴	۱۳۰۰۰۰	وزارت سررشتہ تعلیم	۱۰۵۸۰۰	۱۰۵۰۰۰
آمدنی ڈاک خانہ جات	۱۰۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	وزارت صیغہ اندرونی	۳۸۴۳۳۲	۱۱۱۷۰۷
محاکشتی ہائے ڈاک	۸۵۰۰۰	۹۴۰۰۰	کونسل وزراء، وزارت صیغہ خارجہ و لیجسلیٹو کونسل	۲۲۳۵۸	۲۳۹۳۰
محاصل مینارہائے روشنی	۷۰۰۰۰	۱۰۳۰۰۰	انتظام وصولی محصول درآمد برآمد	۱۵۵۸۱۰	۱۳۹۲۲۲
وزارت عدالت عامہ ولیتی اشامپ جرمانہ وغیرہ	۳۸۰۰۰۰	۳۸۰۰۰۰	خرچ وصولی محصول چونگی	۳۴۵۰۴	۳۳۳۲۷
بدل عسکریہ	۹۰۰۰۰	۹۰۰۰۰	ایضاً نمک شدہ	۴۳۷۲۶	۴۴۲۷۸
سرکاری جائداد کا لگان و کرایہ	۹۰۰۰۰	۹۶۰۰۰	ایضاً شکار ماہی	۱۰۰۰۰	۹۳۷۶
ضلع سواکن	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	ایضاً جہاز رانی	۳۰۵۸	۳۰۵۸
پنشن فنڈ	۵۷۰۰۰	۵۵۰۰۰	خرچ ریلوے	۸۳۰۸۸۸	۸۴۳۱۲۷۵
استقراض شدہ رقم کی [illegible]	۲۷۵۰۰۰	۲۲۹۰۰۰	خرچ تار برقی	۳۱۰۰۰	۴۰۳۰۰

مد آمدنی	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری	مد خرچ	سنہ ۱۸۹۶ء پونڈ مصری	سنہ ۱۸۹۵ء پونڈ مصری
			خرچ وصولی محاصل بندر اسکندریہ و مرمت	۲۸۰۰۰	۲۳۰۰۰
			ڈاکخانجات	۹۷۵۲۵	۹۵۷۴۳
			کشتی ہائے ڈاک	۸۵۷۰۰	۸۴۶۵۷
			درگشتی کے جہاز	۲۶۹۴۷	۲۶۸۵۰
			صیغہ جنگ خرچ انگریزی فوج و قابض کا	۴۸۱۳۱۳	۷۵۰۸۴۳
			سوڈان	۱۲۰۴۵۷	۱۱۹۷۹۴
			پنشنین	۴۳۰۰۰۰	۴۳۰۰۰۰
			موقوفی بیگار	۲۵۰۰۰۰	۲۵۰۰۰۰
			وزراء کے مختلف خرچ	۱۳۱۳۲۹	۱۰۹۶۵۱
			قاہرہ کی صفائی	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰۰
			اخراجات غیر مترتبہ	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰
میزان	۱۰۲۹۰۰۰۰	۱۰۲۶۰۰۰۰	میزان	۹۶۳۰۰۰۰	۹۶۰۰۰۰۰

سنہ ۱۸۹۶ء میں تمام قرضوں کی بابت جو رقم خزانہ سے دیجاویگی۔ اوسکا اندازہ حسب ذیل کیا گیا ہے

قرضہ ضمانتی سود ۳½ فیصدی۔ سالانہ مقررہ رقم	۳۱۵۰۰۰ پونڈ
قرضہ مقدم۔ سود ۳½ فیصدی۔	۱۰۲۹۰۰۰ ″
قرضہ مجتمعہ۔ سود ۴ فیصدی	۲۲۳۹۰۰۰ ″
قرضہ دایرہ ثانی۔ سود ۴ فیصدی۔	۲۲۶۰۰۰ ″
قرضہ املاک۔ سود ۴½ فیصدی۔	۱۸۴۰۰۰ ″
دایرہ خاصہ قرضہ دایرہ ثانیہ کے کشنروں کو سالانہ رقم دیجاتی ہے۔	۳۵۰۰۰ ″
مقابلہ کی رقم سالانہ جو سنہ ۱۹۳۰ء تک ادا کیجاوے گی۔	۱۵۴۰۰۰ ″
میزان	۴۳۴۴۰۵۰ ″

دایرہ اور املاک کی قرضوں میں دایرہ اور املاک کی محال مشغول ہیں۔ اور قرضخواہوں کی طرف سے کمشنر اونکا انتظام کرتے ہیں۔ ان املاکات کی آمدنی اگر قرضوں کے سود کی ادائگی کے لئے ناکافی ہو تو کمی پوری کرنی گورنمنٹ کا ذمہ ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں واقعی آمدنی وخرچ بتفصیل ذیل ہوا۔

آمدنی ۱۰۳۲۱۸۴۳ پونڈ مصری خرچ ۹۹۰۱۲۳۸ پونڈ مصری۔ فاضلہ ۴۲۰۶۰۵ پونڈ مصری۔ اس فاضلہ میں سے ۲۵۶۹۴۷ پونڈ مصری کمیشن انتظام قرضہ کے ریزروفنڈ میں داخل ہوئے ۱۱۸۸۴۲ پونڈ مصری۔ گورنمنٹ مصر کے خاص ریزروفنڈ میں جمع کئے گئے۔ اور ۴۴۷۵۰ پونڈ مصری جو جمع شدہ رقوم کے تبادلوں سے پس انداز ہوئی کمیشن انتظام قرضہ کو دیگئی۔ سنہ ۱۸۹۵ء کی شروع میں مختلف ریزروفنڈوں میں مندرجہ ذیل رقمیں جمع تھیں:-

کمیشن اہتمام قرضہ کا ریزروفنڈ ۳۴۷۱۹۹۲ پونڈ مصری۔ مصری گورنمنٹ کا ریزروفنڈ ۲۰۹۱۱۷۴ پونڈ مصری۔ تبادلہ قرضہ سے بچت ۱۶۱۸۰۴۰ پونڈ مصری۔

میزان کل ریزروں کی ۷۰۰۸۸۸۳ پونڈ مصری۔

(انڈیمنیشن سنہ ۱۹۰۴ء) آمدنی کے بڑے ذرایع معاملات ارضی۔ اجارہ تمباکو اور پرمٹ ہیں۔ اور خرچ کی بڑی مدیں۔ قرض کا سود وغیرہ اور ملکی انتظام کے مصارف پنجسالہ آمدنی خرچ کی جدول یہ ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کی رقم خرچ میں وہ رقوم بھی شامل ہیں۔ جو جنرل ریزروفنڈ وغیرہ کو دیگئی۔ باقی سالوں میں شامل نہیں۔

سن	آمدنی	خرچ
سنہ ۱۹۰۰ء	۱۱۴۴۷۰۹۵ گنی	۹۰۹۵۲۲۴ گنی
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۱۹۴۳۹۲۹ "	۹۹۲۳۵۴۶ "
سنہ ۱۹۰۲ء	۱۲۱۴۸۶۵۶ "	۱۱۴۳۲۵۲۲ "
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۳۴۶۳۷۰۰ "	۱۱۷۳۰۱۰۰ "
سنہ ۱۹۰۴ء	۱۱۵۰۰۰۰۰ "	۱۱۴۱۰۰۰۰ "

سنہ ۱۹۰۳ء کی فاضلہ آمدنی ۲۲۰۱۷۶۲ گنی میں سے بروئے قرارداد ۴۳۴۶۰۰ گنی مصری گورنمنٹ کو ملیں۔ ۱۱۳۱۴۲۱ گنی قرضہ کے جنرل ریزروفنڈ میں ڈالی گئیں۔ ۳۶۵۰۳۷ گنی۔ اقتصادی فنڈ کو اور ۴۰۰۹۶ گنی فنڈ ادائے قرضہ کو ملیں۔

سنہ ۱۹۰۳ء کی آمدنی کے ابواب یہ ہیں۔ معاملہ ارضی وغیرہ ۴۷۹۶۲۳۲ گنی۔ پرمٹ ۱۲۴۷۲۶۱ گنی۔

اجارہ تنباکو ۷۷۴۰۳۰ گنی - متفرق ٹیکس ۳۵۹۳۰۳ - ریل ۲۳۴۲۰۵۲۵ - تار ۷۴۴۹۹ - ڈاک ۱۲۸۰۴۲ - بنادر و مینار روشنی - ۷۹۵۶۶۹ - محکمہ عدالت - ۳۴۱۵۳۲۹ - دیگر محکمے ۱۷۶۰۴۳ - متفرق ۱۸۰۵۹۰ - محصل اندر ریزرو فنڈ ۲۱۸۵۹۲ = ۱۴۳۴۳۷۰۰ گنی -

مدات خرچ - خدیو و خاندان خدیویہ - ۲۳۳۵۵۳۱ گنی - انتظام ملک ۸۳۰۹۹۴۳ - ریل ۱۳۳۴۸۳۴۲ تار ۱۲۲۷۵ - ڈاک ۲۳۲۳۲۱ - بنادر و مینار - ۷۷۵۶۹ - متفرق ۱۲۷۳ - مصری فوج ۱۹۹۷۰۴ - انگریزی فوج ۸۲۵۳۴۸ (سنہ ۱۹۰۵ء علی الترتیب ۱۸۱۹۱۴ و ۷۵۰۰۹ گنی خرچ ہوا) پنشن ۴۶۱۴۱۴ - خراج ترکی کو ۶۶۵۰۴۰ - مجلس قرضہ ۲۸۹۵۶ - مجتمعہ قرضہ (علاوہ دائرہ ثانیہ و املاک) ۴۳۴۷۸۰۵ - غیر مجتمعہ قرضہ ۳۰۳۴۰۹ - اتنتیج بیگار - ۲۹۲۴۵۳ - کمی آمدنی سوڈان - ۴۲۱۷۸۹ - ریزرو غیر متوقعہ مصارف کے لئے ۳۵۵۴ - حوض آبرسانی - ۸۴۶۶۷ - تبادلہ قرضہ ۱۵۰۳۱۲۶ - بیباقی فنڈ ۴۰۰۶۹ - ریزرو فنڈ کو ۱۲۱۴۲۱۱ گنی - میزان - ۱۰۱۰۰۲۷۷ گنی -

مصر نے پہلے پہل سنہ ۱۸۶۲ء میں ممالک غیر سے قرض لیا۔ اس سال مختلف دست گردان ملکی قرضوں کی ادائگی کے لئے ممالک غیر سے تقریباً ۳۳ لاکھ پونڈ قرض لئے گئے۔ ایک دفعہ چاٹ پڑنے کی دیر تھی کہ انکا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور سنہ ۱۸۷۵ء میں اجنبی قرضہ ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ ہوگیا۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں ۳ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ اور قرض لئے گئے۔ تاکہ ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ کے جدید دست گردان ملکی قرضے ادا کئے جائیں۔ سنہ ۱۸۷۵ء میں خدیو (اسمٰعیل پاشا) نے ظاہر کیا کہ وہ اس قرضہ کی بلا سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں دیکھتا۔ نہ کچھ انتظام کرسکتا ہے۔ اسپر فرانس نے سنہ ۱۸۷۶ء میں مشورہ دیا کہ کل متفرق قرضوں کو ایک جگہ جمع کرکے ۹ کروڑ دس لاکھ پونڈ کی رقم کا ایک قرضہ بنا دیا جائے۔ ایسا کیا گیا۔ مگر سود پھر بھی کئی قرضونکا ادا نہ ہوا۔ آخر فرانس و انگلستان انتظام قرضہ کے بہانہ سے دخیل ہوئے۔ اور بمشورہ دول وہ انتظام کیا جو پہلے درج ہوچکا ہے۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو مختلف قرضوں کی حسب ذیل مقدار باقی تھی۔

نام قرضہ	مقدار	سالانہ سود و بیباقی فنڈ	نام قرضہ	مقدار	سالانہ سود و بیباقی فنڈ
ضمانتی قرضہ ۳ فیصدی	۷۷۰۰۹۰۰ گنی	۳۰۷۱۲۵	مقدم قرضہ ۳½ فیصدی	۳۱۱۲۷۷۸۰ گنی	۱۰۹۳۵۵۶
مجتمعہ قرضہ ۴ فیصدی	۵۵۹۷۱۹۶۰	۲۱۸۳۹۰۶	دائرہ ثانیہ ۴ فیصدی	۴۹۵۲۸۶۰	۱۹۸۱۱۴
قرضہ املاک ۳½ فیصدی	۲۰۵۶۳۳۰	۱۰۷۹۹۲	میزان	۱۰۳۱۸۹۹۳۰	۳۸۵۸۹۹۳

سنہ ۱۸۸۶ء میں چند ریزرو فنڈ بھی قایم کئے گئے۔ جنمیں فاضلہ سالانہ آمدنی کا ایک حصہ جمع کیا جاتا ہے۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں ان فنڈوں کی میزان ۸۰۵۱۳۱۷ گنی تھی۔

مصر میں سرکاری طور پر ایک نیشنل بنک بھی قایم ہو چکا ہے۔ جسکی نگرانی میں یکم جون سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک زرعی بنک بھی کہولا گیا ہے جسکا سرمایہ ۲۵ لاکھ پونڈ ہے۔ اسمیں سے نصف وصول کیا گیا ہے۔ سرکار نے ذمہ لے رکہا ہے کہ حصہ داروں کو اگر ۳ فیصدی سے کم منافع ہو تو کمی سرکار پوری کردے گی۔ یہ بنک فلاحین (مزارعین و مالکان) کو نو فیصدی سالانہ (۳/۴ فیصدی ماہوار) پر روپیہ قرض دیتا ہے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو ۲۳۷۶۵۷ مزارعین کے ذمہ اوسکی ۱۲ لاکھ ۸ ہزار دو سو گنی واجب تہیں۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں ڈاکخانوں میں سیونگز بنک بھی کہولدیے گئے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ۹۴۱۷ اشخاص کی ۳۸ ہزار گنی اوسمیں جمع ہو گئیں۔ اور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو ۱۳۷۵۸ اشخاص کی جنمیں ۸۶۶۳ مصری اور تین اجنبی تہے ۸۶ ہزار گنی جمع تہیں۔ اجنبیوں میں زیادہ تر اطالین ہیں۔

حفاظت ملک فوج

۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء کو حسب الحکم خدیو تمام مصری فوج موقوف کردی گئی۔ اور اوسی سال کے دسمبر میں نئی فوجکی ترتیب و تکمیل کا کام ایک انگریزی فوج کے جرنیل کی سپرد کیا گیا۔ اور اوسے سردار کا خطاب دیا گیا۔

موجودہ سردار بریگیڈیر (اب میجر) جنرل سر ہربرٹ کچنر[1] کے سی۔ ایم جی۔ سی۔ بی۔ ای ڈی سی ہے۔ اور اسوقت تقریباً ۷۶ انگریز افسر مصری فوج میں کام کر رہے ہیں۔ فوج تعداد میں ۱۵۱۵۲ ہے سنہ ۱۸۸۲ء کی بغاوت کے وقت سے ایک انگریزی فوج قابض مصر میں مقیم ہے۔ اوسکی تعداد تین ہزار سے متجاوز ہے۔ مصر کے پاس اسوقت کوئی کارآمد جنگی جہاز نہیں ہے۔

(اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) موجودہ سردار میجر جنرل سر ریجی نالڈ ون گیٹ کے سی۔ بی کے سی ایم جی ڈی ایس او ہیں۔ سوڈان کا گورنر جنرل بھی سردار ہی ہوتا ہے۔ (مؤلف) مصری فوج میں اسوقت ایک سو دس انگریز افسر ہیں۔ مصری فوجکی کل جمعیت ۱۶۹۱۵ ہے۔ گہوڑے اور خچر اکیس سو۔ اونٹ ۲۴۰۰ اور توپیں دو سو ۵۰ ہیں۔ پرانی قلاعی توپیں بھی اس تعداد میں شامل ہیں۔

انگریزی فوج قابض مصر کا کمان افسر میجر جنرل جے۔ آر۔ سلیڈ سی بی ہے۔ اور چیف اسٹاف افسر کرنل جی۔ ایم۔ ملک سی۔ بی۔ سنہ ۱۸۸۲ء کی بغاوت عرابی پاشا کے وقت سے انگریزی فوج مصر میں موجود ہے۔ اوس کی جمعیت حسب اقتضائے وقت بدلتی رہتی ہے سنہ ۱۹۰۶ء کے آغاز میں ۳۴۷۲ تھی۔ مگر تنازعہ طابہ کے دوران میں بڑہا دیگئی۔ اور اب اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ مصر اور تمام شمالی افریقہ

[1] یہ اسوقت تہا اب لارڈ کچنر سپہ سالار ہند ہیں فتح سوڈان کے بعد جنوبی افریقہ کی جنگ ٹرنسوال کو بھیجے گئے تہے۔ آجکل افواہ ہے کہ لارڈ کرومر کے بعد وہ مصر میں برٹش قونصل جنرل ہونگے۔ مگر یہ یقینی امر نہیں ہے۔ مؤلف

کے مسلمان اہل فرنگ کی برخلاف جوش میں آرہے ہیں۔ اور مزید اضافہ مستقل طور پر ہونے والا ہے۔ اب تک مصری خزانہ سے انگریزی فوج کے مصارف کے متعلق ایک لاکھ پونڈ سالانہ لیا جا رہا ہے مگر اب جدید اضافہ کا خرچ بھی اوسی سے لیا جائیگا۔ آخر جولائی ۱۹۱۰ء کو فیصلہ ہوا کہ آیندہ پانچہزار سو انگریزی فوج مصر میں رہے۔ فوج قابض کا کل خرچ خزانہ مصر سے نہیں لیا جاتا۔ بلکہ صرف اوسیقدر جو انگلستان کی رہایش کی نسبت جو زائد خرچ ہوتا ہے۔ وہ لیا جاتا ہے مثلاً انگلستان یا کسی انگریزی مقبوضہ میں ایکہزار سپاہ پر دس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ آتا ہے۔ اور مصر میں گھٹ کر پندرہ لاکھ تو صرف پانچ لاکھ کی رقم اور دس ایکہزار سپاہ کی بابت مصر سے لیجا سکیگی۔

پیداوار و صنعت و حرفت

مصر کا کل رقبہ چونکہ ایک کروڑ ستر لاکھ فدان ہوا نہیں سے پچاس لاکھ ۲۲ ہزار فدان ۱۹۰۸ء میں زیر کاشت تھی۔ فدان ۱۰۳/۱۰۰ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زراعتی آبادی کل آبادی میں ۶۰ فیصدی ہے۔

(انڈیٹری سنہ ۱۹۱۲ء) ۱۹۱۰ء میں ۵ لاکھ ۴۷ ہزار فدان زیر کاشت تھی۔ فدان ۱۰۳/۱۰۰ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زرعی زمین جو پہلے سرکاری تھی دو قسم کی ہے۔ خراجی و عشری۔ خراجی قابضوں کے پاس بطور موروثی و قبضہ کاشتکاری کے ہوتی ہے۔ اگر کوئی قابض لاولد مرے تو اس کی سرکار کی ہوجاتی ہے۔ کل رقبہ کا ۴/۵ خراجی ہے۔ اس طرح دو اصل لگان دینا چاہئے۔ ہر علاقہ میں جدا جدا اعتبار کا ہے۔ تاہم اوسط لگان سرکاری فی فدان [illegible] سالانہ ہے عشری رقبہ کا لگان [illegible] ہے۔ تو ابتدا میں عشر یعنی پیداوار کے دسویں حصہ پر سرکار لیتی تھی مگر اب مقرر ہوچکا ہے کہ عشری کو [illegible] سالانہ فی فدان کے نقد ادا کر سکے بدل سکتی ہے بیگار کا قاعدہ منسوخ ہوگیا ہے لیکن طغیانی کے زمانہ میں دریائے نیل کے کناروں کی حفاظت اور بندوں کے استحکام کیلئے سرکار اب بھی فوراً جب ضرورت ہو باشندوں سے بیگار کام لے سکتی ہے۔ ۱۹۱۲ء میں اس غرض کیلئے تقریباً ۸ ہزار آدمیوں سے کام لیا گیا تھا۔ کاشتکار عموماً چھوٹے چھوٹے رقبوں پر قابض ہیں پچاس فدان سے زیادہ رقبہ کے جو مالک ہیں بہت کم ہیں ۱۲۰۰۰ ہزار مالکوں کے جنکے قبضہ میں تقریباً ۲۳ لاکھ فدان ہیں۔ پندرہ لاکھ مالک ۵ - ۵ فدان کے گویا ذرہ کے ہیں۔ اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ مالک ایسے ہیں جن کے پاس [illegible] فدان ان کا گذارہ مشکل ہے ۱۹۰۰ء میں تقریباً ساڑھے دس لاکھ فدان [illegible] باقی [illegible] بلا شبہ بھی ہیں دیہات میں غیر مالک بھی رہتے ہیں جو [illegible] باشندوں کو [illegible] اور مالکوں اور انہیں دیرینہ موروثی تعلق آنا و علاقہ کا چلا آتا ہے۔

چند سال سے مصر کا محکمہ آبپاشی بڑی سرگرمی دکھا رہا ہے۔ بالائی مصر میں بمقام اسوان دریائے نیل پر ایک بڑا بند بنایا گیا ہے۔ ایک چھوٹا بند اسیوط میں تیار ہوا ہے۔ اور ایک اور بمقام زفتا میں تیار ہو رہا ہے۔ ان بندوں سے ان موقعوں پر نیل میں ایک ارب سات کروڑ مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جسکو نہروں کے ذریعہ قابل آبپاشی علاقوں میں پہنچانیکا انتظام ہو رہا ہے ۱۸۹۵ء میں ۴۶ لاکھ اور ۱۹۰۱ء میں ۶۵ لاکھ قنطر روئی پیدا ہوئی ۱۹۰۲ء میں پونے نو لاکھ اشرفی کی مصری اور ایک کروڑ ۷۵ لاکھ اشرفی کی روئی ممالک غیر کو گئی۔ ان اعداد سے دیگر اجناس کی پیداوار کی ترقی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مصر کے زرعی سال میں تین فصلیں یا موسم ہوتے ہیں۔ موسم سرما (یعنی ربیع) کی بڑی اجناس تمام قسم کے خوردنی غلے ہیں۔ یہ فصلیں نومبر میں بوئی اور مئی و جون میں درو کی جاتی ہیں۔ موسم بہار کی مشہور اجناس (یعنی خریف کی) جو مارچ میں بوئی اور اکتوبر و نومبر میں درو ہوتی ہیں۔ کپاس نیشکر اور چاول ہیں موسم خزاں (یعنی نایہ ربیع) کی فصلیں جو جولائی میں کاشت اور ستمبر و اکتوبر میں درو ہوتی ہیں۔ چاول مکی اور ترکاریاں ہیں۔ مصر البحری میں زمین کی آبپاشی نہروں سے ہوتی ہے۔ جو نیل سے نکلکر ڈلٹا کی ہر ایک سمت میں جال کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ مصر الصعید میں نیل کی طغیانی سے آبپاشی ہوتی ہے۔ اسوقت زمین پر پانی پھر جاتا ہے۔ اور تالابوں میں جو آبپاشی آیندہ کے لئے ذخیرہ آب کا کام دیتے ہیں پانی بھر جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے کپاس کی کاشت کی مقدار معلوم ہو جائے گی :-

سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان	سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان
	فدان	قنطر	قنطر		فدان	قنطر	قنطر
۱۸۸۸ء	۱۰۳۱۲۵۰	۲۹۰۰۰۰۰	۲ ۲۱/۲۵	۱۸۹۱ء	۸۵۱۰۰۰	۴۶۷۵۰۰۰	۵ ۱/۲
۱۸۸۹ء	۸۵۲۸۲۹	۳۱۵۸۰۰۰	۳ ۷/۱۰	۱۸۹۲ء	۸۶۳۰۰۰	۴۹۰۷۵۰۰	۵ ۳/۵
۱۸۹۰ء	۸۶۳۳۰۰	۴۱۶۰۰۰۰	۴ ۴/۵	فدان = ۳۸۰۸/۱۰۰۰۰ ۱ ایکڑ کے ہے قنطر = ۹۹۳/۱۰۰۰ ۹۹ پونڈ یعنی تقریباً ۱/۲ ۴۹ سیر کے۔			

مصر میں کل دیہات ۱۸۳۴ ہیں ۱۸۸۹ء میں ان میں سے ۲۴۴۴ اور ۱۸۹۰ء میں ۲۶۸۵ دیہات نے کپاس کی کاشت کی۔

مندرجہ ذیل جدول میں مصر البحری اور مصر الصعید کے ہر ایک صوبہ کی زراعتی حالت بتلائی گئی ہے۔

نام صوبہ	تعداد دیہات	تعداد مزروعہ فدانوں کی	تعداد قلبہ ان مویشی کی ہر سو فدان پر	تعداد بھیڑ بکری کی ہر سو فدان پر	تعداد پھلدار درختوں کی ہر سو فدان پر	تعداد کھجور و نگی ہر سو فدان پر
(۱) مصر البحری						
بحیرہ	۴۰۳	۴۶۷۶۶۲	۱۲	۱۳	۲۳	۲۲
شرقیہ	۴۵۱	۴۳۴۹۸۲	۱۲	۹	۲۴	۱۱۶
دقہلیہ	۴۴۹	۴۶۲۳۹۷	۱۱	۱۳	۱۳	۲۷
غربیہ	۵۵۲	۸۳۰۰۸۹	۱۷	۱۶	۱۶	۲۵
قلیوبیہ	۱۶۶	۱۸۷۱۸۰	۱۷	۱۹	۳۲۵	۷۰
منوفیہ	۳۴۸	۳۵۱۷۱۰	۳۳	۱۸	۴۳	۸
میزان	۲۳۵۹	۲۷۴۳۹۹۰	۱۷	۱۴	۴۲	۴۰
(۲) مصر الصعید						
اسیوط	۲۹۲	۴۱۹۱۰۰	۱۰	۳۰	۳۱	۸۴
بنی سویف	۱۷۴	۲۳۱۶۱۰	۱۵	۱۶	۸	۴۶
فیوم	۸۷	۲۳۱۰۴۵	۸	۱۳	۵۴	۱۰۵
غزہ	۱۶۸	۱۸۱۱۷۶	۱۹	۳۶	۹	۱۹۵
میسنا	۲۶۸	۳۹۷۲۴۰	۶	۹	۱۷	۵۴
اشنا	۱۹۵	۱۵۰۴۵۹	۱۸	۱۱	۷	۳۴۸
جرجہ	۱۱۰	۳۲۵۹۱۵	۱۶	۵۱	۹	۹۶
قینا	۱۲۶	۲۸۰۹۲۷	۱۰	۳۴	۱۰	۹۲
میزان مصر الصعید	۱۴۲	۲۲۱۷۴۷۲	۱۳	۲۵	۱۷	۱۰۶
میزان کل مصر	۳۷۷۹	۴۹۶۱۴۶۲	۱۴	۲۰	۱۳	۶۹

خرما کے ایسے درختوں کا جن سے پھل یا تخم حاصل ہوتا ہے کل شمار تقریباً ۳۴۵۲۵۰۴ ہے۔ اور شیردار قلبہ ان مویشی اور اونٹ گھوڑوں کی تعداد ۱۶۶۸۸۶۰ ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ سنہ ۱۸۹۰ء و سنہ ۱۸۹۱ء میں فلاں فلاں جنس اتنے فدانوں پر کاشت ہوئی:۔

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
گندم	فدان ۱۱۶۵۶۶۲	فدان ۱۲۱۵۹۴۱	چاول	فدان ۴۸۰۹۵	فدان ۱۶۷۱۶۴	تمباکو	فدان ۸۶۰	فدان -

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
مکی اور جوار	۱۴۵۹۹۰۶	۱۵۳۰۹۸۳	حلبی و فینو گریک	۱۳۳۳۸۴	۱۳۹۵۹۰	مٹر وغیرہ	۸۸۱۹	۷۱۶۹
کلورا گھاس	۸۷۵۶۱۱	۸۲۰۳۶۳	آلو و ترکاریاں	۳۷۲۳۳	۳۳۵۲۲	سن چینا و تیل	۶۰۵۰	۵۸۲۹
کپاس	۸۹۴۲۰۳	۸۶۱۳۳۱	نیشکر	۹۵۵۰۵	۹۴۵۳۹	ارنڈ و تیل	۱۳۱۳۳	۹۶۶۴
لوبیا و ماش	۶۳۸۶۱۱	۶۴۳۷۵۱	گلبین	۳۱۲۱۱	۳۸۷۰۴	کل فصل	۶۱۳۰۷۰۱	۶۱۴۵۸۴۹
جو	۴۵۶۰۷۵	۴۶۰۳۳۰	تخم تربوز و خربوزہ	۴۰۱۳	۳۳۱۸۰	رقبہ زیر زراعت	۵۰۲۳۷۰۱	-
مونگی موٹھ و مسور	۷۷۳۱۶	۷۵۷۵۶	سنگھاڑے	۱۳۱۴۳	۱۷۳۵۵	رقبہ دو فصلی	۱۱۰۸۰۰	-

مندرجہ ذیل جدول سے اوس تجارت کی بابت جو تین برسوں میں مصر کی دیگر ممالک سے ہوئی معلوم ہو جائے گی :-

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا				ان ممالک کو مصر سے گیا			
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ انگریزی	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ مصری
برطانیہ کلاں	۳۰۹۱۳۲۶	۲۹۸۵۵۳۶	۳۱۸۳۶۳۱	۶۶۹۰۶۱۹	۷۸۳۳۹۳۸	۷۲۳۳۳۵۵	۶۵۱۷۹۳۶	۱۰۹۰۰۲۲۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرہ روم	۱۳۹۲۱۲۷	۱۳۶۶۷۲	۱۱۳۳۵۸	۲۳۸۳۱۱	۳۳۵۵۷	۱۳۳۳۳۶	۱۲۰۹۰	۳۸۱۰
انگریزی مقبوضات آسٹریلیا وغیرہ	۶۰۹۹۷۴	۵۹۷۵۳۵	۴۹۳۹۳۹	۹۶۹۰۳۱	۳۳۹۱۳۸	۵۴۶۶۱۳	۵۳۰۷۰	۱۵۹۹۰۷
جرمنی	۱۷۹۰۵۸	۱۸۸۲۹۳	۲۳۰۹۴	۱۰۲۰۲۶۹	۳۱۱۹۷۰	۳۹۹۷۹۱	۲۵۷۸۵۲	۱۵۵۶۰۶۸
امریکا	۳۵۰۹۲	۳۷۵۰۸	۴۹۹۷۰	۲۸۳۲۲۷	۱۶۸۲۵۵	۲۴۷۰۳۴	۳۲۷۹۸۱	۶۸۹۱۶۸
آسٹریا ہنگری	۷۸۳۵۸۸	۷۲۳۰۵۱	۷۲۷۳۵۳	۱۲۵۸۵۲۳	۵۶۲۵۱۵	۴۶۷۰۳۳	۴۹۶۲۹۲	۹۰۰۷۷۴
بلجیم	۳۸۵۹۷۲	۲۳۰۵۵۷	۳۷۵۲۰۱	۷۲۸۰۸۵	۱۳۲۰۹۵	۸۵۰۶۴	۱۱۳۳۶۵	۱۹۲۱۷۱
چین و جاپان وغیرہ	۸۳۶۲۱	۸۱۷۹۷	۸۷۹۴۹	۳۰۳۹۸۲	۷۰۸	۱۲۱۰	۱۷۰۶۰	۲۰۶۱۷۸
فرانس	۸۵۵۳۳۵	۸۶۶۹۲۶	۸۸۶۳۵۲	۱۹۰۶۹۹۲	۱۰۷۹۳۰۷	۸۷۶۵۰۴	۸۸۹۳۵	
فرانسیسی مقبوضات بساحل بحیرہ روم	۲۲۸۴۴۳	۳۰۵۳۲	۳۳۰۷۲		۱۷۳۸۸	۲۳۵۶۰	۳۱۱۸۱	۱۲۰۶۱۵۰۹

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا				ان ممالک کو مصر سے گیا			
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
یونان	۳۳۶۰۴	۵۱۱۳۷	۵۸۹۹۸	۲۶۳۱۰۳	۱۰۵۸۱	۱۰۳۷۰	۷۷۲۵	۱۷۲۶۷
اٹلی	۳۷۷۰۲۱	۳۴۶۳۶۰	۳۳۷۹۴۶	۱۱۶۸۱۲۲	۶۱۱۷۴۶	۵۸۴۲۸۹	۵۸۷۱۳۵	۹۵۶۷۸۸
مراکو	۴۴۳۴۸	۳۷۲۸۳	۳۷۱۲۴	۴۹۲۰۳	۱۷۴۶	۱۲۱۹	۱۱۶۶	۱۷۴
ایران	۵۴۸۰۹	۲۵۹۰۳	۷۶	۴۶۲۰۳	-	-	-	۳۴۹۸
روس	۳۴۷۲۴۶	۳۸۷۰۳۸	۳۷۳۰۲۲	۷۵۰۰۴۴	۱۷۳۵۴۸۶	۱۷۸۶۶۰۲	۱۸۲۳۶۷۹	۱۳۳۹۹۶۱
ٹرکی	۱۹۰۰۶۶۱	۱۹۱۷۱۰۲	۱۸۱۲۸۳۷	۲۸۱۲۰۵۹	۲۶۸۱۵۰	۴۵۱۸۳۱	۳۴۲۳۹۱	۲۶۹۰۱۲
ہسپانیہ	-	-	-	۱۵۴۸۱۸۸	۱۵۷۳۰۰	۳۳۸۸۰۵	۲۲۸۴۸۵	۱۳۵۴۱۷۵
دیگر ممالک	۳۰۵۵۹۰	۳۳۷۳۰۰	۳۶۱۹۲۵		۱۹۰۶۳۸	۳۰۶۹۸۴	۱۷۶۲۲۵	
میزان	۹۰۹۱۳۸۱	۸۷۱۸۷۳۵	۹۲۶۶۱۱۶	۲۰۵۵۹۵۸۸	۱۲۳۳۱۳۱۸	۱۲۷۵۹۷۹۵	۱۱۸۹۲۸۷۵	۲۰۳۱۲۰۷۶

سنہ ۱۹۰۴ء کی برآمد میں سے ایک کروڑ ۱۸ لاکھ ۲۶ ہزار گنی کا مال اور درآمد میں سے ایک کروڑ ۹۷ لاکھ سو ہزار گنی کا مال بندر اسکندریہ کے رستے گذرا۔

جدول مندرجہ ذیل سے یہ معلوم ہوگا کہ سالہائے مندرجہ جدول بالا میں مصر کی تجارت درآمد و برآمد کے ایک ایک ہزار پونڈ مصری میں ممالک ذیل نے اتنے اتنے پونڈوں کا لین دین کیا یعنی اس سے اوسط تجارت فی ہزار پونڈ ہر ایک ملک کی معلوم ہو جائے گی جو اوس نے مصر سے کی۔

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر میں آیا			اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا		
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
برطانیہ کلاں	۳۳۷	۳۰۸	۳۴۴	۵۸۸	۵۶۶	۵۴۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرۂ روم	۱۵	۱۵	۱۲	۲	۱	۱
آسٹریلیا وغیرہ	۶۷	۶۹	۵۳	۲	۴	۴
جرمنی	۲۰	۲۱	۲۵	۲۳	۳۱	۲۲
امریکا	۴	۴	۵	۱۳	۱۹	۲۷
آسٹریا ہنگری	۸۶	۸۴	۸۱	۴۲	۳۶	۴۲

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر میں آیا			اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا		
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
بلجیم	۳۹	۳۶	۳۰	۱۰	۶	۱۰
چین و جاپان	۹	۱۰	۹	۱/۱۳	۱/۱۰	۱ ۱/۲
فرانس	۹۴	۱۰۳	۹۶	۸۱	۶۹	۷۵
فرانسیسی مقبوضات و قیصریہ روم (یعنی الجیریا، کارسیکا، ٹیونس وغیرہ)	۲	۴	۳	۱	۲	۲
یونان	۴	۶	۹	۱	۱	۱
اٹلی	۳۰	۳۸	۳۶	۴۶	۴۶	۴۹
مراکو	۴	۳	۴	۱/۲۰	۱/۱۵	۱/۱۰
ایران	۹	۵	۸	—	—	—
روس	۳۸	۳۴	۴۰	۱۴۰	۱۶۰	۱۵۳
ٹرکی	۲۰۹	۲۲۰	۱۹۶	۲۵	۲۵	۲۹
ہسپانیہ	—	—	—	۱۴	۱۹	۲۱
دیگر ممالک	۲۴	۴۸	۴۱	۱۳	۲۴	۱۵

پچھلے تین برسوں میں مصر کی تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اشیاء کی مالیت حسب ذیل تھی:-

اشیاء جو باہر گئیں				جو باہر سے آئیں			
نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری		پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
کپاس	۸۸۲۸۰۳۴	۸۵۲۵۹۶۳	۸۱۸۹۹۶۰	سوتی پارچہ جات	۱۵۴۱۹۰۰	۱۳۲۰۸۳۸	۱۴۸۴۹۶۵
بنولے	۱۹۲۳۶۰۰	۱۸۴۰۴۵۶	۱۲۵۶۴۲۹	ریشمی اونی پارچہ جات و کتان ملبوس پوشاک وغیرہ	۱۳۰۳۴۰۰	۱۱۵۰۱۲۵	۱۱۶۸۰۹۸
قند	۶۸۶۵۰۰	۶۶۰۶۹۳	۹۴۹۲۹۳	کوئلہ	۹۱۶۵۰۰	۸۳۰۲۸۴۷	۸۹۲۱۰۳۰
لوبیا وغیرہ	۹۹۳۰۰۰	۷۸۶۹۵۸	۹۸۲۰۳۹	جواہرات وغیرہ	۳۶۶۵۰۰	۳۵۶۹۰۳	۳۶۱۹۶۱
گیہوں	۲۳۸۹۰۰	۸۳۹۵۲	۱۱۰۹۳۶	لکڑی	۹۵۸۳۰۰	۳۳۹۳۸۲	۵۰۶۶۹۳

نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
اشیاء جو باہر گئیں				جو باہر سے آئیں			
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری		پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
چاول	۱۳۶۱۰۰	۱۵۱۳۰۰	۹۹۳۰۸	قہوہ	۲۸۹۱۵۰	۲۹۳۳۱۸	۲۶۳۳۹۳
مکی	۱۱۹۰۰	۵۸۲۰	۶۶۰۴۶	شراب بیئر سپرٹ وغیرہ	۲۹۳۸۵۰	۳۰۹۹۹۷	۲۸۳۲۳۲
کچا چمڑا اور کھالیں	۸۹۱۰۰	۹۳۷۹۳	۸۲۵۳۶	تمباکو و سگار	۳۴۹۵۰۰	۴۲۴۱۷۷	۴۹۸۸۸۳
پیاز	۱۱۳۵۰	۱۳۶۰۹۸	۱۶۰۹۶۸	سوتی کپڑا اور ذوسوتی	۳۲۳۳۵۰	[illegible]	۲۸۹۹۹۰
اون	۳۳۵۰	۴۸۱۵۰	۴۷۸۳۵	کلین	۲۷۲۵۰۰	۱۵۲۰۷۵	۲۸۷۲۵۸
سوجی کی چوکر	۱۳۷۰۰	۳۳۹۰	۹۲۳۴	فولادی اور آہنی اسباب	۳۰۲۵۰۰	۳۳۲۹۷۰	۳۹۲۹۱
موٹھ مونگی	۴۴۳۰۰	۲۳۷۲۹	۱۶۵۹۵	نیل	۲۳۹۹۰۰	۲۰۸۴۲۷	۲۰۰۹۵۹
گوند	۵۹۹	۱۱۷	۳۰۱۸	تازہ و خشک میوہ	۲۷۳۰۰۰	۲۴۳۰۱۰	۲۴۱۲۳۳
				حیوانات	۲۲۴۱۰۰	۱۸۷۶۹۹	۱۸۰۹۱۵
				گندم و سوجی	۳۰۴۹۰۰	۳۳۷۸۱۵	۱۷۸۱۹۵
				چاول	۱۵۲۱۱۹	۱۲۳۵۲۵	۱۰۲۶۹۷
				قند مصفیٰ	۳۰۹۰۰	۲۵۹۲۳	۲۸۵۹۷

محصول تمباکو سے سنہ ۱۸۹۲ء میں ۶۵۵۲۹۶ پونڈ مصری سنہ ۱۸۹۳ء میں ۶۸۸۶۶۰ پونڈ مصری اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۹۳۲۷۴۹ پونڈ مصری وصول ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار گنی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۴ ہزار گنی وصول ہوئیں۔

چونکہ اسباب تجارتی مصر میں داخل ہو کر مبصرین اوسکی پڑتال کرکے مالیت مقرر کرتے ہیں۔ مالیت کا اندازہ دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ ایک تو بجنسہ وہ قیمت معلوم کی جاتی ہے جتنی پر وہ اسباب اصلی ملک میں خریدا گیا۔ اور اس قیمت پر کرایہ ڈھوائی اور بیمہ کی اجرت وغیرہ کل اخراجات اضافہ کرلئے جاتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس بندرگاہ میں اسباب اترے اس بندرگاہ میں تھوک فروشی کے نرخ سے اوسکی قیمت ہو اور اسمیں سے دس فیصدی کم کردی جاتی ہے۔ تاہم وصولی محصول درآمد برآمد میں سہولیت پیدا کرنیکی غرض سے حکام محکمہ متعلقہ سوداگروں سے گفتگو کرکے مندرجہ بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کی بنا پر [illegible] مثلاً پارچہ سوتی نیل کوئلہ چاول مٹی کا تیل۔ وغیرہ [illegible] ہیں۔

مندرجہ بالا جدولوں میں جو پرمٹ خانوں کے نقشوں سے مرتب کیگئی ہیں۔ اندازہ کی گئی قیمتوں کے مطابق مالیت درج کی گئی ہے۔ اور اوسمیں محصول کی مقدار جو مالیت پر ۸ فیصدی کے حساب سے لیا جاتا ہے شامل نہیں کی گئی۔ برآمد کی تقریباً تمام اجناس کے لئے بھی محصول مقرر ہے جو بعض پر بامحاری شرحوں اور بعض پر سابق کی شرحوں کی مطابق جو شرحیں محصول درآمد کیطرح معین کیجاتی ہیں لیا جاتا ہے۔

اجناس کی مقدار سوداگروں کے بیانپر درج کی جاتی ہیں اور محکمہ پرمٹ خانہ اونکی پڑتال کرتا ہے۔ باہر سے لانے والے یا باہر کو لے جانے والے سوداگر مال کے آنیکا ملک اور جس ملک کو وہ لیجایا جائیگا بتلاتے ہیں اور پرمٹ خانہ کے مخبر اور تلاشی کنندگان حتی الوسع اونکے بیانوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ پرمٹ خانہ کے نقشوں سے صرف عام تجارت کی مقدار معلوم ہوتی ہے۔ اگر اوسی درآمد کی مقدار معلوم کرنی ہے جو خاص مصر میں صرف ہوتی ہے تو درج شدہ مقدار اور مالیت سے اون اشیاء اور اسباب کی مالیت وضع کرنی چاہیئے جو پھر باہر چلی جاتی ہیں مگر ایسے اسباب کی مالیت کوئی بہت بڑی نہیں۔ اور بمشکل ۳ یا ۴ لاکھ پونڈ ہوتی ہے جنمیں سے نصف قسم کا تو وہ تمباکو ہوتا ہے جو مصر میں داخل ہوکر پھر سگرٹوں اور چرٹوں کی شکل میں باہر چلا جاتا ہے۔ جو اسباب مصر کو رستہ دیگر ممالک کو جانے کے لئے اسمیں داخل ہوتا ہے اوسکی زیادہ سے زیادہ مالیت چھہ لاکھ پونڈ سے زیادہ نہیں ہوسکتی جسمیں ۹/۱۰ حصہ تو اوس کوئلہ کی مالیت ہوتی ہے جو بندر سعید میں داخل ہوکر ایک فیصدی محصول درآمد ادا کرنے کے بعد پھر باہر چلا جاتا ہے جو اسباب عارضی طور پر بندرگاہوں میں امانت رکھا جائے یا پھر جہاز پر لاد دیا جاوے وہ ایسے اسباب میں شمار نہیں ہوتا جسے عبراہ یعنی ملک میں سے گذر ہوا لاکھا ہوا ہے۔ درست حساب رکھنے اور صحت کی تکمیل کے لئے حکام پرمٹ جو جد وجہد کرتے ہیں وہ اور تعین مالیت کا طریقہ ایسا عمدہ ہے کہ مصر کے تجارتی نقشوں کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حتی الامکان درست ہیں۔

مصر اور برطانیہ کلان کے درمیان پچھلے پانچ برسوں میں جو تجارت باہمی ہوتی اوس کی سالوار مالیت نقشہ ذیل سے منکشف ہوجائیگی۔ جو انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں سے مرتب کیا گیا ہے۔

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۲ء
مصر سے برطانیہ کلان کو گیا	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
	۸۳۶۸۸۵۱	۱۰۶۵۸۲۸۸	۱۰۵۲۵۲۳۰	۸۸۴۵۲۴۶	۹۳۸۴۸۰۱	۱۲۹۸۳۷۶۲
برطانیہ کلان سے مصر کو آیا	۳۳۸۱۸۳۰	۳۷۸۹۲۳۸	۳۱۹۲۵۹۲	۳۳۶۳۷۴۵	۳۹۹۵۳۹۰	۶۴۳۹۹۳۶

نقشہ ذیل سے اون بڑی بڑی اشیا اور اجناس کی مالیت معلوم ہوگی جو مندرجہ بالا سنین میں مصر سے

برطانیہ کلاں کو گئیں اور وہاں سے آئیں۔

سال	مصر سے برطانیہ کلاں کو گئیں				برطانیہ کلاں سے مصر کو آئیں			
	کپاس	بنولے	قند	لوبیا [illegible]	[illegible] پارچہ	کوئلہ	لوہا	کلیں
سنہ ۱۸۹۰ء	۵۳۰۰۹۹۳۶	۱۹۰۵۸۰۱	۱۰۰۹۹۰	۵۹۱۸۷۹	۱۵۳۰۵۸۲	۱۰۳۸۵۳۳	۱۵۳۸۱۳	۱۱۸۳۶۲
سنہ ۱۸۹۱ء	۶۳۶۸۹۰۵	۱۸۸۳۳۹۸	۱۵۰۷۶۷	۸۰۰۸۷۳	۱۷۲۵۴۹۹	۱۰۷۴۳۲۸	۲۱۹۹۲۰	۱۳۳۲۹۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۶۷۰۰۲۳۰	۲۱۹۶۷۰۹	۲۱۰۵۳	۳۹۴۶۹۳	۱۳۴۹۹۹۰	۹۵۲۵۷۷	۱۷۵۰۱۲	۱۱۸۳۲۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۵۳۶۳۸۱۷	۲۰۳۳۷۲۵	۲۵۵۳۸۱	۵۷۱۰۰۷	۱۵۹۹۱۷۶	۷۵۵۲۳۷	۱۷۳۲۰۳	۱۳۱۸۸۰
سنہ ۱۸۹۴ء	۵۶۸۵۵۳۸	۱۸۳۲۷۲۵	۱۹۰۱۳۸۲	۷۳۹۹۲۸	۱۷۷۳۲۰۹	۹۲۵۸۵۳	۱۹۱۰۳۳	۱۵۸۱۹۶
سنہ ۱۹۰۳ء	۹۴۴۳۲۹۵	۱۹۲۳۹۲۵	۳۶۵۱۹	۹۰۱۳۶	۲۳۱۸۲۲۵	۱۳۶۱۲۵۸	۳۷۱۹۱۲	۳۶۰۹۳۹

سنہ ۱۸۹۱ء میں ۵۲۰۰۵ پونڈ کی گندم مصر سے برطانیہ کلاں کو گئی اور سنہ ۱۸۹۴ء میں صرف ۳ پونڈ کی۔

جہازات وجہازرانی بندرگاہ اسکندریہ میں جس قدر جہاز پچھلے پانچ برسوں میں داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے انکی تعداد و وزن مجموعی اور قومیت مندرجہ ذیل دو جدولوں میں ظاہر کی گئی ہے۔ بندرگاہ اسکندریہ میں جیسے لنگرگاہیں گھاٹیں اور گودیاں مکمل ہو گئی ہیں گورنمنٹ مصر نے ان کاموں کے علاوہ جہازرانی کو اور زیادہ آسان کرنے کیلئے بندرگاہ میں ایک راستہ تین سو فیٹ چوڑا تیار کیا ہے۔ تاکہ جہازات جو طوفانی موسم میں بندرگاہ میں بوقت داخل ہوتے تھے فوراً سیدھا مستقیم داخل ہو سکیں۔ یہ نیا راستہ ۳۰ فیٹ عمیق ہے اور جولائی سنہ ۱۸۹۴ء میں جہازرانی کے لئے کھولا گیا تھا۔ سنہ ۱۸۹۴ء سے بعد اور بھی کئی اہم اضافے اور درستیاں اس بندرگاہ میں عمل میں آ چکی ہیں۔

سن	تجارتی جہازات جو بندر اسکندریہ میں داخل ہوئے		تجارتی جہازات جو بندر مذکور سے روانہ ہوئے	
	تعداد	وزن مجموعی ٹنوں میں	تعداد	وزن مجموعی ٹنوں میں
سنہ ۱۸۹۰ء	۲۰۱۹	۱۹۳۳۳۲۰	۲۰۳۰	۱۹۱۳۸۰۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۳۱۹۳	۱۸۰۷۷۱۶	۲۱۵۸	۱۷۶۵۷۱۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۲۳۱۴	۲۱۱۹۱۳۳	۲۲۹۱	۲۰۷۳۲۱۴
سنہ ۱۸۹۳ء	۲۲۷۱	۲۰۳۳۰۶۰	۲۲۳۳	۲۰۳۵۳۳۱
سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۷۵	۲۳۳۱۱۲۵	۲۳۹۶	۲۲۰۱۹۸۲
سنہ ۱۹۰۳ء	۳۳۳۶	۳۷۸۱۹۱۲	۳۳۱۵	۳۸۰۹۵۸

جدول دوم. تعداد تجارتی جہازات با لحاظ قومیت جو سنہ ۱۸۹۴ء میں بندر میں داخل اور روانہ ہوئے۔

	آمد		روانگی	
قومیت	تعداد جہازات	وزن مجموعی	تعداد جہازات	وزن مجموعی ٹنون مین
انگریزی سنہ ۱۹۰۳ء	۷۱۶	۱۱۹۳۱۷۷۴۱	۷۱۶	۱۲۱۱۵۵۳
انگریزی سنہ ۱۸۹۴ء	۶۹۸	۹۸۸۸۵۰	۶۹۹	۹۹۸۴۸۵
فرانسیسی سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۵	۳۰۵۲۸۸	۱۱۵	۳۰۵۲۰۳
فرانسیسی سنہ ۱۸۹۴ء	۱۴۱	۲۹۲۲۳۶	۱۴۰	۱۹۳۹۴۹
آسٹریا کے سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۲	۲۲۷۶۴۱۳	۱۰۱	۲۲۳۵۰۹۵
آسٹریا کے سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۹	۱۹۶۳۰۷	۱۳۳	۱۹۳۹۴۹
عثمانیہ سنہ ۱۹۰۳ء	۱۸۸۹	۲۲۹۰۷۴	۱۸۶۴	۲۳۳۹۸۵
عثمانیہ سنہ ۱۸۹۴ء			۹۸۲	۲۳۵۴۳۸
روسی سنہ ۱۸۹۴ء	۸۴	۱۵۵۲۸۶	۷۸	۱۴۳۱۳۷
اطالین سنہ ۱۹۰۳ء	۱۸۲	۳۱۰۱۱۰	۱۹۱	۳۲۰۹۳۴
اطالین سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۷	۲۳۰۴۷۵	۱۳۳	۳۱۱۳۴۵
سویڈن اور ناروے کے سنہ ۱۸۹۴ء	۴۲	۵۹۰۳۶	۳۹	۵۲۸۸۴
یونانی سنہ ۱۸۹۴ء	۱۵۳	۲۲۳۱۴	۱۳۶	۲۹۴۱۴
جرمن سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳	۳۳۴۷۵	۲۳	۳۳۴۷۵
ہسپانیہ کے ؍؍	۱	۹۰۱	۱	۹۰۱
بلجیم کے ؍؍	۔	۔	۔	۔
ڈنمارک کے ؍؍	۵	۶۹۳۷	۵	۱۲۲۱
ڈچ یعنی ہالینڈ کے ؍؍	۱	۱۲۳۱	۱	۱۳۲۱
پرتگیز ؍؍	۔	۔	۔	۔
یروشلیم کا جھنڈا لگنے والے سنہ ۱۸۹۴ء	۵	۳۱۳	۴	۱۶۶
جزیرہ سموس کے ؍؍	۳۹	۲۷۱۳	۱۶	۲۳۳۵
مانٹی نیگرو کے ؍؍	۴	۸۷۴	۷	۱۷۲۳
میزان سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۷۵	۲۲۳۱۱۳۵	۲۳۹۷	۲۳۰۱۸۸۵

نہر سویز: سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی بڑی قوموں کے جو جہاز نہر سویز میں ہو کر گذرے اونکی تعداد اور مجموعی وزن بتلایا ہے۔

کمپنی نے ان ۱۷۶۶۰۲ حصص کے جمیع منافعوں کی کفالت پر ایک لاکھ بیس ہزار تمسک جاری کئے کہ ان حصّوں سے جو منافع ملے وہ اس قرضہ کے تمسک داران یعنی قرضخواہوں کو دیا جاوے مگر مقدار منافع میں سے اس قدر رقم سالانہ فنڈ بے باقی کے لئے وضع کر لی جایا کرے کہ سنہ ۱۹۹۴ء تک وہ قرضہ یعنے تمسک بیباق ہو جاویں۔

کمپنی مذکور کے بنیادی قوانین کے روسے قرار دیا گیا ہے کہ سرمایہ کا خالص منافع اگر پانچ فیصدی سے زیادہ ہو تو فاضلہ رقم اس طرح تقسیم کی جاوے (۱) فاضلہ کا ۱۵ فیصدی مصری گورنمنٹ کو (۲) ۱۰ فیصدی بانیوں کے حصص کو (۳) ۲ فیصدی ملازمان کمپنی کو (۴) ۷۱ فیصدی ۴۰۰۰۰۰ حصص کو (۵) ۲ فیصدی منیجنگ ڈائرکٹروں (مہتمموں) کو سنہ ۱۸۹۶ء میں خالص منافع ۴۳۳۶۷۰۳۰ فرینک ہوا۔

وسایل آمد و رفت و خط و کتابت یکم جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو مصر میں ۱۰۹۸ میل سرکاری اور ۷۲ میل کمپنیوں کی کل ۱۱۷۰ میل ریل جاری تھی جنمیں سے ۹۰۹ میل ڈلٹا یا مصر البحری میں تھی اور ۲۶۱ میل مصر الصعید میں۔ انکے علاوہ ۲۷۵ میل زیر تعمیر تھے۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو ۱۲۴۳ میل طویل ریلوے سرکاری ملکیت تھی۔ اور ۷۸۰ میل زرعی ریلوے کمپنیوں کی ملکیت۔ ہر دو میں سے علی الترتیب ۸۸۵ و ۵۵۳ میل ڈلٹا میں ہیں۔ اور ۳۵۸ و ۲۲۸ بالائی مصر میں۔ ان لمبائیوں میں قاہرہ کی مضافاتی ریل از قاہرہ تا حلوان ۱۶ میل طویل اور سوڈان فوجی ریلوے تا خرطوم شامل نہیں۔ مصری ریلوے لائین چار فیٹ ۸½ انچ عرض پیمانہ کی ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے پچھلے چند برسوں میں سرکاری ریلوں کی جسقدر لمبائی تھی اور دیگر مراتب معلوم ہو جائینگے۔

سنہ	لمبائی لائن کی	تعداد مسافران	مقدار مال جو ڈھویا گیا	خالص بچت
	میل		ٹن	پونڈ مصری
سنہ ۱۸۹۰ء	۹۶۱	۳۶۹۶۳۸۶	۱۶۳۱۴۹۳	۷۹۸۳۱۸
سنہ ۱۸۹۱ء	۹۹۳	۵۶۱۲۲۵۶	۲۱۳۷۲۵۸	۹۳۵۰۰۹
سنہ ۱۸۹۲ء	۹۹۹	۷۰۳۷۲۹۵	۲۲۵۶۵۵۶	۹۵۱۹۲۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۱۰۸۰	۹۳۰۱۰۸۱	۲۱۱۳۰۰۲	۹۱۸۵۸۷
سنہ ۱۸۹۴ء	۱۰۹۷	۹۸۲۷۸۱۲	۲۳۹۱۸۹۸	۱۰۰۷۰۷۰
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۳۹۳	۱۳۰۱۳۹۵۷۳	۳۰۰۳۹۹۰	۱۲۲۳۳۶۱

سن	لمبائی لین کی	تعداد مسافران	مقدار مال جو ڈھویا گیا	خالص بچت
سنہ ۱۹۰۲ء	۱۳۹۳	۱۲۵۶۳۵۵۱	۳۹۰۴۴۹۸	۱۰۵۹۱۰۳
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۰۳۹	۱۳۴۹۵۱۶۶۶	۳۰۵۹۸۹۱	۱۰۶۳۶۹۱

سنہ ۱۸۹۴ء میں کل آمدنی ریلوے سے ۱۷۷۴۸۹۰۳۲ پونڈ مصری۔ اور خرچ ۷۷۶۵۰۲۲ پونڈ مصری یعنی آمدنی سے تقریباً ۴۳ فیصدی ہوا سنہ ۱۹۰۳ء میں کل آمدنی ۱۳ لاکھ ۹۳ ہزار ۹۹۳ گنی ہوئی اور خرچ ۱۱۳۴۲۹۶ گنی یعنی آمدنی کا ۱۱۷۱۵ فیصدی حصہ۔

تار سنہ ۱۸۹۴ء کے اخیر پر سرکاری سلسلہ تار برقی کی لمبائی ۲۲۹۹ میل۔ اور اونکی تاروں کی ۱۲۴۴ میل تھی۔ گورنمنٹ نے ایک ٹیلیفون کمپنی کو شہروں میں ٹیلیفون کی تاریں کھینچنے کا اجارہ دیا ہے۔ ایسٹرن (مشرقی) ٹیلیگراف کمپنی کو بھی اسکندریہ سے براہ قاہرہ سویز تک۔ اور بندر سعید سے سویز تک تار کھینچنے اور نیز اپنے سلسلہ تار برقی کو انگلستان اور ہندوستان کے سلسلوں سے ملانے کی اجازت عطا ہوتی ہے۔ (جسکو مطابق وہ ایک کمپنی ہے مؤلف) سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۱۱۸۸۷۶۵۔ اور سال سابق میں ۱۶۲۱۸۶۴ پیغام سرکاری تار برقیوں سے روانہ کئے کمپنی کے پیغام علیحدہ رہے۔ آخر سنہ ۱۹۰۳ء میں سلسلہ تار ۲۵۹۲ میل اور اونکی تاریں ۸۰۶۸ میل لمبی تھیں۔ قاہرہ و اسکندریہ کے درمیان ٹیلیفونی سلسلہ بھی قائم ہے جو بہت مقبول ہوا ہے۔ مصر میں کل ٹیلیفونی سلسلے ۳۳ ہیں جنکی لمبائی ۴۳۲ میل اور انکی تاروں کی ۹۰۸ میل ہے سنہ ۱۹۰۳ء میں مصری تارگھروں نے علاوہ سرکاری پیغاموں اور کمپنی کے پیغاموں کے ۲۷۶۹۱۱۹۰ پیغام پہونچے۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۴۲۸۵۹۷۔

مصر کے شہروں میں ۲۵۲ ڈاک خانے ہیں۔ اور انکے علاوہ ۴۰۵ سفری اور ۱۳۸۳ دیہاتی ڈاکخانجات ہیں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۴۰۳ ڈاکخانے ۳۸۹ سفری اور ۸۰۴ دیہاتی ڈاکخانے تھے مصر کے ڈاکخانوں میں اب وہ تمام کام ہوتے ہیں جو کہ دیگر مہذب ممالک کے ڈاکخانہ کرتے ہیں سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۹۰۲ء میں مصری ڈاکخانوں میں جو خطوط۔ پوسٹکارڈ۔ اخبارات وغیرہ آئے اونکی تفصیل یہ ہے:۔

قسم خطوط		ملکی	غیر ملکی	میزان
لفافے پوسٹکارڈ	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۰۰۹۰۰۰۰	۳۱۰۷۵۰۰	۱۳۱۶۶۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۱۵۵۶۰۰۰۰	۳۳۸۵۰۰۰	
اخبارات وغیرہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۴۳۹۰۰۰	۳۲۱۳۵۰۰	۶۶۰۳۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۹۳۸۰۰۰۰	۱۵۱۵۰۰۰	۱۰۹۹۵۰۰۰
میزان	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳۵۵۰۰۰۰	۲۵۳۰۰۰۰	۳۱۰۷۰۰۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۲۵۴۹۰۵۰۰	۵۱۹۹۰۰۰	۳۰۵۸۹۵۰۰

سنہ ۱۸۹۴ء میں منی آرڈروں کی تعداد ۳۴۲۴۷۰۰۔ اور اونکی مالیت ایک کروڑ بیالیس لاکھ پونڈ مصری تھی

اور سنہ ۱۹۰۲ء میں قند او ۷ لاکھ ۲۶ ہزار دو سو اور مالیت ایک کروڑ ۸ ولاکھ ۵ ہزار چار سو گنی۔ غیر ملکی خط و کتابت میں ہوا ۳ فیصدی سنہ ۱۸۹۴ء میں برطانیہ کلان کے ساتھ ہوئی اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۲ فیصدی۔

سکے۔ اوزان۔ اور پیمانے

سکے ۳ پیاستر طارف = ۱ ملیم۔ پونڈ مصری = ۱۰۰۰ ملیم یا ۱۰۰ پیاستر طارف کے۔ $97\frac{1}{2}$ پیاستر طارف = ایک پونڈ انگریزی۔ $77\frac{3}{20}$ پیاستر = ۲۰ فرنیک یا طلائی نپولین کے۔ مصری پونڈ کا وزن $8\frac{1}{2}$ گرام ہوتا ہے۔ اوس میں $\frac{875}{1000}$ حصہ خالص سونا یعنی $\frac{437}{1000}$ [illegible] گرام ہوتا ہے۔ دس پیاستر کا نقرئی سکہ وزن میں $12\frac{1}{2}$ گرام ہوتا ہے۔ اوسمیں $\frac{9}{10}$ حصہ یعنی $11\frac{1}{4}$ گرام خالص چاندی ہوتی ہے۔ مصر کے نقرئی سکہ میں سنہ ۱۸۸۵ء و سنہ ۱۸۸۶ء میں مکمل اصلاح کی گئی۔ اس سے پہلے یوروپ کے تمام ملکوں کے سکے عام مروج تھے۔ مگر اب غیر ملکی نقرئی سکے پر بٹہ لیا جاتا ہے۔ خدیو کی فرمان مورخہ یکم اگست سنہ ۱۸۷۵ء کے روسے سنہ ۱۸۷۶ء کی یکم جنوری سے مصر میں میٹریکل سسٹم کے پیمانوں اور وزنوں کو جاری کئے جانیکا حکم دیا گیا۔ اور اس قاعدہ کو پہلے سرکاری اور انتظامی بیوپاروں میں لازمی گردانا گیا۔

(انا ڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) مصری سکوں میں گنی یا پونڈ طلائی ہے۔ اور ۲۰-۱۰-۵-۲- اور ایک پیاستر مالیت کے سکے نقرئی۔ اور ایک پیاستر $\frac{1}{2}$۔ $\frac{1}{5}$۔ $\frac{1}{10}$ پیاستر کے سکے نکل کے اور $\frac{1}{20}$ اور $\frac{1}{40}$ پیاستر کے پیتل کے۔ چاندی کے سکے صرف دو پونڈ کی رقم تک قانوناً قرضہ وغیرہ میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ رقم ہو تو طلائی سکے میں ادا ہونی چاہئیے۔ چند سالوں سے مصری گنی مضروب نہیں ہوتی۔ نہ خزانہ سے وہ جاری کیگئی ہے۔ بنابریں مصر و سوڈان میں زیادہ تر چلن انگریزی پونڈ ہی کا ہے۔ مصری سکے اب برمنگہم (انگلستان) کی ٹکسال میں مضروب ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۷ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک حسب ذیل مالیت کے مختلف دہات اور پرانے سکوں سے مضروب ہوئے۔

سال	طلائی	نقرئی	نکل	پیتلی	میزان
	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
سنہ ۱۸۸۷-۱۹۰۲ء	۵۲۰۲۴۰۰	۱۹۸۰۲۶۹۴۹	۲۵۸۳۶۶۰۲	۱۰۰۲۴۶۶	۲۳۰۰۶۸۴۱۷
سنہ ۱۹۰۳ء	-	ایک کروڑ	پچاس لاکھ	ایک لاکھ	ایک کروڑ ۵۱ لاکھ
میزان	۵۲۰۲۴۰۰	۲۰۸۰۲۶۹۴۹	۳۰۸۳۶۶۰۲	۱۱۰۲۴۶۶	۲۴۵۰۶۸۴۱۷

غلے کے پیمانے۔ غلہ کی مقدار پیمانہ اردب میں [illegible] گیلن کے برابر

ہوتا ہے۔ اردبہ کے مختلف وزن حسب ذیل ہیں:۔
ایک اردبہ گندم = ۳۱۵ رطل۔ ایک اردبہ لوبیا وغیرہ = ۳۲۰ رطل۔ جو = ۲۵۰ رطل۔ مکی = ۳۱۵ رطل۔ بنولے = ۲۷۰ رطل۔

اوزان — اوقیہ = $\frac{۳۲۰۶}{۱۰۰۰۰}$ ۱ اونس کے۔ رطل = $\frac{۹۹۰۴۹}{۱۰۰۰۰۰}$ پونڈ کے۔ اوقی = $\frac{۷۵۱۳}{۱۰۰۰۰}$ ۲ پونڈ کے
قنطار = ۱۰۰ رطل = ۳۶ اوقی = $\frac{۰۴۹۲}{۱۰۰۰۰}$ ۹۹ پونڈ کے۔

طولانی پیمانے — درع بلدی = $\frac{۸۳۲۵}{۱۰۰۰۰}$ ۲۲-۱ انچہ۔ درع معماری = $\frac{۵۲۸۱}{۱۰۰۰۰}$ ۲۹-۱ انچہ
قصابہ = $\frac{۷۶۶۳}{۱۰۰۰۰}$ ۱۳۹-۱ انچہ۔

سطحی پیمانے — فدان = $\frac{۳۸۰۵}{۱۰۰۰۰}$ ۱-۱ ایکڑ کے۔ مربع پق = ۶ مربع فیٹ ۷ انچہ۔ یہ پیمانہ چھوٹے چھوٹے قطعات ارضی اور مکانات وغیرہ کے ناپنے میں مستعمل ہوتا ہے۔

سفرائے و ایلچیان — ملکہ انگلستان کی طرف سے قاہرہ میں ایجنٹ اور قونصل جنرل اور خاص ایلچی۔ لارڈ کرومر جی سی بی۔ جی سی ایم جی۔ کے سی ایس آئی سی آئی ای۔ (اب بھی یہی ہیں) اور موجودہ کونسلر مسٹر فنڈلے ہیں۔
سکرٹریان۔ رینل راڈ سی ایم جی۔ کونٹ ڈی سالیس۔ ای مچل اینز۔ آنریبل آرتھر سنائلی
قونصل جنرل اور جج بمقام اسکندریہ۔ سر چارلس کگسن۔ کے سی ایم جی۔ سی بی۔ (موجودہ مسٹر گولڈ)
قونصل بمقام قاہرہ۔ ریلیف بارگ سی ایم جی (موجودہ مسٹر البن)
ان کے علاوہ طنطا۔ زقازیق و میاط۔ بندر سعید سویز اور سواکم میں انگریزی قونصل مامور ہیں۔ (اسوقت مضون۔ طنطا۔ زقازیق۔ برکۃ اللمب۔ ٹھیبس اور بندر سعید میں ہیں) امپیریل ٹرکش کمشنر بہ مصر ہز اکسلنسی دولتلو غازی مختار پاشا۔

صوبہ مصری و انگریزی سوڈان — (از اڈیشن سنہ ۱۸۹۹ء) سوڈان میں مصری اقتدار ساٹھ برس کے عرصہ میں بتدریج وسعت پاتی رہی کے بعد سنہ ۱۸۸۴ء میں مہدی کی بغاوت سے جاتا رہا اور علاقہ مذکور پر مہدی اور پھر اسکا خلیفہ سولہ سال تک قابض رہے۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں انگریزی اور مصری افواج نے مکرر تسخیر سوڈان کی مہم شروع کر کے ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو خلیفہ عبداللہ کی کامل ہزیمت پر اس کام کو مکمل کیا۔ نومبر ۱۸۹۸ء میں مصری افواج نے تعاقب کر کے خلیفہ کو بمقام غدیر جالیا۔ جہاں وہ مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا۔ اور اوس کے بقیۃ السیف ہمراہی اسیر ہو گئے۔ ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو انگلستان اور خدیو مصر میں باہم یہ قرار داد ہوئی کہ ۲۲ درجہ عرض البلد کے نیچے کے کل علاقہ کا انتظام ایک

گورنر جنرل کی تحویل میں رہے گا جسکو مصر کی گورنمنٹ بہ رضامندی انگلستان مقرر کیا کرے گی۔ اس صوبہ کے نظم ونسق کے لئے بھی چند شرائط وضع کی گئیں جن میں چند یہ ہیں پس صوبہ میں مصری اور انگریزی دونوں علم نصب کیا کریں گے۔ قوانین مصر یہاں نافذ ہوا کریں گے۔ مصر سے آنیوالے مال پر محصول درآمد نہ ہوگا۔ باقی ممالک کے مال پر مصری ٹیرف کے مطابق محصول لیا جائیگا۔ غلاموں کی درآمد برآمد ممنوع کی گئی اور اسلحہ۔ بارود ومخمرات کی تجارت بھی ناجائز قرار پائی۔

سودانی صوبہ مصر کی جنوبی سرحد سے شروع ہو کر جنوب میں علاقہ یوگنڈا تک پانچ درجہ عرض البلد شمالی تک چلا گیا ہے۔ اور شمالاً جنوباً تقریباً بارہ سو میل ہے۔ اور مشرق میں بحر قلزم ہے کہ مغرب میں وسط افریقہ کی ریاست واڈای تک چلا گیا ہے لیکن مغربی سرحد ابھی غیر معین ہے۔ کل رقبہ تخمیناً ساڑھے نو لاکھ میل مربع ہے۔ اور آبادی علی الحساب ۳۰ لاکھ۔ بندر مصوع جو پہلے مصر کا سودانی بندر تھا۔ اب اطالین مقبوضہ ارتیریا کے ماتحت ہے۔ اسی طرح قصبہ ہرار مصری حکومت نے وہاں کی مقامی امیر کے حوالہ کر دیا۔ جو اسوقت حبش کے تابع ہے۔ بندر تاجورہ انگلستان نے لے کر برٹش سومالی لینڈ میں ملا لئے۔ اطالین مقبوضہ ارتیریا اور سوڈان کی مشترکہ کا ہم اور حبش و سوڈان کی مشترکہ حد کا بڑا حصہ معین ہو چکا ہے۔ بڑے شہر یہ ہیں:۔ خرطوم پایہ تخت آبادی ۸ ہزار۔ ام درمان مہدی کا پایہ تخت و آباد کردہ۔ آبادی ۴۸ ہزار۔ حلفہ۔ مروی۔ بربر۔ الدامر۔ سواکن۔ کسالہ۔ کاملن۔ وادمدنی۔ دویم۔ الابیض۔ سوڈان اب تک درویش حکومت کے مظالم کے اثر سے نہیں سنبھلا۔ جس کی بے نظمی سے تجارت بالکل مفقود اور زراعت تقریباً معدوم ہو گئی تھی۔ تاہم شمالی حصہ بہت کچھ سنبھل گئے ہیں۔ جنوبی حصہ میں معادن بافراط موجود ہیں۔ اور یہاں بھی زمین نہایت زرخیز ہے۔ نیل ارزق کی متصلہ زمین کسی وقت کروڑہا من روئی پیدا کر سکے گی۔ اور اس کے جنگلوں میں بھی نہایت بیش قیمت لکڑی موجود ہے۔ نیل ابیض کے علاقہ کی گو زمین چنداں زرخیز نہیں مگر وہاں کے جنگلات بھی قیمتی درختوں سے مالا مال ہیں۔ کاردوفان کے جنگل گویا گوند کا گھر ہیں۔ اور بحر الغزال کے جنگل ربر کا مخزن۔ جنوب ترین ہموار علاقہ دلدلی اور مضر صحت ہے۔ اور مقام گوداکے نیچے نیل کا پاٹ بھی دریائی گھاس پھوس سے تقریباً ناقابل گذر ہو رہا ہے۔

سوڈان حسب ذیل بارہ صوبوں یا مدیریوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خرطوم۔ نیل ارزق۔ ڈنگولہ۔ بربر۔ کسلہ۔ سنار۔ کاردوفان۔ نیل ابیض۔ بحر الغزال۔ حلفہ۔ سواکن۔ بالائی نیل۔ بارہوں صوبوں کے گورنر فوج کے انگریز افسر ہی مقرر ہوتے ہیں۔ صوبے اضلاع میں منقسم ہیں۔ حاکم ضلع جو مامور کہلاتا ہے مصری اہلکار ہوتا ہے۔ ضلع اسوان جو پہلے سوڈان میں شامل تھا۔ دسمبر ۱۹۰۰ء سے مصر خالص کو منتقل ہو گیا ہے۔ ریاست

دارفر جو کاردوفان کے مغرب میں ہے مصری سوڈان میں شامل ہے۔ اور خراج ادا کرتی ہے۔ مگر وہاں کا اندرونی انتظام موروثی امیر کے ہاتھ میں رہنے دیا گیا ہے۔ سوڈان کے دیوانی و فوجداری ضابطے ہندوستان کے قوانین کے مطابق ہیں۔ اور چار انگریز جج مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر صوبہ میں فوجداری مقدمات کے لئے ایک عدالت قایم کی گئی ہے جسمیں گورنر یا جج اور مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں خفیف مقدمات انتظامی افسروں میں سے چیدہ اشخاص جو ہیں انکو اختیارات مجسٹریٹی دیئے جاتے ہیں۔ دیوانی مقدمات جج یا وہ موجود نہ ہو تو گورنر یا اوسکا نائب سماعت کرتا ہے۔ اپیل جوڈیشل کمشنر خرطوم کے پاس ہوتی ہے۔ خاص اسلامی معاملات کے متعلق مقدمات قاضیوں کے روبرو جو مصری سوڈان کے باشندے ہوتے ہیں پیش ہوتے ہیں سنہ ۱۹۰۴ء میں سوڈان کی آمدنی چار لاکھ ۶۹ ہزار پونڈ تھی۔ اور خرچ ۸ لاکھ ۴۹ ہزار پونڈ۔ تین لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کی کمی مصری خزانہ نے پوری کی۔

سررشتہ تعلیم قایم کیا گیا ہے۔ اور ابتدائی مکاتب کھل رہے ہیں۔ خرطوم کے پرائمری سکول میں ڈیڑھ سو اور ام درمان کے مدرسہ میں ۲۰۰ طلبا ہیں۔ گارڈن کالج خرطوم جو ۱۰ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے قایم ہوا ہے علمی و کتابی تعلیم کے علاوہ سائنس و صنعت کی بھی کامل درسگاہ ہے۔ اور مکمل کارخانہ صنعتی تعلیم کا رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ مدرسہ معلمین بھی ہے جسمیں سنہ ۱۹۰۳ء میں پچاس طلبا تھے۔ قاہرہ سے خرطوم تک ریل و تار موجود ہے۔ اور ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء سے آمدورفت کی عام اجازت ہو گئی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کے آغاز میں تار کا سلسلہ بالائی نیل کے مقام ٹانگ گیا تک پہنچ گیا تھا۔ اور بحیرہ قلزم کے بندر سواکن سے متصل مقام بربر سوڈان تک اوایل سنہ ۱۹۰۶ء میں ریلوے لائن مکمل ہو گئی تھی۔ جو دیگر سوڈانی لائنوں کی طرح تنگ پٹری کی ہے۔ اور لائنیں بھی زیر تعمیر ہیں۔

مہدی کی بغاوت سے پہلے غلام۔ طلائی ریگ۔ ہاتھی دانت شتر مرغ کے پر۔ گوند چمڑہ کھالیں بکثرت باہر جاتی تھیں۔ سردست گوند کی بڑی تجارت ہے۔ سوڈان جلد ہی کپاس کی بھی بڑی جگہ ہو جائیگا۔ گورنر جنرل۔ سر فرانسس ونگیٹ۔ سردار افواج مصر۔ سکرٹری جنرل۔ کرنل تامسن۔ انسپکٹر جنرل سر سلاٹن۔ ڈایرکٹر محکمہ خبر رسانی و ایجنٹ جنرل قایمقام قاہرہ کرنل جیکسن۔ فنانشل سکرٹری کرنل برنارڈ۔

۴۔ بوسینا و ہرزی گووینا

یہ دونوں صوبے ترکی عہدنامہ برلن کی رو سے انتظامی اور فوجی قبضہ کے لئے آسٹریا ہنگری کی گورنمنٹ کے سپرد کئے گئے۔ انکا نظم و نسق مجالس بوسینا کے اختیار میں ہے جسکا پریسیڈنٹ شہنشاہ آسٹریا کے قایم مقامی کی حیثیت میں اپنا کام انجام دیتا ہے۔ شہر سراجیو پراونشل گورنمنٹ کا صدر مقام ہے یہ گورنمنٹ جو خاص صوبہ ہی کے لئے

بالا میں اعلیٰ اقتدار کا تی اور آسٹری زبان میں "لینڈس ریجی رنگ" کہلاتی ہے تین محکموں محکمہ معاملات اندرونی محکمہ مال و محکمہ عدالت تعلیم پر مشتمل ہے۔ انتظامی مقاصد کے لئے یہ صوبہ چھ اضلاع (قریہ) اور ۴۸ تحصیلوں (بیضرک) میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ پراونشل گورنمنٹ کی امداد کے لئے ایک مجلس مشیران ہے جس میں ساراجیو کے مذہبی عہدہ داران اعلیٰ اور بارہ قائم مقام رعایا کے داخل ہیں۔ اسیطرح کی مجالس اضلاع تحصیلوں کے حکام کی امداد کے لئے مقرر ہیں۔

۱۸۹۵ء کی آمدنی کا اندازہ ۴۰۷۰۱۰۴ فلورن (فلورن = ۲ شلنگ کے) اور خرچ کا اندازہ ۴۷۹۰۸۰۴ فلورن کیا گیا ہے۔ اور ۱۸۹۶ء کے موازنہ میں ۹۰۰۰ ۳۵۵ فلورن کی ایک غیر معمولی رقم بوسینا و ہرزیگوینا کی فوج کے اخراجات کی بابت درج کی گئی ہے۔ ۱۹۰۵ء میں ۵ کروڑ ۴۱ لاکھ کرون آمدنی اور پانچ کروڑ ۳۱ لاکھ ۶۳ ہزار کرون خرچ تھا۔

یہ سنجق نووی بازار پر گو فوجی قبضہ آسٹریا کا ہے مگر اسکا ملکی انتظام ترکی کرتی ہے۔ ۱۸۹۵ء میں آبادی ۱۵۶۸۰۹۲ (مذکر ۸۲۸۱۰۸ - مونث ۷۳۹۹۱۲) تھی۔ مذہب وار تفصیل یہ ہے:۔ بوسینیا و ہرزیگوینا میں چھ اضلاع (قریہ) ہیں۔ اور انکا رقبہ ۲۳۲۶۲[1] مربع میل ہے۔

گریک اورینٹل کرسچین (مشرقی عیسائی پابند کلیسائے یونانی) ۶۷۳۱۶۱ - مسلمان ۵۴۸۶۳۲ - رومن کیتھولک عیسائی ۳۳۴۱۴۲ - یہودی ۸۲۱۳ - دیگر مذاہب ۳۸۹۹۔

باشندوں کی قومیت سروین ہے۔ صرف جنوبی اضلاع میں ارنوط (البنی) اور تمام علاقہ میں خال خال جپسی پائے جاتے ہیں۔ بڑے آباد شہر یہ ہیں:۔

ساراجیوو (صدر مقام) آبادی ۳۸۰۸۳ - موستار ۱۴۳۷۰ - بنجالوکا ۱۳۵۶۶ - دولیشا تزلہ ۱۰۲۲۷۔

ان صوبوں میں ایک اعلیٰ کالج - دو معمولی کالج - چار تجارتی سکول ۴۹۳ مکاتب ابتدائیہ - ایک مذہبی مدرسہ کلیسائی یونانی کے پادریوں کا - ایک مدرسہ رومن کیتھولک پادریوں کے لئے - اور ایک ٹریننگ کالج معلمین کے لئے ہے - (۱۹۰۵ء میں پانچ ٹیکنیکل سکول - ایک فوجی مدرسہ - ایک فوجی کالج - دس اعلیٰ زنانہ مدرسہ - ۹ تجارتی - ۳۲۱ پرائمری - ۴۵ پرائمری اسلامی مکتب - ایک یونانی مذہبی اور ایک کیتھولک مذہبی درسگاہ - دو ٹریننگ کالج - اور ایک دستکاری صنعتی و فنی سکول اس صوبہ میں موجود ہیں - اور عملی زرعی تعلیم دیہاتی مدارس میں رائج کی گئی ہے - تعلیم مفت ہے۔

ساراجیوو میں عدالت عالیہ ہے - اور اضلاع تحصیلوں کی عدالتیں ابتدائی عدالتیں متصور ہوتی ہیں۔

---

[1] اب ۵۴ ہیں۔ مولف۔ [2] ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں رقبہ ۱۹۷۰۲ مربع میل بتایا گیا ہے۔ مولف

زمین بڑی زرخیز ہے۔ مگر طریقہ کاشت نہایت ہی بھدا اختیار کیا جاتا ہے۔ ہرزی گووینا کی بڑی مشہور فصل تمباکو ہے مکی۔ گندم۔ جو۔ جئی۔ بھی پیدا ہوتی ہے۔ آلو بخارا اور انگور کی بکثرت کاشت ہوتی ہے۔ دونوں صوبوں میں پھل کی بہت افراط ہے۔ زرعی آبادی پچھلے ... لاکھ یعنی کل میں ۸۸ فیصدی ہے۔ اور کل رقبہ کے ۴۸ فیصدی پر جنگل ہیں۔ تمباکو پر سرکاری اجارہ ہے۔

ہرزی گووینا میں انگور کی کاشت ہوتی ہے۔ لیکن اوزن ... اتنا پیدا نہیں ہوتا کہ مقامی ضرورت کو بھی کفایت نہیں کرتی۔ چقندر کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے بمقام اُسووا ایک سرکاری خانہ قندسازی کا ہے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں دونوں صوبوں میں ۲۲۳۳۴۳ گھوڑے۔ ۱۴۱۶۲۳۹ مویشی۔ ۹۴۷۳۴۱ بکریاں۔ ۳۲۳۰۷۲۰ بھیڑیں۔ اور ۴۲۲۳۴۰ خنزیر تھے۔

ریشمی کیڑوں کی پرورش کو بھی رواج دیا گیا ہے۔ عام پیشہ اور ذریعہ معاش مویشی پالنا اور چرانا ہے۔

معدنیات بافراط موجود ہیں۔ کانوں سے اب لوہا۔ تانبا۔ مینگنیز۔ کرومیم۔ سیسہ۔ جست اور کوئلہ نکالا جاتا ہے۔ بمقام ڈولنیا تُزلہ نمک کی کانیں موجود ہیں۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۴۲ دھات کی کانوں۔ ۶ دھات نکالنے کے کارخانوں اور دو نمک کی کانوں پر کام جاری تھا۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۲۲۴۴۸ ٹن نمک مالیتی ۲۸ لاکھ کرون پیدا ہوا۔ لوہا اور تانبہ کے کارخانے بھی ہیں۔ مٹی کا تیل بھی نکلتا ہے۔

سنہ ۱۸۹۳ء میں پندرہ لاکھ ۷۰ ہزار پونڈ کا مال (جس میں ... لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ کی کارخانوں کی بنی ہوئی اشیاء اور ۲ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ کی دھات اور کلیں تھیں) باہر سے آیا۔ اور ۱۴۳۲۵۰۰ پونڈ کا مال باہر گیا جس میں سے ۶ لاکھ ۱۶ ہزار پونڈ کے مویشی اور مویشی کی پیداوار تھی۔ اڑھائی لاکھ کے خشک کردہ بیر اور ایک لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ کے چوبی تختے۔ محصول درآمد برآمد کے مقاصد کے متعلق بوسنیا و ہرزی گووینا آسٹریا ہنگری کا علاقہ سمجھے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں نو کروڑ ۵۰ لاکھ کرون کا مال باہر گیا۔ اور ۸ کروڑ ۳۰ لاکھ کرون کا آیا۔ ۲۴ کرون = ایک پونڈ۔

ان میں اس وقت ۱۷۰۴ میل ریل اور ۲۳۰۱ میل سلسلہ تار برقی موجود ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۲۶۶۹۴۲۰ لفافے اور پوسٹ کارڈ ۴۴۴۳۴۳ مطبوعہ پیکٹ و نمونے اور ۱۲۰۸۹۹ اخبارات یہاں کے ڈاکخانوں سے روانہ اور تقسیم کئے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۹۶۷ میل ریل اور ۱۷۰۱ میل لمبا سلسلہ تار برقی تھا۔ ۹۴۴ میل لمبے تار گھر ۱۳۸۔ اور فوجی پیغام ۱۰۰۳۴۴۳ ٹیلیفونی سلسلہ ۵۰ میل لمبا تھا اور اس کے تار ۳۷۸ میل۔ اس سال ۳۳۱۹۹۴۹ خطوط و کارڈ اور ۴۰ لاکھ اخبار و پیکٹ ڈاکخانے تقسیم کئے۔

فوجی خدمت ۲۰ برس کی عمر والے پر لازمی ہے۔ دیسی فوجیں فوج پیدل کی بارہ پلٹنیں و صرف پلٹن

چار کمپنیوں کی ہیں جنمیں بوقت امن ۵۱۵۴ آدمی رہتے ہیں۔ آسٹریا ہنگری کی فوج قابض کی تعداد اسوقت ۲۸۶۴۸ ہے۔ دمقامی فوج اسوقت ۷۱سو ہے تفصیل ذیل ہے: چار پیدل رجمنٹیں۔ چار بٹالین بردی ریزرو۔ چار کمپنی قطار بار برداری۔ ایک بٹالین فوجی پولیس۔ آسٹریا ہنگری کی فوج قابض کی جمعیت اسوقت بیس ہزار ایکسو دس ہے۔ جسکے مصارف کے لئے آسٹرین حکومت پچیس لاکھ کرون سالانہ ان صوبوں کی آمدنی سے لیتی ہے۔ مسلمان رعایا آسٹرین جبر وتشدد سے سخت بیزار ہے۔ اور ہر سال ہزارہا مظلوم تنگ آکر ممالک عثمانیہ کو ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ سارا جیوو میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر ای بی فریمین

۵- جزیرہ قبرس

بحیرہ روم میں بلحاظ وسعت تیسرا جزیرہ ہے۔ ایشیاے کوچک کے ساحل سے ساٹھ میل اور شام کے ساحل سے ۴۱ میل ہے۔ ۴ جون ۱۸۷۸ء کے معاہدہ[1] قبرس کے رو سے جو انگلستان اور ٹرکی میں ہوا اس جزیرہ کا قبضہ و انتظام بچند وجوہات انگلستان کو دیدیا گیا۔ یہاں انگریزوں کیطرف سے ایک ہائی کمشنر مقرر ہے۔ موجودہ کمشنر سر والٹر جوسف سینڈل کے سی ایم جی ہیں۔ جو سنہ ۱۸۹۲ء میں مقرر کئے گئے۔ انکی تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ ہے۔ انکو وہی اختیارات حاصل ہیں جو نوآبادیوں کے گورنروں کے معمولی اختیارات ہیں۔ ہائی کمشنر کی امداد کیلئے ایک اگزکٹو کونسل (مجلس عامل) مقرر ہے جسمیں فوجکا افسر اعلی گورنمنٹ قبرس کا چیف سکرٹری۔ کوئینز ایڈوکیٹ اور ریسیور جنرل شامل ہیں لیجسلیٹو کونسل میں ۱۸ ممبر ہیں۔ ۶ منجملہ حسب ذیل سرکاری عہدہ دار چیف سکرٹری۔ کوئینز ایڈوکیٹ۔ ریسیور جنرل۔ ڈائرکٹر محکمہ پیمائش۔ اور نیکوسیا کا کمشنر۔ اور بارہ ممبر (پانچ برس کی میعاد کیلئے) رعایا منتخب کرتی ہے۔ مسلمان ووٹر تین ممبروں کیلئے اور غیر مسلم ووٹر نو ممبروں کیلئے رائے دیتے ہیں۔

تمام عثمانی مرد۔ رعایا سرکار انگریزی اور وہ اجنبی جو ۲۱ برس کی عمر میں کم نہ ہوں۔ جزیرہ میں پانچ برس رہائش رکھ چکے ہوں۔ اور ان ٹیکسوں میں سے جو ویرکو کہلاتے ہیں کوئی ایک ٹیکس ادا کرتے ہوں۔ رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ چھ بڑے شہروں میں میونسپل کمیٹیاں موجود ہیں۔ جن جن کے ممبروں کو سکونت رکھنے والے مالکان مکانات اور محصول ادا کنندگان منتخب کرتے ہیں۔ میونسپل کمیٹی کا ممبر وہ شخص ہو سکتا ہے۔ جو ووٹر رائے دہندہ ہو۔ اور ایسی جائداد کی بابت محصول دیتا ہو جسکی سالانہ آمدنی بلحاظ آبادی شہر دس پونڈ سے بیس پونڈ تک ہو۔

---

[1] معاہدہ قبرس مندرجہ مظالم آرمینیا میں بالتفصیل درج ہے۔ مؤلف

جزیرہ کا رقبہ [۱] ۳۵۸۴ میل مربع - آبادی - دریوئے مردم شماری سنہ ۱۸۹۱ء ۲۰۹۲۸۶ ہے جن میں سے ۱۰۶۸۳۸ مرد اور ۱۰۲۴۴۸ عورتیں ہیں - فوج اس آبادی میں شامل نہیں - آبادی کی گنجانی کی اوسط فی مربع میل ۵۸ ۳۹/۱۰۰ ہے مسلمان ۴۷۹۲۶ - اور دیگر مذاہب کو چھوڑ کر زیادہ تر گریک چرچ کے معتقدین ہیں ۱۶۱۳۶۰ ہیں - سنہ ۱۸۹۰ء میں حساب لگایا گیا تھا - کہ اوسط پیدائش فی ہزار ۳۳ - اور اوسط اموات فی ہزار ۲۴ ہے

بڑے بڑے شہر یہ ہیں :-

نیکوسیا جو جزیرہ کا صدر مقام اور گورنمنٹ کا دار الریاست ہے آبادی ۱۲۵۱۵/۱۴۷۵۲ - بندرگاہ لارنا کا ۷۵۹۳/۷۹۶۴ - بندرگاہ لماسول ۷۳۸۸/۸۲۹۸ فاماگوسٹا بجہ وروشا ۳۳۶۷/۳۸۲۵ - پافو بجہ قطیمہ ۲۸۰۱/۳۴۴ - قرینیہ ۱۳۲۲/۱۴۳۹ -

جزیرہ چھ اضلاع پر منقسم ہے - جو مندرجہ بالا شہروں کے نام سے پکارے جاتے ہیں - دو یا تین پرائیویٹ ہائی سکولوں کے ماسوا باقی تمام مدارس جزیرہ کے ابتدائی ہیں - معائنہ مدارس کے لئے سرکاری انسپکٹر مقرر ہے - اور گورنمنٹ تعلیم کی امداد کے لئے ۳۰۳۳ پونڈ سالانہ عطا کرتی ہے - سنہ ۱۸۹۲ء میں ۳۱۰ عیسائی سکول تھے جنکی طلبا کی تعداد ۱۴۱۰۰ تھی - اور ۱۰۹ مسلمان مدارس میں ۳۷۰۵ طلبا تھے - سرکاری امداد کے علاوہ باقی کل خرچ سررشتہ تعلیم پر ۱۲۵۱۰ پونڈ سالانہ ہے - یہ رقم فیسوں چندوں اور اوقاف سے حاصل ہوتی ہے - یہاں دس ہفتہ وار اخبار جاری ہیں - دو انگریزی ہیں - ۶ یونانی اور دو ترکی [۲] ہیں - جزیرہ میں کل عدالتیں جنکی سنہ ۱۸۸۳ء میں اصلاح ہوئی تھی حسب ذیل ہیں :-

(۱) ایک عدالت عالیہ جو دیوانی فوجداری اپلیں سماعت کرتی ہے (۲) چھ فوجداری عدالتیں جنکو غیر محدود فوجداری اختیار حاصل ہیں (۳) چھ عدالت ہائے ضلع جنکو فوجداری کے محدود اور دیوانی کے غیر محدود اختیارات حاصل ہیں (۴) چھ مجسٹریٹی عدالتیں جنکو سرسری تحقیقات کا اختیار ہے (۵) دیہاتی منصفوں کی عدالتیں - عدالت عالیہ کے سوائے اور کل عدالتوں میں دیسی (مسلمان و عیسائی) جج شریک ہوتے ہیں - آبادی کے لحاظ سے جرایم کی مقدار بہت زیادہ ہے - اور باشندوں میں مقدمہ بازی کی شان ہے

---

[۱] سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں ۳۵۸۴ مربع میل - اور آبادی بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء ۲۳۷۰۲۲ درج ہے - بتفصیل ذیل

مسلمان ۵۱۳۰۹ عیسائی گریک چرچ ۱۸۲۷۳۹ - دیگر ۲۹۷۴ :-

[۲] ایک اعلیٰ تعلیمگاہ - چار مسیحی ہائی سکولز اور ایک اسلامی امدادیہ مدرسہ کے علاوہ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۴۲۷ مسیحی پرائمری مدارس (۲۳۸۵۳ طلبا) - ۱۲۳ اسلامی مدارس (۴۳۴۴ طلبا) تین ارمنی اور دو مارونی امدادی سکول تھے - اور مسیحی ۳۶ - اسلامی غیر امدادی وقفی مدارس یعنی کل عیسائی مدارس ۴۲۰ - و طلبا ۲۴۴۲۴ و اسلامی ۱۵۹ مدارس ۵۱۶۳۹ طلبا - گورنمنٹ سہ ہزار پانسو پونڈ سالانہ تعلیم پر خرچ کرتی ہے - یہاں آٹھ یونانی اور ایک ترکی ہفتہ وار اخبار ہے :-

جزیرہ میں ۱۳۳ انگریز سپاہی بھی ہیں۔ پولیس فوج کی کل طاقت ۷۰۹ جوان ہیں۔ اب ۷سو ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں چار ہزار مجرم جیلخانہ میں تھے۔

پانچسال گذشتہ کی آمدنی و خرچ حسب ذیل ہے۔ حسابی سال ۳۱ مارچ کو ختم ہوتا ہے۔

-	۱۸۹۰-۹۱ء	۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۹۲-۹۳ء	۱۸۹۳-۹۴ء	۱۸۹۴-۹۵ء	۱۹۰۳-۰۴ء
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
آمدنی	۱۹۴۹۳۶	۲۱۷۱۶۲	۱۸۹۹۳۳	۱۷۷۰۵۴	۱۹۷۰۹۳	۲۱۵۳۶۰
خرچ	۱۰۷۵۱۹	۱۱۲۷۴۲	۱۱۱۳۹۴	۱۱۷۶۵۴	۱۱۴۷۵۶	۱۴۰۲۸۴

آمدنی کی بڑی مدین یہ ہیں:-

پیداوار اراضی کا عشر (جو جنس میں لیا جاتا ہے) جائیداد غیر منقولہ اور تجارتی منافعوں کا ٹیکس ٹیکس بدل عسکریہ۔ بھیڑ بکری اور سوروں کا ٹیکس۔ محاصل درآمد و برآمد محصول آبکاری۔ اسٹامپ رسوم عدالت اور اجارہ نمک سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں آمدنی پرمٹ ۱۲۷۲۲ پونڈ ہوئی۔

قومی قرضہ کوئی نہیں۔ بروئے معاہدہ سنہ ۱۸۷۸ء ۹۲۸۰۰ پونڈ کی سالانہ رقم بطور خراج باب عالی کو ادا کرنی واجب ہے۔ مگر اسے عثمانیہ خزانہ میں براہ راست داخل کرنے کی بجائے سنہ ۱۸۵۵ء کے ترکی قرضہ ضمانتی کے قرضخواہوں کو دیدیا جاتا ہے۔ ماہ جون سنہ ۱۸۹۹ء میں برطانوی حکومت نے مقامی گورنمنٹ کو ۳ لاکھ ۱۴ ہزار پونڈ بغرض تعمیر بندر و ریلوے و آبپاشی وغیرہ کے لئے قرض دئے تھے۔ یہ پہلا و آخری قومی قرضہ ہے۔ برطانوی حکومت کو معمولی مصارف کے لئے بھی سالانہ کچھ کچھ مدد دینی پڑتی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۲-۰۳ء میں ۳۰ ہزار اور سنہ ۱۹۰۳-۰۴ء میں اوس نے ۸۷ ہزار پونڈ دئیے۔ یہ رقم آمدنی میں شامل کرکے جدول بالا میں درج کی گئی ہے۔

انگلستان کے شہنشاہی خزانہ سے جزیرہ قبرس کی گورنمنٹ کو حسب ذیل سالانہ امداد ملی ہے۔ سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء میں ۴۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء میں ۳۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء میں ۱۰ ہزار۔ سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء میں صفر۔ سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء میں صفر۔ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں ۳۵ ہزار۔

قبرس زراعتی ملک ہے۔ بڑی پیداواریں یہ ہیں۔ غلہ۔ کپاس۔ خروب۔ السی۔ زیتون۔ ریشم۔ کشمش۔ پھل ترکاریاں۔ پنیر۔ اون۔ کچا چمڑا۔ شراب۔ قابل زراعت رقبہ میں سے ایک تہائی مزروعہ ہے۔ دھاتیں بھی بافراط ہیں۔ سواحل سے ہر سال ۲۰ ہزار سے لیکر ۳۰ ہزار پونڈ تک کا اسفنج (جو دراصل ایک قسم کا دریائی جانور ہے) پکڑا جاتا ہے۔

تجارت درآمد برآمد و جہازات کی آمدورفت کا نقشہ پنجسالہ یہ ہے۔ تجارت کی مالیت میں نقدی

شامل نہیں۔

	سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
مالیت تجارت درآمد پونڈ انگریزی میں	۳۶۴۱۳۳	۳۴۴۱۲۵	۳۴۹۸۲۱	۳۱۱۹۸۶۲	۲۵۵۴۳۹	۳۵۴۵۳۲
مالیت تجارت برآمد پونڈ انگریزی میں	۳۹۹۶۴۰	۴۳۳۴۱۹	۲۹۰۱۱۵	۳۱۶۵۴۳	۲۵۶۹۰۲	۳۷۴۴۳۹
وزن جہازات آمدہ و روندہ ٹنوں میں	ٹن ۴۷۴۴۳۱	ٹن ۵۲۳۷۲۹	ٹن ۵۱۵۹۲۲	ٹن ۵۴۹۳۳۲	ٹن ۴۶۳۴۷۴	ٹن ۶۵۳۳۱۲

تجارت درآمد کی مالیت وہ درج کی جاتی ہے جو اوس کی مال اُترنے کی بندرگاہ میں ہوتی ہے۔ اور اس میں ڈھوئی۔ کرایہ قیمت خرید اور تمام دیگر اخراجات شامل ہیں۔ تجارت برآمد کی وہ مالیت درج ہی جو روانگی کے بندر میں جبکہ مال جہاز پر لدنے کو تیار ہوا وسکی ہوتی ہے۔ مقدار و مالیت اسباب سوداگرون کے بیان پر لکھی جاتی ہے۔ اور قابل محصول اشیاء کو واقعی وزن کرلیا یا ناپ لیا جاتا ہی جس ملک سے مال آئے یا جہاں جائے وہ بھی سوداگروں کے بیان پر لکھو جاتی ہیں۔ اور بیچکوں اور جہاز کی بلٹیوں سے اونکے بیان کی تصدیق کرلیجاتی ہی۔ جو مال باہر سے آتا ہے وہ قبرص ہی میں کھپتا ہی۔ اسکو رستہ دوسری جگہہ نہین جاتا۔

سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۹۰۳ء میں انگلستان سے $\frac{۹۲۴۵۶}{۸۳۸۲۲}$ پونڈ کا مال قبرص میں آیا۔ اور قبرص سے وہان $\frac{۹۲۴۳۹}{۱۳۲۴۴۵}$ پونڈ کا گیا۔ قابل محصول تجارت برآمد ۴۴۲۰۹ پونڈ اور محصول سے بری ۴۷۹۹۵ پونڈ تھی۔ آخر الذکر رقم میں ۷۶ ۱۹۹ پونڈ مالیت کی نقدی شامل نہیں۔

اشیاء برآمد گندم۔ جو۔ خروب۔ شراب۔ کپاس کشمش۔ ریشمی کوئے۔ کچے چمڑے اور کھالین۔ اون پنیر مسور ماش وغیرہ حیوانات۔ پہل اور ترکاریاں ٹہری ٹہری اشیاء درآمد سوتی و اونی پارچات۔ تمباکو ادویات چاول الکحل۔ لوہا۔ چمڑا بیٹی کا تیل۔ لکڑی۔ قند۔ صابن اور مستی برتن ۰

مروج سکے۔ انگریزی۔ ترکی اور فرانسیسی طلائی اور انگریزی نقرئی سکے۔ قبرصی پیاستر۔ نیم پیاستر اور چہارم پیاستر۔ نو قبرصی پیاستر ایک شلنگ کے برابر ہوتے ہیں۔ امپیریل عثمانیہ بنک نے جزیرہ میں اکثر جگہہ شاخیں کھولدی ہیں۔ ترکی پیمانے اور وزن مروج ہیں۔ موجودہ گورنر سر چارلس کنگس ریان سنہ ۱۸۹۸ء میں مقرر ہوا تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ۔ چیف سکرٹری کپتان ینگ تنخواہ ۸ سو پونڈ سالانہ۔

جزیرہ میں تقریبا سنہ ۱۸۹۱ء $\frac{۲۴۰}{۱۸۲۱}$ میل عمدہ سڑکین اور سنہ ۱۸۹۱ء $\frac{۲۴۰}{۲۴}$ میل سلسلہ تار برقی ہے۔ جو اسکندریہ اور شام سے ملا ہوا ہے۔ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں جملہ خطوط و پیکیٹ وغیرہ جزیرہ میں حسب ذیل تقسیم کئے گئے یعنی $\frac{۲۵۱۰۵}{۸۱۸۴۰}$ باہر سے

رقبہ ۴۵۷۷۹ مربع میل آبادی ... ۱۹۰۰ء ... یورپین ... باقی ... عرب ... [illegible]

ٹیونس حکمران ہز ہائینس سیدی علی پاشا بی پیدا ہوا ۵ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو متولد ہوا اور ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو سیدی محمد الصادق اپنے بھائی کے بعد تخت نشین ہوا[2]

یہ ملک ۱۵۷۵ء سے سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ ہے موجودہ حکمران خاندان ابن علی ترکی باشندہ جزیرہ کریٹ کی اولاد سے ہے جو سلاطین عثمانیہ کے زیر فرمان ۱۶۹۱ء میں ٹیونس کا فرمانروا ہوا۔ اسوقت سے حکومت اوس کے خاندان میں چلی آتی ہے۔ سلطان عبدالعزیز خان مرحوم نے سیدی احمد بے کی حسن خدمات سے خوش ہوکر بذریعہ فرمان شہنشاہی مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۷۱ء اوسکو خراج کی ادائیگی سے معاف کر دیا۔ مگر اس معافی خراج کے ساتھ ہی یہ بالوضاحت قرار دیا گیا کہ بی مذکور بدستور سلطان کی رعیت اور ملک ٹیونس باب عالی کا زیر فرمان اور ماتحت علاقہ ہے۔

گورنمنٹ فرانس نے ۱۸۸۱ء کے موسم بہار میں ٹیونس پر دفعتاً حملہ کرکے (جو انگلستان کی ایما سے ہوا تھا) اس ملک کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ اور ... ۱۲ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کو قصر السعید میں ہر دو ملکوں کے درمیان عہدنامہ تحریر ہوا جسکی تصدیق فرمانروائی ٹیونس نے بذریعہ احکام مجریہ ۲۳ اپریل سنہ ۱۸۸۳ء کردی۔ فرانسیسی نائب ریزیڈنٹ جنرل ... ہے۔ اور وہ ... امداد سے فرانس کے ... صاحب کے زیر احکام ملک ٹیونس ... کی ... کرتا ہے۔ ... صاحب نے معاملات ٹیونس کے انتظام کے لئے پیرس میں ایک خاص محکمہ قائم کیا ہے۔ ۱۸۸۴ء تک ٹیونس میں ... کی قونصلیٹ عدالتیں تھیں جنکو یکم جنوری ۱۸۸۴ء سے موقوف کرکے اونکی جگہ فرانسیسی جج مقرر کئے گئے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۱۰ء) ملک کا انتظام فرانس کے ریزیڈنٹ صاحب کی نگرانی میں ایک مقامی مجلس وزرا کرتی ہے جس میں سات وزیر ۲ فرانسیسی اور ۵ عرب ہیں۔ ملک ۱۳ سول اضلاع اور ... عاملوں اور ایک فوجی حلقے میں منقسم ہے۔ کام اضلاع فرانسیسی ... کے ماتحت ہے اور ماتحت اونکا عرب قائد ... شیخ ... ولیوں کی ... عرب

---

[1] چونکہ مصر پر انگریزوں نے قبضہ کیا ہے اسی طرح ٹرکی کی اس ماتحت ریاست پر فرانس نے بھی قبضہ اور تصرف کر رکھا ہے بظاہر ٹیونس کا ٹرکی سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا تاہم سلطان المعظم اسکو بدستور اپنا ماتحت سمجھتے ہیں اور موجودہ صورت کو محض عارضی خیال کرتے ہیں جسکا جلدی یا دیر میں تدارک ... اور پھر سابقہ حالت کا عود کر آنا شاہان ترکی پیش نظر رکھتے ہیں۔ مؤلف

[2] سید علی بی کی وفات پر اوسکا بیٹا سید محمد الہادی ۱۱ جون ۱۹۰۲ء کو تخت نشین ہوا - اور مئی ۱۹۰۶ء میں بعمر ۵۰ سال لاولد مر گیا۔ تو سید محمد الناصر بی ... پاشا برادر ... مسند نشین ہوا۔ اس کی عمر بھی ۱۹۰۶ء میں ۵۰ سال کی ہوگئی داڑھی منڈاتا ہے۔

قضاۃ کے سامنے پیش ہوتے ہیں - اور تیونس کی [illegible] فرانسیسی ججوں کے ساتھ فرانس نے اپنا قبضہ تونس تمام یورپین دول سے تسلیم کرالیا ہے - البتہ ٹرکی نے [illegible] ابتک [illegible] تسلیم نہیں کیا - فرانس نے باوجود [illegible] تونس کو [illegible] آزادی بھی نہیں ہونے دی جو ہندوستان کی دیسی ریاستوں کو حاصل ہے - حکمران محض [illegible] ہے - کل عملدرآمد اسی طرح ہے - جیسا کسی خالص [illegible] ترکی [illegible] کو سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھا - چنانچہ ۱۰ اگست کو فرانس نے ایک سخت [illegible] کو لکھا کہ ترکوں نے طرابلس الغرب کے جنوب میں صحرائے نخلستان [illegible] پر کیوں قبضہ کر لیا ہے - [illegible] نے جواب دیا کہ وہ مقام ہے ہی ہمارا کوئی نیا قبضہ نہیں ہوا - [illegible] پر [illegible] حق حاصل ہے [1]

---

[1] طرابلس الغرب کی موجودہ حالت اور تیونس میں فرانس کی [illegible] کیفیت ناظرین کو حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری [illegible] سیاحت بلاد اسلامیہ کی [illegible] مورخہ ۲۹ [illegible] ۱۹۰۲ء سے جو الجزائر سے آپ نے بھیجی تھی معلوم ہو جائے گی -

بلاد مغرب [illegible] ہندوستان سے روانہ ہوا تو میری خواہش تھی کہ [illegible] کی طرح اپنے سفر کو ملک مصر تک محدود رکھوں - چنانچہ اسی غرض سے اول بغداد [illegible] کی سیر کی - اور پھر موصل حلب - دمشق - بیروت - بیت المقدس ہوتا ہوا مصر پہنچا - اور [illegible] مصر اور وادی نیل کی سیر کرنے کے بعد اب بلاد مغرب میں [illegible] ہے -

میں [illegible] اسکندریہ سے طرابلس الغرب کو روانہ ہوا چونکہ [illegible] پہلے [illegible] تھی اس واسطے [illegible] پہنچا [illegible] کے واسطے ایک عمومی مرکز [illegible] تمام چھوٹے بڑے بندرگاہ [illegible] دو دن ٹھیرتا ہوا [illegible] طرابلس الغرب پہنچا [illegible] سوار ہونے کے بعد [illegible] پانچ دن میں طرابلس الغرب پہنچ گیا [illegible]

[illegible] بہت [illegible] کی آب و ہوا کے باعث [illegible] یہاں [illegible] تجارتی ترقی کے لحاظ [illegible] خوبصورت دکھائی [illegible] مگر آبادی کا تمام [illegible] ہیں - اور [illegible] -

باقی آئندہ

تونس میں ۱۹۴۰۶ فرنچ فوج مقیم ہے جسکی ۱۹۱ افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں - اسکا خرچ فرانس کا خزانہ دیتا ہے - تونس کی اپنی فوج محض برائے نام ہے - اوس کی کل کائنات چھ سو افسر و سپاہی ہیں جو والی ریاست کی باڈی گارڈ کا کام دیتے ہیں - فوجی پولیس بھی محض فرانسیسی اور ۵۰۰ اکس پر مشتمل ہے دیہاتی اور شہری پولیس البتہ تونسیوں سے مرتب کی گئی ہے -

بنی غازی خاص عربوں کی بستی اور دولت عثمانیہ کے تحت حکم ہے - مگر جزیرہ روڈس کیطرح اسکا بندرگاہ بھی خام ہے

طرابلس الغرب بہت بڑا شہر ہے - بندرگاہ اچھا اور دونوں طرف دو مستحکم قلعے بنے ہوئے ہیں - ۱۵ ہزار کے قریب فوج وہاں رہتی ہے - دولت عثمانیہ کی طرف سے رجب پاشا وہاں کا والی ہے مجھے اون سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہوا - فارسی زبان میں بات چیت ہوتی رہی - آدمی با اخلاق ہے - اس پاشا کے زمانہ میں بیرون شہر آبادی نے بہت ترقی کی ہے - ایک مدرسہ حرفت و صنعت کا ہے جسمیں غریب مسلمانوں کے بچوں اور خصوصاً یتیم بچوں کو کام سکھایا جاتا ہے - کھانے پینے اور پہننے کے جملہ مصارف گورنمنٹ کے ذمہ ہیں - منشی عبدالکریم کردی کے ذریعے جو استنبول سے میرے آشنا ہیں اور اسوقت سلطانی فوجکی امامت پر مقرر ہیں - اس مدرسہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا - لوہار بڑھئی موچی - اور جولاہے کا کام سکھلایا جاتا ہے - لڑکوں کی بنائی ہوئی چیزیں جو میں نے دیکھیں صفائی - اور خوبصورتی کے لحاظ سے بہت عمدہ تھیں - ایک نارمل اسکول اور ایک مدرسہ ترکی زبان کا گورنمنٹ عثمانیہ کیجانب سے ہے - فرنچ اور اطالین گورنمنٹ کی طرف سے بھی تین چار مدرسے ہیں عربی کا چرچا بہت کم - باوجودیکہ شہر خاص عربوں کا ہے -

فرنچ گورنمنٹ کا ٹیکس مسافروں پر - ایام اقامت طرابلس میں معلوم ہوا کہ جو مسافر تونس کو جاتے اوسکو لازم ہے کہ ۱۰ فرانک یا (چھ روپیہ) فرنچ قنصل کو دیکر جہاز میں سوار ہونے کی اجازت حاصل کرے - اور اسکی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ بیشمار مفلس لوگ جو زیارت حرمین کو چلے جاتے ہیں - اور واپسی کے وقت تکلیف دہی کا باعث ہوتے ہیں انکو اس سے عبرت ہو - غالباً یہ قانون ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان کا یہ قانون کہ حرمین کا عازم کرایہ واپسی گورنمنٹ انگریزی کے ایک عہدہ دار مقرر کے پاس جمع کرے - میں اس سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے برٹش قنصل کے پاس گیا - اور اوسکی مہربانی سے اجازت نامہ بلا ادائے محصول مل گیا -

ہندوستان کے متعدد خطوط اور اخبار جو قاہرہ سے فارورڈ ہوکر آئے ہوئے تھے یہاں مجھے وصول ہوئے - ڈاکخانہ کا پوسٹ ماسٹر نعمت اللہ تبریزی تھا - اردو کا شیدا اور فارسی خوب جانتا ہے یہ شخص بہت خوش اخلاقی سے پیش آیا -

اجازت نامہ حاصل کرنے کے بعد میں اطالین کمپنی کے جہاز پر سوار ہوا - جہاز رات کو سفر کرتا اور دن کو ہر بندرگاہ پر پانچ چھ گھنٹے ٹھیرا رہتا تھا - اس طرح سے قابس - صفاقس - مہدیہ کی سیر کا اچھا موقعہ ملا - مدینہ شریف کے بعض عرب جو دیار بکر اور استنبول سے ہوتے ہوئے بلاد مغرب کے عازم تھے طرابلس سے انکی ملاقات شناسائی ہوگئی - باقی آئندہ

رقبہ و آبادی } موجودہ حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال مشرق میں بحیرہ روم، مغرب میں فرانسیسی مقبوضہ الجیریا کا (جو نیز کئی صدیوں تک عثمانی علاقہ رہ چکا ہے اور ۱۸۳۲ء میں فرانس نے اوسپر قبضہ کر لیا) صوبہ قسطنطین ہے۔ اور جنوب میں صحرائے اعظم و ترکی صوبہ ٹریپولی (طرابلس الغرب) ہے۔

کہانا پینا سب بک جاتا تہا۔ میں اور ایک عرب توسوسہ میں اتر گئے۔ اور باقی سب کے سب ٹیونس کو روانہ ہوئے۔ سوسہ اگرچہ کوئی تاریخی شہر نہیں مگر قیروان کا رستہ یہیں سے ہے۔

قیروان۔ قیروان وہ شہر ہے جو ۵۰ھ میں تعمیر ہوا اور بنی امیہ و بنی عباس کے عہد حکومت میں بلاد مغرب کا پایۂ تخت تھا۔ عروج کے زمانہ میں اسکا محیط بارہ میل اور علوم عربیہ کا بڑا بہاری مرکز تہا۔ مگر اب اسکی حیثیت ایک حبہ سے زیادہ نہیں۔ اور علوم کا چرچا بھی بہت کم ہے۔ اسکی موجودہ شہرت صرف اسوجہ سے ہے کہ صحابہ کرام کا آباد کیا ہوا اور بعض بزرگان دین کا مدفن ہے۔ عام لوگ اسی وجہ سے اسکو مقدس سمجھتے ہیں۔ میں ریل پر سوار ہو کر کوئی دو گھنٹہ کے عرصہ میں قیروان پہونچا۔ ریٹرن ٹکٹ مساوی سالیم ایک تہائی کرایہ کی تخفیف پر لیا تہا۔ مجھے اس شہر میں جامع عقبہ بن نافع کی عمارت بہت پسند آئی جو اپنی قدامت اور وسعت اور خوبصورتی کے ساتھ اب بھی دور دراز کے یورپین سیاحوں کے واسطے کشش کا باعث ہے۔ اب تک میں نے جسقدر سفر کیا یا تو پتھر کی عمارت دیکھنے میں آئی۔ یا ڈبل اینٹوں کی۔ مگر قیروان میں چھوٹی اینٹوں کی عمارتیں بھی نظر سے گذریں جنکا طول ایک بالشت کے قریب تہا۔

ٹیونس۔ میں قیروان کی سیر سے فارغ ہو کر سوسہ کے راستہ سے ٹیونس میں آیا۔ ان دونوں شہروں میں بھی ریل کے ذریعہ سفر ہوتا ہے۔ ٹیونس بہت بڑا شہر اور افریقہ کے تمام شہروں میں آبادی کے لحاظ سے تیسرے درجہ پر۔ اور علوم عربیہ کی درس و تدریس کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہے۔ ازہر کے نمونہ پر ایک درسگاہ جامع زیتونہ کے نام سے یہاں موجود ہے اور شاید قدامت میں اوس سے بڑہکر ہے۔ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ اسکی تعمیر کا مادہ تاریخ "اعلم" ہے جس سے ۱۴۱ ہجری برآمد ہوتا ہے۔ مگر مجھے اب تک کسی کتاب سے اسکی تحقیق کا موقع نہیں ملا۔ یہاں کی علمی و ادبی ترقیات میں سے تین چیزیں مجھے بہت پسند آئیں۔

(۱) جمعیۃ ابن خلدون۔ یہ مدرسہ ابن خلدون مشہور مورخ کے نام سے بنایا گیا ہے۔ اور اوسمیں خاصکر علم تاریخ کا درس دیا جاتا ہے۔ شیخ البشیر صفر جو اسوقت محکمہ اوقاف کے پریزیڈنٹ ہیں ہفتہ میں تین چار لیکچر تاریخ پر دیتے ہیں۔ شیخ مذکور عربی اور فرنچ زبانوں سے خوب ماہر اور فن تاریخ پر انکی نظر بہت وسیع ہے۔ میں ان کے ایک لیکچر میں حاضر ہوا۔ دو گھنٹے کے قریب لیکچر دیتے رہے۔ خاتمہ لیکچر پر ان سے ملاقات ہوئی۔ کوئی آدھ گھنٹے تک گفتگو کرتے رہے۔ بہت با اخلاق آدمی ہیں۔ مدارس قدیمہ کے طالبعلموں کو ان لیکچروں میں حاضر ہونے اور فن تاریخ میں مہارت پیدا کرنے کی یہ ضرورت پیدا ہوئی ہے کہ محکمہ اوقاف میں وہی شخص نوکر رکھا جاتا ہے جسکے پاس اس جمعیۃ کی سند ہو۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

شرقاً غرباً اوسط عرض اکیسو میل ہے - اسکا رقبہ تخمیناً ۴ لاکھ ۵۰ ہزار انگریزی مربع میل ہے جسمیں صحرا کا وہ حصہ بھی جو بلاد الجریدہ کے مشرق کو امیزاک تک چلا گیا ہے شامل ہے - آبادی کا اندازہ پندرہ لاکھ لگایا گیا ہے جنمیں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۹۹۷۲ فرانسیسی تھے - آبادی کا جزو اعظم بدو عرب اہل قبائل ہیں -

چنانچہ جامع زیتونہ اور اطراف و جوانب کے بیشمار طالب علم اس جمعیہ میں حاضر ہوتے ہیں -

(۲) جمعیۃ قدماء تلامذہ مدرسہ صادقیہ - یہ کمیٹی صادق بے ایک معزز رئیس نے یادگار میں خیر الدین پاشا مصنف کتاب اقوم المسالک فی معرفۃ احوال الممالک کے قایم کی ہے - لوگ ہر ہفتہ ایک مکان میں جمع ہوتے ہیں کبھی فرانسیسی زبان میں اور کبھی عربی زبان میں مختلف علوم و فنون پر تقریر کرتے ہیں - میرے ایام اقامت میں شیخ محمد نخیلی مدرس جامع زیتونہ کا لیکچر بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کی ترقی اور تقدم علوم پر تھا - سکرٹری کمیٹی نے ٹکٹ بھیجکر مجکو بھی مدعو کیا تھا - حقیقت یہ ہے کہ شیخ محمد نخیلی بہت خوش بیان کثیر الاطلاع اور محقق شخص ہے - بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کے قیام کے اسباب اس عمدگی سے بیان کئے جن کے سننے سے کمال مسرت ہوتی تھی -

(۳) ایک فرنچ اخبار جو باشندگان ٹیونس کے حقوق حاصل کرنے کی غرض سے ایک فرانسیسی نے جاری کیا ہے - اڈیٹر دولتمند اور عالم ہے - اور بڑے دلچسپ مضامین لکھتا ہے ٹیونس کے مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کے منتخب لوگ اس اڈیٹر کے معاون ہیں - ایک خاص مکان ان سب کے واسطے کرایہ پر لیا گیا ہے جہاں مہینہ میں ایک دو بار مجمع ہوتا ہے - اس کمیٹی نے شیخ عبدالعزیز ثعالبی کی درخواست پر مجھے مدعو کیا - شیخ عبدالعزیز استنبول ہی میں میرے شناسا ہیں - انہوں نے کھانے کی میز پر پہنچنے سے پہلے مجھے اڈیٹر اور ممبران سے شناسا کیا - یہ لوگ سب سفر کا حال سنکر بہت خوش ہوئے - فرنچ گورنمنٹ کا جو سلوک ٹیونس کی مسلمان رعایا کے ساتھ مجھے معلوم ہوا تھا - اور اس کے مقابلہ میں جو فیاضی اور ہمدردی انگلش گورنمنٹ کی مصر میں میری نظر سے گذری تھی بلفظ مختصراً حاضرین جلسہ کے سامنے بیان کی - اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میری معلومات کے مطابق یہ پہلی مجلس ہے جسمیں مسلمان عیسائی اور یہودی باوجود اختلاف مذہب اور اختلاف ممالک کے صرف اہل وطن کے حقوق حاصل کرنیکی غرض سے ایکجا جمع ہوتے ہیں -

ٹیونس میں عربی کے چھ سات اخبار ہفتہ وار شایع ہوتے ہیں - مگر مضامین کے لحاظ سے معمولی ایک علمی رسالہ بھی خیر الدین کے نام سے چھپتا ہے - عربی کتابیں بیشتر مصر بیروت اور استنبول کی چھپی ہوئی یہاں بکتی ہیں - ٹیونس کی توجہ کتابوں کے چھاپنے پر کم ہے - ایک کتبخانہ جامع زیتونہ میں ہے [illegible] مرتبہ جامع زیتونہ میں جاکر کتابونکو دیکھا - واقعی بعض کتابیں ایسی ہیں جو اسباب [illegible]

(انسائیکلوپیڈیا اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) رقبہ ۴۵ ہزار میل مربع ہے - اور آبادی ۱۹ لاکھ - یہودی ۶۰ ہزار ہیں - اور فرانسیسی سنہ ۱۹۰۱ء میں ۲۴۲۰۱ تھے جنمیں ۴۶۸۸ آبجری و بحری سپاہی تھے - دیگر یورپین بہ تفصیل ذیل ۸۲۶۶۷ تھے - اطالین ۷۱۶۰۰ - مالٹی ۱۲۰۵۶ - دیگر اقوام ۱۱۳۱۹ - پایہ تخت تونس کی آبادی ایک لاکھ ۷۰ ہزار ہے جنمیں ۱۱ ہزار پانسو فرانسیسی - ۲۲ ہزار دیگر یورپین اور باقی عرب - سور حبشی اور یہودی ہیں -

باشندگان حرمین کے حقوق | حرمین کے باشندوں کے واسطے ٹیونس میں خاص رعائتیں ہیں جس شخص کے پاس مکہ یا مدینہ میں پیدا ہونیکی سند ہو - اوسکو ٹیونس میں ایک برس تک ستائیس فرانک ماہوار کے حساب سے معاش ملتا ہے (۲۷ فرانک قریبًا ۱۶ روپیہ کے برابر ہوتے ہیں) اور اگر وہاں کے مشاہیر میں سے ہو تو اوسکو دو چند اور چلتے وقت چار پونڈ کے قریب زاد راہ - جو شخص ایک دفعہ ٹیونس میں آتے ہیں جبتک اوسکو چھ برس نہ ہولیں دوبارہ معاش لینے کا مستحق نہیں - اس معاش کیوجہ سے بیشمار مکی اور مدنی ہر سال یہاں آتے رہتے ہیں -

بردو | شہر سے باہر کوئی میل بھر کے فاصلہ پر ایک عمارت باردو (بردو) کے نام سے مشہور ہے - جہاں ٹیونس کا حاکم کبھی کبھی اجلاس کیا کرتا ہے - شہر سے باردو تک ٹرام جاری ہے - میں اور میرے ساتھی مدنی عرب اس کے دیکھنے کو گئے - اور جانے سے پیشتر فرنچ قونصل کے دفتر سے اجازت نامہ لیا جسکا معاوضہ کچھہ نہیں دینا پڑا - یہ عمارت بہت وسیع اور آراستہ ہے - تمام کمرے اعلیٰ قسم کے فرش سے آراستہ ہیں - ایک کمرہ میں مختلف مشاہیر کی تصویریں آویزاں ہیں - دو تین کمروں میں حاکم ٹیونس کے جلوس کی جگہ ہے کرسیاں طلائی ہیں - اور دیوار پر طلائی پتری جڑکر خاص قسم کا کام کیا ہے - چونکہ ایشیائی وضع کا کام ہے - یورپ کے سیاح اسکو بہت شوق سے دیکھتے ہیں - مگر جنہے ہندوستان کے کسی راجہ یا نواب کا محل دیکھا ہو اوس کیلئے اسمیں کچھہ دلچسپی نہیں -

قرطاجنہ | ٹیونس سے آٹھہ دس میل کے فاصلہ پر قرطاجنہ کے کہنڈرات ہیں جنکو پرانی تاریخوں میں کارتھیج لکھا ہے ٹیونس اور قرطاجنہ میں ریل جاری ہے - میں اور سیٹھہ ہری رام جو حیدرآباد سندھ کے معزز سوداگر - اور ٹیونس اور الجزائر میں اونکی تجارتی دوکانیں ہیں - قرطاجنہ کی سیر کو گئے - ریل چونکہ روانہ ہوچکی تھی - اسواسطے ایک دو اسپہ گاڑی کرایہ پر لیگئی - قرطاجنہ کے اردگرد کئی آبادیاں ہیں - فرانسیسیوں نے قرطاجنہ کی مٹی کہود کر آثار قدیمہ برآمد کئے ہیں - اور وہیں ایک بلندی پر عجائب خانہ بناکر تمام چیزوں کو اوسمیں حفاظت سے رکہا ہے - اس سیر کے مصارف سیٹھہ ہری رام نے اپنی جیب سے ادا کئے - اور چونکہ وہ فرنچ زبان جانتے ہیں - اسواسطے مجھے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں رہی - عجائب خانہ کا ایک ملازم جو سیر کرانے کی غرض سے ہمارے ساتھہ ہولیا تھا - وہ فرانسیسی میں حال بیان کرتا تھا - اور سیٹھہ صاحب اردو میں ترجمہ کرتے تھے میں سیٹھہ صاحب کی اس مہربانی کا ممنون ہوں -

باقی اگلے صفحہ پر

اکثر باشندے مسلمان ہیں۔ جو شیخ الاسلام کے تابع ہیں۔ تونس میں وقف کو حبس کہتے ہیں۔ حبسی املاک کی آمدنی مذہبی تعلیمی خیراتی امور پر خرچ ہوتی ہے۔ ملک میں ۳۵ ہزار رومن کیتھولک ہیں۔ جو کارتیج کے آرچ بشپ اور بنزاطہ وسفاکس کے بشپوں اور دیگر ۲۵ پادری عہدہ داران کے تابع ہیں۔ گریک چرچ باشندے چار سو ہیں۔ اور انگریزی کلیسا کے معتقد و فرانسیسی پروٹسٹنٹ بھی کچھہ ہیں ۲۳۔ انگریز پادری ملک میں اپنا مذہبی فرض ادا کرتے ہیں۔

والی ٹیونس اور فرانسیسیوں کا انتظام | اب مجھے صرف یہ بیان کرنا باقی ہے کہ ٹیونس کا ملک فرانسیسیوں کے سیاسی قبضہ میں ہے جسکو احتلال کہتے ہیں۔ والی ٹیونس کو ایک مقررہ تنخواہ ملتی ہے۔ ملک کے انتظام میں اسکو کچھہ دخل نہیں۔ وہ مجبور ہے کہ کونسل جو تجویز پیش کرے اوسپر دستخط کردے۔ وہ کسی اجنبی سے مل نہیں سکتا۔ شہر ٹیونس سے باہر نہیں جاسکتا۔ کونسل کے کل ممبر فرانسیسی ہیں مسلمان ایک بھی نہیں۔ تمام بڑے بڑے عہدے فرانسیسیوں کے قبضہ میں ہیں مسلمانوں میں سب سے بڑا عہدہ شیخ البشیر صفر کا ہے جسکو ۷۰۰ فرانک ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جو انگریزی سکہ میں ۲۸ پونڈ اور ہندوستانی سکہ میں چار سو بیس روپیے ہوتے ہیں۔ اور چند عہدہ دار تین تین سو فرانک یعنے ۱۲ پونڈ ماہوار کے ہیں۔ کلرکوں اور دیگر کارکنوں کی تنخواہ ۵۰ فرانک یا سو فرانک ہے۔ فرنچ گورنمنٹ مسلمانوں سے اسقدر بدظن ہے کہ ڈاکخانہ کے کل اہلکار فرانسیسی ہیں۔ صرف ایک مترجم عربی دان ملازم ہے جو افراد کے سوال و جواب میں مدد دیتا ہے۔ میں جب مصر میں تہا اور مصریوں کی زبان سے انگریزوں کی شکایتیں سنتا تہا تو میرا خیال انگریزوں کی نسبت کچھہ اور تہا۔ مگر ٹیونس کے حالات دیکھنے سے میری وہ رائے بدل گئی۔

مصر پر بھی انگریزوں کا قبضہ سیاسی ہے مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ تمام بڑی بڑی عہدوں پر مسلمان ہیں۔ خدیو کو اختیار ہے کہ ملک میں دورہ کرے۔ ملک سے باہر کہیں آمدورفت کرے۔ چنانچہ ہر سال خدیو کا یورپ جانا اسکی دلیل ہے۔ خدیو بھی دستخط کرنے پر مجبور ہے۔ مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کی بہتری پر غور کرسکتے ہیں۔ اور جس تجویز کو مسلمانوں کے لئے مضر سمجھیں۔ اونکو اختیار ہے کہ انگریزی ممبروں سے اتفاق نہ کریں۔ اخبارات آزاد۔ اور ہمیشہ تخلیہ مصر پر رائے زنی کرتے ہیں۔ مگر ٹیونس میں ان چیزوں کا نام نہیں۔

قسن طینہ | میں پندرہ دن ٹیونس میں رہنے کے بعد ریل کے ذریعے قسن طینہ روانہ ہوا جو بلاد الجزائر کا ایک مشہور شہر اور اسلام سے پہلے کا آباد ہے۔ یہ شہر پہاڑ پر آباد ہے۔ اور اس کے گرد ایک پہاڑی نالہ قدرتی فصیل کے طور پر واقع ہوا ہے۔ جسکا عمق ایکہزار گز سے کم نہ ہوگا۔ پہاڑی نشیب فراز کے لحاظ سے اسکی آبادی قسطنطنیہ یعنی استنبول کے مشابہ ہے۔ جب سے فرانسیسیوں کا قبضہ ہوا ہے۔ اونہوں نے شہر کے باہر ایک اور آبادی قایم کی ہے۔ اور پہاڑی نالہ پر دونوں آبادیوں میں حایل ہے پل باندہکر آبادی قدیم اور جدید کو ملا دیا ہے۔ (باقی آگے صفحہ پر)

سنہ ۱۹۱۱ء میں ۸۴ فرنچ پرائمری مدارس تھے جن میں ۱۰ ہزار طالب علم تھے ۔ طالبات میں ۔۔۔ تعلیم پاتے تھے ۔ تونس کی ۔۔۔ بہت ۔۔۔ پایہ تخت میں مزید برآں اور ۹۹ ۔ اور دیگر شہروں میں ۸۳۰ پرائمری اسلامی مکتب ہیں جن میں سے بعض کو سرکاری مدد ملتی ہے ۔ جامع علوی کالج میں ایک ۔۔۔ سکول ہے جس میں ۱۱۰ طلبا پڑھتے ہیں اور ایک پرائمری سکول ہے جس میں ۸۰ طالبات ۔ تونس کے ۔۔۔ باشندوں میں سنہ ۱۹۱۱ء میں ۔۔۔ فرنچ ۔۔۔ یہودی تھے ۔ فاس تونس اور بیناکس جن کی پرانی ۔۔۔ سے حالت ہیں ۔۔۔ گئی ہیں ۔ فرانس کی طرح تونس کے فرنچ مدارس میں بھی مذہبی تعلیم کی ممانعت ہو گئی ہے ۔ اطالین مشنریوں کے بھی بہت سے مدرسے تونس اور دوسرے بڑے شہروں میں ہیں ۔

شہر بہت آباد ہے اور عمارتیں نہایت عمدگی اور خوبی سے بنائی گئی ہیں ۔ یہاں دو تین عالموں سے ملاقات ہوئی جو دینیہ علوم دینیہ کا درس دیتے ہیں ۔ ایک مدرسہ عربی اور فرانسیسی خاص مسلمانوں کے طالب علموں کیواسطے کھولا گیا ہے ۔ مگر عربی کا صرف نام ہی نام ہے ۔ تیونس کی اخبار ہیں ۔ اور مصر و بیروت کی چھاپ شدہ کتابیں یہاں فروخت ہوتی ہیں ۔

الجزائر ۔ قسنطینہ سے چلکر الجزائر پہنچا ۔ یہ سفر بھی ریل ہی کے ذریعہ تھا ۔ اگرچہ تیونس سے الجزائر تک جہاز کا کرایہ ریل کی نسبت نصف ہے ۔ مگر قسنطینہ کی سیر کے شوق اور آرام نے ریل کے سفر پر توجہ دلائی ۔ الجزائر بڑا بھاری بندرگاہ اور شہر بہت آباد اور خوبصورت ہے ۔ مگر مشرقی علوم کی ترقی اسمیں کم ہے ۔ اوقاف پر گورنمنٹ فرانس کا قبضہ ہے ۔ اور وہ حسب ضرورت مساجد وغیرہ کی آبادی میں اسکو صرف کرتی ہے ۔ باشندگان جرمن کے واسطے یہاں کوئی معاش نہیں ۔ بلکہ فرنچ گورنمنٹ رعایائے دولت عثمانی سے اسقدر بدظن ہے کہ کوئی شخص بغیر خاص وجوہات کے یہاں داخل نہیں ہو سکتا ۔ نکی اور یوسفی عرب جو تیونس میں میرے ہم جلیس تھے چاہتے تھے کہ الجزائر میں داخل ہوں ۔ مگر چونکہ اونکو معلوم تھا کہ ایسے اشخاص کو ملک میں داخل ہونے کے ساتھ ہی فرنچ پولیس گرفتار کرکے حوالات میں لے جاتی ہے ۔ اور بڑی مشکلوں کے بعد اوسکو واپس جانیکا موقعہ ملتا ہے اسواسطے اونہوں نے اپنا عزم ترک کر دیا ۔

قسنطینہ سے الجزائر تک جدھر دیکھو انگور کے درختوں سے زمینیں سرسبز ہیں ۔ اس سے میں نے خیال کیا تھا کہ الجزائر کے مسلمان کاشتکاری میں بہت اچھی حالت میں ہیں مگر الجزائر میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ تمام کاشتکار فرانسیسی ہیں اور دن بدن نئے نئے آ رہے ہیں اونکی کاشت ترقی پر اور مسلمانوں کی کاشت تنزل پر ہے۔ تیونس قسنطینہ اور الجزائر کے مسلمانوں کا لباس ہندوستان کے مسلمانوں سے بہت کم ہے صرف ایک قسم کا کپڑا ۔۔۔ لیتے ہیں جو عمامہ کا کام دیتا ہے ۔ اور اوسپر ریشم کے بل لپٹے ہوتے ہیں یہ لوگ اسکو آغا بانی کے نام سے پکارتے ہیں ۔ ان ملکوں کا مشتی آرڈر بمبئی ۔ کلکتہ کے سوا اور کہیں نہیں جاتا ۔

دارالسلطنت کا نام بھی طولس ہے جسکی آبادی معہ مضافات ایک لاکھ ۴۳ ہزار ہے۔ انمیں سے ۴۰ ہزار یورپین ہیں باقی مور عرب حبشی اور یہودی ہیں ۱۸۹۳ء میں سمندر سے بندرگاہ ٹیونس تک ایک وسیع و عمیق نہر بنا ہو کر کھولی گئی جسکی راستہ سمندر میں چلنیوالے بڑی بڑے جہاز بخط مستقیم ٹیونس پہنچنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

لوگ بنک کے ذریعے روپیہ بھیجتے ہیں اور یہ چک دراصل لنڈن بنک کے نام ہوتا ہے۔ براہ راست کسی بنک سے بھی اِن کا لین دین نہیں۔

الجزائر میں مسلمان بچوں کے واسطے خصوصیت سے ایک مدرسہ ہے۔ عربی کا استاد مسلمان۔ اور تاریخ جغرافیہ حساب وغیرہ علوم کے واسطے استاد فرانسیسی ہیں۔ فرانسیسی زبان کے مدارس متعدد ہیں۔ میڈیکل کالج۔ لا کالج۔ انجینیرنگ کالج۔ یہ سب فرانسیسی میں ہیں علوم قدیمہ ایک جامع میں پڑھے جاتے ہیں۔ ہر استاد ایک ایک مضمون پر درس دیتا ہے مجھو ایکبار درس تفسیر اور ایکبار درس فقہ میں شامل ہونیکا موقعہ ملا۔ پڑھائی کا طریق بہت اچھا تھا۔ ان دونوں استادوں کے علاوہ عربی فرانسیسی مدرسے کے استاد اور چند دیگر اہل علم سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں کے علما علی العموم روشن خیال معلوم ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ سب شیخ محمد عبدہ مرحوم مفتی کی تحریروں کا نتیجہ ہے۔
شیخ مرحوم و مغفور انتقال سے پیشتر ٹیونس اور الجزائر میں آئے تھے۔ بلاد مغرب کے لوگوں میں اونکی ویسی ہی عزت ہے جیسی ہندوستان میں آنریبل سر سید احمد خان مرحوم و مغفور کی۔
تعلیم عمومی کی نسبت لوگوں نے بیان کیا کہ زیادہ رواج نحو معانی۔ ادب اور انشاء اور توحید و فقہ کا ہے کہ ان علوم کے جاننے سے قضاء کا عہدہ اور دیگر سرکاری عہدے مل سکتے ہیں علم تفسیر کا مدار جلالین کی تعلیم پر ہے۔
بخاری کا درس ایام رمضان میں ہوتا ہے۔ اور وہ بھی تبرکاً۔ استاد اسقدر جلدی سے حدیث کو ختم کرتا ہے جیسا ہمارے ملک کے بعض حافظ تراویح کی قرأت میں جلدی کیا کرتے ہیں۔ تلامذہ کی طرف سے کوئی سوال نہیں ہوتا۔ اور نہ استاد کسی امر کی تشریح کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس رواروی میں کیا ہو سکتا ہے۔ تمام الجزائر میں صرف قسطنطینہ۔ الجزائر۔ اور تلمسان تین شہر ایسے بیان کئے گئے جنمیں علوم عربی کا چرچا ہے۔ فقہ میں تلمسان کے علما اور ادب میں قسطنطینہ کے علما کو ایک خاص قسم کا امتیاز حاصل ہے۔ اور الجزائر میں بھی علوم بقدر توسط کے موجود ہیں۔ مگر ان تینوں شہروں میں عربی کا کوئی اخبار نہیں عربی کا مطبع بھی صرف الجزائر میں ہے جو احمد بن مراد ترکی نے سال گذشتہ سے جاری کیا ہے۔ ہر قسم کی کتابیں مصر بیروت اور قسطنطنیہ سے آتی ہیں۔ اور کچھ کتابیں خاص دارالخلافہ مراکش سے بھی۔
فرنچ گورنمنٹ کا عام برتاؤ فرنچ گورنمنٹ کی طرف سے جو بے اعتدالی اوقاف پر قبضہ کرنے سے ہوئی ہے (باقی اگلے صفحہ)

سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۸ سرکاری اور نو غیر سرکاری ابتدائی مدارس تھے جن کے طلبا کی تعداد ۱۲۱۵۷
(منجملہ انکے ۵۲۱۴ لڑکیاں تھیں) تھی۔

قبضہ فرانس کیوقت سے قصبہ کارتھیج کو رومن کیتھولک کے مذہبی علاقہ کا صدر مقام بنایا گیا ہے
مذہبی اقتدار اہل الجیریہ کے آرچ بشپ کو حاصل ہے اور وہی اپنے نائبین اور مذہبی عہدہ دار بھی مقرر کرتا ہے کل آبادی
باستثناء ذیل مسلمان ہے۔ یہودی ۵۴ ہزار رومن کیتھولک ۳۵ ہزار گریک کیتھولک چار سو پروٹسٹنٹ ۲۵۰۔

اور جو بے اعتنائی مسلمانوں کو بڑے عہدوں سے محروم رکھنے میں ظہور پذیر ہے وہ فرانسیسیوں کی جمہوری حکومت اور مساوات حقوق کے دعوے کے بالکل خلاف ہے۔ گو مسلمانوں پر اس ملک میں فوجی خدمت جبری نہیں مگر اس سے مسلمانوں کو کوئی فایدہ نہیں۔ بلکہ اونکا ضعیف کرنا مقصود ہے فوجی خدمت کیواسطے فرانسیسی تاجر اور زمیندار جو تجارت اور زراعت سے دن بدن مالامال ہو رہے ہیں۔ اونکی اولاد مستفید ہوتی ہے۔ عرب بھی فوج میں بھرتی ہیں۔ مگر اکثر سپاہی۔ تھوڑے لفٹنٹ۔ اور ایک یا دو کپتان۔ ہاں تنخواہیں فرانسیسیوں اور عربوں کی برابر ہیں۔ چند باخبر اشخاص نے بیان کیا کہ فرانس کا قانون ملک فرانس کے واسطے اور ہے اور مقبوضات کیواسطے اور۔ باوجود ان امور کے جو چیز مجھے فرانسیسی عملداری میں دلچسپ معلوم ہوئی وہ فرانسیسیوں کی عمیم الاخلاقی ہے۔ تکبر اون کے مزاج میں نام کو نہیں۔ راہ چلتے ہوئے بڑے سے بڑا عہدہ دار اس امر کا محتاج نہیں ہے کہ قلی تک راستہ خالی کرنے کیواسطے کہے۔ پبلک گارڈن کی بنچوں پر ایک فرنسیس بیٹھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی اوسکی میم ہے۔ اور اوسی جگہ ایک عرب آکر بیٹھ جاتا ہے کبھی کسی کو خیال نہیں کیا کہ میم کے برابر ایک عرب کیوں بیٹھتا ہے۔ غرض حاکم و محکوم کا جو تنفر انڈیا میں ہے اوسکا ان ممالک میں نام تک نہیں۔

لباس اور زبان کی نسبت اونکے خیالات طرابلس۔ سوسہ۔ قیروان۔ ٹیونس۔ قسنطینیہ۔ اور الجزائر میں یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ جو شخص اون جیسا لباس نہ پہنتا ہو اوسکی مسلمانی میں شک کرتے ہیں۔ اور جو ان جیسی عربی نہ بولتا ہو اوسکا عرب ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ ان صوبوں کا لباس اور زبان بالکل جداگانہ ہے۔ عربی انکی اسقدر غلط اور اصلیت سے محرف ہے کہ اسکو عربی سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ ایک صوبہ کے باشندے دوسرے صوبہ کے باشندوں کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔

ٹیونس کے لوگوں کا پاجامہ گھٹنوں تک اونچا ہوتا ہے۔ بعض کی پنڈلیاں برہنہ ہوتی ہیں اور بعض لمبی جرابوں سے اس برہنگی کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ الجزائر کے لوگ ترکی ٹوپی پر دو گز سفید ململ کا رومال لپیٹتے ہیں جو سر اور کانوں اور ٹھوڑی کے نیچے تک پکڑ رہتا ہے پھر اس کے اوپر ایک بلدار پگڑی لپیٹتے ہیں جو کبھی کلکتہ کی ساخت اور کبھی بھیڑ بکری کے بالوں کی اور کبھی ململ کی ہوتی ہے۔ یہ پگڑی ٹوپی کے محیط پر باندھی جاتی ہے

ضمیمہ باب الجزائر [illegible]

چند روز بالکل خالی ہو گئے۔

ان ممالک میں کہیں کہیں ایک ٹوپی بنائی جاتی ہے۔ جو انگریزی ٹوپی ہیٹ کے مشابہ ہے۔ مگر اس کا چھجہ یعنے محیط کبھی کبھی وسعت میں چھتری کے برابر ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس کے پہننے کو ایام گرما میں ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی انگریزی ہیٹ پہنے تو اوسکو کافر قرار دیتے ہیں۔ میں نے تیونس کے ایک عالم سے کہا کہ تمہاری ٹوپی یوروپ کی نقل ہے اسکا پہننا بھی ہیٹ کے حرام ہوگا۔ اونہوں نے کہا کہ یہ ٹوپی خاص اہل افریقہ کی ایجاد ہے میں نے کہا بہر کیف دونوں ٹوپیاں یکساں ہیں۔ عالم نے کہا نہیں یہ اسلامی ہے اور وہ کافرونکی ہے ذرا اس عقلمندی کو دیکھئے!

مسافر نوازی کا نہ ہونا

پیشتر اس کے کہ بلاد مغرب کے حالات ختم کروں۔ مجھے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مصر طرابلس قیروان۔ تیونس۔ قسن طینہ اور الجزائر کے مسلمانوں میں مسافر نوازی کا جوہر قریباً قریباً معدوم ہو چکا ہے یہ لوگ مسافر سے صرف اسقدر پوچھنا کافی سمجھتے ہیں۔ "انت مسلم" جب اوس نے ہاں کی تو کہتے ہیں الحمد للہ اس کے بعد بالخیر و شما بہ سلامت۔ ایک دوسرے سے کچھ سروکار نہیں۔ اس عادت کا برتاؤ عام ہے۔ عرب ہو یا عجم۔ البتہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سید ہوں۔ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔ تو اوسکو کھانا دیں گے۔ زاد راہ بھی بہم پہونچائیں گے۔ خواہ وہ جاہل ہو یا عالم۔ اسقدر کافی ہے کہ وہ ان اوصاف کا مدعی ہو۔

اہل علم اس سے زیادہ مخاطب ہوتے ہیں۔ ممالک کے حالات اسلام کی کیفیت۔ ہندو شریعت کا اجراء۔ گورنمنٹ انگریزی کا سلوک پوچھتے ہیں اور قہوہ کی ایک پیالی اور سگریٹ نذر کرتے ہیں۔ اور بار بار یہ الفاظ کہتے ہیں تشرفنا بحلت البرکۃ۔ ان کی ملاقات سے یہ فایدہ ہو کہ لوگوں کی شناسائی اور بعض جگہ ترجمانی میں مدد دیتے ہیں۔ مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ چلو ہمارے مکان میں ٹھہرو۔ یا ایک وقت کی دعوت قبول کرو۔

اس خصوصیت میں ہندوستان اور ترکوں کی سرزمین خصوصاً استنبول قابل تعریف ہے۔ صدہا تکیے ملک ملک کے مسافروں کے واسطے استنبول میں موجود ہیں۔ اور جہاں کسی ترک کو مسافر کی قابلیت کا حال معلوم ہوا تو مہینوں اوس کو اپنے ہاں مہمان رکھتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں اوس کے جملہ مصارف کے متکفل ہوتے ہیں اور چلتے وقت زاد راہ بھی دیتے ہیں۔

میرا سفر بلاد مغرب کے متعلق جسقدر رہتا وہ اب قریباً خاتمہ پر ہے۔ کیونکہ اب میں مارسیلز جانے کو تیار ہوں جو فرانس کا مشہور بندرگاہ اور الجزائر سے ۲۸ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ وہاں ان دنوں ایک عظیم الشان نمائش قائم ہے۔ مگر جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مارسیلز کے تمام باشندے نصرانی اور ان کی زبان فرانسیسی ہے تو خیال گذرتا ہے کہ

مدات آمدنی	فرینک	مدات خرچ	فرینک	مدات آمدنی	فرینک	مدات خرچ	فرینک
حاصل بلا واسطہ	۱۸۹۵ء ۰۰۰ [illegible] ۱۸۹۱ء [illegible]	مالی خرچ ...	۲۳۳۴۰۰ [illegible]	آمدنی [illegible]	۱۸۹۵ء ۱۸۶۶۲۰۰ ۱۸۹۱ء ۱۱۶۴۲۰۰	فوج	۶۰۸۴۸۰
محصول پیسٹ و ٹیلیگراف	۱۸۹۵ء ۰۰۰ ۱۱۵ [illegible] ۱۸۹۱ء [illegible]	...	۲۱۵۳۱۰۲ [illegible]	محصول [illegible]	۱۸۹۵ء ۹۸۴۲۰۰ ۱۸۹۱ء ۱۱۲۳۴۰۰	[illegible]	۲۶۹۴۸۰۲
اجارے	۱۸۹۵ء ۰۰۰ ۸ [illegible] ۱۸۹۱ء ۱۹۹۹۲۰۰	[illegible]	۲۲۶۹۵۰۰	[illegible]	۲۲۳۸۴۰۰	[illegible]	[illegible]

سنہ ۱۸۸۱ء میں کل قومی قرضہ ۰۰۰ ۱۲۱۰ [illegible] پونڈ تھا جو باقاعدہ تقسیم کیا گیا اور ۱۲۰۰۰ [illegible] حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک حصہ کا نام بانڈ الیکٹ پانسو فرینک رکھی گئی اور یہ قرار دیا گیا کہ یہ قرضہ دوامی ہوگا یعنی اصل کبھی ادا نہیں کیا جائیگا اور صرف سود سالانہ دیا جایا کریگا شرح سود ۴ فیصدی مقرر کی گئی اور اسکی سالانہ مقدار ۲۳۲۵۰ پونڈ یا ۲۰۷۵۲۰ فرینک متعین کی گئی۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں اس قرضہ کو دوسری صورت میں تبدیل کرکے شرح سود کی بجائے ۳۱/۲ فیصدی کر دی گئی۔ اور قرار دیا گیا کہ سالانہ جزوی ادائیگیوں سے کل قرضہ ۹۹ برسوں میں بیباق کر دیا جاوے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں اس ۳۱/۲ فیصدی والے قابل ادائیگی قرضہ کو ۳ فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۰۴ء سے تقریباً ۳ کروڑ فرانک سالانہ تعمیر ریل کے لئے قرض لیا جا رہا ہے۔

کسب و روزگار عام کسب کاشتکاری ہے سنہ ۱۸۹۲ء میں گندم ۵۰۰۴۷۶ ہکٹیر پر اور جو ۲۹۹۰ ۴۷ ہکٹیر پر اپنے کل مزروعہ رقبہ کے چھٹے حصہ پر کاشت تھی انگوری تاکوں کا رقبہ ۵۵۰۶ ہکٹیر تھا جس سے ۹۳۸۵۵۹ [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء کی آمدنی میں ایک مد ڈاک و تار کی بھی ہے جسکی رقم ۱۱۶۹۱۰۰ فرینک بتائی گئی ہے اور غیر معمولی آمدنی ۳۴۶۵۸۵۶۹۷۵ بشمول ۳۴۹۰۶۲ ۱۳۱۵ فرینک خرچ کی مدیں یہ دکھائی گئی ہیں۔ وظیفہ حکمران و ارکان خاندان ۰۰۰ ۱۲۸ ۔ حکمہ ۱۲ سود وغیرہ ۳۴۳ ۱۲۲۸۰۲۔ تار و ڈاک ۱۵۹۵۱۱۳۔ اتفاقی مصارف ۱۳۱۰۰۶۹۔ زراعت و جنگلات ۴۰۱۰ [illegible] تعلیم ۱۱۰۸۹۹۔ تعمیرات عامہ ۲۶۸۶۸۷۹۳۔ فوج ۱۵۰۶۹۵۰۔ مختلفات ۳۳۴۸۱۵۰ میزان ۳۴۲۹۱۵۴۳۵ فرانک۔

سے ہکٹیر فرانسیسی پیمانہ زمین ہے اور ۲۰ءسے ۲ ایکڑ کے برابر ہے۔

مجھے اس نمائش سے کیا فائدہ ہوگا یہ کیفیت مارسیلز کے بعد ہسپانیہ داخل ہو کر قرطبہ و غرناطہ کے آثار قدیمہ کے دیکھنے کا ارادہ ہے پھر جبل طارق سے ہوکے بعد جو کچھ قرار پائیگا اس کی اطلاع دی جائے گی۔

ہندوستانی۔ ایرانی۔ افغانی۔ بخاری۔ جو تمام عراق شام اور مصر میں ملا کرتے تھے۔ بلاد مغرب میں کہیں انکا نام نہیں صرف ایک شہر ہری رام سندھی تاجر سے دن میں ایک دفعہ ملاقات ہو جاتی ہے اور انکی گفتگو سے تھوڑی دیر کے لئے ہندوستان کے خیالات تازہ ہو جاتے ہیں۔ حیدرآباد کے ہندوؤں کی ایک دکان پوہلومل کے نام سے بھی یہاں موجود ہے۔

سنا ہے کہ پنجاب کے بعض لوگ بھی بلاد مغرب میں آنکھوں کا علاج کرتے ہیں مگر میری نظر سے کوئی نہیں گذرا۔ (۲۹ جون ۱۹۰۶ء)

(۲۰۶)

ہیکٹو لیٹر[۱] نبیذ پیدا ہوتی ہے۔ جو زیادہ تر مقامی طور پر ہی صرف ہو جاتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۹۶ لاکھ اٹہتر ہزار ہیکٹو لیٹر روغن زیتون پیدا ہوا۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو تعداد مویشی یہ تھی۔ گہوڑے $\frac{۵۱۶۴۴}{۲۰۲۴۰}$ گدہے اور خچر $\frac{۱۱۹۶۰}{۱۰۸۰۹۴}$ گائے بیل بہینس $\frac{۲۳۲۷۲۶}{۲۰۰۲۰۰}$ بہیڑیں $\frac{۱۲۲۳۳۸۱}{۷۱۹۹۱۰}$ بکریاں $\frac{۶۸۱۶۳۶}{۵۰۹۴۴۸}$ اونٹ $\frac{۱۲۲۹۹۴}{۱۴۶۸۹۹}$ سور $\frac{۱۰۹۲۳}{۷۸۵۵}$ سنہ ۱۹۰۳ء میں سولہ کانوں پر کام جاری تھا۔ اور ۸ سو آدمی کام کر رہے تھے۔ گفاکی کان فاسفیٹ کو جدید دو سوسیل لینی ریلوے سے بہت مدد ملی ہے۔

ماہی گاہوں کے ٹہیکے بالعموم اطالین لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں مچھلی کا شکار بہ تفصیل ذیل ہوا سارڈین مچھلی ۱۱۳۰۵۶۶ کیلوگرام[۲] مالیتی ۷۲۲۱ پونڈ۔ بنچو دی مچھلی ۴۴ ۵۶۲ ۹ کیلوگرام مالیتی ۲۱۶۷۸ پونڈ۔ اسفنج و سیپ ۹۹۶۲۰ کیلوگرام مالیتی ۱۲۲۶۹۴ پونڈ۔ دیسی دستکاری اونی پارچات۔ قالین۔ زردوزی سوہاجی کفاش جلدوزی۔ مگٹوی و باغت وریشمی پارچات ہیں۔

تجارت پچہلے دو برسوں میں ٹیونس اور دیگر ممالک میں جو تجارت ہوئی اوسکی مالیت ملک وار حسب ذیل ہے۔

نام ملک	سنہ ۱۸۹۳ء		سنہ ۱۸۹۴ء		سنہ ۱۹۰۳ء	
	درآمد اس ملک سے	برآمد اس ملک کو	برآمد اس ملک سے	درآمد اس ملک کو	درآمد اوس ملک سے	برآمد اوس ملک کو
فرانس و الجیریا	فرنیک ۲۳۳۳۸۷۵۰	فرنیک ۱۹۴۱۳۷۲۵	فرنیک ۲۳۸۹۷۲۰	فرنیک ۲۵۹۱۲۰۸۸	فرنیک ۴ کروڑ ۹۳ لاکھ	فرنیک ۵ کروڑ
برطانیہ کلان و مالٹا	۵۲۲۰۰۷۵	۳۰۷۸۴۵۰	۷۶۵۶۰۱	۴۶۹۳۰۴۰	۹۰ لاکھ ۲۰ ہزار	۹۳ لاکھ ۱۰ ہزار
اٹلی	۴۱۱۸۵۰	۴۵۴۰۳۰۰	۴۱۹۸۷۲۲	۳۱۶۳۴۵۴	۶۳ لاکھ	۴۵ لاکھ ۶ ہزار
آسٹریا	۱۳۴۶۶۰۰	۱۳۷۴۷۵	۴۱۸۰۹۳	۱۹۷۲۳۹	۲۴ ہزار ۵ سو	۶۶ لاکھ ۶ ہزار
بلجیم	۹۹۸۱۲۵	۴۶۵۸۲۵	۱۴۸۰۷۵۳	۱۲۹۳۶۴۶	۲۳ لاکھ	۱۸ لاکھ ۱۹ ہزار
دوسرے دیگر ممالک	۳۴۶۷۸۲۵	۲۰۳۹۵۵۰	۳۲۷۶۵۲۶	۱۶۷۳۴۹۹	۰	۰
میزان	۳۸۳۸۳۲۲۵	۹۹۶۸۵۳۲۵	۴۱۹۲۲۷۱۵	۳۶۹۳۲۶۹۹	۷۱۳۹۸۶۴۳	۸۳۶۱۲۸۷۷

سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی اشیاء درآمد یہ تہیں:- سوتی پارچات ۵۶ لاکھ فرنیک سیمولینا ۴۴ لاکھ نو سو فرنیک وباقی اشیاء ۲۸ لاکھ فرنیک۔ قند ۱۸ لاکھ فرنیک گندم ۱۸ لاکھ فرنیک بلیجات ۱۲ لاکھ فرنیک قہوہ دس لاکھ فرنیک بڑی اشیاء برآمد یہ تہیں:- گندم ۳۶ لاکھ فرنیک جو ۳۹ لاکھ فرنیک روغن زیتون ۶۹ لاکھ فرنیک مویشی ۵۲ لاکھ الفا دو دین پندرہ لاکھ اسفنج بارہ لاکھ فرنیک۔ رنگنے کی چہال بارہ لاکھ فرنیک جست ۱۱ لاکھ فرنیک پچہلے پانچ

[۱] ہیکٹو لیٹر سیال اشیاء اور اجناس کا پیمانہ ہے۔ خشک پیمانہ $2\frac{3}{4}$ بشل کے برابر اور سیال اشیاء کا پیمانہ ۲۲ گیلن کے برابر ہے۔

[۲] کیلوگرام $\frac{۲۰۵}{۱۰۰}$ ۲ پونڈ کے برابر ہوتا ہے۔

برسوں میں ٹیونس اور برطانیہ کلان میں بڑے نقشے جات تجارت اسقدر تجارت ہوئی۔

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
ٹیونس سے برطانیہ کلان کو جو مال گیا	۴۳۴۶۷۱۸ پونڈ	۳۰۴۲۱۱ پونڈ	۱۳۱۸۵۸ پونڈ	۸۱۷۰۵ پونڈ	۸۰۶۲۹ پونڈ	۲۵۲۸۲۱ پونڈ
برطانیہ کلان سے جو ٹیونس میں آیا	۱۶۴۹۱۷	۱۶۴۶۴۵	۱۱۱۲۸۹	۱۱۲۹۹۹	۲۲۹۹۸۸	۳۹۳۵۰۸

سنہ ۱۸۹۴ء میں برطانیہ کلان کو بڑی اجناس گئیں۔ کانوں بنا ہوا دیگر سامان اور اسپرٹو گھاس ۱۹۵۴۵ پونڈ مالیت کا۔ اور انگلستان سے بڑی جنس سوتی پارچات لیتی ۹۳ ۵۸۹ ۱۹ پونڈ کے گئی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ٹیونس کے بندرگاہوں میں ۹۰۸۸ جہاز ۲۰۱۰۶۸۹ ٹن کو داخل ہوئے۔ انمیں سے ۵۴۵ جہاز ۱۰۹۱۷۹۵ ٹن کی فرانسیسی ۵۴۸ جہاز ۳۵۳۵۰ ٹن کے۔ طالین یا ورہ ۱۸۲ جہاز ۹۶ ۲۴۹ ۱۱ ٹن کے انگریزی تھے۔ ریلوی لائنوں کی لمبائی ۲۶۰ میل ہے اور کئی نئی لائنیں زیر تعمیر ہیں سلسلہ تار برقی کا طول ۵۲۵ میل ہے جسکی تاروں کی لمبائی ۳۴۰۰ میل ہے ۴۳ تار گھر ہیں سنہ ۱۸۹۴ء میں انہوں نے ۱۰۲۴۵۱۳ پیغام روانہ کئے۔ اسی سال ۱۳۱ ڈاکخانہ تھے جنہوں نے ۲۴۳۹۶۲ ملکی خطوط وغیرہ اور ۱۸۱۶۲۷ لاکھ غیر ملکی خطوط وغیرہ روانہ و تقسیم کئے

دائرہ ڈیٹ سنہ ۱۹۰۶ء سنہ ۱۹۰۳ء میں تیونس کی سولہ بندرگاہوں میں ۱۱۵۴۲ جہاز زنی ۵۹۲۲ ۳۰۷ ٹن داخل ہوئے انمیں ۱۹ سو جہاز زنی ۱۴۲۸۱۶۹ ٹن فرنچ تھے۔ ریلوے کا طول ۴۳۳ میل تھا جو کلہم فرنچ کے ہاتھ میں ہے ۲۵۰۰ میل سلسلہ تار برقی کا طول ہے اور اسکی تاروں ۵۵۸۰ سو میل۔ ۱۲۵ تار گھر ہیں سنہ ۱۹۰۳ء میں ۴۳۴۴۷۰ برقی پیغام بھیجے گئے۔ اسی سال ۹ ٹیلیفونی سلسلے شہروں کے اندر ۲۳۸ میل طویل تھے جنکی تار ۳۲۰ میل تھی۔ اور مختلف شہروں کے مابین ۲۷ سلسلے ٹیلیفونی تھے جنکی تار ۵۸۰ لمبے تھے۔ اور پانچ لاکھ ۸۶ ہزار پیغام بھیجے گئے سنہ ۱۹۰۳ء میں ۳۴۷ ڈاکخانہ تھے جنکی ذریعہ ملکی خطوط وغیرہ ۱۴۱۲۲۶۹۰۶ - اور غیر ملکی ۵۸۸۲۰۴۸ تقسیم ہوئے۔

سکے اوزان اور پیمانے پہلے سکہ پیاستر مروج تھا جو ۶۰ قروب یا چھہ پنس کے برابر ہوتا تھا۔ اب سرکاری مضروبات فرانسیسی سکوں کے مشابہ ہیں اور فرانس میں مضروب ہوتی ہیں۔ عام مستعمل وزن اونس ہے جو $\frac{۸۴}{۱۰۰}$ ۳۱ گرام کے برابر ہے۔ رطل میں ۱۶ سے لیکر ۲۴ - اونس تک ہوتے ہیں

پیمانہ غلہ۔ قافی = ۱۶ وئبی = ۱۹۲ ایش + ایک وئبی = ۱۲ اصاع۔

طولانی پیمانہ جات۔ بق عربی برائے ململ = $\frac{۵۳۹۲}{۱۰۰۰۰}$ گز کے + بق ترکی برائے ریشم = $\frac{۷۰۵۵}{۱۰۰۰۰}$ گز کے + بق اندلسی برائے پارچات $\frac{۷۰۹۴}{۱۰۰۰۰}$ گز کے۔

انگریزی قونصل جنرل متعینہ ٹیونس۔ ڈبلیو ایچ ڈی ہیگرڈ۔ موجودہ قونصل جنرل مریکلی نائب قونصل تونس مسٹر جانسٹن۔ بزاطہ۔ سفاکس۔ سوسا اور قیروان میں بھی انگریزی نائب قونصل ہیں۔

ترکی بجٹ ۹۸-۱۸۹۷ء اور مالی حالت

ترکی کی مالی حالت کو ایسی اچھی اور عمدہ کہنا جیسا کہ انکے دوستوں کا خیال [illegible] اور ایسی بدتر جیسا کہ دشمنوں کا خیال یا آرزو ہے وہ ویسی بھی نہیں ہے اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ۱۸۷۶ء میں جب اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین عبد الحمید مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور اس وقت ترکی مالی حیثیت سے نہایت ناگفتہ بہ تھی جو شورش کہ ہوئی اور روسی جنگ کے شروع ہو جانے اور پھر اسمیں شکست کھانے اور غیر سیروں کو قبضہ ہو جانے اور ان حادثات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مالی تنگی کی طغیانی اور بھی ابتر ہو گئی۔ مگر جنگ سے فارغ ہوتے ہی جس محکمہ کی اصلاح کیطرف سب سے پہلے حضور مدوح متوجہ ہوئے صیغہ مال تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ملک کی ترقی و خوشحالی زیادہ تر اسی محکمہ کی اصلاح پر مبنی ہے۔

یہ امر بیشک قابل افسوس ہے کہ عیسائی رعیت پادشمن سلطنتوں کی جا بیجا دست اندازی اور عیسائی رعایا کی شورہ پشتی اور خود سری کی وجہ سے یا مسلمانوں کی کاہلی۔ لاپروائی اور سستی کی وجہ سے اعلیحضرت کو اپنی ساعی جمیلہ میں جیسی کہ چاہئے ویسی کامیابی نہیں ہوئی۔ بہرحال اخراجات غیر معمولی کی ابتدا ہے جو بیشتر عیسائیوں کی مہربانی سے ضروری اور لازمی ہوگئے ہیں آمدنی سے خرچ زیادہ ہوتا رہا ہے۔ مگر سلطان کی ذاتی کوشش و جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ آمدنی کم ہو جانے پر معمولی اخراجات و آمدنی کا موازنہ برابر قائم رکھا گیا ہے۔ ہاں اور غیر معمولی اخراجات کے لئے ممالک غیر سے قرض لینے کی بجائے اپنے قرضوں ہی کی تبدیل یا اشتہار [illegible] کی صورت میں خود اپنے ہی ملک سے قرض لیکر کام چلاتے رہے ہیں۔ ڈاک [illegible] مسلسل دو سال کی بغاوت سے کئی صوبوں کی آمدنی میں لازمی طور پر کمی واقع ہوئی اور اس کے انتظام اور قیام امن کے لئے کئی لاکھ روپیہ خرچ کئی مہینوں تک کرنا پڑا۔ اور ساتھ ہی مخالف سلطنتوں کی دھمکیوں کے باعث ملک کی حفاظت اور ضروری مقامات کی مورچہ بندیوں وغیرہ کی بھی ضرورت لاحق ہو گئی۔ ان سب پر [illegible] خیال [illegible] مخالفین سلطنت عثمانیہ کو پورا یقین تھا کہ سلطان المعظم کو اب بہرحال ممالک غیر سے قرض لینا پڑیگا۔ اور اس ضرورت کیوجہ سے اور نیز جو کچھ دباؤ ڈالا جاویگا وہ بہ مجبوری اسے تسلیم کریں گے۔

یہ امر کہ سلطان المعظم کو قرضہ کی ضرورت تھی یا نہیں۔ اور اگر ضرورت تھی تو کیا انکا ارادہ قرض لینے کا تھا یا نہیں انہیں کو خوب معلوم ہوگا لیکن یہ امر واقع ہے کہ اس سال کے بجٹ کی شائع ہونے پر مخالفین کے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں۔ اور انکو یقین ہو گیا ہے کہ اعلیحضرت ایسی کارروائی سے حتی الامکان ہمیشہ بچتے رہیں گے جس سے غیر قوموں کو سلطنت میں اور زیادہ مداخلت کرنیکا موقع ملنے کا احتمال ہو۔

بجٹ کو درج کرنے سے پہلے ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی آمدنی یورپ کی دول عظام کی آمدنیوں سے بہت کم پائی گئی ہے حتی کہ [illegible] بھی جو وسعت و

ٹرکی پر فوقیت نہیں رکھتی سلطنت عثمانیہ کی آمدنی سے پانچ گنی زیادہ ہے۔ اسکی کئی باعث ہیں۔ سب سے بڑا یہ کہ ترکوں نے اپنے ملک کے قدرتی وسایل اور زرخیزی سے فایدہ اوٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ اور اب اگر سلطان المعظم کی جدوجہد سے کسیقدر اس طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں تو اونکو فایدہ اوٹھانیکا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ دوم صنعت و حرفت کی کساد بازاری اور علوم و فنون جدیدہ سے ناواقفی۔ سوم دیگر ممالک کی نسبت ٹرکی میں محاصل تھوڑے سے اور ہلکے ہیں۔ پھر اسپر ٹیکس دہندگان کی نسبت بری الذمہ اور مستثنی املاک و اشخاص کی تعداد زیادہ ہے۔ چہارم محصول درآمد و برآمد میں ممالک اجنبیہ کے ساتھ بہت رعایت کی گئی ہے اور دوسرے ملکوں کی نسبت شرح محصول عموماً کم رکھی گئی ہے۔ پنجم لگان معاملہ اراضی کا جنس میں وصول کرنا جس سے عمال کو خیانت کرنیکا بہت موقعہ ملتا ہے۔ ششم عام طور پر حکام کی خود غرضی و لاپروائی۔

اس تفصیل کے ساتھ ہی یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ یہ نقص آجکل کے پیدا شدہ نہیں بلکہ صدیوں سے چلے آتے ہیں۔ کئی عالی ہمت سلاطین کو انکی اصلاح کا خیال پیدا ہوا مگر بدقسمتی سے اندرونی سازشوں اور بغاوتوں اور بیرونی حملوں نے انہیں اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ اعلیحضرت سلطان **عبد الحمید** باوجود اونہیں موانعات کے جو سلطان محمود اور سلطان سلیم کو پیش آئے۔ ان نقصوں کی اصلاح میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اور اگر خدا کو منظور ہے تو ضرور ایک دن حصول مدعا میں کامیاب ہو جائیں گے۔

بجٹ کی تیاری کے لئے اعلیحضرت نے وزیر صیغہ مال کے ساتھ امپیریل عثمانیہ بنک کے ڈایرکٹر جنرل سر ایڈگار ونسنٹ کو بھی شامل ہونیکا حکم دیا تھا۔

چنانچہ صاحب موصوف اپنی رپورٹ میں پچھلے سالوں کے بجٹوں (موازنوں) میں نقص نکالتے ہیں کہ وہ کسی ایک قاعدہ پر تیار نہیں کئے جاتے رہے۔ سنہ ۱۸۹۰ء سے لیکر سلطنت کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ چہتر لاکھ پونڈ ترکی اور اصلی خرچ ایک کروڑ ۸۶ لاکھ پونڈ ترکی سالانہ ہوتے رہے ہیں یعنی بالاوسط ہرسال ۱۲ لاکھ پونڈ کا خسارہ ہوتا رہا ہے۔

اس تفصیل کے بعد صاحب موصوف آمدنی کی بڑہانے اور خرچ کو کم کرنے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہیں اور انکی راے میں جنگی محکمہ پر بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ فرانس میں جنگی محکمے کے خرچ کی نسبت ملکی محکموں کے خرچ سے ۳۴ فیصدی اور روس و جرمنی میں ۴۶ فیصدی ہے مگر ٹرکی میں یہ نسبت ۷۰ فیصدی ہے جو دنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ ہے۔ مالی نظام میں دو اور بڑی قباحتیں اونکے نزدیک ہیں کہ خیانت کی گرم بازاری ہے اور ملازمونکی تعداد زیادہ ہے۔ انکو باقاعدہ تنخواہ نہیں ملتی۔ امر اول کا تدارک انکی راے میں عبرتناک سزاؤں اور سخت نگرانی سے کیا جاتا [illegible] نت سے جو نقصان سلطنت کو پہنچ رہا ہے۔ اسکی نظیر میں وہ پوسٹ خانونکی آمدنی کو پیش کرتے ہیں [illegible] ۲ لاکھ [illegible] ہزار پونڈ ترکی تھی۔ مگر سال رواں میں ۱۲ لاکھ پونڈ ہو گئی ہے۔

دراصل انکی تنخواہ بہت قلیل ہے ... انتظامی کمیشن قرضہ ترقی کو سپرد ہے۔ اونکی آمدنی میں ان سے ترقی ہو سکتی ہے۔ مگر وہ ملازموں کو بھی ایک شخص سے دوسرے کو تبدیل ہوتے ہیں جنکی سات آٹھ مہینہ کی تنخواہ بقایا رہتی ہے اون سے دیانتداری کی جانفشانی کی امید رکھنا فضول ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ... تو بہتر ہو کہ ایک خاص کمیشن مقرر کیا جاوے۔ اور تمام ملازموں کی تنخواہ کے برابر ایک سالانہ رقم اوسکے لئے خاص کیجاوے اور اس قسم کا بار ہوا ان حصہ میں پہنچے اوسکو ادا کیا جاوے تاکہ ادنی سے ادنی ملازم کو بھی اوسی باقاعدگی سے تنخواہ ملے جسطرح کہ اعلی عہدہ داران سلطنت کو ملتی ہے۔

اضافہ آمدنی کی ایک تدبیر یہ بتائی گئی ہے کہ تمباکو کے اجارہ کا پورا پورا انتظام کیا جاوے۔ ترکی کی تقریباً کل باشندے بالکل اور کم و بیش ترک تمباکو کے سخت عادی ہیں۔ مگر اس اجارہ سے صرف گیارہ لاکھ پونڈ ترکی وصول ہوتے ہیں۔ حالانکہ مصر میں جسکی آبادی اس سے تیسرا حصہ ہے اسقدر رقم وصول ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ترکی میں اس اجارہ کا ٹھیک انتظام نہیں۔ مصر میں معقول انتظام سے بدلیل اس مد کی آمدنی پچھلے آٹھ برسوں میں دس گنی بڑھ گئی ہے۔ سر ایڈگار ونسنٹ کی رائے میں شرح محصول درآمد کو بھی جو اسوقت سات فیصدی ہے۔ اور یونان۔ بلگیریا سرویا وغیرہ ممالک متصلہ کی شرح سے بہت کم ہے۔ ممالک غیر سے تجارتی معاہدے کر کے بڑھا دینا چاہئیے۔

آگے چلکر صاحب مضمون عثمانیہ بلوں کی ضمانت کا ذکر کرتے ہیں اور آخر کلام ترکی کی مالی مشکلات کی نسبت قلم لگاتے ہیں کہ مصر کی مشکلات سے بعض صورتوں میں ... زیادہ ... ہیں جبکہ مصر میں خرچ کم کرنے اور آمدنی کے بڑھانیکی بہت گنجایش ہے۔ اگر مالی مشکلات کا استقلال ... سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ترکی ... تو لارڈ کرومر کی پالیسی پر ... برسوں کی تجربہ چھ مہینوں میں کامیابی کیساتھ ختم ہو جائیں۔ ترکی میں آمدنی و خرچ کا موازنہ قائم کرنے کیلئے نہایت توجہ اور دیانتداری کی ضرورت ہے۔ خاتمہ پر وہ سلطان اعظم کی خدمت میں حسب ذیل سفارشیں کرتے ہیں۔

(۱) جنگی خرچ کو کم کیا جاوے (۲) خیانت و بددیانتی کی تحقیق کیجاوے (۳) عہدہ داروں کو عہدہ کے لحاظ سے اور نہ کسی قرابت کے لحاظ سے مقررہ اندازہ پیمانہ کے مطابق باقاعدہ تنخواہیں تقسیم کیجاویں (۴) انتظامی محکموں میں ملازموں کی تعداد کم کیجاوے (۵) عہدہ داروں کی جنکی تنخواہیں بڑھائی جاویں (۶) محاصل بلاواسطہ کو بڑھایا جاوے (۷) آمدنی کے ماہواری اور سالانہ نقشے تیار ... شائع کئے جائیں (۸) وزیر مالیہ کو جو بیجا خرچ کرنیوالوں کو سزا دینے اور بیجا غیر معمولی اخراجات کو منظور کرنے سے جنکی نسبت باقاعدہ طور پر اجازت نہ لیگئی ہو انکار کرنیکا اختیار دیا جاوے۔

اوس خاص کمیشن نے جو بجٹ کی تیاری کیلئے مقرر ہوئی تھی اور اس رپورٹ کے مطابق تیار کر اعلیحضرت کی خدمت میں پیش کیا اور امید ہے کہ حضرت کمیشن کی سفارشوں کو فی الفور منظور فرما کر محکمہ سرکار پریسیڈنٹ توفیق پاشا کو نگرانی و ضبط و انتظام کے کامل اختیارات عطا فرما دینے ملک کے خوشحالی و بہبودی کو اپنی ذاتی آسایش پر مقدم رکھنے کے طبعی وصف کا اقتضا ہو جسکو

میں ملتی تھی۔ پہلے سول لسٹ (مصرف خاص) میں سے اپنے تئیں ... یعنی پچاس ہزار پونڈ کم کر دیئے۔ اعلیحضرت
سے پہلے سلاطین کو خزانہ عامرہ سے ۱۲۴۰۰۰ پونڈ سالانہ صرف خاص کے لئے ملتے تھے۔ اس رقم کے علاوہ انکو غیر معمولی
اخراجات کے لئے دیگر محکموں کی سالانہ بچتیں اور فاضل رقمیں اور نیز ترکی مخصوص کمپنی جہاز رانی ہرقلیہ کی
کوئلہ کی کانوں اور شاہی کارخانہ پارچہ بافی وغیرہ کی کلاہ کی آمدنیوں میں سے ۱۰۲۵۳۲ پونڈ ترکی سالانہ ملا کرتے تھے
اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے تخت پر بیٹھتے ہی دیگر محکموں کی بچت اور ۳۳۰۰۰۰ کی سالانہ رقم کا لینا بند کرکے اسے سلطنت کے
ضروری خرچوں کے لئے خزانہ کے سپرد کر دیا۔ اور بعد ازاں مختلف موقعوں پر سول لسٹ میں بھی کئی لاکھ پونڈ کم کر دیئے
چنانچہ اب ۹ لاکھ ۴ ہزار چار سو پونڈ کی جگہ پانچ لاکھ ۶۷ ہزار پونڈ ملتی ہے۔ اعلیحضرت کو اسکے علاوہ شاہی املاک کے
محاصل سے بھی تقریباً چھ لاکھ پونڈ کی آمدنی ہوتی ہے جس سے انکی سالانہ آمدنی گیارہ لاکھ ۶۷ ہزار پونڈ کے قریب ہو
جاتی ہے۔ اس آمدنی سے محلسرای کا تمام خرچ ہوتا ہے جسمیں پانچ ہزار سے زیادہ آدمی پرورش پاتے ہیں اور تمام
عہدہ داران محل ہمایون وغیرہ کی تنخواہ وغیرہ ادا کی جاتی ہے۔ پھر اسپر کوئی دن ایسا نہیں جاتا جسمیں خلیفۃ المسلمین
جیب خاص سے معقول رقم کسی تعلیمی۔ خیراتی یا امدادی کام کے لئے عطا نہ فرماتے ہوں۔ یہ بجٹ ۱۳۰۹ھ سے ۱۳۱۰ھ
(ترکی سال یعنی ۱۸۹۱ء لغایت ۱۸۹۳ء) کی آمدنیوں کی اوسط پر تیار کیا گیا ہے اسمیں کئی رقمیں ایسی شامل کی
گئی ہیں جو ۱۳۱۳ھ ترکی کے خاتمہ پر وصول ہونگی مگر ویسی ہی اسیقدر رقمیں جو سنین گذشتہ کا بقایا ہیں اس برس
میں وصول ہو کر بجٹ کا پورا کر دینگی۔ اس سال کے تخمینہ آمدنی میں پچھلے تخمینوں کی نسبت یہ ترمیم کیگئی ہے کہ عشرات دہ یکی
میں سے پہلے دس فیصدی حصہ خزانہ عامرہ کے لئے رکھ لیا جاتا تھا۔ اور باقی رقم محکمہ تعلیم عامہ اور زراعتی بنکوں کے
نذر کر دیجاتی تھی۔ اب کی دفعہ وہ حصہ ساڑھے دس فیصدی کر دیا گیا ہے جس سے خزانہ عامرہ کو دو لاکھ
... گورنمنٹ عشروں کی جگہ جنکی وصولی میں بہت وقت ہوتی ہے۔ اور جو ہمیشہ کم و بیش ہوتے
رہتے ہیں تشخیص کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ سردست بجٹ میں اس کی آمدنی ۴۱ لاکھ پونڈ رکھی
... زیادہ نہیں کیونکہ کئی ضلعوں کی زرعی اور تجارتی حالت میں نئی ریلوے لائنوں کے اجرا سے
ہی محصول یا ٹیکس اغنام (بھیڑ بکری) کی سالانہ اوسط پچھلے تین سالوں میں جنکی بنا پر بجٹ
۶۷ ... پونڈ ترکی تھی ۱۳۱۳ھ مارچ اپریل ۱۸۹۷ء لغایت مارچ ۱۸۹۸ء کے بجٹ میں اسے دو لاکھ پونڈ بڑھا
دیا گیا ہے کیونکہ اس سال سے فی شاخ ۲ پارہ زائد ٹیکس لگایا جائیگا۔ محصول پیشہ وران کی اوسط
... ۲۲۱۳۵ پونڈ ترکی تھی مگر چونکہ سال آئندہ بجٹ میں پچھلے صوبوں کی طرح جہاں
کے صوبوں کے زراعت پیشہ لوگوں کو اس ٹیکس سے بری کر دیا جاویگا ... ۲۲۱۳۳ پونڈ کم
ہے اور قانون حفاظت حق ایجاد و اختراع پیٹنٹ کی فیس وغیرہ ایک لاکھ پونڈ ترکی

اصنافی ہونیکا اندازہ کیا گیا ہے۔ مگر اس قانون کے نفاذ سے پہلے ابھی ضابطہ کو جنپر امورکی تکمیل ہو جانی ضروری ہے۔

محصول درآمد و برآمد کی سالانہ اوسط آمدنی قبل جنگ ۱۲ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ سالانہ تھی مگر ۱۳۴۱ھ میں جو تجارت کی بے رونقی رہی اسکے مدنظر ۲۰ لاکھ پونڈ ترکی کا اندازہ لگایا گیا ہے پچھلے مہینوں میں پرمٹ خانوں کی آمدنی بڑھنی شروع ہوگئی ہے اور سال رواں کی عمدہ فصلوں سے امید ہے کہ اور زیادہ بڑھ جاوے گی۔

مدات خرچ میں سے قومی قرضہ کے سود و بیباقی وغیرہ کیلئے ۶۴ لاکھ ۵۹ ہزار ۳ سو چند پونڈ ترکی کا بہ تفصیل ذیل لگایا گیا ہے:-

قرضہ مکفول بضمانت خراج مصر	۵۰۰۵۹ پونڈ ترکی
قرضہ جنکا اہتمام مجلس انتظام قرضہ قومی کے سپرد ہے معہ خرچ انتظام	۲۶۶۱۹۹۱ "
دیگر قرضے	۱۲۰۴۸۳۹ "
فلوٹنگ ڈیبٹ (یعنی سرکار کیطرف سے جو کرنسی نوٹ جاری ہیں)	۵۲۳۵۲۳ "
ضمانت ہائے ریلوے	۸۶۸۸۹۴ "
تاوان جنگ	۴۵۰۰۰۰ "
	۶۴۵۹۳۰۶

انتظامی محکموں کے اخراجات کو بجٹ میں کم کر کے دکھلانے سے کمیشن نے ان محکموں سے خط و کتابت کر کے یہ اطمینان کر لیا تھا کہ تخفیف خرچ سے سرکاری کاروبار میں کوئی ہرج نہیں ہوگا۔ چنانچہ بجٹ میں جو تخفیفیں دکھائی گئی ہیں انکو عمل میں لائے جانے کے لئے احکام صادر ہو گئے ہیں۔

کو رخصت کرنے کے لئے وزارت اور گورنران صوبہ کو حکم دیا گیا ہے۔ اسٹیٹ کا

آمدنی ۔۔۔۔۔۔ ۳

خرچ ۔۔۔۔۔۔

فاضلہ ۔۔۔۔۔۔

بجٹ میں غیر معمولی اخراجات کے لئے کوئی اسٹیٹ تیار نہیں کیا گیا لیکن صورت یہ ہے کہ آمدنی کو غیر معمولی خرچ پر صرف کرنے سے محفوظ رکھا جائیگا۔ مگر ویسے ہی دوسری حاصل ہوگی۔ اور نئے تجارتی معاہدوں کے آمدنی محصول درآمد و برآمد میں جو اضافہ اس سے یقین کامل ہے کہ ضروری اخراجات غیر معمولی کے لئے یہ نئی آمدنیاں کفا صرف ۵۰ ۱ لاکھ پونڈ کی ہے جو قانون پرمٹ کی نفاذ پر لائسنس ٹیکس

بجٹ آمدنی و خرچ سلطنت عثمانیہ

براے سنہ ۱۳۱۴ ترکی

مطابق

مارچ سنہ ۱۸۹۷ لغایت فروری سنہ ۱۸۹۸ء

صیغہ (آمدنی)	سالانہ اوسط ۱۳۰۸ھ لغایت ۱۳۱۲ھ	۱۳۱۳ھ کی آمدنی	صیغہ (خرچ)	خرچ ۱۳۱۱ھ میں	تخفیف	خرچ ۱۳۱۴ھ
حاصل بلاواسطہ و عشر و ٹیکس			ا- سول لسٹ	ترکی پونڈ	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی
	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی	سلطانی سول لسٹ	۶۳۷۱۷۲	۵۰۰۰۰	۷۷۱۷۲
اراضی قسطنطنیہ	۲۷۵۰۲۲	۲۷۵۰۲۲	وظیفہ شاہزادگان و شاہزادیان	۳۰۵۳۷۸۰	۰	۵۳۷۸
محصولات	۳۲۳۹۹۰۲	۲۲۳۶۹۰۲				

آمدنی			خرچ			
صیغہ	پونڈ ترکی سالانہ اوسط [illegible] لغایت سنہ ۱۳۱۰ھ	پونڈ ترکی سنہ ۱۳۱۳ھ کی آمدنی	صیغہ	پونڈ ترکی خرچ سنہ ۱۳۱۳ھ میں	پونڈ ترکی تخفیف	پونڈ ترکی خرچ سنہ ۱۳۱۴ھ میں
۲- محاصل بالواسطہ و متفرق آمدنیاں			۳- مذہبی مصرف وغیرہ			
محصول پرمٹ خانجات	۲۱۶۵۷۸۴	۲۰۰۰۰۰۰	اوقاف	۶۵۰۰۰	۹۷۵۰	۹۹۲۵۰
محصول نمک	۷۸۹۱۹۰	۷۸۹۱۹۰	کارخانہ نسرائیں	۳۸۱۳۰	۰	۴۸۱۳۰
محصول تمباکو	۷۵۴۲۹۵	۷۵۴۲۹۵	شفاخانجات برائے اجانب	۶۱۹۳۶	۰	۶۱۹۳
محصول مسکرات	۲۴۸۵۳۵	۲۴۸۵۳۵				
محصول لکڑی	۲۷۷۱۱۰	۲۷۷۱۱۰	جنگی پنشنیں	۲۰۰۲۷۳	۲۰۰۲۷	۱۸۰۲۴۶
محصول ماہی گاہیں	۱۰۷۶۱۶	۱۰۷۶۱۶	سول پنشنیں	۳۶۸۴۰۰	۳۶۸۴۰	۳۳۱۵۹۰
عشر تمباکو	۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	انعامات تیاردہ زنانہ وغیرہ	۱۲۳۱۱۵۶	۰	۱۲۳۱۱۵
محصول ریشم	۱۰۶۳۸۶	۱۰۶۳۸۷				

صیغه	آمدنی سالانه اوسط ۱۳۰۹ تا ۱۳۱۰	آمدنی سنه ۱۳۱۳	صیغه	خرچ سنه ۱۳۱۱	تخمینه ...	[illegible]	[illegible]
	آمدنی			خرچ			
وزارت جنگیه	پونڈ ترکی ۱۲۴۸۰۹	پونڈ ترکی ۱۳۹۸۰۹		سول محکمے			
توپخانه عامره	۱۳۲۵	۱۳۲۵	وزارت ...	پونڈ ترکی	پونڈ ترکی		
فوجی پولیس (جندارمه)	۴۱۲۵	۴۱۲۵	محکمه داخلیه	۹۸۹۳۲۲۹	۳۴۹۵۸		
میزان	۵۴۲۶۹۳	۵۴۲۶۹۳	سینیٹ	۴۱۶۱	۰		
سول محکمے			محکمه آڈیٹر جنرل	۱۳۷۰۲	۴۶		
وزارت صیغه اندرونی	۴۵۲۲۰	۴۵۲۲۰	شیخ الاسلامت	۲۲۱۸۱۶	۶۸۸		
شیخ الاسلامت	۴۳۰۰۸	۴۳۰۰۸	کونسل حفظان صحت ملکی	۱۰۴۶۶۶	۵۹۲		
ڈاک و تار	۴۰۵۱۴	۴۰۵۱۴					
پولیس	۲۹۰۶	۲۹۰۶	ڈاک و تار	۴۲۲۶۰۹	۱۵۴۶۶		
معدلت عامه	۲۴۳۸۸۶	۲۴۳۸۸۶	پولیس	۱۹۲۰۵۸	۵۴۶۹		
صیغه خارجیه	۳۶۰۱۵	۳۶۰۱۵	صیغه خارجیه	۲۰۶۳۸۱	۳۹۷۴		
تجارت و تعمیرات عامه	۲۱۹۰۲	۲۱۹۰۲	معدلت	۴۶۱۴۴۱	۷۵۹۶		
زراعت جنگلات معادن	۳۱۰۸۴۶	۳۱۰۸۴۶	محکمه مذہبی	۹۳۶۰	۱۸		
سود رقوم جو بنک عثمانیه میں جمع ہیں	۳۸۶۹۲۴	۳۸۶۹۲	سررشته تعلیم	۵۰۰۰۰	۷۵۰۰		
			تجارت	۳۹۲۰۲	۵		
متفرق آمدنیاں	۲۴۳۴۷۷	۲۴۳۴۷۷	صیغه مال	۶۸۰۴۱			
دفتر خانه	۲۲۴۲۲۱	۲۲۴۲۲۱	اخراجات مختلف	۶			
محکمه حفظان صحت	۸۷۸۲۹	۸۷۸۲۹	دفتر خانه				
سر رشته عامه صحت عامه ملکی		۱۹۷۵	۴				

۷۳۴

صیغہ	آمدنی: سالانہ اوسط ۱۳۰۸ تا ۱۳۱۰ھ	آمدنی: ۱۳۱۴ھ کی آمدنی	صیغہ	خرچ: خرچ ۱۳۱۴ھ میں	خرچ: تخفیف پندرہ فیصدی	[illegible]
معادن ہرقلیہ	پونڈ ترکی ۴۱۸۰۰	پونڈ ترکی ۴۹۹۰	محکمۂ حفظان صحت	پونڈ ترکی ۹۳۸۴۳		
میزان	۱۹۳۸۲۰۳	۱۹۶۲۰۳۷				
میزان بدر	۲۲۷۰۹۶۶	۲۲۹۴۴۳۰	شرکت خیریہ	۲۲۶۳۴۳۹		
خزانہ عامرہ کا حصہ کمپنی تنباکو کے منافع میں	۵۱۷۷۵	۵۱۷۷۵	معادن ہرقلیہ	۱۱۴۳۸	میزان تخفیف	
			میزان	۴۱۵۳۰۶۶	۳۳۷۰۲۳	۸۳۶۴۳
مہ خراج (متفرق)	۱۱۳۶۳۱۶	۱۱۳۶۳۱۶	میزان کل خرچ و تخفیف	۲۰۵۹۱۴۴	۱۹۳۶۶۳۳	۴۳۹۴۱۱
میزان کل آمدنی	۱۸۹۲۷۴۳۶	۱۸۵۱۱۳۲۳				
			اضافہ			۸۱۹۱۲

مضامین سلطنت

۹۸۹